تاریخ النوائط

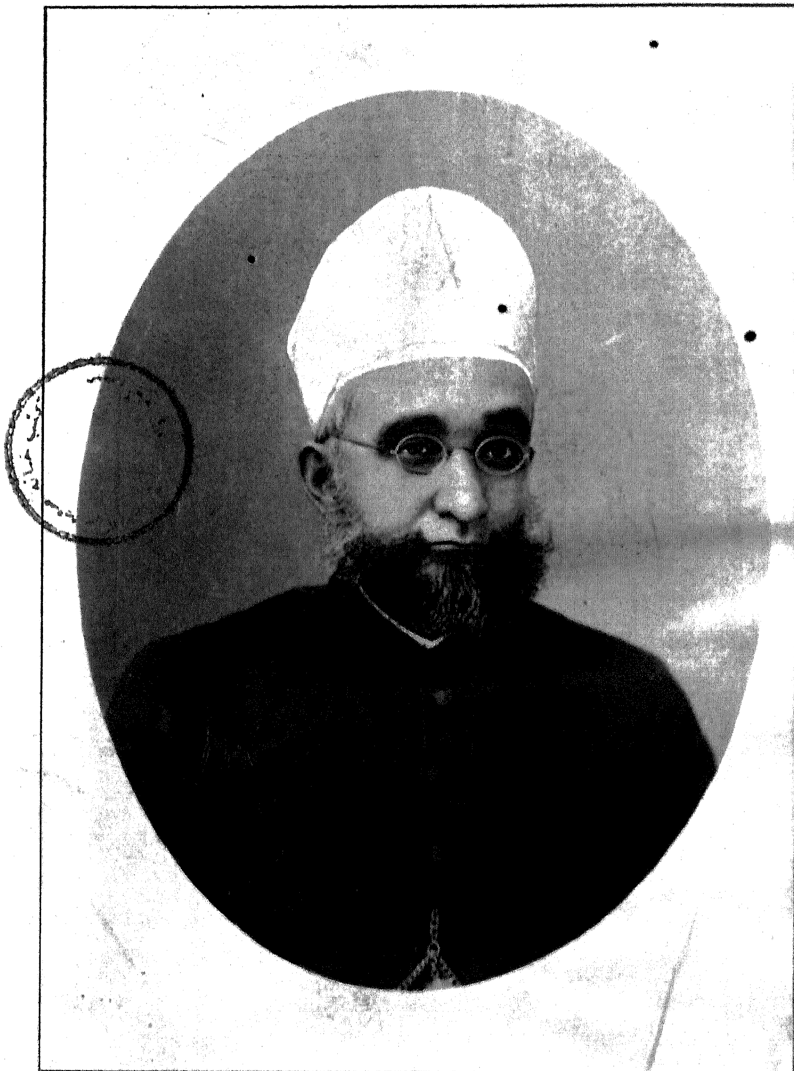
جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت ۔ مخصوصات رسم
و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول تعلقدار وظیفہ خوار
حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع
۱۳۲۲

نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف





اعزاز

مجھکو اور میری اس مختصر تالیف کو یہ اعزاز مایہ فخر و ناز ہے کہ مین اس
کتاب کو اپنے آقائے نعمت والی عزت قدر قدرت اعلیحضرت
بندگان عالی متعالی حضور پر نور آصف جاہ سادس نواب مستغنی
عن الالقاب نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر
فتح جنگ جی-سی-یس-آئی-جی-سی-بی-فرمانروائے ریاست
آصفیہ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن ادام اللہ
اقبالہم وضاعف اجلالہم کی بارگاہ اقدس مین بطور نذر پیش
کرتا ہون مین واقف ہون کہ ایسے موقع پر اہل تصانیف و تالیف
ڈڈیکیشن کے ذریعہ سے اپنی تصنیف و تالیف کی عزت بڑہاتے ہین
لیکن اسوجہ سے کہ مین اپنے آقائے نعمت کی الوالعزم بارگاہ مین

ایک نہایت کم رتبہ اور بے حقیقت شخص ہون - مجھکو اس قدر جرءت نہ ہوئی کہ بحیثیت ایک مولف کے اپنے مالک کی خدمت مین ڈڈکیشن کی درخواست کرون -

دعاگوی این دولتم بندہ وار		خدایا تو این سایہ پایندہ دار

عزیز جنگ مولف
وظیفہ خوار حسن خدمت عہدہ اول تعلقداری
سرکار عالی

تاریخ النوائط

جس میں قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت مخصوصات رسم

و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول تعلقدار وظیفہ یاب

حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع

۱۳۲۲

فہرست مضامین تاریخ النوایط

کان کے زیور

ناک کے زیور

Acc. 24210

۹۲۰۱۰۴
ع ز ی - ن

نایطیان بھٹکلہ کے القاب

دوسری فصل قوم نایط کے مشاہیر کے متعلق

ردیف الف

ردیف ب

متفرق اسماء جن کا احوال مستقل تذکرون کے ضمن مین لکھا گیا ہے۔

ردیف الف

فہرست خاتمہ کتاب

ضمیمہ جات یعنی نقل و نقل النقل مضامین بعض تصانیف

تقریظات

تمام بشد

نحمده ونستعینه

طبع اول

پانسو جلد

تاریخ النوائط

جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت۔ مخصوصات رسم
و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر ولا التعلقدار وظیفہ خوار

حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع

۱۳۲۲ھ

قیمت فی جلد

دس روپیہ

حیدر آباد دکن

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ العزیز حمدا کثیرا و اصلی علی سید القریش افضل ولد ادم خیر البشر احمد الذی ارسل الی الخلق بشیرا و نذیرا ۵ وعلی الال والاصحاب ذوی العزۃ الباھرۃ شیوخ القوم اولی الانساب الطاھرۃ۔ امابعد احمد عبدالعزیز نائتی نایطی شافعی بجان و دل شکرگزار ہے اپنے آقائے نعمت والی دولت قدر قدرت اعلیحضرت بندگانعالی حضور پر نور مدظلہ العالی آصف جاہ سادس نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ جی۔سی۔یس آئی۔جی۔سی۔بی ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم فرمان روائے سلطنت

آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کا جنکے
سایہ عاطفت اور ظل دولت نے ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم کو
اپنے اپنے عقیدے اور رسم و رواج کی آزادی کا تمغہ عطا فرمایا اور
مولف کو اوسکی عمر کے آخری حصہ مین وظیفہ حسن خدمت کے ذریعہ سے
فارغ البال اور قوم کی خدمت گزاری کے قابل بنایا۔

دعاگوی این دولتم بندہ وار	خدایا تو این سایہ پایندہ دار

مجہکو اس تاریخ کی تالیف کا خیال ایک عرصہ سے تہا لیکن سلسلہ ملازمت
کی سخت عدیم الفرصتی اور مناسب الوقت تالیفات کے اشغال نے
میرے خیال کو ایک عرصہ دراز تک پورا ہونے نہ دیا۔ جب مجہہ کو
وظیفہ حسن خدمت کی نعمت نصیب ہوئی اور کافی فرصت ہاتہہ آئی
تو مخدوم معظم جناب مولوی غلام علی قریشی نایطی اول تعلقدار وظیفہ یاب
سرکار نظام اور شفیق مکرم جناب مولوی محمد عبدالقادر شافعی نایطی
رجسٹرار بلدہ حیدرآباد دام اللہ برکاتہما کے ارشاد اور اصرار نے
اس رسالہ کی تالیف پر مجہکو آمادہ کر دیا۔ یہہ رسالہ فن تاریخ مین
میری تالیف کا پہلا یادگار ہے جس کو مین نے تاریخ النوایط

سے نامزد کیا ہے۔ چار باب پر شامل ہے اور ہر ایک باب مین دو فصل۔ مین نہایت کم معلومات کا شخص ہون۔ اپنی کم سوادی پر مجھہ کو شرم آتی ہے۔ ایسے اہم کام کو محض اس خیال سے سرانجام دینے کی ہمت کی کہ میری فرو گزاشت کی اصلاح زمانہ آئندہ مین ماہران فن کے حسن التفات و توجہ سے متوقع ہے۔ من اللہ التوفیق وبیدہ ازمتہ التحقیق۔

ہوش گر بخطائے رسی وطعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

پہلا باب۔ حالات مولف کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول مین مولف کے خاندان کا احوال

فصل دوم مین مولف کی مختصر سوانح عمری

دوسرا باب قوم نایط کے نسب اور احوال ہجرت قوم کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول مین قوم نایط کے نسب کا بیان

فصل دوم مین ہجرت قوم کا احوال

تیسرا باب۔ قوم نایط کے مذہب۔ اور مخصوصات قوم۔ اور رواجات کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول متعلق بمذہب ومخصوصات قوم فصل دوم رسم ورواج قوم کے متعلق
چوتہا باب۔ القاب معروفہ ومشاہیر قوم نایط کے متعلق مشتمل بر دو فصل
فصل اول متعلق بہ القاب قوم نایط۔ فصل دوم مین مشاہیر قوم کا بیان۔
خاتمہ۔ جس مین بعض اجزاء تصانیف کی نقل النقل اور تقریظات ہین۔
ذیل مین ایک فہرست اون تصانیف کی لکہی جاتی ہے جن سے اس تالیف
مین مدد ملی جس مین بعض ایسی کتابون کا نام بہی درج کرلیا گیا ہے جس کا
اصل نسخہ مولف کو دستیاب نہو سکا بلکہ کسی دوسری تصنیف سے اسکا
پتہ چلا جس حدتک اون تصانیف کی عبارت منقولی ملسکی اوسکی نقل النقل
اس کتاب کے خاتمہ مین لکہدی گئی۔

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	سال تصنیف	مطبوعہ ہے یا قلمی
۱	۲	۳	۴	۵
۱	قاموس	ملا مجد الدین ابو طاہر	سنہ ۸۴۵ھ	مطبوعہ
۲	تاریخ فرشتہ	ملا قاسم ہندو شاہ	سنہ ۹۹۸ھ	″
۳	منتخب اللباب جلد سوم	محمد ہاشم خان نظام الملکی	سنہ ۱۱۳۵ھ	قلمی
۴	سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	سنہ ۱۱۷۷ھ	مطبوعہ
۵	ماثر الامرا	نواب صمصام الدولہ شہنواز خان	سنہ ۱۱۹۴ھ	″

۶	توزک والاجاہی	برہان خان ہانڈی	۱۱۹۵ھ	قلمی
۷	وقائع سعادت	محمد امین	۱۲۱۸ھ	//
۸	نشان حیدری	سید حسین علی کرمانی	//	مطبوعہ
۹	گلستان نسب	نواب قادر عظیم خان بہادر	۱۲۳۰ھ	قلمی
۱۰	کشف الانساب	علامہ جلال الدین سیوطی	۰	//
۱۱	تزہتہ الحقایق	امام نووی	۰	منقول ازگلستان نسب
۱۲	احوال القوم	اکرم خان شاہجہان آبادی	۱۲۵۰ھ	قلمی
۱۳	نایط	محمد سعید شہر اوستاد	۱۲۵۱ھ	//
۱۴	گلدستہ کرناٹک	حکیم باقر حسین خان بہادر	۱۲۵۵ھ	//
۱۵	صبح وطن	نواب محمد غوث خان بہادر	۱۲۵۷ھ	مطبوعہ
۱۶	صحیح النسب	مولوی عظیم الدین مدراسی	۱۲۵۸ھ	قلمی
۱۷	انساب النایط	غلام حسین	۱۲۵۸ھ	//
۱۸	گلزار آصفیہ	خانزمان خواجہ غلام حسین خان	//	مطبوعہ
۱۹	نتایج الافکار	محمد قدرت اللہ خان	۱۲۵۹ھ	//
۲۰	تذکرہ گلزار اعظم	نواب محمد غوث خان بہادر	۱۲۶۹ھ	//

۲۱	اشارات بنیش	سید مرتضےٰ بینش	سنہ ۱۲۶۹ھ	مطبوعہ
۲۲	قانون دستگیری	مولانا غلام دستگیر	سنہ ۱۲۷۱ھ	،،
۲۳	نفحۃ العنبریہ	مولوی باقر آگاہ	۰	قلمی
۲۴	ہسٹری آف میسور	کرنل مارک ولکس	سنہ ۱۲۸۶ھ	مطبوعہ
۲۵	خورشید جاہی	مولوی محمد امام خان	،،	،،
۲۶	تاریخ احمدی	مولوی حاجی احمد	سنہ ۱۲۸۸ھ	قلمی
۲۷	کشف النسب	محمد نورالدین مدراسی	سنہ ۱۲۹۲ھ	مطبوعہ
۲۸	لسٹ آف انڈین ہسٹری	رورن-جی-یوپوپ	سنہ ۱۲۹۷ھ	،،
۲۹	حدایق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی	سنہ ۱۳۰۱ھ	،،
۳۰	قلاید الجواہر	عباس رفعت	سنہ ۱۳۰۱ھ	،،
۳۱	فرہنگ آصفیہ	مولوی سید احمد دہلوی	سنہ ۱۳۰۵ھ	،،
۳۲	تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی ریوانی	سنہ ۱۳۱۲ھ	،،
۳۳	روضۃ الاولیا	شاہ سیف اللہ	سنہ ۱۳۱۴ھ	،،
۳۴	دربار اکبری	شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد	سنہ ۱۳۱۹ھ	،،

پہلا باب متعلق بحالات خاندان مولف و مختصر سوانح عمری

پہلی فصل متعلق بہ حالات خاندان مولف

خاندان احمد عبد العزیز المخاطب بہ خان بہادر نواب عزیز جنگ بن مولوی محمد نظام الدین بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبد اللہ بن مولوی محمد ادریس بن شیخ محمد عبد اللہ بن حافظ محمد عبد القادر بن حافظ درویش بن حافظ ابراہیم - عربی الاصل - قریشی - نایطی - شافعی المذہب جن کا سلسلۂ نسب وحسب عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے - قومی لقب تانتلی ہے - جس کی تعریف اس کتاب کے باب چہارم فصل اول ردیف ت سے معلوم ہوسکتی ہے - حافظ ابراہیم مغفور جدا علائے مولف پہلے شخص تھے جو سنہ ہجری میں بصرہ سے کوکن آئے آپ اور آپ کے فرزند اور پوتے اور پر پوتے کی رحلت بندر گوا میں واقع ہوئی - وہی مقام آپ کا مدفن ہے - آپکی اولاد کے سلسلہ میں مولوی محمد ادریس تک تجارت کا سلسلہ جاری رہا - مولوی محمد ادریس پہلے شخص تھے جو ۱۱۵۲ھ ہجری میں صوبہ مدراس تشریف لائے اور مستقر ضلع نیلور میں اقامت گزین ہوے - آپ اپنے آبائی تجارت کے ذریعہ سے نہایت مرفہ الحال تھے - شاہی علاقہ سے بھی آپ کا

تعلق قایم ہوچکا تہا ونگول کی قلعداری کا فرمان آپ کے صاحبزادی مولوی عبد اللہ کے نام صادر ہوچکا تہا ۱۱۹۹ھ مین بمقام نیلور آپ نے رحلت کی آپکا مزار ایک سنگ بست گنبد مین چوک کے بازو پرانے قلعہ سے متصل آپ کے صاحبزادے کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ آپ کے یادگار آٹہہ صاحبزادے اور چار صاحبزادیان باقی رہین۔

(۱) مولوی نظام الدین (۲) مولوی محمد تاج الدین خان

(۳) مولوی محمد اکبر (۴) احمد سعید

(۵) مولوی محمد نجم الدین (۶) محمد عبد القادر

(۷) مولوی محمد عبد اللہ (۸) مولوی رفیع الدینخان

(۹) خدیجہ بیگم (۱۰) حور النسا بیگم

(۱۱) نصیب النسا بیگم (۱۲) زیب النسا بیگم

ان آٹہون فرزند اور چارون صاحبزادیون سے باستثناء نمبر ۲ و ۷ باقی کے اولاد اور بعض کی صرف آل کا سلسلہ صوبہ مدراس اور اوس کے مضافات مین موجود ہے نمبر ۲ نے ۱۲۱۸ھ کے اواخر مین بزمانہ ریاست حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ مرقدہ نواب ارسطو جاہ

مدار المہام وقت کے طلب پر حیدر آباد کا ارادہ کیا اور معاش منصب سے سرفرازی پائی ۱۲۱۹ھ کے اوائل مین نواب ارسطوجاہ کی رحلت کی وجہ سے آپکے منصوبون اور توقعات مین تفرقہ عظیم پیدا ہوا آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے غلام محی الدین خان مغفور بھی اپنے آبائی معاش سے ممتاز رہے۔ جن کے دو یادگار (۱) وجہ الدین خان معنی تخلص (۲) ہدایت محی الدین خان وجد تخلص ناموری کے ساتھہ اپنا زمانہ ختم کر چکے ہین اول الذکر کے گھر کے چراغ وزیرالدین خان بہادر اور آخر الذکر کے تین صاحبزادے محمد علیخان وغیرہ وغیرہ حیدر آباد مین موجود اور اپنے آبائی معاش منصب سے کامیاب ہین نمبر ۷۔ اپنی حیات تک سرکار ونگول کے قلعدار رہے لوازم اعزازی کے سوا ڈہائی ہزار روپیہ کی سالانہ معاش آپ کے نام جاری رہی سنہ ۱۲۶۸ھ مین اوسی مقام پر آپنے رحلت فرمائی اور اپنے فرزند مولوی محمد حسین کو اپنا یادگار چھوڑا۔ مولوی محمد حسین کے زمانہ مین نہ نوابی باقی رہی اور نہ قلعداری کی خدمت لیکن آبائی معاش اور منگنی پاڑ کی زمینداری کی وجہ سے آمدنی کے وسائل آپ کی معیشت کے لئے



بہت کافی تہی مولوی محمد حسین نے ۱۳۰۲ھ مین رحلت فرمائے چہہ فرزند اور دو صاحبزادیان آپ کے باقیات الصالحات سے رہ گئے

(۱) مولوی محمد یوسف حسین (۲) مولوی محمد رکن الدین

(۳) احمد علی (۴) محمود نواز خان

(۵) محمد عبد اللہ (۶) مولوی محمد نظام الدین

(۷) عصمت النسا بیگم (۸) شمس النسا بیگم

نمبر ا و ۲ و ۴ نے اپنی عمر کے آخری حصہ کو حیدر آباد مین بسر کیا اور سرکار نظام کی ملازمت کا شرف اون کو حاصل تہا نمبر ۳ و ۵ نے شباب ہی مین رحلت کی نمبر ۷ و ۸ - اپنی قوم مین بیاہی گئین۔ رہ گئے نمبر ۶ مولوی محمد نظام الدین یہہ مولف کے والد ماجد ہین۔ آپ نے اوائل عمر مین علوم دینیہ کی تحصیل فرمائی پہر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت سے شرف اندوز ہوے۔ عالم شباب مین آپ کی ملازمت کا سلسلہ برٹش انڈیا کے صیغہ پولیس ضلع نیلور مین حکام وقت کے نہایت اصرار کی وجہ سے قایم ہوا۔ مہتمم کوتوالی ضلع کا عہدہ آپکو دیا گیا لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین جس جس طرح جدید قواعد

کی پابندی ہونے لگی آپ اوس عہدہ سے متنفر ہوتے گئے. نیک نفس
حکام نے آپکی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے
آپکو مستثنیٰ کیا لیکن صرف ۲ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے
نوکری سے استعفا دیدیا اور اپنے جواہر علوم کی بدولت مدراس
کی نوابی مین مدرسہ اعظم کے عربی پروفیسر مقرر ہوے اور چند سال اس
ملازمت مین بسر کرنے کے بعد اپنے آبائی و اجدادی اصول پر تجارت
کا ارادہ کیا اور اوس مین کامیاب رہے حتے کہ ۱۲۸۳ھ مین بعہد ریاست
حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ مغفور نور اللہ مرقدہ سید
عبدالوہاب حسینی مدراسی اور آپ کے بنی عم وجیہ الدین خان معنی کی
تحریک اور نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد کے
ارشاد پر آپ حیدرآباد تشریف لائے اور ابتدائً ضلع پالم مین اور پھر
مولوی سید محمد مودودی مرحوم معتمد صدر المہام عدالت کے انتخاب
سے دار القضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتمم اور بالآخر
عدالت دیوانی بزرگ کے تخفیف کے بعد عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم
دوم مقرر ہوے اور اپنی مدت ملازمت کو نہایت نیک نامی اور

آب و تاب کے ساتھ ختم کرنے کے بعد بعہد وزارت نواب سراسمانجاہ
مغفور وظیفہ حسن خدمت سے کامیاب ہو کر بتاریخ ۳ شوال ۱۳۱۱ھ
دفعتًا قلبی عارضہ سے نماز شام مین حلت فرمائی۔ دروازہ چادر گھاٹ
سے متصل مسجد الماس مین خاندانی چبوترہ پر آپ کا مزار ہے۔ مولف
کے اجداد کی سسرال ہر ایک درجہ مین اپنے ہی خاندان سے متعلق رہی ہے
اور یہہ نتیجہ ہے پابندی کفو کا۔ مولف کی حقیقی والدہ مکرمہ مولوی محی الدین
ابن محمد علی ابن محمد سعید ٹیپو لقب کی حقیقی نواسی ہین۔ مولوی محی الدین
ٹیپو لقب اور دبیر الملک مشیر الدولہ محمود علی خان بہادر ناظم دارالانشاء
خاص دربار والا جاہی دونون حقیقی بھائی تھے۔ منشی محمود علیخان مغفور کے
اولاد مین رئیس الامرا نواب محمد علی خان مغفور اور منشی الملک دبیر الدولہ
نواب غلام علی خان بہادر صاحب تخلص دربار والا جاہی مین ممتاز تھے
آخر الذکر نواب مولف کی والدہ ماجدہ کے ماموں ہونے کے علاوہ حقیقی
خالو بھی تھے جن کے صاحبزادے احتشام الدولہ محمد صبغتہ اللہ خان بہادر
صوبہ مدراس مین بقید حیات ہین۔ مولف کے والد ماجد کے پانچ فرزندون
سے مولف کے حقیقی برادر مولوی احمد اللہ مرحوم ناظم سوم فوجداری بلدہ نے

بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان ۱۳۱۷ھ بعد نماز عشا اپنے والد ماجد کے حیات او رعین شباب مین انتقال فرمایا۔ کسی غیر محتاط حکیم نے کونین کے خیال سے مارفیہ ہیڈرو کلورس اونکو کہلا دیا تہا۔ ۳ گہنٹہ مین وہ دنیا سے چل بسے آپ نہایت ذی کی اور لایق۔ ریونیو اور جوڈیشل امتحانات مین بدرجہ اعلے کامیاب۔ نہایت دیندار اور باخدا اور نیک نام شخص تہے۔ اسی صدمہ جانکاہ نے فاتحہ چہلم سے متصل میرے والد ماجد کا کام تمام کر دیا۔ برادر مرحوم ذی اولاد تہے۔ اونکے کم سن پانچ صاحبزادے اپنے مقدر کے انتظار مین تعلیم پا رہے ہین۔ غرض ان سانحون نے خاندان کو پریشان کر دیا۔ افراد خاندان کا بڑا حصہ ذرائع معاش کو کہو بیٹہا۔ اللہم اغفر وارحم بحبیبک علیہ السلام

مولف کے دوسرے حقیقی برادر عبدالودود مادرزاد مجذوب ہین اور سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے شاہی خزانہ سے رعایتی وظیفہ پاتے ہین۔ باقی ماندہ دو علاتی برادرون سے (۱) مولوی عبدالستار سرکار عالی کے سررشتہ عدالت مین ملازم اور (۲) ڈاکٹر محمد عبدالرحمن فوج نظام محبوب کے مڈیکل سرجن ہین۔

دوسری فصل متعلق بہ سوانح عمری مولف

ولادت اور تعلیم مولف کی ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ شنبہ ۲۱ ضلع نیلور صوبہ مدراس کے مستقر پر واقع ہوئی۔ مولف اپنے والد ماجد کے ساتھ ۱۲۸۱ھ مین حیدرآباد آیا۔ مولف کی ابتدائی تعلیم مولف کے نانا مولوی محمد غازی الدین غازی تخلص نے آغاز کی تھی۔ زمانہ مابعد مین نواب محمد حسین خان قادری راقم تخلص المخاطب بشیرین سخن خان بہادر میر مجلس شعراء دربار والا جاہی اور آپکے صاحبزادے مولانا مولوی محمد نجم الدین حسن خان قادری صبغۃ اللہی اور مولوی محمد حبیب اللہ ذکا نایطی شاگرد رشید مرزا اسداللہ خان غالب اور حضرت ذکای مغفور کے فرزند ارجمند مولوی محمد میران سُہا تخلص سے مولف نے فارسی کی تحصیل کی اور مولانا محمد شہاب الدین اور مولوی سید وجیہ الدین اور مولوی سید غلام دستگیر مدراسی کی توجہ سے عربی مین طالب العلمی کا شرف حاصل ہوا۔ شعر وسخن کا بھی مذاق ہے۔ ولا تخلص کرتا ہے۔ فن جُمل کے ساتھہ خاص دلچسپی ہے۔ فن سخن مین قدر بلگرامی اور مولوی سید علی کامل لکھنوی اور مولوی نجم الدین حسن خان مسبوق الذکر سے تلمذ کا افتخار حاصل ہے۔ خطاطی کی نعمت سید شاہ عبد القادر دادگیری۔ سید رضا علی حیدرآبادی۔ مولوی سید شجاعت علی الموسوی حال اول تعلقدار ضلع لنگسگور

اور حافظ محمدؐ باقر زرین قلم کی فیضان صحبت سے حاصل ہوئی۔ فن سیاق
کے ساتہہ مولف کی طبیعت کو مناسبت خاص ہتی۔ پنڈٹ رام کرشن
مولانا مولوی سجاد حسین اور مولوی ولی اللہ نیوتنوی کے التفات
خاص سے بہرہ اندوز ہوا۔

ملازمت ۱۲۹۰ھ مین مولف کی ملازمت سرکار نظام کے صیغہ عدالت
مین خوشنویسی کی خدمت پر ۳۰ روپیہ ماہوار سے قایم ہوئی فن سیاق کی
مہارت نے محکمہ صدر المہام عدالت مین ۵۰ ماہوار کے ساتہہ ترقی کے زینہ پرپہنچایا
اس عرصہ مدت مین ۱۲۹۶ف کے حسابات قحط کی خاص ذمہ داری ناظم محتاج
خانجات کے دفتر کی مولف سے متعلق ہوئی یہہ وہ زمانہ ہے جسمین نواب
وقار الملک بہادر امروہوی معتمد صدر المہام عدالت۔ و ناظم انتظام قحط
تہے۔ قحط سالی کے خاتمہ پر نواب محسن الملک بہادر معتمد مالگزاری نے ۷۰روپیہ
پر ترقی دی اور صیغہ بندوبست وجمعبندی کے حسابات کی تنقیح کو مولف
سے متعلق کیا۔ پہر نواب اول الذکر کے انتخاب سے جبکہ وہ رکن مجلس مالگزاری
تہے مجلس مالگزاری کی محاسبی نظامت کا عہدہ ما ۱۰۰ ماہوار کا عنایت ہوا
اوراوسی سے متصل محاسبی مجلس کا عہدہ ما ۱۵۰ ماہوار کا مولف کو ملا مجلس

کی تخفیف کے بعد صوبہ شرقی مین تعیناتی ہوئی جہان مولوی عبدالباقی
اول تعلقدار ضلع ورنگل کی تحریک پر تعلقہ کہمم کی تحصیل داری درجۂ اول کا
عہدہ ما صہ ماہوار کے ساتہہ مولف کو عطا ہوا۔ بہت ہی تہوڑے عرصہ
مین مجلس انتظام صرفخاص نے ما ہر ماہوار سے مولف کو اپنے دفتر کی منتظی کی
خدمت پر لیا مجلس صرفخاص کی تخفیف کے بعد نواب مقرب الدولہ منہور الملک
وحید منور خان مقرب جنگ بہادر صدر محاسب سرکار عالی نے دفتر صدر محاسبی
کے صدر منتظی پر بمشاہرہ سما ہر مولف کو مامور فرمایا اور پہر اپنا پرسنل اسسٹنٹ
بنایا۔ جسکے بعد دفتر ممدوح کی عہدہ مددگاری شاخ موازنہ پر ترقی ملی جہان
العما ہر ماہوار ہوئی اور بالآخر دفتر ممدوح کی اول مددگاری کا اعزاز صما ہر
ماہوار کے ساتہہ عطا ہوا اس عرض مدت مین عالیجناب نواب سر آسمانجاہ
بہادر مدار المہام وقت کے ہمراہ بحیثیت محاسب وخزانہ دار سفر شملہ بمبئی
اور کلکتہ کے سفر کا اتفاق ہوا اسی عرض مدت مین عارضی طور پر کارخانہ
حسین بن محسن مرحوم کا انتظام بہی منجانب سرکار عالی مولف کے تفویض
رہا۔ جب مولف نے سررشتہ مالگذاری اور عدالت وحساب کی سرکاری
امتحان مین کامیابی حاصل کی تو نواب وقار الملک بہادر معتمد مالگذاری نے

صماصہ ماہوار سے اپنی مددگاری پر مولف کا تقرر کیا۔ اور جاگیرات و انعامات کی سماعت اپیل کا کام مولف کے تفویض فرمایا۔ ایک عرصہ تک اس عہدہ کی ذمہ داریون کو سرانجام دینے کے بعد نواب مقتدر جنگ بہادر معتمد مالگذاری کی تحریک پر چہہ سو روپیہ ماہوار سے مولف کی تعیناتی عہدہ اول تعلقداری ضلع میدک پر ہوئی۔ اور اس عہدہ کے استقلال کے بعد جسکی ماہوار آٹھہ سو روپیہ تہی مولف کو حسن خدمت کا چار سو روپیہ وظیفہ عطا ہوا۔ عالیجناب نواب سر وقار الامرا بہادر امیر پائگاہ و مدار المہام وقت کے انتخاب سے مولف کو تقریباً آٹھہ سال تک علاقہ پائیگاہ ممدوح مین معتمدی و صدر تعلقداری کا عہدہ تفویض رہا جہان الہٰ ماہوار پایا اسی عرض مدت مین علاقہ ممدوح الشان کی پبلیک اور ہیلتھ کے تحفظ کی کمشنری کا کام بہی مولف سے متعلق رہا بالآخر جب مولف نے علاقہ ممدوح سے سبکدوشی حاصل کی تو علاقہ ممدوح سے ماصہ حسن خدمت کا وظیفہ مولف کو عطا ہوا۔

پبلک خدمات اسی عرض مدت مین تین سال تک مولف کو لیجس لیٹو کونسل سرکار نظام کی رکنیت صفائی چادر گہاٹ کی کمشنری اور صفائی بلدہ

کی وائز پرزیڈنٹی کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ دو سال تک رسالہ تکمیل الاحکام کا پروپرائٹر اور عزیز الاخبار کا اڈیٹر رہ چکا ہون۔

مقامی یادگار | مولف کی اون تمام خدمات سے جو اپنے زمانہ ملازمت مین مولف نے سرانجام دین۔ تعلقہ کویکٹر علاقہ پائیگاہ ممدوح مین موضع عزیز آباد ڈپٹی چکدہ مین قصبہ وقار آباد اور بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین محلہ سلطان پورہ کی آبادی مولف کا مقامی یادگار ہے۔ اول الذکر موضع ایک جنگل مین آباد ہوا ہے۔ اور مابعد الذکر قصبہ نظام گیارنٹیڈ ریلوی کا ایک نامی اسٹیشن ہے اور باعتبار اپنے خوش آب وہوا اور سطحی بلندی کے حیدر آباد کا سانیٹریم۔ نظام گیارنٹیڈ ریلوی کو جسقدر امداد آبادی وسطا الذکر کی وجہ سے ملی اوسکے معاوضہ مین بورڈ آف دائرکٹرس نے بطریق یادگار کے سلور فری پاس مولف کو عطا کیا ہے جسکے ذریعہ سے واڑی سے اورنگ آباد اور بیجواڑہ تک بلا ادائے کرایہ اول درجہ مین مع دو ملازمین کے مولف سفر کر سکتا ہے۔

اولاد | خداوند کریم نے اپنے افضال وکرم سے مولف کو چار فرزند اور چار لڑکیان عطا فرمائے ہین (۱) مولوی غازی الدین احمد یہ سرکار عالی کے

صیغہ عدالت مین ماہوار پاب آنریری مجسٹریٹ اور منصفی کے امیدوار ہین (۲) محی الدین احمد وظیفہ رعایتی کے ساتہہ تحصیل علوم مغربی مین متوجہ ہین (۳) علی الدین احمد خزانہ شاہی کے وظیفہ خوار اور زیر تعلیم ہین (۴) رکن الدین احمد ہنوز کم سن ہین (۵) عزیز النسا بیگم جن کا عقد اپنے ہی قوم مین مولوی محمد یعقوب حسین جدی لقب کے ساتہہ ہوچکا ہے (۶) رشید النسا بیگم۔ جو سید ابوالحسن منصبدار سرکار عالی سے بیاہی گئی ہین (۷) سعید النسا بیگم (۸) ممتاز النسا بیگم ہنوز صغیر سن ہین۔ اول الذکر دو لڑکے اور دختر نمبر ۵ یک مادری اور آخر الذکر دونون لڑکے اور دختر نمبر (۷) دوسرے بطن سے ہین اور یہہ دونون اپنی قوم کے بیبیان ہین۔ دختر نمبر (۶) کی والدہ مرحومہ حضرت مولانا مولوی حسن الزمان محمد دام ظلہ حنفی المذہب شیخ صدیقی کی نواسی۔ ممتاز النسا بیگم نمبر (۸) کی والدہ مولوی محمد محبوب علی ڈپٹی کمشنر گروہ گرہی کی صاحبزادی ہین آپکا خاندان مولوی قاضی ارتضا علیخان مغفور گوپاموی سے تعلق رکھتا ہے۔ آپکے والد ماجد مولوی مفتی یعقوب علی العثمانی شیوخ قریشی سے تھے جنکا ننہیال خواجہ عبداللہ خان عالم گیری سے ملتا ہے۔

تالیفات تقریباً ۲۵ سال سے تالیف و ترتیب کا شغل جاری ہے۔ بقائے

ملازمت تک قوانین مال وفنانس وحساب کے متعدد مجموعے مرتب کرنیکا اتفاق ہوا اور اوسکے بعد بلحاظ دلچسپی خاص فن فلاحت کے متعلق چند کتابین تالیف کین فی زماننا فن تاریخ کے ساتھہ زیادہ دلچسپی ہے جسقدر کام مینے فن تاریخ کی تالیفات کے متعلق کیا ہے جسکی اشاعت کی نوبت ہنوز نہین آئی اوسکی یہہ پہلی کتاب ہے جو شائع ہو رہی ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست سے مجموعی تالیفات کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے مع اس صراحت کے کہ کس تالیف کی اشاعت ہوچکی اور کس کی اشاعت باقی ہے اوسیکے ساتھہ اون قدردانیون کابھی تذکرہ ہوا ہے جو قدردان سرکار کی جانب سے مولف کے مبذول حال ہوئین۔

(۱) منتخب احکام مالگذاری - یہہ کتاب سنہ ۱۳۰۴ مین شائع ہوئی سرکار عالی نے اسکے صلہ تالیف مین تین سو روپیہ کا انعام عطا فرمایا۔

(۲) مجموعہ قوانین مالگذاری جلد اول - یہہ کتاب سنہ ۱۳۰۵ مین شائع ہوئی تالیف کا صلہ سرکار عالی سے بقدر تین سو روپیہ عطا ہوا۔

(۳) مجموعہ قوانین مالگذاری کا دوسرا اڈیشن - یہہ سنہ ۱۳۱۱ مین شائع ہوا اسکے صلہ تالیف مین مبلغ تین سو روپیہ کا انعام سرکار سے ملا۔

(۴) مجموعہ قوانین مالگذاری کا تیسرا اڈیشن - اسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۴ف مین
ہوئی اسکا تالیفی صلہ بقدر تین سو روپیہ سرکار عالی سے عطا ہوا -

(۵) مجموعہ مالگذاری کا چوتہا اڈیشن - جسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۶ف مین ہوئی
اور سرکار عالی سے بصلۂ تالیف مبلغ تین سو روپیہ کا انعام ملا -

(۶) مجموعۂ مالگذاری کا پانچوان اڈیشن - جو سنہ ۱۳۱۰ف مین شائع ہوا جسکی
تالیف کا صلہ قدردان سرکار نے بقدر تین سو روپیہ عطا فرمایا -

(۷) صدر مجموعہ قوانین مالگذاری - اسکو مولف نے سنہ ۱۳۱۱ف مین
شائع کیا اور اپنے قدردان سرکار سے مبلغ تین سو رپیہ کا صلہ پایا -

(۸) خزینۃ الحساب - اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۶ف مین ہوئی اور سرکار عالی
سے تین سو روپیہ کا صلہ ملا -

(۹) عمدۃ القوانین - متعلق بہ فینانس اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۸ف مین ہوئی
اور سرکار عالی نے ایک ہزار روپیہ کا انعام سرفراز فرمایا -

(۱۰) اعظم العطیّات - متعلق بسررشتہ انعام - اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۸ف مین
ہوئی اور سرکار عالی نے بصلۂ تالیف دو ہزار کا انعام عطا فرمایا -

(۱۱) شیرازۂ دفاتر - متعلق بہ طریقہ کارروائی دفاتر و فرایض اہلکاران

اسکی اشاعت ۱۳۱۸ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے اپنے تمام دفاتر کے لئے اسکی خریداری منظور فرمائی اور نواب سر وقار الامرا بہادر مدار المہام وقت نے پانچسو روپیہ کا انعام ایک طلائی چھڑی کی صورت مین عنایت فرمایا۔

(۱۲) عطیات آصفیہ۔ اسکی اشاعت ۱۳۱۱ف مین ہوئی اور پبلک نے اسکی قدر کی۔

(۱۳) مصطلحات دکن۔ اسکی تالیف ہوچکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۴) سیاق دکن۔ اسکی تالیف ہوچکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۵) ذخیرۂ کہاد۔ ہنوز اسکی طبع کی نوبت نہین آئی۔

(۱۶) امراض الفصول۔ ہنوز اسکے طبع کی نوبت نہین آئی۔

(۱۷) ترکاریونکی کاشت۔ یہہ رسالہ زیر طبع ہے۔

(۱۸) تاریخ النوایط۔ تالیف ہذا۔

(۱۹) محبوب السیر الموسوم بہ تاریخ عزیزیہ۔ یہہ ہنوز ناتمام ہے اسکے طبع کی نوبت نہین آئی۔

سرفرازی خطاب ۱۳۱۲ھ مین عالیجناب نواب سر وقار الامرا بہادر مدار المہام

وقت کو جب شاہی بارگاہ سے استقلال وزارت کا خلعت ملنے لگا تو آپکے چار رہمراہین مین بہ حیثیت آپکے معتمد اور صدر تعلقدار پائیگاہ کے مولف کو بارگاہ شاہی ادام اللہ اقبالہم سے خانی و بہادری کے ساتھہ عزیز جنگ کا خطاب عطا فرمایا گیا جس کا اعزازی لوازم منصب دو ہزاری و یکہزار سوار علم ہے

مقام حالیہ | اسوقت مولف بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین اندرون فصیل شہر محلہ سلطان پورہ مین سکونت گزین ہے۔ یہہ محلہ مولف ہی کا آباد کیا ہوا ہے جو ۱۳۱۵ھ مین بنام نامی عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر خلف الرشید عالیجناب نواب سروقارالامرا بہادر آباد ہوا۔ اسکی نزولی آمدنی سالانہ آٹھہ سو روپیہ ہے اس محلہ مین مولف کی بنا کی ہوئی ایک پختہ مسجد ہے جسکو ۱۳۱۷ھ مین مولف نے بحکم نواب ممدوح تعمیر کی اسی محلہ مین ایک قطعہ اراضی کا بصلہ آبادی محلہ مذکور نواب ممدوح نے پن کی معافی کے ساتھہ مولف کو عطا فرمایا جو تقریباً تین بگیہ پر شامل ہے جس مین مولف نے ایک باغ لگایا ہے۔ اور وہ عزیز باغ سے مشہور ہے اسی باغ مین مولف کا مکان واقع ہے۔

دوسرا باب قوم نایطہ کے نسب اور ہجرت کے

متعلق مشتمل بر دو فصل

فصل اول بین قوم نایط کا نسب
مع وجہ تسمیہ قوم

وجہ تسمیہ قوم | قوم بالفتح زبان عربی کا لفظ ہے جسکے معنے گروہ مردان کے ہین اردو بول چال مین اسم مونث ہے۔ آدمیون کا گروہ۔ فرقہ۔ خاندان خانوادہ۔ نسل۔ نژاد کے معنون مین مستعمل ہے۔ نائط بکسر ہمزہ وسکون طاء مہملہ۔ زبان عربی مین رگِ پشت کے معنون مین بولا جاتا ہے بدینوجہ کہ اس قوم کا اتفاق زمانہ سلف مین حد سے زیادہ تہا۔ اور ایک جزو ضعیف کی پشتی پر ساری قوم ٹوٹ پڑتی تہی اور اسی اتفاق کی وجہ سے قوم کامیاب رہی۔ غالباً اسی لئے عربون نے قوم نائط کو اس نام سے موسوم کیا۔ مولوی قادر عظیم خان بہادر جن کا تعلق ریاست کرناٹک کے دربار سے رہا ہے اور امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس کی عہد میمنت مہد مین منصب دو ہزاری اور پالکی سے سرفراز اور اسی قوم کے عالم تھے اپنی تصنیف گلستان نسب مین فرماتے ہین

کہ نایط گفتن اینہا را بسبب نسبت فرزندی از وایط نبیرہ جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ

است بسبب کثرت استعمال واو مبدل بنون شدہ۔ محمد قاسم ابن محمد ہاشم صاحب
تذکرہ مشاہدۃ الاصفیا نے بہی انہین الفاظ کے ساتہہ قوم نایط کی وجہ تسمیہ
کا بیان فرمایا ہے اتحاد لفظی سے پایا جاتا ہی کہ صاحب گلستان نسب نے
اسی تذکرہ سے اپنی کتاب مین عبارت نقل کی ہے مصنف گلستان نسب نے
آگے چلکر کتاب کشف الانساب سے استدلال فرمایا ہے جو فاضل متبحر علامہ شیخ
جلال الدین سیوطی محدث شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہی جسمین شیخ نے اس قوم
کو بنو الوایط لکہا ہے اور عبداللہ الوایط کی اولاد قرار دیا ہے۔ صاحب کشف الانساب
ایک مقام پہ فرماتے ہین کہ اس قوم کا مقام مدینہ مطہرہ سے ہجرت واقع
ہونے کے بعد موضع وایط مین ہا ہے جو بغداد سے تین دن کی راہ ہہی مولف
کہتا ہے کہ اس موضع کا نام بہی قوم کی وجہ تسمیہ مین کچہہ دخل رکہتا ہو
مصنف توزک والاجاہی نے بضمن تذکرہ نظامت نواب سعادت اللہ
خان نایطی لکہا ہے کہ نوایط صیغہ جمع و مفروش نایط قومی ست از عرب الخ
حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین جد قبیلہ کا
نام نایط لکہا ہی اور وہ فرزند تہے نضر بن کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
وسلم کے۔ بعض اہل لغت نے اس لفظ کو تائے قرشت کے ساتہہ

نوتی اور اوسکی جمع نوآتی صحیح خیال کیا ہے جسکے معنے ملاحون کے ہین جیسا کہ مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی مصنف قاموس نے لکھا ہی۔ النواتی الملاحون فی البحر الخ۔ صاحب ماثرالامرا بضمن حالات مُلّا احمد نوائتیہ فرماتے ہین کہ

انا نکہ نوایت را ملاحین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتادہ اند۔

لیکن مولوی عظیم الدین مدراسی کو اپنی تصنیف صحیح النسب مین صاحب قاموس کے ساتھہ اتفاق ہی۔ آپ فرماتے ہین کہ اس قوم کا نام بقول صاحب قاموس نوآتی تسلیم کیا جاوے تو اونکی ملاحی کا ثبوت ایک واقعہ سے ہوسکتا ہے اس طرح پر کہ ۸۲ھ سنہ ہجری کے بعد جب اس قوم نے۔ حاکم الوقت کے مظالم کی وجہ سے بصرہ سے ہند کا ارادہ کیا تو بصرہ کا حاکم جسکے مظالم طشت ازبام تھے اونکی ہلاکت کے درپے ہوا جن کشتیون پر یہہ لوگ سوار ہو چکے تھے اون کے ملاح بحکم امیر بصرہ کشتیون سے اُتار لئے گئے۔ سمجھا گیا کہ اب اس قوم کی ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس قوم کے بعض افراد کشتی رانی سے کماحقہ واقف تھے جنکی مستعدی نے جہازون کو منزل مقصود پر بسلامت پہونچایا اس واقعہ کے بعد اہلِ بصرہ نے انکو نوآتی کا خطاب دیا الخ۔ زمانہ مابعد کے اکثر صاحبان تصنیف نے اس قوم کو تائے قرشت کے ساتھہ نوایت سے موسوم کیا ہے

مثلاً شہنواز خان صمصام الملک نے اپنی تصنیف مین اور خافی خان نظام الملکی نے منتخب اللباب مین نوایت اور نوایتہ کے الفاظ استعمال کئے ہین۔ صاحب کشف النسب نے بحوالہ مصنف جامع العلوم فرمایا ہے که این لفظ در اصل نو آمده بود پس به تصرف مستعملیان نوایت شد میرا خیال یہہ ہے که اہل ہند کا یہہ املا نائے فرشت کے ساتھہ من حیث معنے بے معنے نہین ہے۔ ملیباری زبان مین نوایت کے معنی حاکم اور خداوند کے ہین ملا قاسم ہندو شاه مصنف تاریخ فرشتہ اپنی تصنیف کی دوسری جلد مین بہ ضمن تذکره وقائع ملیبار فرماتے ہین۔ بعد ازانکه رفته رفته تردد مسلمانان دران ملک بسیار شد۔ بسیارے از ملوک ملیبار بحلقۂ اسلام در آمدند و راجہائے بندر گوه وداابل وجیول وغیره بطریق حکام ملیبار مسلمانان که از عربستان آمدند و در سواحل ان دیار مسکن دارند مخاطب به نوایت یعنی خداوند گردانیدند الخ۔ والله اعلم بحقیقة الحال۔

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لب اللباب فی تحریر الانساب مین فرمایا ہے که نایت ایک ناحیہ کا نام ہے جو بصره مین واقع ہے مصنف تاج العروس فی شرح القاموس نے بہی اسی کو کسی قدر صراحت کے

ساتہہ لکہاہے۔ آپ فرماتے ہین النائۃ موضع بالبصرۃ والیہ نسب
ابوالحسن علی بن عبدالعزیز النایتی المودب محدث عن فاروق
بن عبدالکبیر الحطابی وعنہ ابوطاہر الاشنانی۔ الخ
(ترجمہ) نایط ایک موضع ہے بصرہ کا اور اوسی سے منسوب ہین ابوالحسن علی
بن عبدالعزیز نایتی جو کہ ادیب ہین اور وہ حدیث بیان کرنے والے
فاروق بن عبدالکبیر خطابی سے ہین اور عبدالعزیز سے حدیث روایت
کرنے والے ابوطاہر اشنانی۔ حاصل یہہ ہے کہ جن اہل تصانیف نے
اس قوم کے نام کو تائے قرشت سے خیال کیا ہے من وجہہ اون کا خیال
بہی درست ہے اسلئے کہ اسی فصل مین آگے چلکر معلوم ہوگا کہ ہجرت ثانی
مین اس قوم کا مقام حدود بصرہ مین واقع تہا پس موضع سکونت سے
منسوب کرکے نایتی کہنا بالکل صحیح ہے۔ مولف نے وجہ تسمیہ کے متعلق
جس قدر تحقیق کی ہے اوس سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہین (۱) یہہ کہ اس
قوم کا املا طاء حطی کے ساتہہ موضع نایط اور دوسرے معنون سے متعلق
ہونے کے سوا نسب سے بہی تعلق رکہتا ہے اسلئے کہ مولانا باقر آگاہ
رحمۃ اللہ علیہ نے جد قبیلہ کا نام نایط بن نضر کہا ہے لیکن تائے قرشت کا

املا متعلق بہ نسب نہین ہوسکتا یا تو اوسکو بقول مصنف تاریخ فرشتہ ملیباری زبان سے تعلق ہے یا موضع نایت کی سکونت سے منسوب جیساکہ لب اللباب اور تاج العروس سے موضع کا پتہ چلتا ہے۔ پس اس قوم کو اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے طاء مہملہ کے ساتھہ نایطی کہنا بھی صحیح ہے اور تاء فوقانی کے ساتھہ نائتی بھی۔

نسب قوم نایط کا نسبی شجرہ صاحبان تصانیف معتبرہ کی تحقیق کی رو سے تین شاخون پر شامل ہے اور ان تینون شاخون کی اصل نضر بن کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہین۔

پہلی شاخ کی ابتداء نایط بن نضر سے ہوئی ہے۔ نضر بن کنانہ کو عربون نے جد القریش کہا ہے اور اون کی وہ اولاد جو مالک ابن نضر کے سوا دوسرے سلسلون مین ہے بنو النضر کہلاتی ہے اگرچہ مصنفین کتب انساب نے نضر بن کنانہ کے تین فرزندونکا تذکرہ فرمایا ہے (۱) مالک بن نضر (۲) صلت بن نضر (۳) یخلد بن نضر۔ لیکن محقق کامل ادیب فاضل حقایق دستگاہ جناب مولانا محمد باقر آگاہ کان مثواہ فی قرب الہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ

فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے کہ۔ النایط جد القبیلۃ

بن نضر بن کنانہ و بقیۃ النسب الشریف معروفۃ

دیکہو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان (۱۰) ابو جعفر طبری محدث و محقق کامل نے

سلسلہ دوم کا بیان فرمایا ہے وہ فرماتے ہین کہ النایط طایفۃ من قوم

قریش الخ وقریش اولاد نضر بن کنانہ بن مدرکۃ بن الیاس من

اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ثانی عشر منہم ملاخطہ ہو

خاتمہ کا ضمیمہ نشان (۸) یہہ سلسلہ عبد اللہ بن حضرت جعفر طیار رضی اللہ

عنہ تک پہونچتا ہے۔ سلسلہ سوم کی صراحت علامہ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب مین فرمائی ہے جسکے

متعلق مولف نے بحث کی ہے یہ سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے ذیل

مین آپکے فرزند اسمعیل رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اسمعیل بن جعفر صادق

کی اولاد مین بہی ایک بزرگ عبد اللہ کے نام سے گزرے ہین جو فرزند ہین

محمد بن اسمعیل کے شجرہ ذیل کے ملاحظہ سے ان تینون سلسلون کا

باہمی تعلق اچھی طرح پر معلوم ہو سکتا ہے۔

و ہو ھذا

الف ۲

سیدنا و نبینا ابوالقاسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم

۲ عبداللہ

ع

۱ جعفر طیار

۱۲ عبدالمطلب ۱۲

۱۱ ہاشم ۱۱

۱۰ عبد مناف

۹ قصے

۸ کلاب

۷ مرۃ

۶ کعب

۵ لوے

۴ غالب

۳ فہر

۲ مالک | نایط

سلسلہ دوم ۲ ب سلسلہ اول

نضر بن کنانہ جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصل

سلسلۂ اول کو بنوا لنضر کہنا چاہئے

پس جو افراد قوم پہلے سلسلہ مین ہین وہ بنو النضر ہین اور جن افراد کا سلسلہ دوسری شاخ سے ملتا ہے وہ شیخ قریشی اور جو سلسلہ تیسری شاخ تک پہونچتا ہے وہ بطن مطہرہ حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے سادات حسینی اور اسمعیلی کہلاتے ہین۔ مجمع الفواضل علامہ شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب مین سلسلہ ثالث کے متعلق فرمایا ہے

فبنوا الوایط قوم وهم اولاد عبد الله الوايط ابن اسمعيل الذى مات في المدينة المنورة وهو ابن جعفر الصادق رضى الله تعالى عنه الخ

(دیکھو ضمیمہ نشان ۶) صاحب گلستان نسب فرماتے ہین کہ در ابتدا عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کہ نوشت وهو ابن جعفر الصادق ایرادے عظیم وارد میشود چہ سنہ ولادت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ ہشتاد و سہ ہجریست و سنہ وفات یکصد و چہل باشد و زمان ہجرت قوم از مدینہ طیبہ حین تسلط حجاج بن یوسف در ہنگام حکومت یزید بن معاویہ و آن سنہ شصتم بود یا یک زاید پس چگونہ در ہر دو امر تطبیق شود شاید باقتضائے سہو بشری بجائے جعفر طیار لفظ صادق تحریر فرمودہ باشد یا فی الحقیقت صاحب رسالہ طیار نوشتہ کہ در نقل از سہو کاتب لفظ صادق تحریر در آمد یا لفظ جعفر مطلقاً تحریر شدہ باشد

وبعدم فہم وتامل محررین لفظ صادق مندرج گردید الخ۔ صاحب گلستان نسب
کی اس رائے سے مولف کو اتفاق نہین ہے اسلئے کہ شیخ علامہ نے آگے
چلکر جن واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ ضمیمہ نشان ۶ سے معلوم
ہوسکتا ہے اون واقعات سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیخ علامہ کا
مقصود جعفر صادق رضہ ہی سے تہا نہ جعفر طیار رضہ سے۔ شیخ فرماتے ہین کہ زمانہ
قیام موضع وایط مین امیر اثنا عشریہ نے اس قوم کے نام ایک مراسلہ
بہیجا جو شامل تہا دعوت مذہب اثنا عشریہ پر جس مین امیر نے بیان کیا تہا
کہ تم سادات ہو پس کیا وجہ ہے کہ اپنے جد علی ابن ابی طالب رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہین کرتے۔

مولف کہتا ہے کہ اگر شیخ کا مقصود جعفر طیار سے ہوتا تو مضمون مراسلہ
مین سیادت کی بحث نہوتی اسلئے کہ جعفر طیار کی اولاد پر سادات کا
اطلاق نہین ہوسکتا اور پہر آگے چلکر شیخ علامہ نے اوس واقعہ کا تذکرہ
فرمایا ہے جو واپسی جزیہ سے متعلق ہے جس مین آپ فرماتے ہین کہ امیر
اثنا عشریہ نے جزیہ واپس کیا اور کہا کہ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جزیہ
لینا جایز نہین ہے اس سے بہی یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شیخ علامہ کو

اس قوم کے نسب مین جعفر صادق علیہ السلام ہی کا نام بیان کرنا مقصود
تہا۔ اب رہا زمانہ ہجرت کا وہ اختلاف جسکو صاحب گلستان نسب نے
ظاہر فرمایا ہے جسکے لحاظ سے ۱۲۰ یا ۱۶۵ مین حضرت ممدوح کی اولاد کا وجود ناممکن ہے
اوسکا جواب یہ ہی کہ جب اوس قوم کا نسبی شجرہ تین شاخون پر شامل ہے اور
تینون سلسلون کی ہجرت دو مختلف زمانون مین بروے کتب معتبرہ ثابت
ہے تو یہ بات آسانی کے ساتہہ مانی جا سکتی ہے کہ شیخ علامہ نے واقعہ ہجرت
سلسلہ ثالث کو خلیفہ وقت کے مظالم سے مخصوص فرمایا ہے جس سے
حجاج بن یوسف مراد نہین ہے اسلئے کہ وہ نہ کسی زمانہ مین خلیفہ رہا ہی اور نہ ۱۶۵ ہجری
اوسکی حکومت کا زمانہ تہا اس بحث کو جس حد تک نسب سے تعلق تہا مولف نے اوسکو
اس موقع پر عرض کر دیا بلحاظ زمانہ ہجرت اس بحث کی تکمیل اسی باب کی
فصل دوم مین جو ہجرت قوم سے متعلق ہی کیجاویگی انشا اللہ المستعان۔ حاصل یہ ہے
کہ سلسلہ نسب کے بیان کرنے مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
سے کوئی غلطی نہین ہوئی ہے جیسا کہ صاحب گلستان نسب کا خیال ہے

ہندوستان مین جو افراد قوم نایط کے موجود ہین اونکا بڑا حصہ
سلسلہ اول و دوم سے تعلق رکہتا ہے یعنے وہ بنو النضر اور شیخ قریش مین بہت

کم لوگ سلسلہ ثالث کے بہی پائے جاتے ہین لیکن آخر الذکر افراد کے بڑے حصے
کا یہہ طرز رہا ہے کہ وہ اپنے نامون کے ساتہہ سید کا لفظ نہین لکہا کرتے
حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین شہید بیدری رحمتہ اللہ علیہ نے
جنکا تعلق سلسلہ ثالث سے ہے اپنی اولاد کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے قلم
وزبان سے اظہار سیادت نکرین فرمایا کہ گنہ گارون کیلئے سیادت پر فخر
کرنا ترک ادب مین داخل ہے۔ مولانا حاجی مفتی محمد سعید خان مغفور کا عملدرآمد
بہی اسی احتیاط پر مبنی تہا در حالیکہ آپ شہید مغفور کے بنی عم ہونیکی وجہ سے
سلسلہ ثالث سے تعلق رکہتے تہے۔ البتہ بعض افراد قوم نے جنکا واسطہ
سلسلہ سوم سے ہے اپنے نامون کے ساتہہ سیادت کا اظہار بہی فرمایا ہے
جن کی نسبت کوئی اعتراض قایم نہین ہوسکتا۔ اپنا اپنا خیال ہے
ان تینون سلسلون کے افراد قوم مین باہمی اتحاد ہے کسی قسم کا اختلاف
نہین ہے ایک دوسرے کو اپنی قوم کا شخص خیال کرتا ہے اور تینون
مین باہمی سمدہیانہ ہوتا ہے۔ فی نفس الامر سلسلہ ثالث کی بزرگی
باعتبار اعزاز سیادت سلسلہ اول و دوم پر فایق ہے۔

دوسری فصل قوم نایط کی ہجرت کے متعلق

مختلف تواریخ سے ثابت ہے کہ اس قوم کا اصلی مرکز مدینہ منورہ تہا سنہ ہجری تک اس قوم کا پہلا اور دوسرا سلسلہ مدینہ مطہرہ مین سکونت پذیر رہا۔ اہل تاریخ نے بالاتفاق لکہا ہے کہ یزید ابن معاویہ کی عہد حکومت مین حجاج بن یوسف ثقفی کے مظالم نے اس قوم کو پریشان کردیا۔ شیخ الافاضل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ نے کشف ص الانساب مین فرمایا ہے کہ مورث اعلائے قوم یعنے عبداللہ نے خلیفہ وقت پر کسی بحث مین غلبہ حاصل کیا اور اوسکو ملزم بنایا جس کے انفعال سے خلیفہ نے یہہ حکم دیا کہ آپ مدینہ منورہ سے نکل جاوین آپ اپنے قبایل کے ساتہہ مدینہ مطہرہ کو چہوڑکر بغداد تشریف لائے اور موضع وایط مین ٹہرے جسکی مسافت شہر بغداد سے تین منزل کی راہ تہی۔ بغداد کا حاکم مذہب اثنا عشریہ رکہتا تہا جس نے اس قوم کو قبول مذہب اثنا عشریہ پر مجبور کیا۔ بعض افراد نے اوسکی دعوت قبول کی باقیماندون کے ساتہہ حاکم مذکور اسلئے بدسلوکی نکرسکا کہ وہ اجابت دعا مین مشہور رہتے تا اینکہ حاکم نے غیر مطیعین کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور ایک تحریری فرمان بہیجا جس مین سمجہایا گیا تہا

ص بعض قلمی رسایل مین اس کتاب کا نام بحر النسب دیکہا گیا ہے۔ مولف

کہ تم سادات سے ہو اپنے جد علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت
کا اعتراف کرو اور مذہب اثنا عشریہ کے پیرو بنو یا جزیہ دو۔ قوم نے
دونون درخواستون سے انکار کیا اور اوسکے حق مین دعاے بد کی یہانتک
کہ وبا نازل ہوئی جس سے مخالفین کے دلونمین ڈر پیدا ہوا وہ ندامت
کے ساتھہ حاضر ہوے اور معذرت کنان دعائے خیر کی درخوہست
کی اور کہا کہ تمہاری عدم اطاعت کی وجہ بعض اور لوگ بہی اطاعت سے
منحرف ہین لہذا یہہ کافی ہوگا کہ تمہارا ہر ایک شخص ایک ایک انڈا
مرغ کا ادا کرے قوم نے باہم مشورت کی اور دفع فساد کے خیال سے
اس درخواست کو قبول کیا اور ہر فرد قوم نے ایک ایک انڈا مرغ کا پیش
کر دیا جب وہ تمام انڈے جمع ہو چکے تو حاکم کے حکم سے ایک علحدہ مکان
مین رکہہ دئے گئے۔ پہر حاکم نے کہا کہ بنی فاطمہ سے جزیہ لینا ناجایز ہے
مناسب ہے کہ تم اپنا مال واپس لیجاؤ۔ قوم نے اوس کی تعمیل کی اور
اعتراف کیا کہ ہم نے اپنا اپنا مال پا لیا جب وہ اپنے مقام پر واپس آئے
اور انڈون کو کہائے تب تین دن کے گزرنے کے بعد حاکم نے حجت
پیش کی اور کہا کہ تم سے دو گناہ کا ارتکاب ہوا ایک یہہ ہے کہ تم نے

اپنے اپنے مال کے پانیکا اعتراف غلط بیانی کے ساتھہ کیا دوسرا یہ کہ اکل حرام کے مرتکب ہوے اسلیئے کہ انڈون کے مخلوط ہو جانیکی وجہ سے ہر ایک فرد کے مال مین کوئی چیز مابہ الامتیاز نہ تھی پس تمہارے لئے یہ حکم ہی کہ قبول کرو ہمارے مذہب کو یا جزیہ دو۔ جب بد دعا کی قوم نے دوسرے دفعہ تو کوئی آثار قبولیت کے نہین ظاہر ہوے اسلیئے کہ اکل حلال اور صدق مقال دونون اجابت دعا کے لئے شرط ہین پس قوم نے مجبوری کے ساتھہ بغداد کو چھوڑ دیا اور بصرہ کا ارادہ کیا۔ جہان امیر قوم سید عبد الرحمن نایطی نے ۳۵ھ ہجری مین رحلت کی۔ قوم نے اپنے رئیس کی رحلت کے بعد بصرہ کو چھوڑا اور دریائے ہند کے اطراف و جوانب مین سکونت اختیار کی۔ الخ۔ مولف خیال کرتا ہے کہ شیخ علامہ نے ہجرت کے جن واقعات کو خلیفہ وقت کے مظالم سے متعلق فرمایا ہے اوس مین اہل تاریخ کو کسی قدر دہوکہ ہوا ہے بقول شیخ یہہ امر مسلم ہے کہ یہہ تمام واقعات قوم نایط کے اوس گروہ سے متعلق ہین جو اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد مین ہے ہرگاہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا میلاد ۸۳ھ ہجری مین ثابت ہی اور آپکی وفات ۱۴۸ھ مین تو اس گروہ کے واقعہ ہجرت اولین کا وجود حجاج بن یوسف

کے عہد مین نہین مانا جاسکتا اسلئے کہ حجاج خلیفہ نہ تہا اور اوسکی حکومت کا زمانہ جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت سے پہلے گزر چکا تہا واقعات اور سنین کی مطابقت اسبات کی مقتضی ہے کہ اس گروہ کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے خلافت عباسیہ کے زمانہ مین واقع ہوئی ہو۔ صاحب قلاید الجواہر نے ذکر کیا ہے کہ اسمعیل ابن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہما اور آپ کی اولاد کے ساتہہ حکومت وقت کا سلوک کچہہ عمدہ نہ تہا دار وگیر کا بازار گرم تہا پس ممکن ہے کہ حجاج بن یوسف کے زمانہ مین قوم نوایط کے سلسلہ اول و دوم کے ساتہہ سختی ہوئی ہو جن سلسلون کو مین نے فصل اول مین صراحت کے ساتہہ دکہلایا ہے اور سلسلہ سوم کی ہجرت خلافت عباسیہ کے زمانہ مین واقع ہوئی ہو۔ یورپ کے ایک محقق (بارک ولکس) نے ہسٹری آف میسور (تاریخ میسور) مین اس قوم کے متعلق اپنی تحقیق کو دلچسپ طریقہ سے بیان کیا ہے۔ یہہ کتاب ۱۸۱۹ء مین شائع ہوئی ہے وہ واقعہ ہجرت کی ضمن مین لفظ نوایت کو نو آمدہ کے معنے مین تسلیم کرتے ہین جیسا کہ اسی باب کے فصل اول مین مولف نے لکہا ہے

وہ فرماتے ہین کہ ہجرت نبویہ کی پہلی صدی مین حجاج بن یوسف عراق کا گورنر تہا عبد الملک بن مروان نے اوسکو مقرر

کیا تہا اوس کے ظلم و زبردستی سے مسلمان اوس سے متنفر تہے۔ بہت سے لوگون کو جو خاندان ہاشم سے عزت مند اور مالدار ہی تہے اوس نے نقصان پہونچایا وہ اوسکے ظلم اور زبردستی سے کوفہ چلے گئے (مولف کی رائے مین یہہ واقعہ سلسلہ اول و دوم سے متعلق ہے جیساکہ اوپر بیان کیا گیا)

اہل نایط بہی اپنے عیال و اطفال اور نوکرون کے ساتہہ جہازون پر سوار ہوے بعض خلیج فارس مین پہونچے اور بعض ان مین سے آخر پر ملیبار کے کنارہ پر آئے اور کوکن مین مقیم ہوے۔ جو لوگ کیپ کامورین سکونت پذیر ہوے اون سے لبابین کا تعلق ہے۔ لایق مورخ نے لکہا ہی کہ لبوئی قوم اپنا سلسلہ قوم نوایت سے جدا بیان کرتی ہے۔ مگر اوس مورخ کی تحقیق مین وہ من وجہہ نوایت ہی سے تعلق رکہتے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ لبے کا لفظ لبیک سے بنا ہے جسکے معنے حاضر ہون کے ہین۔ لبون کو قوم نوایت سے محکومی تعلق تہا (یہ انکی محض رائے ہے۔ مولف کو اس سے اتفاق نہین ہے) لبون کے رنگ وروپ سے آجکل بہی اسکی شہادت ملتی ہے نوایتون کی شکل و شباہت اہل فرنگ سے کم نہین ہے۔ وہ باہمی رشتہ داری رکہتے ہین۔ ہند کے معزز خاندانون کے ساتہہ بہی وہ اپنی اولاد کا نسبتی

تعلق ہنین پسند کرتے۔ ہندوستانی دولتون مین یہ لوگ اپنی عجیب شجاعت۔ تہذیب اور لیاقت کی وجہ سے مشہور ہین۔ مورخ نے اس قوم کی اخلاقی تمثیل اس طرح پر بیان کی ہے کہ جب مین ایک اندہیری رات مین راستہ بہولکر بہٹکتا ہوا کرناٹک کے ایک موضع مین جا پہونچا تو موضع اوّل کنڈہ جو اس قوم کی جاگیر تہی میرے مقام سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ جب میری پریشانی اور سرگردانی کی خبر اونکو ملی تو اس قوم کے ایک صاحب نے اپنے دو فرزندونکو بہیجکر مجہکو بلوایا اور اپنا مہمان بنایا۔ جو خلق و مروت اونہون نے مسافر نوازی مین صرف کی اوس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اسکے بعد لایق مصنف نے بکمال خوبی کے ساتہہ اس قوم کے بعض امرا کا تذکرہ اپنی تصنیف مین کیا ہے اور نام بنام اونکی اور اونکے کامونکی تعریف کی ہے۔ جس سے مولف نے اس کتاب کے باب چہارم فصل دوم مین بعض مشاہیر قوم کے احوال مین مدد لی ہے۔

یورپ کے ایک دوسرے محقق (رورن جی۔ یو۔ پوپ) نے بہی ۱۸۸۰ء مین برسبیل اجمال اس قوم کا احوال اور بعض مشاہیر قوم کے حالات

لکہے ہین جو بر سر حکومت تہے یہہ معزز تصنیف لسٹ بک آف انڈین ہسٹری کے نام سے مشہور ہے۔
مصنف رسالہ انساب النایط نے بہی واقعہ ہجرت قوم کو نہایت صراحت کے ساتہہ لکہا ہے اور سرزمین ہندمین اس قوم کے اون تعلقات کا تذکرہ فرمایا ہے جو احمد آباد گجرات مین قایم ہوے۔ محمد ہاشم خان نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب کی جلد سوم مین اون مشکلات عبرت انگیز کی تصویر کہینچی ہے جو ورود ہند کے وقت ہندونکی حکومت مین اس قوم کو پیش آئین قوم نے نہایت صبر وتحمل کے ساتہہ اون تمام شرایط کو منظور کیا جو فرمان روایان وقت کے جانب سے پیش ہوئین ایک عرصہ دراز تک گم نامی کے عالم مین انہون نے زندگی بسر کی اور اون تمام قواعد اور قوانین اور رسوم ورواجات کے پابند رہے جو دار الحکومت مین جاری تہے اخفائ در اشاعت مذہب کی کوشش انہین کا حق تہا اسی احتیاط کا نتیجہ تہا کہ جب تک ہندؤنکی حکومت قایم رہی اہل ملک کے ساتہہ اتحاد ومحبت کا رابطہ قایم رہا۔ باہمی اتفاق کی بدولت ان کی ہر ایک ضرورت پر فرمان روایان وقت

کی جانب سے اونکو ہر قسم کی مدد ملتی رہی اکثر خاندانون نے جدا جدا پیشے اختیار کئے بعض نے کاشتکاری اور زمینداری کو پسند کیا بعض افراد نے مختلف اجناس کی تجارت قایم کی اور کامیاب رہے غرض ہر طرح پر رنج وراحت مین ہندؤنکا ساتھہ دیا۔ جب تک ہندؤنکی حکومت قایم رہی اس قوم کے کسی فرد نے ملازمت کو پیشہ وری پر ترجیح ہنین دی سلطان محمود غزنوی کے زمانہ سے انکے عروج کا ستارہ چمکا اسکے بعد ہر ایک زمانہ مین والیان ریاست کی نگاہ انکے محاسن اخلاق اور کارنامون پر پڑنے لگی مختلف مقامات سے انکی طلب مین احکام آنے لگے۔ باوجود اسکے بہت کم افراد نے ملازمت اختیار کی قوم کے بڑے حصہ نے تجارت مین فروغ پایا۔ زمانہ حال تک بہی افراد قوم کی تجارت اور ملازمت کی قریب قریب وہی نسبت قایم ہی بہٹکل کوکن۔ اور گووہ مین ہزارہا افراد اس قوم کے اپنے آبائی پیشہ تجارت مین مشغول ہین بعض اہل تاریخ نے قوم کی ہجرت کو ۱۵۰ھ سے ہی متعلق کیا ہی جیسے ابوجعفر طبری اور نواب شہنواز خان صمصام الملک نے پس ان مجموعی واقعات سے یہ بات صراحت کے ساتھہ معلوم ہوسکتی ہے کہ اس قوم کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے دو مختلف زمانونمین واقع ہوئی پہلا زمانہ ۷۵ھ یا ۸۰ھ کا تہا اور وہ سلسلہ اول و دوم سے

مخصوص ہو سکتا ہے اور دوسرا زمانہ سنہ ۵۲ھ کا ممکن ہی کہ تینون سلسلونکے افراد سے متعلق ہو پس بعض اہل تاریخ نے فاش غلطی کی ہی جو بالعموم واقعہ ہجرت کو حجاج بن یوسف ہی کے زمانہ حکومت سے مخصوص کیا ہی بہت بڑا تعجب اسپر ہوتا ہے کہ جس مصنف نے قوم نایط کے نسب کا سلسلہ جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھہ ملایا ہی اور جس نے ہجرت کا واقعہ سنہ ۵۲ھ سے متعلق کیا ہے دونون نے مظالم حجاج اور اوسکی حکومت کو ہجرت کا باعث قرار دیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ قوم کے دو سلسلون مین عبد اللہ اور جعفر کے نام کے اتحاد سے مصنفین کے خیال کو دہوکہ ہوا اور مطابقت زمانی کیطرف توجہ نہین کی گئی بہرحال یہہ واقعہ مسلمہ ہے کہ قوم کی پہلی ہجرت مدینہ مطہرہ سے ہوئی اور دوسری ہجرت بغداد سے اور تیسری ہجرت بصرہ سے ہندوستان کا ورود سنہ ۵۲۷ھ کے بعد ہے۔ اسوقت افراد قوم بہٹکلہ۔ کوکن۔ بیجاپور گووہ۔ ملیبار۔ دہلی۔ احمد نگر بمبئی۔ مدراس۔ حیدر آباد۔ جاؤرہ[۴] مین پہیلے ہوے ہین جن کے اکثر افراد سے مولف نے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے ممکن ہے کہ ہندوستان کے اور شہرون مین بہی اس قوم کا وجود ہو۔

تیسرا باب قوم نایط کے مذہب مخصوصات قوم

۴۔ کہا گیا ہی کہ جاؤرہ مین اس قوم کے تمام افراد زراعت پیشہ ہین۔

اور رسم و رواج کے متعلق مشتمل بر دو فصل

پہلی فصل مذہب اور مخصوصات قوم کے متعلق

مذہب قوم نایط کا بڑا حصہ مذہب سنت جماعت کا پیرو اور شافعی المذہب ہے بعض افراد قوم مذہب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہین شاذ و نادر افراد تفضیلیہ ہین لیکن اصول مذاہب اربعہ کے تابع۔ جنکو اسمعیلیہ فرقہ کے سلیمانیہ گروہ کے مماثل خیال کرنا چاہیئے۔ بہت کم افراد نے مذہب اثنا عشریہ کو اختیار کیا ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ننشتہ ہجری کے بعد ان مین مذہبی اختلاف پیدا ہوا۔ بعض تصانیف سے ثابت ہے کہ ہجرت اولے کے بعد بغداد ہی سے اس کا آغاز ہوا۔ یعنے اس قوم کی ایک جماعت نے امیر بغداد کی دعوت قبول کی اور اثنا عشریہ مذہب کو اختیار کرلیا بعض تاریخون سے اسکا پتہ چلتا ہے۔ کہ شاہ طاہر دکنی کے زمانہ مین اس قوم کے ایک خاص گروہ نے شیعیت کا اعتراف کیا اور ظاہر سے ملقب ہوے بعض کو فضیلت سیدنا حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کیطرف میلان تہا جو مایل سے پکارے گئے لیکن اُس حکومت کے اختتام پر اس اختلاف کا

بھی خاتمہ ہو چکا صاحب منتخب اللباب فرماتے ہین کہ چون اینہا قاصد بنادر
دکن کہ در آن زمان بندر دابل وچیول و کنبایت و بھروج و اطراف
مچھلی بندر جاری بود گردیدند بہ ہمعنانی باد موافق و مخالف ہر جہازے
بہ بندرے افتاد و وقت فرود آمدن چون راجہ و زمیندار ہر مکان کہ
فرمانروائے آنجا بودند و اسم اسلام در گوش الجماعۃ حکم خلیدن ہزار
خار پا داشت وقت فرود آمدن آنہا مضائقہ می نمودند آن تختہ بندان
دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق و الحاح پیش آمدہ قرار
عہد و پیمان عدم اظہار دین خود کہ در گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے
بعبادت معبود برحق رسم و آئین خود بردارد و در ظاہر و آشکار اموافق
رویۂ آن ملک در لباس و دیگر اطوار بعمل آرد بمیان آوردہ فرود آمدند
وبکمال حزم و احتیاط کہ صدائے اذان و قرارت قران و عادات دیگر بگوش
ہوش آنقوم نرسد زیست می کردند الخ۔ زمانہ حال تک اس قوم کے کل
افراد اپنے مذہبی احکام کی سخت پابندی کرتے ہین اور طہارت کے نہایت
محتاط ہین اکثر افراد قوم ہمیشہ باوضو رہتے ہین۔ ریاضت کے
عادی ہین۔ اس قوم کے بہت کم افراد ایسے پائے جاوینگے جو حرمین شریفین

زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے طواف و زیارت سے مشرف ہوے ہون
صوم و صلوٰۃ کی پابندی انکی بہترین عادت ہے نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد
مین ادا کرتے ہین تقسیم زکوۃ مین تساہل نہین کرتے صلہ رحم کا خیال رکھتے ہین
اپنے خاندان کے مفلوکون کی اعانت اور خبرگیری مین کوتاہی نہین کرتے
میراث کی تقسیم مین بلا لحاظ امیر و غریب بغیر مناقشہ باہمی تصفیہ کر لیتے ہین
علوم دینی کی تحصیل کو دیگر علوم دنیوی پر مقدم جانتے ہین۔ اکثر افراد
حافظ قرآن ہین اور پابندی کے ساتھہ تلاوت کلام مجید کے عادی ہین
تجہیز و تکفین اموات مین نہایت سادہ طریقہ پر عمل کرتے ہین اور شرعی احکام
کا لحاظ رکھتے ہین۔ اپنی قوم کے رنج و راحت کے شریک رہتے ہین
حاصل یہہ ہے کہ اس قوم کا طرز عمل اکثر امور مین احکام مذہب کا
پابند ہے۔

پابندی کفو — کفو کی پابندی اس قوم کی اعلےٰ صفت ہے۔ صاحب
منتخب اللباب نے اپنی تصنیف کی جلد سوم مین فرمایا ہے کہ اما درین
ضمن در صورت احتیاط بعض امور کہ از شرفاے دیار عرب در
غربت بکار رفتہ خلاف طریقہ عجم کہ بحکم ضبط انساب ہم سر رشتہ کفو را

از دست نداده اند و در گرفتن و دادن دختر غیر ہم قوم سوائے سید
کہ صاحب شجرہ و ذی شہرہ باشد تا پنج سلسلہ با وجود کمال پریشانی
و درماندگی نسبت نمی نمایند و از جاریہ این ملک کہ ہیچ مذہب سوائے
دارحرب ملکیت آن ثابت نمی گردد و از قوم ارازل و فاحشہ کہ بعاشقی
درخانہ آرند فرزند حاصل نمی کنند و اگر احدے از سلسلہ آنہا مرتکب این
افعال گردد اورا از قومیت اخراج نمودہ در شادی وغمی او نفرت وقطع

صلہ رحم می نمایند و با و نسبت نمودن باعث خرابی نسل می دانند الخ
حقیقت یہہ ہے کہ کفو کی پابندی جسقدر اس قوم مین رہی ہے اوسقدر
ہندوستان کے اور اقوام مین کم پائی گئی ہے فریق ثانی کیساہی مالدار
اور کیساہی شریف کہلاوے اگر وہ قوم نایط سے نہین ہے توکسی حال مین
نہ اوسکو لڑکی دیجاتی تہی اور نہ اوسکی لڑکی لیجاتی تہی۔ اسی پابندی کی
برکت ہے کہ زمانہ حال تک اس قوم کا نسب قایم ہے اگرچہ فی زمانناً
بعض افراد قوم نے اسکے برخلاف بہی عمل کیا ہے جیساکہ ڈوگلی کے
لقب سے اوس کا پتہ چلتا ہے اور مولف کے ہم عصرون مین بعض ایسے
نظایر بہی موجود ہین لیکن وہ الشاذ کالمعدوم کی مصداق ہین اس خلاف

ورزی کا اصلی سبب امارت ہے بعض افراد قوم نے اہل قوم سے محض اس بنیاد پر سمجھدیا نہ منظور نہین کیا کہ وہ مفلس تھے زمانہ سلف کی تاریخ سے یہہ بات ثابت ہے کہ افراد قوم کو افلاس اور امارت کا کوئی خیال نہ تھا بلکہ اونکو صرف اپنی قوم کی تلاش رہتی تھی۔ اس زمانہ مین بھی بعض خاندان ایسے ہین جو زمانیان سلف کے ہم خیال ہین لیکن طبقہ امرا کی کم التفاتی نے بعض نظایر اوسکے برخلاف بھی پیدا کر دئے ہین جسقدر فواید پابندی کفو مین متصور رہین وہ کسیطرح غیر کفو سے متوقع نہین ہوسکتی قومی شرافت کا یقین۔ اخلاقی معلومات صحت کی حالات جس حد تک کفو مین معلوم ہوسکتے ہین ناممکن ہے کہ غیر کفو مین اون پر جیسا چاہیے بہرہ ور ہوسکے جن اقوام مین پردہ کی پابندی ہے اون مین ایک اور نعمت صرف کفو ہی کی بدولت حاصل ہوسکتی ہے۔ ہندوستان کے بعض خاص ملکو نکا رواج لڑکیون کے والدین کو مجبور کرتا ہے کہ وہ لڑکے کے اقربا ءاناث سے بھی اوس لڑکی کو چھپا وین جسکی نسبت کا پیام ہے تا بہ خواہندہ نسبت چہ رسد نتیجہ اس رواج کا اکثر یہہ دیکھا گیا ہے کہ عقد کے بعد میان نے اپنی بی بی کی وجاہت کو اسلئے نہین پسند کیا کہ مشاطاون کے مبالغہ سے

سوین حصہ کی بہی اصلیت نہ تہی یہی ایک چیز ہے جو بہت سے خانہ بربادیونکا
باعث قرار پائی ہے مانا کہ مذہب اسلام کے احکام کی پابندی نکریگا یہہ نتیجہ
ہے لیکن کیا کیا جاوے رواج ملک کے لحاظ سے ہندوستان کے خاندانی
مسلمانون مین شادی سے پہلے لڑکا اپنے منسوبہ لڑکی کو کسی طرح بچشم خود
نہین دیکہہ سکتا پس جو چیز اس نازک مسئلہ رواجی مین ایک حد تک مدد
دے سکتی ہے وہ صرف کفو کی پابندی ہے اور بس۔

پردہ　اس قوم کے پردہ کا رواج زمانہ سلف مین کس اصول پر تہا
اوسکی دریافت تحصیل حاصل ہے۔ عرب مین پردہ کا جو طریقہ رہا ہو یا جو
طریقہ اسوقت ہے اوسی پر اس قوم کے پردہ کو محمول کر لینا چاہئیے لیکن
ہندوستان مین یہہ قوم مستورات کے پردہ مین مسلمانان ہند کے ہم قدم
ہے برقعے یا ملایے کے ذریعہ سے کاروبار کرنا اور گہر سے باہر نکلنا شریف
عورتون کے لئے معیوب ہے مولف نے بچشم خود دیکہا ہے کہ میانے یا
گاڑی کی سواری مین صرف دروازون یا کہڑکیون کے بند کرنے کو کافی
نہین سمجہا جاتا تہا بلکہ اوس سواری پر ایک بہت بڑا پردہ یا غلاف
ڈالا جاتا تہا جس مین سے ہوا کا گذر بہی قریب قریب ناممکن کے ہوجاتا تہا

اور یہی طریقہ بعض خاندانون مین ابتک چلا آتا ہے لیکن ریل کی سواری نے
بہ مجبوری اس مین ترمیم کرائی ہے۔ خاص کر اون مقامات کے لئے جہان
میانہ کا بہم پہونچنا مشکلات سے خالی نہین ہے۔ ملایہ یا برقع پر قناعت
کیجاتی ہے شہرون مین بند گاڑیان بغیر پردہ کے کافی سمجھے جاتے ہین۔
بند میانہ اگرچہ بند گاڑی کا مشابہ ہے لیکن تاہم میانہ پر پردہ ڈالنے کا
رواج ہنوز باقی ہے۔ خاندان کے اون افراد کے روبرو جن سے کوی
قرابت ہے جو خاندانی اور ہم قوم سمجھے جاتے ہین اور عزیز کہلاتے ہین
باوجود غیر محرم ہونے کے مستورات پردہ نہین کرتین۔ کنواری لڑکیان
غیر محرم مردون کے روبرو اگرچہ وہ اپنے خاندان اور قوم سے ہون
البتہ چھپتی ہین مگر یہہ حجاب صرف شرم کی حد تک ہے سن طبعی سے پہلے تو
اسقدر حجاب بہی نہین رہتا ایک خاندان کا لڑکا کسی ایسی لڑکی کو جو
اوسکے ہم خاندان ہے جس سے اوسکی نسبت کا پیام ہے باوجود بعدِ
قرابت و غیر محرمیت کسی نہ کسی موقع پر اکثراً دیکھہ سکتا ہے یا دیکھا
ہوا ہوتا ہے احکام شرع محمدی کے برخلاف اگر مُلک کا رواج کسی
خاص اہتمام کا مانع ہے تو اہل خاندان کے لئے یہہ خاندانی رواج

اوس کا بدل قرار پا سکتا ہے۔

لباس　تاریخ خافی خانی سے ثابت ہے کہ ابتدائی زمانہ مین جب یہہ قوم
ہندوستان آئی تو اس قوم کی مستورات نے ضرورت وقت کے لحاظ
سے ہندؤن کا لباس اختیار کیا تہا وہ فرماتے ہین کہ دراکثر بنادر لغایتہ
حال زنان شرفائے آنجاکہ بقوم عرب و نو تیہ مشہور راند وجمعی کہ از اولاد
عباس و زبیر وطلحہ و دیگر اصحاب کبار خود رامی گیرند رخت و لباس
عورات ہنود می پوشند و بہ ہمین دستور بطریق اخفار زندگانی می نمودند
وبعبادت صانع بیچون می پرداختند الخ لیکن وہ مجبوری کا زمانہ سلطان
محمود غزنوی کی حکومت کے بعد ختم ہوچکا۔ عادت ہی کی بدولت اوسکا
یادگار اسوقت تک باقی رہا اب اوس عادت مین ہی بہت کچہہ اصلاح
ہوچکی ہے فی زماننا مستورات کا لباس مقام سکونت کے لحاظ سے کم کم
تبدیلی اختیار کرچکا ہے۔ ساڑی کی پوشاک بلاشک ابتک باقی ہے۔ لیکن
صرف شوق کی وجہ سے۔ حیدرآباد مین پائجامہ اور کرتنیان اور دوپٹے
مدراس مین تہبند اور دامنیان اور اور ملکون مین وہان کی خاص پوشاک
مسلمان مستورات کے لئے مخصوص ہوچکی ہے بعض افراد اون مین ایسے بہی

ہین جو عرب کے لباس کو پسند کرتے اور اوسی کو پہنتے ہین بمبئی پریسیڈنسی
کا مقامی لباس خود لباس عرب سے مشابہ ہے حیدرآباد مین کرُتہ کا لباس
مستورات کے لئے بلحاظ ستر خاصہ لباس ہے۔ بہ ہیئت مجموعی زمانہ حال مین
مستورات قوم نایطہ کا لباس ہنود کا لباس نہین کہا جا سکتا۔ خصوصاً
لباس کے مسئلہ مین زمانہ تیزی کے ساتھہ ترقی کر رہا ہے بعض افراد قوم
نے مختصر شیروانیون کا لباس اختیار کیا ہے پائجامہ اور ساڑیون کی
ساتھہ اوسکو پہنتے ہین۔ صرف پائجامہ کے ساتھہ شیروانی پر ایک جداگانہ
اوڑنی بہی مستعمل ہے جسکو اہل مدراس دامنی کہتے ہین اور حیدرآباد
مین اوسکا نام کہڑا دوپٹہ ہے۔ مردانہ لباس مین اب لباس ہنود کے
مشابہت بہت کم باقی رہگئی ہے اکثر افراد قوم عربی جُبّہ۔ قمیص۔ صدری
شایعہ۔ چُغہ عمامہ استعمال کرتے ہین پائجامہ پہنا جاتا ہے۔ اہل مدراس
مین نیمہ جامہ اور خاندانی دستار یا عربی عمامہ کا رواج ہے علی ہذا حیدرآباد
کی منصبداری پگڑی یا اوسکے بدل مین عمامہ رائج ہے۔ اگرچہ یہہ بات
مانی ہوئی ہے کہ جامہ اور کہڑکی دار دستار کا رواج شہنشاہ اکبر کے
زمانہ مین راجپوتون سے لیا گیا ہے متعدد کتب تاریخ سے اسکا پتہ چلتا ہے

لیکن اس قوم مین جامہ اور کھڑکی دار دستار کا رواج صرف مدراس پریسیڈنسی مین کسیقدر باقی رہ گیا ہے۔ ترکی ٹوپی کا رواج کم کم ہو چلا ہے اور اور مقامات پر بہی مسلمان مردون کا لباس مخصوص ہوچکا ہے جو ہندو کے لباس سے ما بہ الامتیاز فرق رکہتا ہے۔ انگریزی قطع کے لباس کو اس قوم کے اکثر افراد ناپسند کرتے ہین۔ اکثر افراد قوم پاؤن مین مُلکی جوتا پہنتے ہین۔ بعض ایسے بہی ہین جو عربی طریقہ پر نعلین کا استعمال کرتے ہین۔

زبان اس قوم کی زبان عموماً اردو ہے۔ بعض مواضع کے باشندے ناگزیر مُلکی زبان بولتے ہین اس مین شک نہین کہ ان کی روزمرہ اردو زبان مین صدہا الفاظ تلنگی۔ اروی۔ مرہٹی اور کنڑی کے مخلوط ہین۔ اگرچہ اردو کی بامحاورہ زبان بہی سنسکرت اور دیگر زبانون سے خالی نہین ہے۔ لیکن اس قوم کی اردو زبان عجیب ہے۔ ان کے محاورات خاص ہین۔ حیدرآباد مین جو افراد قوم سکونت پذیر ہین اون کی زبان مین بہی قومی اصطلاحی الفاظ کی جہلک معلوم ہو جاتی ہے بدینوجہ کہ ان کے اسلاف کا

ابتدائی زمانہ عربی زبان پر فاتحہ پڑہنے کے بعد بالکل ہندؤن کے ساتہہ گذرا ہے زبان کی یہہ حالت تعجب خیز نہین ہے۔ حیدرآباد کے باشندے بہ نسبت اور ملکون کے باشندون کے کسی قدر درست اردو بولتے ہین مدراس پریسیڈنسی مین اس قوم کی اردو زبان بہت ہی خراب ہے۔ علی ہذا بمبئی۔ احمد نگر۔ گجرات۔ کوکن۔ گوا۔ وغیرہ مین ممالک مغربی وشمالی کے رہنی والی قوم نایط اہل زبان کی صحبت مین البتہ اپنی زبان کو درست کرچکی ہے۔ لیکن عورتون کی اردو زبان اسقدر درست نہین ہے جس قدر مردون کی زبان۔

تعلیم و تربیت قوم نایط اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین زیادہ سعی کرتی ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی اوسکو اول کلام مجید کا درس دیا جاتا ہے اکثر خاندان اپنے لڑکون کو حفظ قرآن سے پہلے کسی اور کتاب کو پڑہانا پسند نہین کرتے۔ ختم قرآن کے بعد فقہ اور عقاید کے اردو رسایل پڑہاتے ہین۔ پھر انشا، فارسی۔ اور عربی کی صرف کا آغاز ہوتا ہے عربی کی صرف ونحو سے فراغت ہونے کے بعد علوم دینیہ سے فقہ اور حدیث کو اور علوم پر ترجیح دیجاتی ہے۔ مغربی علوم سے

اکثر خاندانون کو تنفر ہے۔ اون کا خیال ہے کہ مغربی علوم سے اسلامی خیالات مین فرق آجاتا ہے۔ فی زمانا اکثر روشن خیال خاندانون نے تعلیم مذہبی کے بعد علوم مغربیہ کی ضرورت کو بہی تسلیم کیا ہے دنیوی ضرورتون کے لحاظ سے اون کا یہہ خیال بہت درست ہے۔ جہان کہین تعلیم فنون کے مدارس قایم ہین وہان اس قوم کے افراد اپنی اولاد کو خوشی سے ساتہہ تعلیم دلواتے ہین۔ گر کیونکو ختم کلام مجید کے بعد صرف اردو زبان کی دو چار مذہبی کتابین اور طرز معاشرت کا کوئی ایک رسالہ اور علم حساب کی تعلیم کافی سمجہی جاتی ہے۔ خطاطی کی تعلیم سے اکثر خاندان احتراز کرتے ہین اون کا خیال ہے کہ کتاب کا پڑہ لینا کافی ہے۔ ادائے مضمون کے لئے نامہ نگاری کی مشق بے ضرور اور خطرناک ہے۔ مولف کو اکثر بزرگان قوم سے اس کے متعلق گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے اون کا اصلی خیال یہہ ہے کہ درسی کتابون کی نقل کا کر لینا جو مذہبی تعلیم اور اخلاق سے متعلق ہون اون کو ناپسند نہین ہے خط وکتابت کی زیادہ مشق البتہ وہ ضروری نہین سمجہتے باوجود اس خیال کے

اکثر لڑکیان بہت اچھی طرح پر لکھہ پڑہنے کے قابل ہو جاتی ہین علم حساب کی تعلیم اگرچہ ادنے درجہ مین دیجاتی ہے مگر خداداد ذہانت کی وجہ سے حسابی سوال کا جواب بغیر کسی تحریری عمل کے صرف زبانی حساب سے صحیح ادا کرتی ہین۔ بعض خاندانون کی لڑکیان اپنے والد یا بہائیون کے تعلیم سے خوشنویس بہی ہوگئی ہین لڑکیون کو لکھنے پڑہنے کے سوا سینے پرونے کی تعلیم بہی اہتمام کے ساتہہ دیجاتی ہے مختلف قسم کی کاریگری سوئی کے کام مین اونہین سکہلائی جاتی ہے۔ زمانہ حال کے بعض روشن خیال افراد نے اپنی لڑکیون کی تعلیم مین انگریزی طریقہ پر۔ جُرابے۔گلوبند نقشی قورہ وغیرہ کا بنانا بہی شامل کر لیا ہے۔ پہر کہانے پکانے کی تعلیم مین معمولی پخت و پز پر اکتفا نہین کیا جاتا بلکہ مختلف قسمون کے پکوان اونکو سکہلائے جاتے ہین۔ اس قوم کی خانہ ساز مٹہائیان مشہور ہین جن کی تعلیم نہ صرف لڑکیون کو بلکہ لڑکون کو بہی دیجاتی ہے۔ یا یون سمجہنا چاہیئے کہ لڑکے اپنے بہنون کی تعلیم کے زمانہ مین ایک حد تک اوس سے خود واقف ہو جاتے ہین۔ مولف

تاریخ نے اپنی والدہ مکرمہ کے اس کمال کو ہمیشہ دیکھا ہے اور ایک حد تک اکثر مٹھائیون کی تیاری سے خود واقف ہے ایسی عمدہ اور مختلف اقسام کی شیرنی جیسی کہ اس قوم کی خانہ ساز شیرنی ہوتی ہے ہندوستان کے اور قومون مین بہت کم دیکھی گئی ہے مٹھائیون کے مختلف نام ہین ہر ایک کا ذایقہ اور ہر ایک کی لذت خاص ہوتی ہے اوس کے ظاہری اشکال مین کاریگری اور کمال سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض مٹھائیون کی حقیقت اور اون کے نامون کو مولف نے ذیل مین لکھے ہین جو مشت نمونہ از خروارے کا حکم رکھتے ہین۔ ناظرین کے لئے اوس کا ملاحظہ غالباً خالی از دلچسپی نہوگا۔

(۱) **اشرفی**۔ یہہ ایک نہایت نفیس مٹھائی ہے جو سکہ اشرفی سے مشابہ بنائی جاتی ہے جس کے دونون جانب الفاظ ذیل کا ٹھپہ لگایا جاتا ہے۔ یہہ الفاظ دو مصرعون کے ذریعہ سے موزون کئے گئے ہین جس مین اون اجناس کے نام ہین جن سے یہہ مٹھائی بنتی ہے۔

وہو ہذا

گلاب و مشک و بادام و نبات است غلط کردم تمام آب حیات است

کہا جاتا ہے کہ اس مٹھائی کے موجد اور اس شعر کے مصنف امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس ہین۔ مولف نے اس کا تذکرہ باب سوم کی دوسری فصل اور قوم نایط کی منگنی کی تقریب مین کیا ہے اس مٹھائی کو غربائے قوم تقاریب مروجہ مین روپیون کی عوض استعمال کرتے ہین۔ یہہ نہایت لذیذ مٹھائی ہے۔

(۲) **امرود پہل** - امرود ایک پہل کا نام ہے۔ یہہ مٹھائی کہوے سے بنائی جاتی ہے جو امرود سے مشابہ ہوتی ہے یعنے کہوے کے امرود شکر کے شیرے مین چہوڑے جاتے ہین۔ بعض نے اس کو امرت پہل کہا ہے۔ زبان سنسکرت مین اَمرِت کی معنی شہد کے ہین اور پہل سے وہ مصنوعی پہل مراد ہے جو کہوئے سے بنایا جاتا ہے بدینوجہ کہ کہوئے کے مصنوعی پہل شکر کے شیرے مین ڈوبے ہوے رہتے ہین اس کا نام امرت پہل رکہا گیا۔

(۳) **انڈے کی پیوسی** - پیوسی زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس گاڑہے دود کو پیوسی کہتے ہین جو بچہ ہونے کے کئے روز بعد تک

غلیظ رہتا ہے اور آگ پر رکھنے سے منجمد اور کھیل کھیل ہو جاتا ہے
اس مٹھائی کو شکر۔ کھویا۔ اور انڈون کو حل کر کے زعفران مشک
اور مغزیات کی شرکت کے ساتھہ ہلاتے ہین۔ ان مخلوطی اجزا کو لگن مین
آگ پر دم دینے سے جب وہ جم جاتے ہین تو اس کو مربع یا مستطیل یا مخروطی
ٹکڑون مین کاٹ کر استعمال کرتے ہین۔ یہہ نہایت خوش ذایقہ اور
مقوی مٹھائی ہے۔

(۴) **بادامی پوریان**۔ اس کی بڑی کاری گری نقش و
نگار سے تعلق رکھتی ہے۔ نقروی ٹھپے مختلف قسم کے تیار رہتے ہین
بادامی ورق پر باریک سے باریک جال اور پھول اون ٹھپون
کے ذریعہ سے بناتے ہین اور اوس کے نیچے طلائی یا نقروی ورق
جما کر کنگورہ دار پوریون کی شکل قایم کیجاتی ہے۔ پھر اون کو کوئلون
کی آگ پر دم دیا جاتا ہے جس مین ورق کی چمک بہت بھلی معلوم
ہوتی ہے اور ذایقہ مین ایک قسم کا سوندھا پن نہایت خوشگوار
ہوتا ہے۔

(۵) **بادامی حلوا**۔ یہہ بڑی مقوی اور لذیذ مٹھائی ہے

با دام مصری۔ زعفران اور مشک سے بنائی جاتی ہے۔ اس کا ذایقہ قریب قریب اشرفیون کے ذایقہ کے ہوتا ہے۔ مگر اس کا قوام اشرفیون سے کسی قدر زاید۔ یہہ حلوا چینی کٹوریون مین جمایا جاتا ہے اور چمچون سے اوس کا استعمال ہوتا ہے۔ یہہ رقیق مٹھائی ہے۔

(۶) **بادامی میوا**۔ اس مین بڑی کاریگری صرف کیجاتی ہے۔ بادام کا حلوا تیار کرنے کے بعد اوس سے مختلف مصنوعی میوے بنائے جاتے ہین جیسے انگور۔ انار۔ انجیر۔ کیلہ۔ آم وغیرہ اس کاری مین مختلف رنگون کا استعمال ہوتا ہے۔ مصنوعی میوے کے رنگ و بو کو اصلی میوے سے ملانا بہت نازک کام ہے۔ بعض افراد قوم نے نوابی مدراس کے زمانہ مین اسی کاریگری کا معتدبہ انعام پایا ہے۔

(۷) **باقلا**۔ زبان عربی مین ایک خاص غلہ کا نام باقلا ہے جو مٹر اور لوبیہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ جس طرح باقلا کے تخم چھلکے کے اندر ملفوف رہتے ہین۔ اوسی طرح سوجی کے مانڈون مین بادامی حلوہ کے ٹکیائین رکھہ کر کوئلون کی آگ پر اوس کو دم دیتے ہین یہہ

بڑی مزہ دار مٹھائی ہوتی ہے

(۸) **بوٹ کا حلوا**۔ قومی اصطلاح مین واؤ مجہول کے ساتھہ کلمہ کی اونگلی کے سرے کا نام بوٹ ہے۔ اگرچہ یہہ حلوا بھی چینی کی کٹوریون مین جمایا جاتا ہے۔ مگر اسکا قوام اول الذکر حلوے سے کسی قدر زاید ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس حلوے کا ذایقہ اوسوقت معلوم ہوتا ہے جب کہ بوٹ سے کہایا جاوے۔ یہی اوس کی وجہ تسمیہ ہے۔

(۹) **پنجیری**۔ ایک خاص قسم کی مٹھائی کا نام ہے اردو مین یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ سوجی کو مسکہ مین بہون کر اوس مین شکر اور گہی مین بھنے ہوے چھارون کی قاشین اور مسکہ مین بُھنا ہوا گوند ملاتے ہین۔ انہین پانچ چیزون کی شرکت سے اس کا نام پنجیری ہوا۔ زمانہ حمل کے نو ماسہ کی تقریب مین بعض خاندان اسکی تقسیم کرتے ہین۔ یہہ ایک قسم کا مالیدہ ہے جو نہایت ذایقہ دار ہوتا ہے

(۱۰) **پورن پوری**۔ ہندی زبان مین پورن کے معنے بھرپور کے ہین اور پوری گہی کی تلی ہوئی روٹی کو کہتے ہین پورن پوری

ایک مٹھائی کا نام ہے جو سوجی کے نہایت باریک مانڈون مین
تہہ بہ تہہ بھرا ہوا حلوا اور مسکہ کی پرت جما کر بنائی جاتی ہے چینی
کی تشتریون مین متعدد پورن پوریان جمائی جاتی ہین اور بہت بھلی
معلوم ہوتی ہین۔ یہہ بڑی مقوی اور دیر ہضم مٹھائی ہے۔ ہندون
مین اس کا بہت رواج ہے غالباً ہم نے اونہین سے اسکو سیکھا ہے۔
(۱۱) پھینی۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس مٹھائی کا نام جو سوجی کے
تارون سے بنائی جاتی ہے جیسے سینویان اس کو دودھ مین بھگو کر
پکاتے ہین بہت بامزہ مٹھائی ہے۔ بعض لوگ پھینی کو کدو کے تارون
سے بناتے ہین۔
(۱۲) پیوسی۔ یہہ مٹھائی اوس دودھ سے بنائی جاتی ہے جو گائے
یا بھینس کے بچہ دینے سے چھہ دن تک دوہا جاتا ہے جس کو چیکا دودھ
کہتے ہین یہہ ایسا گاڑھا ہوتا ہے کہ شکر ملانے اور گرم کرنے سے جم جاتا ہے
اس قوم کے بعض بی بیان معمولی دودھ کو کھٹائی سے پھوڑ کر ہر وقت
اوسکی پیوسی بنالیتی ہین۔ اور پیوسی بڑی لذیذ چیز ہے۔ اگرچہ اومین
اور کسی چیز کی شرکت نہین ہوتی۔ صرف دودھ اور شکر ہی سے کام

لیا جاتا ہے۔ لیکن تیاری کے طریقہ خاص سے اوس مین ذائقہ خاص پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۳) **جالی**۔ زبان ہندی مین مشبّک چیز کو جالی کہتے ہین۔ جالی ایک بادامی مٹھائی کا نام ہے۔ جس مین باریک باریک نقشی سوراخ کئے جاتے ہین۔ دو دہ انڈے کی سپیدی۔ پسا ہوا بادام۔ شکر۔ گلاب ان اجزا سے اوس کو بناتے ہین۔ کوئلون کی آگ پر دم دینے سے اوس مین سختی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا گِرد دبہت نازک ہوتا ہے ذرا سے دھکّے سے توٹ جاتا ہے۔ ذایقہ دار مٹھائیون مین اس کا شمار ہے۔ تھوڑے سے صرفہ مین زیادہ مٹھائی تیار ہوتی ہے۔

(۱۴) **حَب کی لوز یا حَب کا حلوا**۔ یہہ مٹھائی بادام مصری نشاستہ اور گلاب سے بنائی جاتی ہے۔ حَب عربی زبان کا لفظ ہے۔ دانہ اور تخم کے معنون مین بولا جاتا ہے۔ لوز اور حلوا دونون عربی زبان کے الفاظ ہین۔ لوز کے معنے بادام اور حلوا سے میٹھا یا میٹھی چیز یا نرم شیرینی مراد ہے۔ حَب کے لوزاون محرّف تراشیدہ کھجورون کا نام ہے جن کے اندر دانہ دار شیرینی بھری ہوئی ہو ظاہر مین وہ خشک

میدے سے بنے ہوے اور سفید رنگ معلوم ہوتے ہین اور اندر دانہ دار شیرہ بہرا ہوتا ہے۔ حب کے حلوے مین بہی یہی صفت ہوتی ہے۔ جس سے حب کے لوز آسانی کے ساتہہ بن سکتے ہین اسکی لطیف شیرینی اور عطریت اور ذایقہ مولف کی رائے مین تمام مٹہائیون پر فایق ہے حضرت اختر فرماتے ہین۔ ؎

حُسن کی لوز جب نظر آئی عشق مین بوی نیشکر آئی

(۱۵) **حلوا سوہن**۔ زبان اردو مین ایک قسم کی مٹہائی کا نام ہے۔ یہہ ابتداءً ایسا سخت پایا جاتا ہے جس کی نسبت مبالغتاً کہا جاتا ہے کہ بغیر سوہان کے نہ توٹیگا۔ مگر جب دانتون مین دابا جاتا ہے تو خستگی کے ساتہہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ بزرگان قوم نے کہا کہ ضعیفون کے خاطر ہم نے اسکو ایسا بنانا شروع کیا ہے دراصل اسکی تیاری مین بڑی صفت یہی تہی کہ لوہے کے ہتہوڑے سے توڑا جاتا تہا اور اوسکے ریزے منہہ مین مثل سخت مصری کے گہولے جاتے تہے۔ اس مین شکر اور میدے اور مسکہ سے کام لیا جاتا ہے بعض لوگ مغزیات بہی شریک کرتے ہین۔ بڑی ذایقہ دار اور

لطیف شیرینی ہے۔

(۱۶) خشتِ عَدن۔ یہہ ایک نفیس مٹھائی ہے جو منجمد حلوا کو مستطیل ٹکڑون مین کاٹ کر بنائی جاتی ہے۔ بے شک اسکی وضع اینٹ سے مشابہ ہوتی ہے اسکے موجد قومی باشندگان عَدن کہے جاتے ہین۔ لیکن اس کے نام مین عَدن کا لفظ بفتح اول وسکون دال بہشت کے معنون مین مستعمل نہے۔ کدو۔ کھو یا۔ مصری۔ مغزیات کیوڑا۔ زعفران کی شرکت سے ایک حلوا تیار ہوتا ہے جس کا قوام سخت رکھا جاتا ہے اور حالت انجماد مین اسکو مانڈے کی شکل پر پھیلا اوس سے مستطیل ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہین۔ اس مٹھائی مین ذائقہ لطیف کے سوا ترتیب بدن کا اعلے جوہر ہے۔

(۱۷) دہی بڑے۔ بڑی بیائے معروف زبان ہندی مین ایک قسم ہے غذا کی جسکو دہوئی ہوئی مونگ یا اوڑد کی دال پیسکر چھوٹی چھوٹی ٹکیاؤن کی شکل مین بناتے ہین اور سُکھا کر اوس کا سالن پکاتے ہین۔ اسی اسم مونث کا مذکر بڑا ہے اور بڑے اوسکی جمع یہ تذکیر اور جمع اردو محاورہ مین نہین بولی جاتی قومی زبان مین

مستعمل ہے۔ بڑا بہ نسبت بڑی کے کسی قدر بڑا ہوتا ہے اور یہہ خالص دہی سے بنایا جاتا ہے۔ دہی کو ایک دبیز کپڑے مین چھان کر اوسکا پانی جدا کر لیتے ہین اور پھر اوس کی ٹکیا ئین بنا کر مسکہ مین تلتے ہین اور پھر شکر کے شیرے مین وہ تلی ہوئی ٹکیا ئین چھوڑ دیجاتی ہین ایک دن کے بعد یہہ مٹھائی قابل استعمال ہو جاتی ہے اور دہی کی ترشی کے ساتھہ عجیب ذایقہ پیدا کرتی ہے۔

(۱۸) روٹ۔ زبان ہندی مین بڑی روٹی کے معنون مین مستعمل ہے ہندون مین دیوتا کا روٹ مشہور ہے جو بھیک مانگے ہوے آٹے سے پکایا جاتا ہے قوم نوایط مین اسی نام سے ایک مٹھائی بنائی جاتی ہے جسکو ایک وسیع لگن مین کوئلون کی آگ پر دم دیتے ہین اور پھر اوسکو مربع چھوٹے چھوٹے ٹکرون مین تقسیم کرتے ہین۔ سوجی۔ قند۔ زعفران مغزیات اور گلاب سے روٹ بنایا جاتا ہے۔ یہہ مٹھائی یوم عاشورہ کے فاتحہ سے مخصوص ہے۔

(۱۹) کڑاہی کی کہیر۔ درحقیقت یہہ ایک اعلے قسم ہے۔ شیر برنج کی جس مین کہویا۔ اور کدو کے اوبلے ہوے تار شریک کئے جاتے ہین

اور کڑاہی مین دیر تک پکہائی جاتی ہے۔ دودہ کی نصف مقدار باقی رہ جانے پر تیار ہو جاتی ہے۔

(۲۰) کونڈا۔ زبان ہندی مین آٹا گوندنے کے ظرف کو کونڈا کہتے ہین کونڈے کے نام سے جو مٹہائی بنائی جاتی ہے درحقیقت وہ ایک رقیق حلوا ہے۔ جو کورے گلی کونڈون مین بہر دیا جاتا ہے۔ اس مٹہائی کے موجد نے یہہ حکم لگا دیا ہے کہ چینی کے ظرف سے مٹی کا کونڈا اسکے لئے مفید ہے۔ یہہ حلوا نرم خشکہ کو حل کرکے بنایا جاتا ہے جس مین بالائی قند کہویا۔ گلاب۔ زعفران۔ مشک۔ مغزیات شریک ہوتے ہین اور اوس کے بالائی سطح پر بالائی کی ایک پرت جمائی جاتی ہے۔ اسکا ذایقہ قابل تعریف۔ یہہ بڑی ہی مقوی مٹہائی ہے اس کی شیرینی تمام مٹہایون پر غالب رہتی ہے۔ میٹہے کے شوقین بہی اس کو زیادہ مقدار مین نہین کہا سکتے

(۲۱) گاجر کا حلوا۔ کدوکش یا گہیاکش پر گاجر کا بُرادہ نکال کر تازہ کہوپرے کی قاشین دودہ اور شکر کے ساتہہ اوس مین ملاتے ہین اور قوام دیتے ہین۔ منقہ اور چلغوزے بہی اوس مین شریک

کئے جاتے ہین۔ یہہ حلوا نہ صرف ذایقہ دار ہوتا ہے بلکہ ترتیب جسم کے لئے معجون مرکب کا حکم رکہتا ہے۔ یہہ بات مشہور ہے کہ چالیس دن تک غذائے معمولی کے ساتہہ اس کا استعمال انسان کو تیار اور فربہ بنا دیتا ہے۔

(۲۲) گل فردوس۔ یہہ ایک لطیف حلوے کا نام ہے جو کہویا بادام۔ قند۔ گلاب۔ زعفران: مغزیات کی قاشون کو باہم ملاکر دودہ کے ساتہہ پکاتے ہین۔ اور ایک چینی کی قاب مین جماتے ہین۔ چمچون سے اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہہ نہایت خوش مزہ اور مقوی چیز ہے اسکا نام بہ ترکیب فارسی رکہا گیا۔

(۲۳) لوز۔ لوز عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی بادام و حلوا۔ یہہ درحقیقت بادامی سادہ حلوا ہے جس کو قوام پر لاکر مثل مانڈے کے پہیلاتے ہین اور اوس کے محرف ٹکرے کاٹکر۔ سفوف قند۔ سے خشک کر لیتے ہین۔ لوز کی مٹہاس معتدل ہوتی ہے۔ اور بادام کا ذایقہ شکر پر غالب رہتا ہے خفیف سا نشاستہ بہی اس مین شریک کیا جاتا ہے۔ سادہ مٹہائیون مین اسکا شمار ہے۔

(۲۴) مالیدا۔ یہہ فارسی زبان کا لفظ ہے جسکو ملیدہ بہی کہتے ہین روغنی روٹی کو چورا کر کے شکر اور کہانڈ اوس مین ملانے سے مالیدہ بنتا ہے۔ بعض لوگ مغزیات کے باریک باریک قاش بہی اوس مین ملاتے ہین اور پہر اوسکو مسکہ مین بہون لیتے ہین۔

(۲۵) موصوف۔ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنے تعریف کیا گیا۔ ملیبار کے رہنے والی قوم اسکی موجد ہے۔ تازے کہوپرہ کو مصری یا قند کے ساتہہ پیسکر اوسکو پکاتے ہین جس مین گلاب یا کیوڑا بہی ملا یا جاتا ہے۔ جب قوام آجاتا ہے تو اوسکو ایک چینی کی رکابی مین پہیلا دیتے ہین اور اوسکے مربع ٹکرے یا مدور قرص کاٹ کر استعمال کرتے ہین۔

(۲۶) نان خطائی۔ یہہ ایک قسم کی مٹہائی ہے جو بڈہون کو زیادہ پسند ہے۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکہا ہے کہ اس کی ایجاد شہر خطا سے ہوئی ہے جو ترکستان کا مشہور ایک شہر ہے میدے اور مسکہ مین سمندر جہاک کا خمیر ملا کر کاغذ پر اوس کے پیڑے جماتے ہین اور پہر تنور مین دم دیتے ہین اسمین مٹہاس نہایت

کم ہوتی ہے اس قدر نرم مٹھائی ہے کہ بزرگان خاندان نے اس کو ہونٹون سے کہانے کی مٹھائی کہا ہے۔

(۲۷) ورقی سموسہ۔ ورقی سموسہ اور ورقی کہجور مین صرف مٹھاس کا فرق ہے۔ ورقی سموسہ بہ نسبت ورقی کہجور کے زیادہ میٹھا ہوتا ہے اسلئے کہ اوسکے اندر بادامی حلوا شریک کیا جاتا ہے۔ سموسہ بنانے سے پہلے میدہ کے متعدد اوراق شکر کے ساتھہ تہہ بہ تہہ ایک دوسرے پر جمائے جاتے ہین اور پہر اوس کے مدور مانڈے سے مثلث سموسہ بنایا جاتا ہے۔ آخر پر اوس کو کوئلون کی آگ پر دم دیتے ہین۔

(۲۸) ورقی کہجور۔ یہہ ادنے درجہ کی مٹھائی ہے جو کم صرفہ مین تیار ہوتی ہے۔ میدہ کے باریک ورقون کو ایک دوسرے پر جماتے ہین اور دو ورق کے درمیان خفیف سی شکر پہیلائی جاتی ہے اور آخر پر اوس کو مربع یا مستطیل حصون مین کاٹ کر کہجور سے موسوم کرتے ہین اور پہر مسکہ مین اون کہجورون کو تل کر استعمال کرتے ہین۔ اس مین زیادہ شیرینی نہین ہوتی۔ ہلکی مٹھاس بہت

پہلی معلوم ہوتی ہے۔

قوم کی صدارت قوم کی صدارت کا خاتمہ ۱۲۵۵ھ کے بعد رئیس قوم سید عبدالرحمن کی رحلت کے ساتھہ ہوچکا اوس کے بعد کسی تاریخ سے اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ قوم نایط نے اپنا کوئی قومی امیر یا رئیس مقرر کیا ہو بعض مقامات پرانکی قومی پنچاپیتین البتہ قایم تھین اور تمام مناقشات کا باہمی تصفیہ اوس پنچاپیت کے ذریعہ سے کرلیا کرتے تھے لیکن زمانہ حال مین پنچاپیتون کا طریقہ بھی باقی نرہا جسطرح بواہیر مین نائب داعی یا عامل کے ذریعہ سے قوم کی صدارت ہر ایک ملک مین قایم ہے اوسطرح کوئی انتظام قوم نایط مین نہین ہے صوبہ مدراس مین باوقات مختلفہ قوم نے اپنا امیر مقرر کرنا چاہا لیکن بعض افراد قوم کی اختلاف رائے کی وجہ سے وہ منصوبہ چل نہ سکا۔ مولف کہتا ہے کہ اس کا انتظام کوئی مشکل چیز نہین ہے۔ ہر ایک مقامی گروہ کے لئے کسی قومی امیر کا مقرر کرلینا قوم کے حق مین نفع بخش ثابت ہوگا پادشاہ یا شہنشاہ وقت کے ساتھہ وفاداری پر ثابت قدم رکھنے اور مستحق افراد قوم کی خبرگیری کرنے کے لئے امیر قوم کا وجود نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے

دوسری فصل رسوم و رواجات قوم نایط کے متعلق

الف۔ شادی کے رسوم

قوم نایط کے رواجات شادی مین ہندوستان کے رسم ورواج کا بہت کچہہ اثر باقی ہے۔ جس کی اصلاح قریب قریب ناممکن کے ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہہ ہے کہ کفو کی پابندی مین فرق آگیا ہے۔ مسلمانان ہند کے اکثر اقوام اہنین رواجات مین مبتلا ہین۔ دانشمند افراد قوم خاندانی بیبیون کے اصرار سے مجبور رہوتے ہین اور اونکا اصرار ایک حدتک بامعنے ہے۔ نکاح سادہ اور شادی مین ابتک بہت بڑا فرق قایم ہے۔ اگرچہ ان رسوم کے متعلق بہ نسبت گذشتہ صدی کے زمانہ موجودہ مین بہت بڑا تفاوت پیدا ہوچکا ہے۔ تاہم قوم کا بڑا حصہ رواجی اور رسمی پابندیون پر اسلئے مجبور ہے کہ اوسکو دیگر اقوام اسلامی کا ہم خیال ہونا خاص کر اسلئے ضروری ہے کہ اون کے ساتہہ سمدہیانہ کی ضرورت ہوتی رہتی ہے بعض مواقع پر فریق ثانی جو دوسری قوم اور خاندان کے ہین اوسوقت تک تقریب نسبت پر رضامند نہین ہوتے جب تک رواجی رسوم کی پابندی کے ساتہہ

تقریب شادی کا وعدہ ہوا ور بعض وقت خود اسی قوم اور خاندان کیطرف مقابل اصرار کرتے ہین کہ اگر رسم ورواج کی پابندی نہوگی تو اس تقریب پر شادی کا اطلاق نہوگا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اس مناکحت اور مواصلت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ نکاحی اولاد کہلائے گی جن اقوام مین بیاہ شادی کی اولاد اور نکاحی اولاد مین فرق قایم ہے اون کے نظرون مین ایسی اولاد کی بے حرمتی ہوگی بدینوجہ کہ قوم اپنی کفو کی پابندی کم کرتی جاتی ہے اور اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہوکہ دوسرے اقوام سے تعلقات بڑہتے جاتے ہین۔ یہہ بات ضروری خیال کی جاتی ہے کہ دیگر اقوام کے رسم ورواج کی پابندی مساوات کے ساتہہ لازمی گردانی جائے۔ جو خاندان کفو کا پابند ہے وہ بہی اسی آفت مین مبتلا ہے اسلئے کہ اپنے ابنائے جنس اور اقربائے دیگر اقوام کے ساتہہ مساوات قایم کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے اس قوم کے بعض خاندانون نے ایک حدتک رسم ورواجات کو ترک کردیا ہے سمجہہ دار بیبیان ترک رسوم کی ساعی ہین اور اس بات پر پابندی کے ساتہہ قایم ہوچکی ہین کہ ہم اپنی قوم کے اونہین افراد کے ساتہہ اپنی اولاد کا

لین دین قایم کرینگے جنکو ہمارے اصول سے اتفاق ہے۔ لیکن ایسے پانچ
خاندان الشاذ کالمعدوم کا حکم رکہتے ہین مولف کو اونکی کامیابی مین بہت
کچھہ کلام ہے۔ جب تک قوم کا بڑا حصہ اونکا ساتہہ نہ دے اونکو رواجی
مشکلات سے نجات حاصل نہین ہوسکتی اگرچہ خود مولف کے خاندان کا
شمار اونہین معدودے چند مین ہے لیکن مولف کو اسیات کا خطرہ ہے
کہ اگر قوم کے بڑے حصہ نے اتحاد خیالات مین انکی مدد نہ کی تو کفو کی رہی
سہی پابندی بہی بالکل رخصت ہوجاویگی۔ اسطرح پر کہ اس گروہ کو ناگزیر
اقوام غیر کے اون افراد سے تعلق بڑہانا پڑیگا جن کے خیالات ان کے
ساتہہ متحد ہین۔ ورنہ اولاد کے لین دین مین بڑے بڑے مشکلات کا سامنا
ہوگا۔ اگر قوم نایط کے مجموعی افراد یا کم سے کم اونکا بڑا حصہ ترک رسوم
مین کامیاب ہوا تو آیندہ نسلون کو اوس قدر دقّت باقی نرہے گی جس قدر
دقّت مین ہمارے معاصر مبتلا ہین۔ مولف نے رواجات اور رسوم
جاریہ کو اسی فصل مین صراحت کے ساتہہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے
جسکا نتیجہ دونون فریق کے لئے من وجہٍ مفید ثابت ہوگا۔ ان رسوم
کی ابتدا شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے کہی جاتی ہے۔ اور بے شک اسکی

کچھہ اصلیت بہی ہے اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ بعض رسوم کی پابندی جسکا
آغاز شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے ہے بہت مفید ثابت ہوئی اکثر رسوم کو
شہنشاہ اکبر نے ہندؤن کی دلجوئی کی غرض سے اختیار کر رکھا تہا او
خیال اوسکے باپ ہمایون کے وقت سے اس اصول پر جما ہوا تہا کہ
مسلمان حکمرانون کو اہل ملک کی دلجوئی سے غافل نہ رہنا چاہئے
ہندوستان ہندؤن کا ملک ہے ہندؤن کے رسم درواج کو مٹانے
کی فکر اور تعصب کا اظہار سلطنت کے لئے کسیطرح مفید نہین ہوسکتا
شہنشاہ اکبر ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ مذہب اسلام کی وجہ سے
ہندون پر کوئی سختی نہ ہونے پاوے ہندؤن کا جزیہ اسیکے عہد حکومت
مین معاف کردیا گیا دربار شہنشاہی مین بہت سے ایسے دستورات
جاری کئے گئے جو ہندو راجاؤن کے دربار مین مروج تہے اسمین
کچھہ شک نہین ہے کہ اوسکے اس خیال سے سلطنت کو ضرور فائدہ پہونچا
اقوام ہنود نے عموماً اور راجپوتون نے خصوصاً اوسکو دلی رغبت
کے ساتہہ اپنا شہنشاہ تسلیم کیا اکبر کی زندگی تک کبہی اونکو اپنی قوم
کے ہاتہہ سے سلطنت کے جانیکا افسوس نہین رہا۔ شہنشاہ اکبر معاملات

شادی مین سات قواعد کا پابند تہا۔ ایک یہہ کہ معنوی نسبت اور ذاتی ہمسری مین فرق نہ آوے۔ دوسرا چہوٹی عمر مین شادی نہو۔ تیسرا قریب کے رشتہ دارون مین سمدہیانہ قایم نہ کیا جائے۔ چوتہا مہر کی زیادتی سے اوسکو نفرت تہی اوسکا مقولہ تہا کہ جہوٹے اقرار سے مہر کا بڑہانا پیوند کا توڑنا ہے۔ پانچوان ایک مرد کے لئے متعددبی بیان اوسکو ناپسند تہین جسکو طبیعت کی پریشانی اور خانہ ویرانی کہتا تہا۔ چہٹا بڈّہے کو جوان کے ساتہہ شادی کرنا اوسکو پسند نہ تہا جسکو وہ بے حیائی نام رکہتا تہا۔ ساتوان ستّی کا مخالف تہا اور بیوہ کے عقد ثانی کا طرفدار۔ اوسکے زمانہ حکومت مین مردون اور عورتون کی تحقیقات حالت کے لئے ایک دیانت دار عہدہ دار مقرر تہا۔ طوی بیگی اوسکا خطاب تہا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ صدر الصدور۔ قضاۃ۔ اور مفتیون سے اوسکی رضا جوئی کی آڑ مین ہمیشہ احکام شرع کی ترمیم پیش ہوا کرتی تہی جنکے تاویلات نامناسب کے ذریعہ سے احکام شرعی کے معنے اور مقصود کو نقصان پہونچتا رہا اور یہہ نقصان اکبر کے اون رواجات سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا جو ہندؤن کی خاطر سے جاری تہے

جب ستی کی موقوفی اور بیوہ کے عقد ثانی کا مسئلہ ہندؤن کے رواج کے
برخلاف طے ہوا تو ہندوا وسپررٹ کے اوس نے صاف الفاظ مین کہدیا
کہ اگر بیوہ کا عقد ثانی ناگوار ہے تو رنڈوے مرد بھی دوسری شادی
نکرین اور ستی کا طریقہ بیوہ عورت اور رنڈوے مرد دونون کے لئے
مساوی سمجھا جاوے حاصل یہہ ہے کہ موجودہ رسوم مروجہ کو تمام تر
شہنشاہ اکبر کے سرتھوپنا یا ہندؤن کو اوسکا موجد قرار دینا بڑی
ناانصافی کی بات ہے۔ ایک حد تک البتہ رسم ورواج کا سبق ہم نے
ہندؤن سے سیکھا ہے لیکن اوس سے زیادہ ہمارے علماء کا سکوت
اور اکبر کے زمانہ مین اونکا طرز عمل موجودہ رسم ورواج کا باعث ہے
جو مشکلات اسوقت رسم ورواج کے ترک کرنے مین درپیش ہین اونکے
نسبت ہمکو شہنشاہ وقت کی رضاجوئی کا بہانہ تک باقی نہین ہے
مقامی حکمرانون نے ہر ایک قوم کو کامل آزادی دے رکھی ہے
علماء قوم کو ایسے کسی اصلاح کے لئے کوئی امر مانع نہین ہے باوجود
اسکے اگر سربرآوردہ افراد قوم اور علماء کے جانب سے اسمین
پیش قدمی نہو تو کسیطرح امید نہین کیجاسکتی کہ قوم اپنے اس منصوبہ مین

کامیاب ہو سکے۔ مولف نے رسم و رواج شادی کے بیان مین حتی الوسع
اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہر ایک رسم اور ہر ایک رواج کے متعلق
تاریخی واقعات بیان ہون اور اوسی کے ساتھہ اوسکو ہندؤن کے شاستر
سے مطابق کرکے دکھلایا جائے جس سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل
ہوگا کہ ہماری موجودہ رسم و رواج کے مقابل ہندؤن کے رسم ورواج
کا فرق آسانی کے ساتھہ معلوم ہو سکے کا آج کل تہذیب نے اسقدر
ترقی کی ہے کہ خود ہندؤن نے اپنے ناپسند رواجات کے مٹانے کی
کارروائی شروع کر دی ہے۔ مختلف مقامات پر اون کے سوسائٹیان
قایم ہو چکی ہین متعدد سبھائین شب و روز اسی فکر مین مستغرق ہین۔
اور ایک حد تک اونکو اپنے خیالات مین کامیابی کے آثار بھی نظر
آنے لگے ہین جیسا کہ زمانہ حال کے واقعات سے ظاہر ہو رہا ہے
اخباری دنیا مین بہت سی ایسی مثالین نظر آوین گی جن مین ہندون کے
بعض فرقون نے عقد بیوہ کے مسئلہ مین اپنی روشن خیالی کی وجہ سے
کامیابی حاصل کی۔ اور بہت پرانے رواج کو مٹایا جسکا مٹنا اسی
صدی کے اوائل مین بہت مشکل اور قریب قریب ناممکن کے

سمجھا جاتا تھا کیونکہ اونکا شاستر اس خاص مسئلہ مین اون کا طرفدار نہ تھا۔ ہمکو اپنے غیر مفید بلکہ نقصان بخش رواجات کے ترک کرنین اسلئے بہت آسانی ہے کہ ہمارے مذہبی احکام تمام تر ہمارے موید ہین۔

منگنی کی رسم

منگنی بیائے معروف ہندی زبان کا لفظ اور بول چال مین اسکا محاورہ ہے منگنی اوس تقریب کا نام ہے جس مین شادی سے قبل نسبت کا قرارداد ہوتا ہے دولہا دولہن کے والدین جب اپنے پاس قرارداد نسبت کا تصفیہ کر لیتے ہین تو اس رسم کے لئے ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے جس پر لڑکے کے اولیا اور عزیز واقارب وقت مقررہ پر لڑکی کے مکان پر جاتے ہین جہان اون کے ساتھہ نہایت اخلاق کا برتاو کیا جاتا ہے اور ہر ہر فرد کو پہول۔ پان عطر دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو اس مبارک قرارداد پر مبارکباد دیتا ہے جسطرح مردون مین یہہ رسم سرانجام پاتی ہے اوسی طرح عورتون مین بہی اسی قسم کا برتاو ہوتا ہے یعنے دولہا کی والدہ مع اپنی خاندانی عورتون کے دولہن کی والدہ کے گہر جاتی ہین اور خواستگاری کی اجازت لیکر ایک یا کئی زیور اپنے ہاتہہ سے لڑکی کو پہناتی ہین اسی زیور کا نام چڑہاوا ہے

جو بہ تقریب خاص چڑہایا جاتا ہے۔ چڑہاوا۔ اسم مذکر ہندی زبان کا
لفظ ہے جسکے لغوی معنے نذر کے ہین اور اصطلاحی معنے وہی ہین جو اوپر
بیان ہوے۔ اس تقریب کے دوسرے دن دولہن کے لوگ دولہا کے
گھر آتے ہین۔ مرد اور عورت دونون۔ یہہ گویا جواب ہے روز گزشتہ
کا۔ اونکے ساتہہ بہی اوسی طرح کا اخلاق برتاؤ ہوتا ہے جسطرح پچھلے دن
اونہون نے کیا تہا۔ عطر لگایا جاتا ہے پہول پہنائے جاتے ہین۔ پاندان
دئے جاتے ہین۔ اور باہمی ایک دوسرے کو مبارکباد کہتا ہے۔ یہہ تقریب
قوم نایط مین ملکی رسم و رواج کے خفیف سے فرق کے ساتہہ عموماً رائج ہی
صوبۂ مدراس مین ایک چیز البتہ زاید ہے یعنے جسطرح دولہا کی والدہ
دولہن کو چڑہاوا چڑہاتی ہین اوسیطرح دولہن کے والد ایک معینہ رقم
اپنے جانب سے دولہا کے لئے بہیجدیتے ہین جسکا نام پینڈ ہے یہہ غالباً
تلنگی زبان کا لفظ ہے تلنگی زبان مین شادی کو پنڈلی کہتے ہین اور
پینڈ اوسی پینڈلی کا مخفف معلوم ہوتا ہے یہہ رقم گویا تیاری سامان
شادی کے لئے دیجاتی ہے یا دولہا کی قیمت ہے۔ اگر دولہا کے والدین
کم مقدرت ہین تو مٹہائی کی اشرفیان بناکر پینڈ کے نام سے بہیجدیتے ہین

تا کہ رسم ترک ہونے نہ پاوے ہندوؤن مین بہی اسکا رواج ہے جسکو واکدان
کہتے ہین جسکے معنے زبان دینے کے ہین ہنڈا یا ور وکہشنا کے نام سے ایک
رقم معینہ دولہن کے باپ کے جانب سے دولہا کو دیجاتی ہے اور یہہ
عطیہ ایک قسم کا انعام سمجہا جاتا ہے۔ یہہ صرف رواجی رسم ہے واکدان
کے ہوجانے کے بعد اگر کسی اتفاق سے قرارداد قایم نرہی تو شاستر
کی روسے بلا تکلف دوسرا قرارداد ہوسکتا ہے۔ قوم نایط مین بہت سے
خاندان ایسے ہین جن مین نسبت کا تقرر اپنے اپنے پاس ہولیتا ہے
مگر منگنی کی رسم کے لئے اسلئے سالہاے سال گذرتے چلے جاتے ہین کہ
نہ دولہا والون کے پاس چڑاوے کا زیور رہے اور نہ دولہن والون کے
پاس پینڈ کی رقم۔ جس موجد نے غریبون کے لئے مٹہائی کی اشرفیون کا
طریقہ ایجاد کیا ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ اور ایسی ہی کسی ہجوم
کی ضرورت ہے جو چڑاوے کے لئے بہی کم بہتر دن کیواسطے کوئی
سستا اور ہلکا سا معاوضہ ایجاد کرے۔ سال خوردہ افراد قوم کا
بیان ہے کہ مٹہائی کی اشرفیون کی ایجاد امیر الہند نواب غلام غوث خان
مغفور والی دربار والاجاہی نے کی تہی جو غربا کے لئے نہایت پرسہتے اور

پر مذاق ثابت ہوی۔ قوم نایطہ کے بعض خاندانون نے منگنی کی رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے باہمی قرار داد کے بعد شادی ہی کا آغاز کر دیا جاتا ہے اس اصلاح کی توفیق زمانہ کے بعض واقعات کے بدولت پیدا ہوئی۔ چند ایسے قرار دادون مین دولہا کی رحلت یا خاندانی نا اتفاقی کی وجہ سے نسبت کا قرار داد باقی نرہا لیکن بدقسمت لڑکی کو محض اس شہرت کیوجہ سے دوسرا پیام نہین آیا کہ ایک دفعہ اوسکی نسبت فسخ ہو چکی تھی یا یہہ کہ قرار داد کی بدیمنی سے لڑکا شادی سے قبل مر چکا تہا اون روشن خیالون کو آفرین ہے جنہون نے ایسی عمدہ ترمیم کی۔ لیکن باوجود ایسے اتفاقات کے پیش ہونے کے بہت سے خاندان اوسی پرانی لکیر پر قایم ہین۔ سیدہی بات یہہ ہے کہ یا تو عقیدہ کی اصلاح کر دو یا اس رسم کو ترک۔ محتاط طریقہ وہی ہے جو معدودے چند خاندانون نے اختیار کیا ہے۔ مولف تسلیم کرتا ہے کہ منگنی کی رسم مین کوئی گناہ نہین ہے لیکن ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ عورتون کی خام عقیدت کی وجہ سے واہمہ کا انسداد ناممکن ہے۔ افراد قوم کی ان مشکلات کا علاج اگر ممکن ہے تو اوسی ایک طریقہ سے ممکن ہے جسکو خاص افراد نے اختیار کیا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزا۔

شادی کا آغاز بدینوجہ کہ شادی کی ابتدا رسوم و رواجات کی پابند ہے
اور احکام مذہب کی سادگی رسم و رواج دنیا مین حرمت کا حکم رکھتی ہے
افراد قوم نایط اعم از ینکہ غریب ہون یا امیر نہایت فکر و تردد مین مبتلا
ہو جاتے ہین۔ بی بی فرماتی ہین کہ خدا رکھے صرف ایک اولاد ہے اگر
اسکی آرزو نہ نکلی اور اسکے کاج مین ہم نے تکلفات سے کام نہ لیا تو افراد
قوم کے آگے بڑی ندامت حاصل ہوگی اہل قوم کیا کہین گے اولاد کے
دل کی آرزو دل ہی مین رہ جاویگی اگر میان نے اپنی بی بی سے اتفاق
کیا تو خیر ہے ورنہ بی بی ملول ہین رنجیدہ ہین اونکا دل دنیا سے اوچاٹ
ہے میان سے بات نہین کرتین کہانا پینا بند ہے۔ اودہر اونکی مٹی خراب
ہے اور ادہر میان کی جان عذاب مین! اگر دونون ہم خیال ہین تو
استقراض کی فکرین ہو رہی ہین۔ سودی قرضہ کا لینا جائز اداکا ہین
کرنا کچھہ فکر کی بات نہین ہے۔ غرض اور ضرورت پر مہاجن نے روپیہ
سیکڑہ کے عوض دو یا چار روپیہ سیکڑے کا نرخ بتایا تو بسر وچشم قبول ہے
ادائی مین اپنی تمام آمدنی لکھدی جاتی ہے اسکی مطلق فکر نہین ہے کہ آیندہ
ہمارے ضروری اور لابدی مصارف کا کیا سامان ہوگا۔ دل یہہ کہتا ہے

کہ خدا مالک ہے آیندہ جیسا ہوگا دیکھہ لیا جائیگا۔ بالفعل اس کار خیر سے سبکدوشی حاصل ہونا چاہیئے۔ بعض دوراندیش خاندانون کو اگر اس ضرورت کے ساتھہ آیندہ کا بھی خیال ہے تو برس دو برس۔ دس برس تک شادی کو ملتوی کردینا اون کے پاس کچھہ مشکل نہین ہے۔ کرین گے تو اوسی ٹھاٹ سے کرین گے ورنہ کیا جلدی ہے لڑکی جوان ہے تو کیا ہوا زندگی باقی ہے توسب کچھہ ہوگا۔ بہت سے واقعات ایسے دیکھے گئے ہین کہ انہین خیالات مین مان باپ دنیا سے چل بسے اور آرزو اپنے ساتھہ لے گئے۔ بیشک ایسے بھی چند خاندان ہین جو اپنی موجودہ مقدرت کے لحاظ سے زیادہ فکر اور تکلفات سے باز آکر اپنے متاع موجودہ کو ٹھکے لگا کر پابندی رسوم کے ساتھہ کار خیر سے سبکدوش ہوے ہین۔ بعض ایسے بھی خاندان ہین جو میان بی بی کے اتفاق یا صرف میان کے جبر سے التوا رسم پر اسکو ترجیح دیتے ہین کہ سادہ طریقہ پر کار خیر کو سر انجام دیدین بہت کم ایسے خاندان بھی ہین جو باوجود اسکے کہ رواجی رسوم اور تکلفات کے لئے کافی سرمایہ رکھتے ہین مگر سادگی کو دل سے پسند کرتے ہین اور لغویات اور تکلفات رواجی سے روپیہ بچاکر اپنی اولاد کے لئے اوسکو سرمایہ

بنا دیتے ہین۔ یہہ وہی لوگ ہین جنکا اشارہ مولف نے آغاز فصل مین کردیا ہے جن کو آگے بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ جسطرح ہمارے شرع محمدی کے احکام سادگی سے مملو ہین وہی کیفیت احکام شاستر کی ہے۔ ہندؤن مین بہی تکلفی مشکلات رسم و رواج کی بدولت قایم ہین۔

بیوی کی صحنک بیوی کی صحنک ایک نہایت متبرک رسم ہے جسکو آغاز شادی کا پیش خیمہ کہنا چاہیئے۔ اس رسم کو گہر کی بی بی نہایت عقیدت کے ساتہہ سر انجام دیتی ہین۔ یہہ خاتون جنت کی فاتحہ کی رسم ہے جو ہر کار خیر کے آغاز مین نہایت ادب کے ساتہہ کی جاتی ہے۔ اس نیاز کا کہانا کوری صحنکون مین جما یا جاتا ہے۔ جسکو خاندانی۔ پارسا سہاگن عورتون کے سوا کسی اور کو نہین کہلایا جاتا۔ منتخب دعوتی باوضو ہر ہر نوالہ پر بسم اللہ فرماتے ہوے اسکو نوش جان فرماتے ہین۔ تاریخ سے اس رسم کا پتہ چلتا ہے یہہ رسم جہانگیر کے زمانہ مین قایم ہوئی۔ جہانگیر کی چہیتی بیوی اجودہیابائی قوم کی راجپوت تہین جن کو نورجہان کے ساتہہ موافقت نہ تہی بدنیجہ کہ نورجہان بیگم۔ کم نصیب شیرافگن خان کی بیوی تہین اور جہانگیر نے اوسکو اپنے گہر ڈال لیا تہا اور وہ جہانگیر کی مقبولہ نظر کہلاتی تہین بنا بر علیہ

اجو دہیا بائی کے ساتہہ گویا سوت کا درجہ رکہتی تہین - نورجہان بیگم کی عادت تہی کہ وہ غریب راجپوتنی کو ہمیشہ دہقان زادی کے نام سے چہیڑا کرتی تہین اور اوس بیچاری کی جان نورجہان بیگم کی وجہ سے عذاب مین مبتلا تہی -
اجودہیا بائی نے تنگ آکر ایک منصوبہ سوچا یعنے ایک دن حضرت خاتون جنت کے نام سے فاتحہ دلانا تجویز کیا - کوری صحنکون مین فاتحہ کا کہانا چنا گیا اور بہ آواز بلند حکم دیا گیا کہ تمام بیگمات جو اپنے خاوند پر قایم ہین اس متبرک فاتحہ کا کہانا کہا سکتی ہین - اس دعوت مین نورجہان بیگم شریک نہوسکین اسلئے کہ شرط کے لحاظ سے اون کی شرکت ممنوع تہی - اوس دن سے نورجہان بیگم نے اجودہیا بائی کا نام لینا چہوڑ دیا اور پہر کبہی اوس نے اجودہیا بائی کے ساتہہ آنکہہ نہ ملایا - غرض اوسوقت سے اس صحنک کا رواج قایم ہوا جسکو ایک سو پچپن سال سے زیادہ زمانہ گذرا ہے قوم نوایط کے بعض افراد نے اس فاتحہ کو اسطرح پر جاری رکہا ہے کہ وہ قیود مزید کی پابندی نہین کرتے دعوتیون کو دسترخوان پر باوضو رہنا البتہ ضروری خیال کرتے ہین -
بعض خاندان اس صحنک پر فاتحہ پڑہنے کے بعد جدا جدا حصے اہل خاندان پر تقسیم کردیتے ہین بعض خاندان اس دسترخوان پر صرف مسلمان فقرائے اناث

کو کہلاتے ہین اس فاتحہ کا التزام برابر جاری ہے۔ شادی کے سوا دیگر
تقریبات کے آغاز مین بہی اس فاتحہ کا دستور قوم نایط مین رایج ہے
بہت کم ایسے خاندان بہی ہین جو شادی کے پہلے دن فاتحہ کے نام سے صرف
فقرا کی دعوت کرتے ہین اور پر تکلف کہانے پکاتے ہین اور دسترخوان پر
فقرا کو کہلاتے ہین۔ صاحب مکان اپنی اولاد کے ساتہہ سیلاب چی لئے ہوے
خود اپنے ہاتہہ سے فقرا کے ہاتہہ دہلواتے ہین۔ بی بی کی صحنک کی رسم دولہا
اور دلہن دونون کے گہر لازمی ہے۔ اس رسم کے نام اور وجہ تسمیہ سے
خود یہ بات ظاہر ہے کہ اسکو ہنود سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ اجودہیا بائی
ملکہ شہنشاہ جہانگیر۔ اسلامی عقیدت کے ساتہہ اسکی موجد ہین۔ مذہب
ہنود مین دیوی برہمن اور دیوکی انبل کی رسم اگرچہ اسکے مماثل ہے لیکن
اوسکے قواعد بی بی کی صحنک سے کوئی مناسبت نہین رکہتے۔ دیو برہمن کی
رسم آغاز تقریب مین ادا ہوتی ہے برہمنون اور سہاگن عورتون کو کہانا
کہلایا جاتا ہے۔ اسیطرح دیوی کے نام سے انبل تیار کرکے۔ صادر و وارد
اور غربا کو پلاتے ہین۔ ان رسوم کا پتہ دہرماسد ہو۔ سے ملتا ہے۔ ہنود کے
پاس رسم اول الذکر فرایض مین داخل ہے۔ لیکن آخرالذکر طریقہ صرف رواجی ہے۔

رت جگہ کی رسم

بی بی کی صحنک کے بعد رت جگہہ کی باری ہے۔ رت جگہہ رات جاگے کا مخفف ہے جسکے معنے شب بیداری کے ہین۔ ہر ایک تقریب تہنیت مین عموماً اور شادی مین خصوصاً یہہ رسم ادا کیجاتی ہے۔ عورتین رات بہر جاگتی ہین۔ کڑائی کیجاتی ہے۔ گلگلے اور پوریان بنائی جاتی ہین۔ جن پر فاتحہ کے وقت اللہ میان کی سلامتی کا ورد پڑہا جاتا ہے اور پہر خشکہ یا میٹھے چانول پر خاتون جنت کے نام فاتحہ پڑہکر صبح اوس کے حصے اہل خاندان مین تقسیم کئے جاتے ہین یہہ رسم قوم نایط کے اونہین خاندانون مین زیادہ مروج ہے جو نواح دکن مین سکونت پذیر ہین بعض خاندانون نے اسکے عوض مولود شریف کا جلسہ قایم کیا ہے جس مین شب بہر جاگنے کے پابند نہین ہین نصف شب کے بعد سو رہتے ہین۔ یہہ رسم بہی دولہا اور دولہن دونون کے مکان مین لازمی ہے۔ رت جگہہ کا پتہ ہندو شاستر سے نہین چلتا بعض اقوام ہنود مین البتہ اسکا رواج ہے جو صرف پوجے کی غرض سے ہے شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین بہی کہین رت جگے کا تذکرہ نہین ہے۔ حامیان اصلاح تمدن کو اون افراد قوم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہون نے رت جگہ کو نیم شبی جلسہ مولود شریف سے بدل دیا ہے۔

منجے کی رسم رت جگہہ کے بعد منجے کا نمبر ہے۔ منجہ ہندی زبان کا لفظ ہے جسکے معنے پلنگ کے ہین۔ پنجاب مین اس لفظ کا زیادہ استعمال ہے۔ دولہا ہو یا دولہن اوسکو آغاز شادی کے دن رت جگہہ کے بعد غسل تہنیت دیکر لباس زرد یا سرخ پہنانا اور ایک تخت یا چارپائی پر جو اسی خاص غرض سے سجائی گئی ہو بٹہلانا منجے کی غرض کو پورا کرتا ہے۔ بعض خاندانون مین منجے کی رسم آغاز شادی سے دس دن پیشتر آغاز کیجاتی ہے۔ منجہ بٹہلانیکی اصلی غرض یہہ ہے کہ دولہا اور دولہن خانگی کاروبار سے سبکدوش ہوکر تقریب شادی کے پابند ہو رہین۔ منجہ بٹہلانے کے بعد دولہا اپنے گہر سے باہر نہین جاسکتا اور دولہن کو اپنے کمرہ سے بہی باہر نکلنے کی اجازت نہین ملتی وہ اپنے گہر مین بہی چلنے پہرنے نہین پاتین نقل مقام کی ضرورت پر پردہ نشین اقارب اوسکو اپنے گود مین اوٹہالیجاتی ہین۔ گویا اسی دن سے دولہن کے شرم کا آغاز ہے۔ وہ اپنے اقربا ربعیدہ اناث سے بہی چارچشمی کی جرءت نہین کرتین۔ منجے کے دن دونون جانب پُرتکلف مہمانی ہوتی ہے بعض خاندانون مین منجے کی برات دولہا کے گہر سے دولہن کے گہر اور دولہن کے گہر سے دولہا کے گہر لیجانیکا دستور ہے۔ متمول افراد اس رسم کے

ساتہہ ایک ایک لباس بہی روانہ کرتے ہین جسکو منجے کا جوڑا کہتے ہین۔ اسی رسم کے ساتہہ پسی ہوئی ہلدی اور خوشبو داربین بہیجا جاتا ہے۔ منجے کی شب مین دولہا کے جانب سے دولہن کے گہر اور دولہن کے جانب سے دولہا کے گہر مخصوص کم سن مہمان سمدہیون اور سمدہنیون کے نام سے آتے ہین جنکی اقل تعداد دو ہے۔ میزبان کے جانب سے ان کم سن مہمانون کو تکلف کے ساتہہ خاصہ پیش ہوتا ہے اور عطر۔ پہول پان دئے جاتے ہین دولہن کے گہر سے آئی ہوئی سمدہنین دولہا کے محلسرا مین خاصہ سے فراغت پانے کے بعد دولہا کو پہول پہناتین ہین اور اوسیکے ساتہہ ایک زیور یا اقلاً ایک انگوٹہی دولہا کو پہنائی جاتی ہے اسیطرح دولہا کی بہیجی ہوئی سمدہنین دولہن کی گلپوشی کی رسم ادا کرتی ہین اور زیور چڑہاتی ہین۔ دونون کے رسم گلپوشی کے وقت تہوڑی سی ہلدی دولہا دلہن کے ہاتہہ پاؤن پر ملی جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر اس رسم کو ہلدی کی رسم بہی کہتے ہین۔ ہلدی کی رسم بلاشک ہنود سے سیکہی ہوئی ہے ہندو مذہب مین یہہ رسم صرف رواجی ہے۔ شاستر مین اسکی نسبت کوئی تاکید نہین ہے۔ قوم ہنود مین اس رسم کا نام اوشٹی ہلد ہے۔ اوشٹی مرہٹی زبان کا لفظ ہے بمعنے بچی ہوئی اور ہلد سے

ہلدی مراد ہے۔ دولہن کو چڑہائی ہوئی ہلدی سے جو حصہ بچ رہتا ہے وہ دولہا کے لئے بہیجا جاتا ہے۔ ہلدی کا استعمال دولہا دولہن کے نہانے مین بطور علامت یکرنگی لازمی سمجہا گیا ہے۔ قوم نایط کے بعض خاندانون نے ہلدی کی رسم کو قطعاً ترک کر دیا منجے کے تکلفات اون کے پاس البتہ باقی ہین لیکن اوسمین بہی مہمانی اور ضیافت کے سوا سمدہیون اور سمدہنون کی آمد و رفت موقوف ہو چکی ہے۔

ساچق کی رسم اسکے بعد ساچق کی تقریب ہے۔ اسی کو بعض خاندانون نے تیل سے موسوم کیا ہے۔ اسی کو بری بہی کہتے ہین لفظ ساچق زبان ترکی مین حنابندی کے معنون مین مستعمل ہے۔ اردو بول چال مین بری سے ساچق مراد ہے۔ شب گشت سے ایک دن پہلے اس رسم کی برات کو دہوم دہام کے ساتہہ دولہا کے گہر سے دولہن کے گہر لیجاتے ہین جسکے ساتہہ نُقل میوہ۔ بادام۔ مصری۔ خوانون یا ٹہلیاؤن مین رکہتے ہین۔ دولہن کا لباس پُہلیل۔ عطر۔ سُہاگ کا پڑا۔ اسی رسم کا لوازمہ ہے۔ ذی مقدرت خاندانون مین اسی رسم کے ساتہہ زیورات بہی بہیجے جاتے ہین۔ رنگ بہرے ہوے شیشے پسی ہوئی مہندی بہی سات ہوتی ہے۔ مولف کا خیال ہے

کہ حنابندی کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ آرایش کا تکلف سب سے سوا ہوتا ہے۔
دولہا کے جانب سے معزز مہمان ساچق کے ساتھہ دولہن کے گھر جاتے ہین
جہان اونکو پہول پان۔ عطر دیا جاتا ہے۔ اسی شب مین دولہا کے گھر سے
اقلاً چار سمدہنین دولہا کے ہمرتبہ قرابت دار دولہن کے گھر آتی ہین اور
خاصہ سے فارغ ہونے کے بعد دولہن کی گلپوشی کی رسم اپنے ہاتون
ادا کرتی ہین۔ دولہن کے ہات پاؤن اور سر مین پہلیل ملتی ہین۔ سانچق
کا جوڑا پہناتی ہین۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہہ رسم ہندوستان مین
ترکون کے ساتھہ آئی۔ اور برات سانچق کی دہوم دہام اور پر تکلف جلوس
بہی ترکون ہی کی ایجاد ہے۔ صاحب دربار اکبری فرماتے ہین کہ شہنشاہ
اکبر نے اپنے پوتے کی شادی مین سانچق کی رسم کو نہایت پر تکلف طریقہ
سے ادا کی تہی۔ سانچق کیا ہتی ایک شاہانہ سواری تہی۔ اوسکا اندازہ
اس سے قیاس کرنا چاہیے کہ جہان آرایش کے ہزارون سامان گران بہا
تہے وہان ایک لاکہہ روپیہ نقد تہا۔ امراے دربار ساچق کے ساتھہ حاضر
تہے۔ بعض خاندانون نے سانچق کی برات اور اوسکے تکلف کو برطرف کردیا ہے
پردہ نشینون کی آرزو کے خاطر صرف ملبوس اور میوے کی ارسال

خوانون کے ذریعہ سے باقی رکہی ہے۔

مہندی کی رسم | سانچق کے دوسرے دن مہندی کی تقریب ہے۔ مہندی کی برات دولہن کے مکان سے دولہا کے گہر آتی ہے جسکے ساتہہ پسی ہوئی مہندی اور پُہلیں اور دولہا کے لئے ملبوس اور میوہ بہیجا جاتا ہے۔ اس رسم کی ہمراہی مین دولہن کے قرابت دار اور دعوتی دولہا کے گہر آتے ہین۔ اور پہول۔ پان۔ عطر لے جاتے ہین۔ رات مین دولہن کے چار بزرگ اقربا اناث دولہا کے گہر مہمان ہوتے ہین جنکی ہر طرح پر خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ خاصہ سے فارغ ہوکر دولہا کی گلبوشی کی رسم انہین مہمانون کے ذریعہ سے ادا ہوتی ہے۔ اگر دولہا ان سمدہنون کے روبرو پہلے سے بے پردہ نہین ہے تو ادائے رسم کیوقت درمیان ایک پردہ قایم کیا جاتا ہے۔ جو شرعی پردہ سے موسوم ہوتا ہے۔ دولہا کو اُسی طرح تیل چڑہایا جاتا ہے جسطرح ایک دن پہلے دولہن کو۔ اس رسم کا فارسی نام حنابندی ہے اسکے موجد ایرانی ہین اجکل بہی ایران مین اس رسم کے ساتہہ ایک تعزیہ یا کاغذ کا ڈہانچ جسکے چارون گوشون پر شمع روشن رہتی ہے رکہا جاتا ہے۔ اہل ہند اوسی کو مہندی کہتے ہین اہل ایران اوسکے ساتہہ حضرت قاسم علیہ السلام کی رسم حنابندی کی یادگار مین

اشعار پڑہتے جاتے ہین۔ اہل ہند اوسکے عوض باجے بجاتے ہین۔ (مصرع)
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ موجد کا مقصد کیا تہا اور ہم نے اوسکو
کیا سمجہا۔ آفرین ہے اون افراد خاندان پر جنہون نے مہندی کی برات
اور رہوم دہام کو مطلقاً ترک کر دیا ہے۔ جب سمدہنین دولہا کی گلپوشی
سے فارغ ہو کر اپنے گہر سدہارتی ہین تو دولہا کے گہر شب بیداری
رہتی ہے مسرت اور خوشی کے ساتہہ مہمانون کی مدارات مین وقت
گذرتا ہے نصف شب کے بعد دولہا کے غسل تہنیت کا سامان کیا جاتا ہے
غسل کے بعد دولہن کے گہر کا جوڑا اوسکو پہناتے ہین اور شب گشت کی
تیاری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ہندو شاستر مین شب گشت کے قبل دولہن
کے اقربا یا بزرگ بطور استقبال دولہا کے گہر آتے ہین۔ اور شب گشت
کا انتظام اون کے فرایض مین داخل ہے۔ کچہہ تعجب نہین کہ ہم نے
چار سمدہنون کی آمد کا طریقہ اونہین سے سیکہا ہو۔

شب گشت کی رسم شب گشت زبان فارسی کا مرکب لفظ ہے۔ لیکن
یہہ لفظ فارسیونکے محاورہ مین اس رسم کے لئے بولا نہین جاتا۔ اہل لغت
نے بہی اس اصطلاحی لفظ سے کنارہ کشی کی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے

کہ مخصوص مقامات کی ہندیون کی گھڑت ہے۔ یہہ رسم ہندؤن مین مروج
ہے جسکو ور یا چارن کہتے ہین۔ یہہ زبان سنسکرت کے الفاظ ہین وریا
سے دولہا مراد ہے اور چارن کے معنے مطالبہ کے ہین یعنے یہہ وہ رسم
ہے جسمین دولہن کے جانب سے دولہا طلب کیا جاتا ہے۔ قوم نوایط مین
تین پہر رات کے بعد طلوع صبح صادق سے پہلے شب گشت کی برات
نہایت تکلف کے ساتہہ قایم کیجاتی ہے۔ روشنی کا سامان مشعلون اور
قندیلون کے ذریعہ سے مہیا ہوتا ہے۔ دولہا کے عزیز و اقارب اور اہل قوم
کی ایک بڑی جماعت ہمراہی کے لئے پیادہ پا جمع ہوتی ہے۔ نہایت شوکت
مجمع کے ساتہہ دولہا کو گھوڑے پر سوار کرکے دولہن کے گہر لیجاتے ہین
راستہ پر آتش بازی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ بیانڈ۔ تاشہ
روشن چوکی وغیرہ مختلف قسم کے ساز اور باجے سواری کے آگے
بجاے جاتے ہین اور نماز صبح کے متصل شب گشت کی برات دولہن کے
گہر پہونچ جاتی ہے۔ جہان استقبال کے لئے دولہن کی برادری دروازہ
مکان پر موجود رہتی ہے۔ دروازہ مکان اوسوقت تک نہین کہولاجاتا
جب تک کہ دولہا کے جانب سے دولہن کے چہوٹے بہائی یا اوسکے قایم مقام

کو ایک خاص رقم نہین دیجاتی جسکو عام و خاص دہنگانہ سے موسوم کرتے
ہین۔ اس لفظ کا صحیح املا دہنیانہ ہے لفظ دہنی سے بنایا گیا ہے۔ دہن کے
معنے زبان ہندی مین مال و دولت کے ہین۔ یہہ ایک قسم کا جرمانہ ہے
جو دل خوش کن الفاظ مین دہنیانہ سے موسوم ہوا ہے۔ بدینوجہ کہ نوشاہ
نے غیر معمولی وقت مین عروس کے گہر پر اوسکے لیجانے کی غرض سے چڑہائی
کی ہے۔ لہذا دربان (دولہن کا چہوٹا بہائی) کو یہہ حق دیا گیا ہے کہ وہ
دہنیانہ کی رقم وصول کرکے دروازہ کہولے۔ ہندؤن مین بہی دہنگانہ
یا دہنیانہ کا رواج ہے جسکو زبان سنسکرت مین مدہوپرک یا مرہٹی مین
بہینٹ بکرا کہتے ہین۔ یہہ ایک قسم کا انعام سمجہا جاتا ہے جو دولہا کی والدہ
کے جانب سے دولہن کی والدہ یا بہائی کو اوسوقت ادا ہوتا ہے جبکہ
دولہا کی والدہ عقد کے بعد اپنی بہو کے لیجانے کے لئے دولہن کے گہر آتی
ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ قوم نایط نے دہنگانہ یا دہنیانہ کی رسم کو ہندؤنکی
اسی رسم ورواج سے بترمیم خفیفہ اخذ کیا ہے الحاصل دہنیانہ یا دہنگانہ
کی رقم ادا ہونے کے بعد دولہا دیوانخانہ مین داخل ہوکر ایک پرتکلف
مسند پر رونق افروز ہوتا ہے۔ جو خاص کر اسی غرض سے سجائی جاتی ہے

اسی قوم کے بعض خاندانون نے رسم شب گشت کے تکلفات کو سادہ طریقہ کے ساتھہ بدل دیا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ آتش بازی وغیرہ کو موقوف کرکے قریب وقت نماز یا بعد نماز صبح دولہا کو گھوڑے یا میانہ کی سواری مین اہل خاندان اور افراد قوم کے ساتھہ دولہن کے مکان پر پہونچا دیتے ہین۔ بعض افراد قوم نے وقت مین بہی ترمیم کر دی ہے یعنے اول شام یا بعد نماز مغرب شب گشت کی برات نہایت سادگی کے ساتھہ سنواری جاتی ہے بعض روشن خیال حضرات نے مجلس عقد کے لئے مسجد متصلہ کو بہترین مقام قرار دیا ہے اور دولہا اپنے گھر سے اوسی مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

سہرے کا رواج قوم کے بڑے حصہ مین سہرہ کا رواج باقی ہے سہرا موتیون یا مقیش کے تارون یا صرف پہول کی لڑیون سے بنایا جاتا ہے جو بطریق نقاب دولہا کے سر پر بوقت شب گشت اور دولہن کے سر پر جلوہ کیوقت باندہا جاتا ہے۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ قطعہ

اے جوان بخت مبارک ترے سر پر سہرا ❋ آج ہے یمن سعادت کا ترے سر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہے دم آرایش ❋ سر پہ دستار ہی دستار کے سر پر سہرا

بعضون نے لکھا ہے کہ یہہ لفظ درحقیقت شوہر تہا۔ پہر شہرہ ہوگیا اور

آخر پر سہرا بنگیا۔ بعضون کا خیال ہے کہ یائے مجہول کے ساتھ سیرا کہنا چاہئے۔ بعض اہل لغت کا ارشاد ہے کہ یہہ لفظ سہ ہار سے مرکب ہے شاید ابتدائی زمانہ مین صرف تین ہار کا سہرا باندھا جاتا تہا۔ لیکن یہہ اسلئے ٹہیک نہین خیال کیا جاتا کہ اسمین ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا ہندی صاحب فرہنگ آصفیہ کی رائے من وجہہ درست معلوم ہوتی ہے کہ سر ہار سے سہرا بنا ہوگا۔ آپ فرماتے ہین کہ سر بمعنے فرق ہندی بول چال کا لفظ ہے اور ہار سے مرکب ہوا ہے اول اول اسکا نام سرہار رہا ہوگا اور پہر ہائے حطہ گر کے سہار رہا ہوگا اسکے بعد الف نے قلب مکانی پیدا کر کے سہرا نام حاصل کیا۔ صاحب بہار عجم نے زبان فارسی کا محاورہ قرار دیا ہے اور ہائے ہوز آخر کے ساتھہ سہرہ لکھا ہے۔ امتیاز خان خالص تخلص کی ایک نظم سے اس لفظ کا استعمال دکہلایا ہے۔

وہو ہذا

ماہ من از حیا رخش بسکہ بآب تاب شد ؎ سہرہ چو بست عارضش پنجہ آفتاب شد

اگر اس لفظ کو زبان فارسی کا لفظ قرار دیا جاوے تو سارا جھگڑا مٹ جاتا ہے لیکن تعجب اسکا ہے کہ اکثر صاحبان لغت فارسی نے اس لفظ کو چہوڑ دیا ہے

اور یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ مسلمانان عجم مین سہرا باندہنے کا رواج
کسی زمانہ مین نہین رہا۔ اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ قوم نایط نے سہرہ
کا دستور ہندؤن ہی سے سیکھا ہے جسطرح قوم ہنود سہرہ کو دولہا دولہن
کے لئے نہایت ضروری خیال کرتی ہے۔ اوسیطرح قوم نایط کے اکثر
افراد سہرے کے سخت پابند ہین بعض افراد قوم نے نہایت مشکل کے ساتھ
سہرہ کے رواج کو ترک کیا ہے۔ ہندون مین سہرہ کا رواج احکام شاستر
کی رو سے قایم ہوا جسکو بہال سنگ کہتے ہین۔ بہال بمعنی پیشانی اور
سنگ سے دونون کنپٹیون کا فاصلہ مراد ہے۔ شادی کی تقریب مین
بروی احکام شاستر دولہا اور دولہن کے لئے بہال سنگ کا ہونا فرض ہے
جس سے دونون کے چہرے خاص وعام کی نظرون سے کسیقدر مخفی رہین
ہندو شاستر مین شادی کے وقت دولہا دولہن دونون معمولی انسان
نہین سمجھے جاتے بلکہ قدرت الہی کے مظہر مانے جاتے ہین دولہن کو لکشمی
کہتے ہین۔ اور دولہا کو پرمیشر۔ یہہ خیال اس بنیاد پر ہے کہ مخلوق کی پیدایش
انہین دونون کی وصلت کا نتیجہ ہے۔ سہرہ کا نقاب اسلئے ضروری
سمجھا گیا ہے کہ ناظرین کے خیال مین اون دونون کی تشخیص کسیقدر محجوب ہے

اور شاستر کے عقیدہ کے طرف رجحان ہو۔ مسلمانان ہند کو عموماً اور قوم نایط کو خصوصاً اگر سہرہ کی علت غائی سے آگاہی ہوتی تو وہ بلحاظ اپنے اسلامی عقیدے کے سب سے پہلے سہرے کی رسم کو ترک کرتے فی زمانناً اس خاص رسم کے ترک کرنے مین جن افراد نے کوشش کی اور کامیاب ہوے اوس کا سہرا مولف کے سر ہے۔ مولف اسی ایک بہانہ سے پروردگار عالم کی بارگاہ سے اپنی مغفرت کا امید وار ہے۔ ؎

رحمت حق بہا نمی جوید ٭ رحمت حق بہانہ می جوید۔ مؤلف کو کامل توقع ہے کہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد اہل اسلام عموماً اور قوم نوایط کے افراد خصوصاً سہرے کے رواج کو ترک کرنے مین کوشش بلیغ فرماوین کے اسلئے کہ تمام رسوم مین یہی ایک رسم ہے جسکو مسلمانونکا مذہب اوسکے جاری رکھنے کی اجازت نہین دیتا۔

مجلس عقد مجلس عقد مین اس قوم کے لئے حکومت وقت کا قاضی یا نائب قاضی کافی نہین ہے۔ رئیس قوم سید عبدالرحمن نایطی کی زندگی تک عقد کا خطبہ اونہین کے فرایض خدمت مین داخل تہا۔ جیسا کہ فرقۂ اسمعیلیہ مین آجتک یہہ خدمت نائب داعی یا عامل کے تفویض ہے۔

لیکن سید عبد الرحمن رئیس کی رحلت کے بعد جب امارت اور صدارت
قوم کا خاتمہ ہو چکا تو ہر ایک خاندان اپنے اپنے عقیدت کے لحاظ سے
اپنی قوم کے کسی متبرک قومی عالم کو خطبۂ نکاح کے لئے منتخب کرنے لگا۔ سیاہے
کی ترتیب قاضی یا نائب قاضی کے ہاتھہ رہتی ہے۔ اور اونکا مقررہ
حق اونکو دیدیا جاتا ہے۔ مجلس عقد مین شرع محمدی کے احکام کی سخت
پابندی کی جاتی ہے۔ اکثر خاندانون مین دولہن کے والد ماجد شریک
مجلس رہتے ہین۔

مہر کا رواج | مہر کا قرارداد اس قوم نے کر لیا ہے۔ اونتالیس تولہ زر
خالص سے زیادہ مہر کسی حالت مین نہین باندہا جاتا بعض غریب خاندانون مین
اسکی مقدار نہایت خوشی کے ساتھہ گہٹائی جاتی ہے۔ لیکن دولہا کی عمارت
کے لحاظ سے کبہی اسباب کی خواہش نہین کی جاتی کہ اونتالیس تولہ زر
خالص سے مہر بڑہایا جائے۔ جن خاندانون نے اپنے کفو کی پابندی سے
کنارہ کشی کی ہے اون کے لئے یہہ قرارداد محض بے اثر ہے۔ غیر کفو
کے ساتھہ سمدہیانہ قرار پانے کی حالت مین فی زماننا یہہ طریقہ اختیار
کیا گیا ہے کہ مہر کا قرارداد دولہا کی حیثیت معاش کے لحاظ سے آغاز شادی

سے پہلے کرلیا جاتا ہے حیدرآباد کے بعض امرائے قوم نایط البتہ اس طریقہ کے پابند نہین ہین۔ مہر کی مقدار دولہا کی حیثیت کے مقابلہ مین بہت بڑہی ہوئی تجویز کرتے ہین ہماری شریعت غرا کا حکم اونکی اس عمل درآمد کی تائید نہین کرتا۔ شہنشاہ اکبر کی تاکید تہی کہ مہر کی مقدار زیادہ نہو وہ کہا کرتا تہا کہ جہوٹے اقرار سے مہر کا بڑہانا پیوند کا توڑنا ہے احکام شرع محمدی کے ساتہہ ہماری خلاف ورزی نے برٹش قانون کو مداخلت جایز کا موقع دیا ہے۔ ممالک مغربی وشمالی مین بعض ایسے مناقشات کا تصفیہ برٹش انڈیا نے منصفانہ اصول پر سیاہہ نکاح کے برخلاف کیا اور اونکا فیصلہ علمائے مذہب کے فتوے پر مبنی تہا قوم نایط کے اون افراد کو جنکو مہر کے مسئلہ مین دولہا کی حیثیت کا اندازہ ناپسند ہے ان واقعات پر غور فرمانا چاہیے جن افراد قوم کو مہر کی زیادتی پر اصرار ہے غالبًا اونکا خیال ہے کہ مہر کی زیادتی استحکام تعلقات باہمی کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور اسی ایک چیز کی بدولت شوہر ہمیشہ اپنی بی بی کا رضاجو اور خیرطلب رہتا ہے۔ لیکن ادنے غور کے ساتہہ یہہ بات سمجہہ مین آتی ہے کہ قضیہ اسکے بالعکس ہے۔ جن خاندانون نے انتخاب مین غلطی کی ہے اونکو مہر کی زیادہ مقدار نے کسی قسم کی مدد نہین کی متعدد مثالین ایسی ہین جنمین مہر کی مقدار معتدل تہی

مگر شوہر کی اہلیت اور قابلیت نے اوسکی بی بی کیلئے ہر ایک قسم کی راحت کا سامان مہیا کردیا اکثر خاندانوںمین جہان انتخاب مین غلطی ہوئی ہے باوجود زیادتی مہر بی بی کے تعلقات اُسکے شوہر کے ساتھہ اچھی حالتمین نہین ہے حاصل یہہ ہے کہ مولف کی رائے مین لیاقت واہلیت کا انتخاب اصل اصول ہی۔ مہر کی زیادتی محض فضول۔

جلوہ کی رسم انعقاد نکاح کے بعد دولہا محل مین طلب ہوتا ہے اور دولہن کی رونمائی کی رسم جسکو جلوہ کی رسم کہتے ہین اداکیجاتی ہے۔ جلوہ زبان عربی کا لفظ ہے بمعنے دیدار۔ نظارہ۔ زبان اردو مین دولہا دولہن کو آمنے سامنے بٹھلاکر آرسی اور کلام مجید کے دکھلانیکو جلوہ کہتے ہین۔ جلوہ کیلئے ایک خاص چارپائی یا تخت آراستہ کیا جاتا ہے جسپر دولہا دولہن آمنے سامنے بٹھلائے جاتے ہین۔ اور مستورات سے دولہا کی ماں یا دادی یا پہوپہی جنکا انتخاب بلحاظ بزرگی اہل خاندان نے کیا ہو رونمائی کی رسم ادا کرتی ہین سب سے پہلے کلام مجید دونون کو دکھلایا جاتا ہی۔ اور پہر آرسی یا آئینہ دکھلایا جاتا ہے۔ یہی وقت ہے جسمین دولہا رونمائی کے نام سے کوئی خاص زیور دولہن کو پہناتا ہی جسکے بعد مصری چنائی جاتی ہے۔ جسکا نام نوباتی کی رسم ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ بعض اہل تصنیف

نے یون بیان کیا ہے کہ نونڈ لیان مصری کی دولہن کے ہر ایک اعضا
مونڈہون۔ کہنیون۔ گھٹنون۔ پیٹ۔ اور ہاتون پر رکھکر عین ریت رسم
کے وقت دولہا کے منہہ سے بغیر ہات لگائے کہلواتی ہین۔ چونکہ
عربی مین نبات مصری کو کہتے ہین اور مسلما نون ہی کی یہہ رسم ہے
معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے نبات کا نوبات کر لیا ہے۔ یہہ ایک فرمانبردار ینکا
امتحان خیال کیا جاتا ہے۔ اس مین دولہا کو عورتین خوب حیران کرتی ہین
قوم ہنود مین رونمائی کی رسم نہایت پر تکلف رسم مانی گئی ہے۔ لیکن
رونمائی کی رسم مین بہت بڑا ٹہاٹ دولہا کی والدہ کا ہے۔ نکاح کے
دوسرے دن اون کے لانے کے لئے دولہن کے معزز اقربا جاتے ہین
اور بڑی خوشامد کی جاتی ہے۔ جب اونکی سواری دولہن کے مکان کے قریب
آتی ہے تو دولہن کی والدہ اپنے دروازہ تک استقبال کرتی ہین اور
اپنے ہاتون سمدہن کے پاؤن دہلواتی ہین اور انتہا درجہ کی خاطر و مدارات
کی جاتی ہے اون کے نشست کے لئے ایک بلند مقام تجویز کیا جاتا ہے
جہان ایک بڑا آئینہ قایم کیا جاتا ہے اور پہر بہو اون کی خدمت مین
پیش کیجاتی ہے اور اوس بڑے آئینہ مین اونکو بہو کی رونمائی کیجاتی ہے

وہ اپنی بہو کو دولہا کے جانب سے متعدد زیور چڑہاتی ہین اور یہہ دولہن کا استری دہن ہے زبان سنسکرت مین اس رسم کا نام دوہومکہہ اولوکن ہے۔ دوہو کے معنے دولہن۔ مکُہہ بمعنے چہرہ۔ اولوکن سے نمایش مراد ہے۔

شرم وحیا کی رسم دولہن کی شرم قوم نایط کی شادی کا جزو اعظم ہے شادی کے بعد عرصہ تک اقربا کی مجلس مین دولہا یا اوس کے عزیزون کے آگے۔ دولہن آنکہین بند کی ہوئی۔ جُہکی رہتی ہین تا بوقت جلوہ چہ رسد بعض خاندان جنہون نے رسوم کے بڑے حصہ کو ترک کر دیا ہے وہ بہی اس رواج کے پابند ہین۔

رونمائی اور سلامی کی رسم جلوہ کے مراسم ادا ہونے پر دولہا کے اقربائے اناث اپنے اپنے رتبہ کے مطابق رونمائی کی رسم ادا کرتے ہین یعنے زیور یا نقدی کا عطیہ دولہن کو دیتے ہین۔ پہر دولہا اپنے تخت کے بازو کہڑا ہو جاتا ہے۔ اور نہایت ادب کے ساتہہ اپنی خوشدامن کی خدمت مین تسلیم عرض کرتا ہے۔ سب سے پہلے دولہن کی والدہ کی جانب سے سلامی کا پاندان اوسکو دیا جاتا ہے یہہ درحقیقت رخصتی پاندان ہے۔

جس مین نقرو ی لوازمہ کے علاوہ نقدی بہی ہوتی ہے۔ غریب سے غریب خاندان بہی بقدر مقدرت اس پاندان کے ساتہہ نقدی کا دینا ضروری خیال کرتا ہے جس کا نام سلامی ہے۔ پہر علے سبیل الترتیب دولہن کے تمام اقربائے اناث کے جانب سے سلامی کے پاندان باری باری سے دئے جاتے ہین اور ہر ایک سلامی کے ملنے پر دولہا کمال انکسار کے ساتہہ معطی کی خدمت مین تسلیم بجالاتا ہے۔ سلامی کے ختم ہونے پر دولہن کے والد تشریف لاتے ہین اور نہایت رقت کے ساتہہ جسکی ہمدردی مین تمام محفل شریک ہوتی ہے دولہن کا ہات دولہا کے والد کے ہات مین دیکر قبلہ روہوکر بارگاہ صمدیت مین دعا کے لئے ہات اوٹہاتے ہین۔ ساری محفل سے آمین گوئی کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اوسوقت واقعی ایک موثر سمان بندہجاتا ہے۔ آپ کی واپسی کے بعد دولہن کی والدہ بہی اسی رسم کو اپنی سمدہن کے ساتہہ ادا کرتی ہین جس کے اختتام پر سامان جہیزی کی ایک مُفصل فرد دولہن کے تفویض کردیجاتی ہے اور اسکے بعد بازگشت کی تیاریان شروع ہوجاتی ہین۔ جن افراد قوم کی سکونت مغربی شمالی ہند مین ہے اونکی پاس چاردن تک دولہا کی مہمانیکا

رواج ہے اور اسکے بعد بازگشت کی نوبت آتی ہے۔ نایطیان جہرمی لقب اپنے وطن کا رواج اسطرح بیان کرتے ہین کہ تقریب عقد کے بعد دولہا قبل از رونمائی اپنے گہر واپس ہو جاتا ہے اور دولہن کے عزیز واقارب جنمین دولہن کے والدین شریک نہین ہوتے نہایت سادگی کے ساتہہ دولہن کو دولہا کے مکان پہونچا آتے ہین جسکی تفصیلی کیفیت رسم بازگشت کے ساتہہ بیان ہو گی۔

بازگشت کی رسم بازگشت زبان فارسی کا لفظ ہے جسکے معنے مراجعت کے ہین۔ لیکن اصطلاحی معنون مین اہل زبان اوسکا استعمال نہین کرتے۔ جلوہ کے بعد جب دولہا دولہن کے ساتہہ اپنے گہر واپس ہوتا ہے تو اس واپسی کی رسم کو افراد قوم بازگشت سے موسوم کرتے ہین۔ بازگشت مین وہی تمام تکلفات ہوتے ہین جنکا بیان شب گشت کی رسم مین ہو چکا ہے۔ قوم نوائط کے بعض خاندانون مین بازگشت کی برات دن مین قبل ظہر قایم ہوتی ہے اور اکثر بعد عصر قبل مغرب۔ اور کبہی بعد نماز مغرب۔ سامان جہیز برات بازگشت کے ساتہہ رکہا جاتا ہے۔ بازگشت کی برات دولہا کے گہر پہونچنے کے بعد جو رسم نہایت ضروری خیال کی گئی ہے وہ یہہ ہے کہ دولہا اور دولہن کے پیر دہلواتے ہین اور اوسکا پانی دولہا کے مکان کے چارون گوشون مین

چہڑکا جاتا ہے جسکو میمنت اور خانہ آبادی کا نشان سمجھتے ہین۔ بازگشت کی رسم مذہب ہنود کے احکام شاستر مین داخل نہین ہے بلکہ صرف رواجی رسم ہے جسکا سنسکرت مین دوہو پریشن نام ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ دولہن کا اوس منڈوے مین داخل ہونا جو دولہا کے گہر مین باغراض تقریب شادی بنایا گیا ہے خانہ آبادی اور میمنت کی علامت ہے۔

ہندؤنکی بازگشت کا وقت اکثر عقد سے چوتہے دن اور بعض فرقون مین پندرہوین دن نیک ساعت مین تجویز کیا جاتا ہے اور یہہ منجمین اور جوسیونکا اختیاری امر ہے۔ قوم نوایط کے وہ افراد جن کی سکونت ممالک مغربی و شمالی ہند مین ہے عقد کے چوتہے دن دولہن کو دولہا کے گہر روانہ کرتے ہین اور اس عرصہ مین دولہا اپنی سُسرال کا مہمان سمجہا جاتا ہے اسی قوم کے بعض افراد جو ممالک عرب مین سکونت پذیر ہین وہ انعقاد نکاح کے بعد اوسی وقت دولہن کو لئے ہوے اپنے گہر واپس ہو جاتے ہین۔ نایطیان جہرمی لقب جنکی سکونت ممالک محروسۂ ایران سے متعلق ہے۔ اس رسم کی عجیب دلچسپ داستان بیان کرتے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ نکاح کے بعد دولہا کو زیادہ ٹہرنے کی اجازت نہین ہے وہ فورًا اپنے گہر واپس چلا آتا ہے

اور اوسکے عزیز و اقارب بہی اوس کے ساتہہ چلے آتے ہین اور شام سے
دولہن کی آمد کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ مکان کی آرایش مین اہتمام
بلیغ اور پر تکلف روشنی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شام کے کہانے سے
فارغ ہونے پر نماز عشا کے بعد دولہن کے اقربا دولہن کے لے چلنے کا
انتظام شروع کرتے ہین براتی لوگ اپنے ہاتون مین لمبی لمبی فانوسین
لٹکائے دُہری قطار باندہکر آگے چلتے ہین اون کے بعد اقربا ر اُناث
کے بیچ مین دولہن ملایہ اوڑہے ہوئی اپنے گہر سے روانہ ہوتی ہے
ایک عورت کے ہاتہہ مین کسی قدر بڑا آئینہ ہوتا ہے جسکا رخ دولہن کیطرف
رہتا ہے۔ دولہن نہایت آہستہ آہستہ قدم اوٹہاتی ہین اور چند قدم چلکر
رک جاتی ہین۔ ساتہہ کی عورتین قلی للی للی کا شور مچاتی چلتی ہین۔ یہہ آواز
بڑی خوشی کی آواز سمجہی جاتی ہے۔ اس آواز کو سنکر گہرون مین لوگ جان جاتے
ہین کہ کوئی برات جا رہی ہے۔ مردون کی جماعت بلند آواز سے درود
شریف پڑہتی ہوئی چلتی ہے۔ اور رہ رہ کر ٹہر جاتی ہے۔ اور عورتون
کے گروہ کا انتظار کرتی ہے۔ ہر رکاوٹ پر قدم بڑہانے کا تقاضا ہوتا ہے
اور بسم اللہ کی آواز مردون کے گروہ سے بلند ہوتی رہتی ہے۔ تب دولہن

بڑی مشکل سے چند قدم تیز چلتی ہین اور پہر ٹہر جاتی ہین۔ اسی طرح یہہ برات بڑی دیر مین دولہا کے گہر تک پہونچتی ہے۔ فانوس بردارون کے سوا اور کوئی باجے گاجے ہمراہ نہین ہوتے۔ جب یہہ برات دولہا کے محلہ مین داخل ہوتی ہے تب دولہن کا قدم تقاضہ پر بہی نہین اوٹہتا براتی مرد درود شریف کا ورد اور عورتین قلی للی للی کا شور اس قدر مچاتی ہین کہ دولہا کو برات پہونچ جانے کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ پہر کیا دیکہتے ہین کہ سامنے سے چند آدمی دولہا کو کہسیٹے ڈہکیلتے لا رہے ہین وہ مارے شرم کے پیچہے ہی ہٹا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ براتیون کے قریب پہونچتا ہے تو براتی گروہ راستہ کے دونون جانب کسی قدر ہٹ کر ٹہر جاتا ہے۔ اور دولہا کے لئے درمیان مین راہ قایم کر دیتا ہے۔ جب دولہا اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ جہان سے دولہن نظر آسکے اوسوقت سلام کے لئے سر جہکا کر فوراً اوسی راستہ سے اپنے گہر بہاگ جاتا ہے جس کے بعد دولہن آگے بڑہتی ہے لیکن بڑی آہستگی سے قدم اوٹہاتی ہے۔ ہر ہر قدم پر ہمراہین اوسکی خوشامد کرتے ہین۔ جب براتی مرد دولہا کے گہر تک پہونچ جاتے ہین تو وہ راستہ کے دونون طرف

شکر عورتون کے لئے راہ قایم کردیتے ہین۔ اس موقع پر دولہا کے والد استقبال کے لئے آگے بڑہتے ہین اور فرماتے ہین کہ بخشیدم تبو باغی ومکانی اس بخشش کی آواز اون کی زبان سے نکلتے ہی ہر ایک براتی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دولہن کی رونمائی مین باغ و مکان ہبہ کیا گیا۔ قریب کی عورتین دولہن کو سبارکباد دیتی ہین اور آگے بڑہنے کی التجا کرتی ہین وہ دو قدم چلکر پہر ٹہر جاتی ہے۔ اور اوسیکے ساتہہ یہہ آواز آتی ہے کہ زیور و لباس بخشیدم۔ جس پر مبارکباد کی صدا پہر بلند ہوتی ہے۔ اور دو چار قدم چلکر پہر سواری رُک جاتی ہے۔ ہر ایک وقفہ پر خسر صاحب کو کچہہ نہ کچہہ سلوک کرنا پڑتا ہے جسکے بغیر قدم آگے نہین بڑہتا۔ ہمراہین بالکل تہک جاتے ہین۔ اور خسر صاحب قریب آجاتے ہین اور فرماتے ہین بسم اللہ۔ دیگر چہ میخواہی۔ تب براتی عورتون سے ایک چلبلی عورت کہدیتی ہے کہ عروس کنیزک میخواہد۔ تب خسر صاحب ظاہر مین کسیقدر متفکر ہوکر نہایت زور کے ساتہہ۔ لا الہ الا اللہ پڑہکر فرماتے ہین کہ بلے بخشیدم تبو فرخندہ کنیزکے ہم یہہ سنتے ہی سب کے سب اصرار کرتے ہین کہ اب چلنا چاہئے۔ مردون کے گروہ سے یہہ آواز بلند ہوتی ہے۔ کہ موذنِ صبح ہمہ مبارکبادست

(نماز صبح کا وقت آپہونچا) پہر توکشان کشان دولہن کو آگے بڑہاتے ہین
دروازۂ مکان مین دولہا کے جانب سے صدقات پیش ہوتے ہین نقدی
کا نچہاور ہوتا ہے۔ شاباش کی صدا چارون طرف سے بلند ہوتی ہے۔ غرض
بڑی مشکل سے خدا خدا کرکے دولہن مکان مین تشریف لیجاتی ہین اور براتی
خدا حافظ اور فی امان اللہ کہکر واپس چلے آتے ہین۔ سامان جہیز سے کوئی
چیز اوسوقت دولہن کے ساتہہ نہین بہیجی جاتی۔

چوتہی کی رسم | چوتہی اسم مونث زبان ہندی مین ایک رسم کا نام ہے
جو ساچق سے چوتہے روز ادا کیجاتی ہے۔ بعض خاندانون مین بازگشت کے
چوتہے دن اس تقریب کا دن مقرر ہے۔ اسی کو قوم نوایط کنگن کی رسم
کہتے ہین۔ کنگن ایک زیور کا نام ہے جو کلائی مین پہنا جاتا ہے۔ دولہا
کی والدہ کی جانب سے بہو کی چوڑیون کی تکمیل کے لئے اوسوقت
پہنایا جاتا ہے۔ جبکہ دولہن اپنی والدہ کے گہر جاتی ہین۔ بعض قانون
گویان قوم کا بیان ہے کہ جب دولہن بازگشت یا ساچق کے چوتہے دن
اپنے والدین کے گہر جاتی ہین تو یہہ زیور دولہا کے جانب سے
اوسکو پہنایا جاتا ہے اسی لئے چوتہی کی رسم کو کنگن کی رسم کہنے لگے

بہرحال چوتہی کی رسم کے لئے دولہن کا چہوٹا بہائی اور بہن دولہا کے گہر آتے ہین اور دعوت پہونچا جاتے ہین جسکے بعد دولہا اپنی دولہن اور اہل خاندان کے ساتہہ سسرال مین جاتا ہے جہان تکلف کے ساتہہ مہمانی ہوتی ہے۔ اور دونون کی گلپوشی کی رسم ادا کیجاتی ہے۔ سلامی دیجاتی ہے اور اوسی شب مین واپسی ہو جاتی ہے۔ دولہن کے مکان پر جب چوتہی کی رسم کے لئے دولہا پہونچ جاتا ہے تو وہان ایک دل خوش کن لڑائی قایم کرتے ہین جس مین دولہن کے عزیز و اقارب دولہا کے عزیز و اقارب کے ساتہہ منقش کار۔ باریک چہڑیون اور پہولون سے لڑائی لڑتے ہین اور سمجہا جاتا ہے کہ یہہ درحقیقت دولہا والون کے لئے ایک مہذب سزا ہے۔ اوس مبارک قصور کی پاداش مین کہ وہ بازگشت کے دن دولہن کو اپنے ساتہہ لے گئے۔ پہر ہنسی خوشی کے ساتہہ صلح ہو جاتی ہے۔ بعض افراد خاندان نے اس رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ یہہ رسم نہ ہندون کی شاستر مین داخل اور نہ رواج مین مسلمانان ہند کی ایجاد پائی جاتی ہے۔

دسندانہ کی رسم | دسندانہ کی رسم دولہا کی سسرال سے متعلق ہے یعنے

دولہا اپنی سُسرال کے گہر دولہن کے ساتہہ دس دن تک مہمان رہتا ہے
اسکا وقت اختیاری ہے بعض افراد قوم چوتہی کے دوسرے دن سے
اسکا آغاز کرتے ہین اور بعض کچہہ دن بعد۔ یہہ رواج ہند و شاستر مین
نہین ہے اور نہ عرب وعجم مین اسکو مستحسن خیال کرتے ہین۔ بلکہ بعض
ایرانی اقوام کے پاس داماد کی مہمانی سُسرے کے گہر مکروہ اور ناقابل
برداشت مانی گئی ہے۔ نایطیان جہرمُی لقب سے اسکی تصدیق ہوتی ہے
کہ اہل عجم داماد کا خسر کی خدمت مین حاضر ہوکر سلام کرنا بہی پسند نہین کرتے
بہ مہمانی چہ رسد۔

ہات برتانہ کی رسم ہات برتانہ کی رسم شادی کی آخری رسم اور نہایت
پُرمعنے ہے۔ اسی کو سمدہہ بلاوا کہتے ہین - یہہ تقریب دولہا کے گہر رچائی
جاتی ہے۔ دسندانہ کے کچہہ دن بعد دولہن کے والدین مع اپنے خاندانی
اقربا کے دولہا کے گہر مہمان ہوتے ہین اور دولہن کو کاروبار خانہ داری
کی نصیحت کرتے ہین۔ اور سامان خانہ داری کا برتاؤ سکہلاتے ہین
یہی اس رسم کی وجہ تسمیہ ہے۔ خاندان کے تمام معزز افراد اناث اوسدن
اپنے ہاتون مہمانی کا سامان تیار کرتے ہین۔ پوریان کچوریان مختلف قسم کی

مٹھائیان بناتے ہین اپنے اپنے کمالات پخت وپز کا نمونہ دکھلاتے ہین کوئی خاص کام اسی قسم کا دولہن کے بہی تفویض ہوتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اس تاریخ سے دولہن کی شرم اور گوشہ نشینی کو اوس کے والدین نے گہٹا دیا۔ سمدھ ملاوا کی وجہہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہہ حقیقی سمدھیون اور سمدھنون کی ملاقات کی تقریب ہے یعنے دولہن کی والدہ دولہا کی والدہ سے ملتی ہین۔ علے ہذا دولہن کے والد دولہا کے باپ سے ملاقات کرتے ہین جسکے بعد پہر کوئی ضمیمہ رسوم شادی کا باقی نہین رہتا الا یہہ کہ ہر ایک جمعہ کو کبہی دولہا کے گہر اور کبہی اوسکے سُسرال مین صرف دولہا دولہن اور اون کے والدین کی مہمانی ہوتی رہتی ہے۔ اسکا سلسلہ عرصہ تک قایم رہتا ہے اسکا نام جمعگی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت ہائے باہمی کے بڑہانے اور ایک دوسرے کے طرز معاشرت سے واقف ہونے کا یہہ ایک عمدہ ذریعہ ہے بدینوجہ کہ سمدہیانہ کی قرابت قایم ہونے کے بعد بزرگان خاندان کی باہمی ملاقات تقریب خاص کے بغیر متعذر اور ایک دوسرے کے خلاف شان سمجھی جاتی ہے اسلئے جمعگی کے بہانہ سے باہم ملنے جلنے کا موقع دیا گیا ہے۔ ہندو شاستر سے اس رسم کا پتہ نہین چلتا۔

البتہ آٹھہ نہان (ہفتہ کا غسل) کے نام سے دولہن کی آمد و رفت اپنے والدین
کے گھر قایم رہتی ہے۔ ان مواقع پر دولہا ہی اپنی سسرال کا مہمان ہوا کرتا ہے
یہہ طریقہ صرف رواجی ہے نہ شاستری۔

بیوہ کے عقد ثانی کا رواج | صاحب منتخب اللباب بضمن احوال قوم نایط فرماتے ہیں

کہ اگرچہ بعد از فوت شوہر زنان جوان در مکہ متبرکہ و مدینہ منورہ و
تمام روم و ایران و توران و ہمہ قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایتہ حال
شوہر دیگر می نمایند بل وارثان آنہا باز و ربعقد کفوی می آرند اما در
ہندوستان کہ میان شرفا اسلام کہ مراد از عرب اند این عمل را قبیح و عیب
دانستہ ترک روئیہ آبا و اجداد کہ موافق حکم خدا و رسول و مطابق شرع محمدیست
نمودہ اند و ہمین است کہ بعد امتداد ایام کہ درین غربت میان کفرا
توالد و تناسل واقع شد و ملاحظہ نمودند کہ از جملہ اقسام ہنود کہ تعداد
آنہا انتہا ندارد ہیچ قوم برہمن و کہتری و راجپوت و بقال و کایت
باشند از نجبائے کفرا اند اگر دختر شیر خوارہ را بہ عقد احدے در آرند
و شوہر او درہمان شب بمیرد باز بہ نکاح دیگر در نمی آرند چون شرفا
قوم را باشراف ہر دیار ہم چشمی بمیان می آید بہ تقاضائے غیرت کہ ما از جدہ

کم تر ازین جماعہ باشیم طبیعت این رسم را سرمایۂ آبرو و عزت ونشان شرافت ونجابت دانستہ ترک رویۂ بزرگان سلف نمودہ اند۔ این طریقہ عقلاً وشرعاً محمود نیست و درین ضمن مفسدہ بسیار حاصل می گردد کہ بتوضیح آن نپرداختن اولے الخ۔

قوم کے بعض خاندانون نے نہایت آہستگی کے ساتہہ اس طریقہ کو ترک کرنا شروع کر دیا ہے۔ اصل یہہ ہے کہ ہندوستان مین قوم ہنود کے بعض فرقون نے بہی بیوہ کے عقد ثانی پر توجہ کی ہے۔ آثار سے اسبات کی امید ہو چلی ہے کہ نہ صرف اس قوم مین بلکہ عموماً اہل اسلام اور ہنود کے تمام فرقون مین اسی صدی کے آخر تک بیوہ کے عقد ثانی کا رواج ایک حد تک قایم ہو جاویگا۔ مسلمانون کے متعدد علما اور ہنود کے اکثر سبہاؤن نے اس ترمیم کے متعلق متعدد تصانیف اور اریٹکلز شایع کئے ہین اور شب و روز اس رواج کے بڑہانے اور پچہلے خیالات کے مٹانے کی کوشش کر رہے ہین اور یہہ کوشش بہ نسبت موجودہ زمانہ کے آیندہ زمانہ مین زیادہ موثر ثابت ہوگی۔ اکبر کے زمانۂ شہنشاہی مین جسکو اکثر رسوم و رواجات کا ماخذ خیال کیا جاتا ہے

خود اس بات کی تاکید تہی کہ بیوہ کے عقد ثانی کو نہ روکا جاوے شہنشاہ زمان
کو اس مسلہ مین اسقدر اصرار رہا ہے کہ وہ مخالفین عقد ثانی اور طرفداران
ستّی کو حکم دے رکہا تہا کہ اگر شوہر کی موت کے بعد بیوہ کی ستّی پر اصرار
ہے تو عورت کے مرنے پر بہی اوسکے شوہر کو ستّی ہونا چاہئیے۔ علی ہذا
مخالفین عقد بیوہ کو رنڈوے کے عقد ثانی سے بہی احتراز لازم ہوگا۔ یہہ تاکید درحقیقت ایک قسم
کی تہدید تہی۔ اسی اصول نے ستّی کے رواج کو مٹایا اور اسی نے اکثر
افراد قوم ہنود کو باوجود اختلاف احکام شاستر۔ بیوہ کے عقد ثانی
پر آمادہ کیا وا ے بحال ما۔ کہ باوجود اسکے کہ ہماری شریعت بیوہ کے
عقد ثانی کی اجازت دیتی ہے اور ہمارے شہنشاہ دین و دنیا اوسکا
حکم موکد فرما چکے ہین۔ اور موجودہ زمانہ کے دنیوی شہنشاہ اوسکی مخالفت
نہین کرتے بلکہ اون کی قوم اپنے مذہب کے حکم سے اوسی پر عمل پیرا ہے
لیکن ہم اپنی ایک ناقابل تعریف عادت پر جمے ہوے ہین۔ ہم تسلیم
کرتے ہین کہ ہمارے لئے ایک زمانہ وہ تہا جس مین ہمکو اپنے مذہب
اور احکام مذہب کا اخفا مجبوری کی وجہ سے ناگزیر تہا اور ہم اپنے
معاصرین قوم ہنود کے رسم و رواج کی پیروی مین عقد بیوہ کو نامناسب

خیال کرتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد اگرچہ ہماری مجبوریان باقی نہین رہین
لیکن اس مسئلہ مین ہندو شاستر کی پیروی کو ہم نے شرفاء اہل ہنود کے
نگاہون مین اپنی شرافت کی ایک نشانی قرار دے رکھی تھی لیکن جبکہ وہ
زمانہ بھی باقی نہین رہا اور بعض اقوام ہنود اس رواج کی اصلاح مین
عملی طور پر کامیاب ہو رہے ہین اور ہماری شرافت کا انحصار کسی دوسری
قوم کے رسم و رواج کی پیروی پر باقی نہین رہا تو پھر کیسی بدقسمتی کی
بات ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے اور اپنی بھلائی
اور برائی کا اندازہ نہین کر سکتے اور اپنے ہادی برحق علیہ الصلواۃ
والسلام کے مبارک احکام کی خلاف ورزی کرتے ہین۔ قوم کے جن افراد
نے اس مسئلہ خاص مین سبقت کا اعزاز حاصل کیا ہے اون کو ہم اپنی
نگاہون مین ذلیل سمجھتے ہین اون کے ساتھہ اپنی اولاد کا لین دین ہمکو
ناگوار ہے۔ آفرین ہے اون مستقل مزاج معدودے چند خاندانون پر
جنھون نے مطلق ہماری پرواہ نہین کی اور اپنے آپکو تباہی اور خطرہ سے
بچا یا مولف کی رائے مین اگر قوم کا بڑا حصہ اس مسئلہ پر توجہ کامل مبذول
نکرے گا تو بہت تھوڑے عرصہ مین کفو کی رہی سہی پابندی بھی رخصت

ہوجاویگی۔جس سے اندیشہ ہے کہ قوم کو نقصان پہونچے پس علماء قوم اور سربرآوردہ افراد کو خصوصیت کے ساتھہ اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے جنکی بزرگی اور وجاہت کے اثر سے ہر طرح پر کامیابی کی توقع ہے۔

ب۔متفرق رواجات قوم کے متعلق

عیادت اور تعزیت کا رواج اس قوم مین ابتک یہہ رواج جاری ہے کہ عیادت اور تعزیت مین افراد قوم نہایت ہمدردی کرتے ہین عموماً یہہ دستور ہے کہ جب کبھی بیمار کی خبرگیری کے لئے اہل قوم کی زنانہ سواریان کرایہ کی گاڑیون مین آتی ہین تو آمد کا کرایہ اخلاقاً صاحب مکان کے جانب سے ادا ہوتا ہے۔لیکن یہہ طریقہ تعزیت مین مروج نہین ہے قوم اور خاندان کے اکثر افراد بیمار کی خدمت یا غم رسیدے کی دل جوئی اور تسکین کے لئے دو چار دن تک اوسکے پاس رہ جاتے ہین اور یہہ رواج خصوصیت اور قرب قرابت کے ساتھہ مخصوص ہے جس مکان مین رحلت کا سانحہ گذرا ہے اوسکے لئے اہل خاندان باری باری سے کئی روز تک سادہ طریقہ پر روٹی بھیجا کرتے ہین اور سب سے زیادہ قابل تعریف دستور یہہ ہے کہ سامان تجہیز و تکفین مین ساری قوم علی

امداد پر آمادہ ہوجاتی ہے اہل قوم۔ میت کے غسل۔ جنازہ کے لے چلنے۔ اور دفن کی امداد مین غیر اشخاص یا غسالان اجیر کی شرکت کو پسند نہین کرتے بلکہ خود اپنے ہاتون نہایت سلیقہ کے ساتھہ ہر ایک کام کو انجام دیتے ہین فاتحہ اور درود خوانی۔ ختم کلام مجید مین افراد قوم کی شرکت سے نہایت مدد ملتی ہے۔ امیر و غریب علی قدر مراتب ان ضروریات مین مستعد نظر آتے ہین۔

متفرق تقاریب تہنیت کا رواج

متفرق تقاریب تہنیت مین جنکی تفصیل ذیل مین بیان ہوئی ہے قوم کے اکثر افراد مدعو ہوتے ہین۔ بعض افراد خاندان کے تقاریب مین جن کی دعوت کا دسترخوان وسیع نہین ہوتا مبارکباد کے حیلے سے افراد قوم کا گزر وقت بوقت ہوتا رہتا ہے۔ ہر ایک تقریب مین صاحب تقریب کی گلپوشی کی رسم لازمی ہے جس مین افراد قوم اپنے اپنے رتبہ اور قرب قرابت اور خصوصیات کے مطابق ایک رقم معینہ۔ صاحب تقریب کے ہاتھہ مین رکھدیتے ہین جس کا نام قومی اصطلاح مین بے سودی قرضہ ہے۔ قوم کا عام خیال یہہ ہے کہ اس قرضہ کے ادای کا وقت اوسوقت آتا ہے جبکہ دینے والے کے گہر

کوئی ایسی ہی تقریب قایم ہو۔ اکثر افراد قوم نے اس لین دین کے طریقہ کو مکروہ سمجھکر مٹا دیا ہے۔ مولف کی رائے مین یہہ طریقہ بُرا نہین ہے قوم کے کم تہیر افراد کے ساتہہ متمول افراد کو مدد دینے کا عمدہ حیلہ ہے اور یہہ رواج قابل تعریف ہے کہ حاضرین جلسہ سے اکثر مہمانان قوم جن کو اوس خاندان سے کم خصوصیت ہے جس مین تقریب قایم ہے اس طریقہ کی پابندی نہین کرتے اور بعض اہل خاندان اور قرابت قریبہ رکہنے والے غریب افراد بہی اس طریقہ مین شریک نہ ہونے کی وجہ سے ذلیل نہین سمجھے جاتے۔ بعض غیر متمول افراد صرف پنچہاور پر قناعت کرتے ہین جسکا نام رختنی ہے۔ یہہ لفظ پنچہاور کے معنون مین مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ رخت افگندن سے بنایا گیا ہو۔ جسکے اصطلاحی معنے زبان فارسی مین عاجز آمدن کے ہین اگر فی الحقیقت یہہ لفظ اسی مصدر سے بنایا گیا ہو تو خود پنچہاور کرنے والون نے اپنی مجبوری اور انکسار کے لحاظ سے اسکو بنایا ہوگا۔ لیکن اگر یہہ لفظ رخت سے بنایا گیا ہو تو کسی قدر معنے ٹہیک ہوتے ہین۔ رخت زبان فارسی کا لفظ ہے اردو مین لوازمہ کے معنون مین بہی اوسکا استعمال ہے بدنیجہ کہ پنچہاور کا طریقہ۔ تقریب تہنیت کا لوازمہ ہے اوسکو رختنی سے موسوم

کرسکتے ہین۔

(الف) چوماسا۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنے برشکال کے ہین اصطلاحاً اوس تقریب کا نام ہے جو چار مہینہ کے حمل کے بعد رچائی جاتی ہے۔ عورتون کا مقولہ ہے کہ ابتدائی چار مہینہ تہنڈے تہنڈے گذر جاتے ہین جسکے اختتام پر خوشی منائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اس تقریب کا نام چوماسا رکھا گیا ہو۔ اس کا رواج ہندؤن مین نہین ہے قوم نایط کے اہل خاندان اس تقریب مین جمع ہوتے ہین اور حاملہ کی گلپوشی کی رسم ادا کرتے ہین۔ بتکلف کے ساتہہ مہمانی ہوتی ہے۔

(ب) ستوانسا۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے حمل کی ایک رسم کا نام ہے جو اکثر پہلی زچگی مین برتی جاتی ہے۔ جس مین حاملہ کے میکے سے حاملہ کے لئے جوڑا۔ مسی۔ عطر۔ پہلیل۔ کنگی۔ جوتی۔ پہولون کا گہنا۔ مہندی۔ چاندی کی نہرنی اور کٹوری بہیجی جاتی ہے۔ تقریب کے دن قوم کی مہمانی اور حاملہ کی گلپوشی لازمی ہے۔ اس تقریب مین حاملہ کا گود۔ میوے سے بہرا جاتا ہے اور پہر وہ میوہ اہل خاندان پر تقسیم ہوتا ہے اسیکو گود بہرائی کی رسم بہی کہتے ہین۔ حاملہ کو دولہن بناکر اوسکی گود مین سات قسم کا میوہ۔

سات قسم کی ترکاریان۔ سات پان اور سات روپے ایک کپڑے مین باندھکر رکھتے
ہین۔ بزرگان خاندان دعا دیتے ہین کہ اس حاملہ کی گود ہمیشہ اولاد سے
بھری پُری رہے۔ میوہ مین ناریل کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر ناریل
کے اندر سے گلا ہوا کھوپرا نکلا تو بیٹے کی فال ہے۔ اگر اچھا کھوپرا نکلا تو بیٹی
ہونے کی علامت کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

آج دروازہ پہ نوبت جو دہری جاتی ہے ۔ میری کوکا کی اجی گود بھری جاتی ہے

مذہب ہنود مین ستواسے کی رسم شاستر کے احکام مین داخل ہے۔ رسمی
پوجا کے وقت پجاری حاملہ سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہین۔ وہ
جواب دیتی ہین کہ پُم ساونم یعنے لڑکے کی پیدایش۔ شاستر مین اس رسم
کا نام پُم سادنم ہے۔ اور یہی اوسکی وجہ تسمیہ ہے۔ یہہ زبان سنسکرت
کے الفاظ ہین۔ بعض خاندان قوم نوایط نے اس رسم کو قطعاً ترک کردیا ہے

(ج) نوماسا۔ یہہ زبان ہندی کا عام محاورہ ہے قوم نایط نے بھی
حمل کے نوین مہینہ کی تقریب کو اس نام سے موسوم کرلیا ہے۔ یہہ
تقریب آغاز ماہ نہم مین سرانجام پاتی ہے۔ اسکی بنیاد بھی ہندو شاستر
سے ہے جس کا نام سنسکرت مین سیمو نتو نینم ہے جس کے معنے حاملہ کی



مانگ مین اوسکے شوہر کے ہاتہہ سے گہانس لگوانے کے ہین یعنے حمل کے نوین مہینہ مین حاملہ کا شوہر خود پوجا کرتا ہے اور اپنے ہات سے حاملہ کی مانگ مین گہانس کے تنکے جماتا ہے اور یہہ سرسبزی کا شگون سمجہا جاتا ہے۔ قوم نوایط مین نوماسے کی رسم مین صرف اہل خاندان کی مہمانی اور حاملہ کی گلپوشی ہوا کرتی ہے۔

(د) **بانگ کا گڑ**۔ یہہ روز ولادت کی رسم ہے۔ بہ مجرّدِ ولادت اذان دیجاتی ہے اور موذن کا منہہ گڑ سے میٹہا کرتے ہین اور اوسیکے ساتہہ تمام افراد قوم پر گڑ کے حصّے تقسیم ہوتے ہین۔ جس سے اعلان ولادت مقصود ہے۔ بانگ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنے آواز۔ صدا۔ اذان۔ گڑ زبان ہندی مین قند سیاہ کو کہتے ہین۔ متمول خاندانون نے بہی گڑ ہی کی تقسیم کا طریقہ جاری رکہا ہے مصری یا بتاسون کی تقسیم اس موقع پر نہین کیجاتی۔ قوم کے ایک بزرگ نے اسکی نسبت اپنا یہہ خیال ظاہر کیا کہ گڑ کی تخصیص یا تو اسلئے ہے کہ بہت ارزان چیز ہے جو غربا رقوم بہی اسکو تقسیم کرسکتے ہین یا اس وجہ سے کہ پرانے لوگ اور متقی افراد قند یا شکر کو اسلئے کراہت کی نظر سے دیکہتے ہین کہ اوسکی تیاری مین ہڈی سے

کام لیا جاتا ہے۔ یا یہہ کہ دیہاتی مقامات پر گذشتہ زمانہ مین قند و نبات کا میسر آنا خالی از دشواری نہ تہا۔ آج کل بہی راجایان قوم ہنود و امرائے صاحب تقوی عمدہ قسم کے گڑ کو قند و نبات پر ترجیح دیتے ہین۔ بعض خاندانی دفاتر سے پتہ چلتا ہے کہ اس رسم کی ابتدا ۸۰۰ہجری مین ہوئی۔ فی زماننا قوم نوایط کے اکثر خاندان اس رسم کی پابندی نہین کرتے۔

(۵) چہٹی۔ یہہ تقریب ولادت سے چہٹے دن کی جاتی ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔ یعنی چہہ سے نسبت رکہنے والی تقریب۔ جس مین مہمان جمع ہوتے ہین۔ زچا کے میکے سے اس تقریب مین۔ جوڑا۔ کچہڑی طشت چوکی اور کہلونے زچا کے گہر بہیجی جاتی ہین۔

(۶) مُنڈن۔ یعنی سر مونڈہی کی تقریب جس سے عقیقہ مراد ہے مُنڈن ہندی محاورہ مین بولا جاتا ہے۔ عقیقہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے موی شکم کے ہین یعنے وہ بال جو بچے کے سر پر وضع حمل سے پہلے ماںکے پیٹ مین پیدا ہو جاتے ہین۔ وضع حمل سے ۷ دن بعد اس تقریب کا وقت ہے جس مین مولود کے سر کے بالون کی ہم وزن چاندی۔ حجام کو دیجاتی ہے۔ اور بکرے ذبح کئے جاتے ہین۔ بیٹے کے لئے دو۔ اور

بیٹی کے لئے ایک بصفات معینہ ذبح کرنے کا حکم ہے۔ یہہ مسلمانونکی مذہبی رسم ہے۔ اس ذبیحہ سے یہہ مقصود ہوتا ہے کہ بچہ کے بالون کے عوض بال۔ گوشت کے عوض گوشت۔ پوست کے عوض پوست علی ہذا تمام جسم کی چیزون کے بدلے تمام چیزون کا صدقہ دیا جاوے تاکہ بچہ آفات دنیوی سے محفوظ رہے اس تقریب مین اہل خاندان کی دعوت ہوتی ہے۔ حصے تقسیم کئے جاتے ہین۔

(ز) نام رکہائی۔ جس کو تسمیہ کی تقریب بہی کہتے ہین۔ بعض افراد قوم عقیقہ ہی مین اس تقریب کو سرانجام دیتے ہین اور بعض افراد روز ولادت سے گیارہوین دن کسی ایک بزرگ قوم کے ذریعہ سے وہ نام بچہ کے کان مین کہدیا جاتا ہے جس سے اوسکو موسوم کرنا مقصود ہو۔ اس تقریب مین مہمانی کا طریقہ نہین ہے۔ بلکہ نام کے بتاسے یا نام کی مصری اہل خاندان کے گہر بہیجدی جاتی ہے بتاشا یا بتاسے کے لغوی معنے حباب کے ہین ہندی بول چال مین بتاشا یا بتاسا اوس مٹہائی کا نام ہے جو بشکل حباب۔ ہوا بہر کر بنائی جاتی ہے۔

(ح) چہلہ۔ یہہ زبان فارسی کے لفظ چہل سے بنایا گیا ہے

ہندی بول چال مین چلہ یا چہلہ زچہ کے اوس غسل کو کہتے ہین جو زچگی سے چالیسوین دن دیا جاتا ہے یہی اوس کی وجہ تسمیہ ہے۔ جس مین مہمانی کے سوا زچہ اور اوسکے شوہر کو پہول پہناتے ہین۔ رسم کے وقت بچہ اوسکی مان کی گودی مین ہوتا ہے۔ دادی اور نانی کے جانب سے بچہ کو جوڑا گہوارہ عنایت ہوتا ہے۔ بچہ کے دادا اپنی بہو کو اور نانا اپنے داماد کو جوڑا عطا فرماتے ہین۔ فقرا کو خیرات تقسیم کیجاتی ہے۔

(ط) **جہولے کی تقریب** ۔ چہلہ کے بعد جہولے کی رسم منائی جاتی ہے یعنے بچہ کو جہولے مین سُلاتے ہین اور لوریان گاتے ہین۔ اہلِ خاندان کی مہمانی ہوتی ہے۔ لوری زبان ہندی کا لفظ ہے۔ لار یعنے لاڑ سے بنایا گیا ہے۔ اون سریلے اور پیارے الفاظ کا نام لوری ہے جو بچے کے بہلانے کے لئے گیت کے طور پر دہیمے سرون مین گائے جاتے ہین۔ ایک اہل زبان نے لکہا ہے۔ ؎

آجاری نندیا تو آکیون نہ جا ॥ میرے بالے کی آنکہون مین گہل ملجا
آتی ہون بیوی آتی ہون ॥ دو چار بالے کہلاتی ہون

(ی) **چٹپٹانا** ۔ یہہ اسی قوم کا محاورہ ہے۔ چٹپٹانا اوس تقریب

کا نام ہے جو بچے کے چار مہینہ کی عمر مین سرانجام دیجاتی ہے۔ جس مین فیرنی یا چاول یا اور کسی قسم کے اناج کو جو دودہ مین پکا ہوا ہو بچہ کو چٹواتے ہین اہل خاندان اور قوم کی اوسدن ضیافت ہوتی ہے جسمین کہیر پوریون کا دسترخوان پر ہونا لازمی ہے۔ بعض اقربا ء قوم بلحاظ خصوصیات اپنے جانب سے بچہ کو کُرتہ۔ ٹوپی عنایت کرتے ہین اور بعض کہیر اور پوریونکا تحفہ اپنے ساتہہ لاتے ہین۔

(ک) سالگرہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ سالگرہ سے وہ کلاؤہ مراد ہے جسمین بچے کی عمر یاد رہنے کے لئے سال بسال اوسکی ولادت کی تاریخ مین گرہ لگاتے جاتے ہین۔ اسی کا نام جنم دن۔ رشتۂ عمر۔ برس گانٹہ ہے۔ یہہ اہل عجم کی رسم ہے جسکو قوم نایط نے اختیار کیا ہے۔ غنی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

گشت چون رشتۂ عمرم کوتاہ		معنیٔ سالگرہ فہمیدم

فارسیون نے سالگرہ کو تسبیح سال سے بہی موسوم کیا ہے۔ صائب شیرازی نے کہا ہے۔ ؎

چہ حاجت است بہ تسبیح سالِ عمر مرا ۔ کہ میشود بہ یک انگشت این حساب تمام

قوم نوایط کے پاس یہہ رسم نہایت مبارک رسم ہے جس مین غربا کو خیرات تقسیم کیجاتی ہے کہانا کہلایا جاتا ہے بزرگان خاندان نہایت خضوع وخشوع کے ساتہہ سجدۂ شکرانہ ادا کرتے ہین اور صاحب تقریب کے لئے بارگاہ ایزدی مین دعا فرماتے ہین۔

(ل) دودبڑہائی ۔جسکو دودچہڑائی بہی کہتے ہین یہہ رسم بچہ کے ایک یا دیڑہ سال کی عمر مین ادا کیجاتی ہے۔جس مین اہل قوم کی ضیافت اور اہل خاندان کی مہمانی ہوتی ہے اسی مین مختلف قسم کی مٹہائیان کمسن بچون کو تقسیم کرتے ہین فقرا کو شیر برنج کہلواتے ہین۔ بچہ کی اناّ کو نیا لباس اور انعام دیا جاتا ہے۔اناّ۔ زبان ترکی کا لفظ ہے۔اناّ کے معنی ترکی بول چال مین مادر کے ہین دودہ پلانے والی عورت کو اناّ بولتے ہین۔ یہہ لفظ آنا سے بنایا گیا ہے۔ اناّ کے اوس بچہ کو جس کی رضاعت بچہ کے ساتہہ قایم ہے۔ بچے کا کوئی ایک قیمتی لباس دیا جاتا ہے۔ اور وہ بچے کا کوکہ کہلاتا ہے۔کوکہ بہی زبان ترکی کا لفظ ہے۔

(م) مکتب ۔ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنے پڑہنے کی جگہہ۔ مدرسہ اسی کو بعض اہل قوم نے بسم اللہ خوانی کہا ہے ۔ بدینوجہ کہ اس تقریب

کے بعد بچہ کی تعلیم اور مکتب نشینی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رسم کو رسم مکتب کہنا نادرست نہین ہے۔ یہہ ایک مذہبی رسم ہے۔ جب بچے کا سن چار سال چار مہینے۔ چار دن کا ہوتا ہے تو اوسوقت اس تقریب کا وقت آتا ہے۔ یہہ تقریب اور تقاریب کے مقابلہ مین بڑی بہاری تقریب ہے بعض افراد قوم چار دن تک اسکی خوشی مناتے ہین۔ گلپوشی کے دن افراد خاندان وقوم کی مہمانی ہوتی ہے بچہ کو پرُتکلف لباس پہناتے ہین۔ امیر قوم یا قوم کا عالم یا خاندان کے بزرگ۔ بچے کی زبان سے بسم اللہ اور اقراء کا لفظ یا اقراء کا کامل سورہ پڑہاتے ہین۔ اس رسم کے اداکرتے وقت بچے کے دونون ہات دو لڈو پر رکہتے ہین لڈو زبان ہندی کا لفظ ایک قسم کی مٹہائی کا نام ہے جو بیسن یا مونگ کے آٹے وغیرہ سے مدور شکل پر بنائی جاتی ہے۔ مولف کو اچھی طرح یاد ہے کہ وہ اپنے مکتب کی رسم مین اپنے نانا جان کے حکم کی تعمیل اچھی طرح پر سورۃ اقراء کے پڑہنے کے وقت اہنین لڈؤن کی خوشی مین کی تہی اور مجہہ سے وعدہ کیا گیا تہا کہ حکم کی تعمیل اچہی طرح پر کیجاویگی تو ایک سالم لڈو مجہکو دیدیا جاویگا۔ الحاصل ادائے رسم کے بعد وہ مٹہائی

اہل خاندان پر تقسیم کردیجاتی ہے۔

(ن) کان۔ ناک چھدائی۔ لڑکیون کے لئے پانچ سال کی عمر کے بعد اس تقریب کا رواج ہے جس مین میوے کی تقسیم اہل خاندان اور اہل قوم پر کی جاتی ہے یہہ رواج زیورات کے استعمال کے لئے قایم ہوا ہے اردو محاورہ مین اسکو کان بیدنا کہتے ہین۔ بلاد عرب وعجم مین اسکا رواج بہت کم ہے۔ ہندوستان اور خصوصًا مدراس اور ملیبار مین غالبًا ہندؤن سے اس کا سبق ملا ہے۔ قوم نوایط کے لڑکیون کے لئے نتھنے کا سوراخ بضرورت استعمال زیور (نتھہ) لازمی ہے۔ نتھہ زبان ہندی مین اوس نقروی یا طلائی حلقہ کا نام ہے جو سُہاگنین پہنا کرتی ہین۔ اِس زیور کا استعمال قوم نوایط مین جلوہ کے دن دولہن کے لئے نہایت ضروریات سے ہے۔ اور یہہ بات ضروری سمجھی گئی ہے کہ نتھہ کا زیور دولہا کے طرف سے بہیجا جاوے۔ عورتین اِسکو سہاگ کی علامتہ خیال کرتی ہین۔ بیواؤن کو اسکے استعمال کی اجازت نہین ہے۔ اسی طرح بناگوش کا سوراخ اودراج یا چاند بالیان۔ یا کرن پہول کے لئے مخصوص ہے۔ یہہ تینون نام مرصع زیورات کے ہین علی ہذا کان کے سرے کا

سوراخ بھٹنے یا گنگروں کے لئے وضع ہوا ہے۔ یہہ دونون موتیون کے زیور ہین کان کے کنارون پر جو سوراخ کئے جاتے ہین وہ پہول بالیونکے لئے کام مین لائے جاتے ہین یہہ ایک ہلکا سا زیور ہی جو عربا مین اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔

(۳) ختنہ۔ یہہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو اردو مین سنت کہتے ہین اسکی تقریب دو وقتون مین رایج ہے۔ (۱) ختنہ کے دن جس مین صرف اہل قرابت قریبہ جمع ہوتے ہین جن پر بتاشون اور پان کی تقسیم ہوتی ہے۔ (۲) گلپوشی کے دن بہت بہاری مہمانی ہوتی ہے جس مین افراد قوم مدعو ہوتے ہین یہہ مسلمانون کی مذہبی رسم ہی۔ تقاریب متذکرہ بالا مین جو حصے تقسیم ہوتے ہین اون مین چینی کی رکابیون کا استعمال ہوا ہو تو خاص کر اون رکابیون مین جن مین مٹھائیان یا مصری یا گڑ کی تقسیم ہوئی ہے اہل خاندان حصہ کو لے لینے کے بعد نقد رقم رکہہ دیتے ہین جسکی تعداد کم سے کم ایک روپیہ مقرر ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ۔ لیکن اگر چینی کی رکابیون کے عوض مٹی کی صحنکون کا استعمال کیا گیا یا چینی ہی کی رکابیون کی نسبت کہدیا گیا کہ وہ رکابیان بہی حصہ مین داخل اور ناقابل واپسی ہین تو پہر کوئی نقدی

سلوک نہین کیا جاتا۔ لیکن یہہ طریقہ لازمی نہین ہے تخصیصات قرابت کے لحاظ سے مرعی ہے بعض متمول افراد خاندان کو غربا ء خاندان کی تقاریب مین اون کے ساتہہ سلوک کرنے کا عمدہ بہانہ ہے فی زمانا اکثر خاندانون نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے مولف کی رائے مین یہہ طریقہ برُا نہین ہے۔ مولف اس مین کسی ترمیم کی ضرورت نہین خیال کرتا۔

نہّا وایا الایچی کی رسم ہر ایک تقریب مین قوم کی بی بیون کو مدعو کرنے کے دو طریقے ہین اکثر افراد قوم اپنے عزیزون سے کسی ایک بی بی کو پیام دعوت کے ساتہہ روانہ کرتے ہین۔ اسی طریقہ کا نام نہّا وا ہے۔ یہہ طریقہ مدراس پرسیڈنسی مین عموماً جاری ہے اور ملکون مین کم۔ ملیباری زبان مین نہّوے کی معنی انکار کے ہین۔ نہا وا لفظ انکار کے معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ یعنے جب داعی کے جانب سے اوسکا ایک عزیز دعوت پہونچانے کے لئے خود حاضر ہوتا ہے تو اخلاقاً قبول دعوت سے انکار نہین کیا جاتا اور قوم کی اون بی بیون کو جنکو داعی کے مکان پر کسی تقریب مین شریک ہونے کا اتفاق نہین ہوا ہے یہہ عذر بہی باقی نہین رہتا کہ جدید طریقہ آمد و رفت کا کیونکر جاری ہو،

اسلئے کہ جب داعی یا اوس کے قایم مقام قرابت دار نے مدعو کے گھر آنے کی تکلیف گوارا کی ہے تو مدعو نہایت خوشی کے ساتہہ داعی کے گھر جانے کے لئے امادہ ہو جاتا ہے کم مقدرت افراد قوم کے دل سے یہہ خیال بالکل مٹ جاتا ہے کہ متمول داعی کو غریب مدعو کے گھر کسی غریبانہ تقریب مین شریک ہونے مین تامل ہو۔ بعض خاندانون مین اسی کا نام بلاوا ہے اور اسکے معنے ظاہر ہین۔ قوم کے بعض افراد صرف الائچی بھیجکر بلاوے کا مقصد پورا کرتے ہین۔ اس طرح پر کہ خوبصورت کاغذی ڈبیاؤن مین مصری اور الائچی کے چند دانے رکھے جاتے ہین اور اون پر مدعو کا نام لکھکر ایک خوبصورت خوان کے ذریعہ سے وہ ڈبیائین گھر گھر روانہ ہوتی ہین۔ ہمراہی خدمتی یعنی ماما اون ڈبیاؤنکی تقسیم کرتی ہے اور دعوت کی تاریخ اور وقت سے مطلع کر جاتی ہے۔ معذرت یا اقبال کا زبانی جواب اوسی کو دیا جاتا ہے اس طریقہ کا رواج حیدرآباد مین زیادہ ہے جہانکی عورتین اور ملکون کے مقابلہ مین سادگی کو زیادہ پسند کرتی ہین اور اقربا، قوم کے ساتہہ زیادہ ملنسار ہین۔ بعض خاندانون نے آجکل یہہ طریقہ جاری کیا ہے کہ وہ بی بیون کے جانب سے مدعو بی بیون کے نام

دعوتی رقعے جاری کرتے ہین۔ مولف کی راے مین اس طریقہ کو الاچی کے طریقہ پر ترجیح ہے اسلئے کہ تاریخ و وقت دعوت سے ہر ایک مدعو کو تحریرًا اطلاع ہو جاتی ہے۔ جسکے جواب مین وہ معذرت یا قبول دعوت کی اطلاع دیتا ہے۔ اس مفید ترمیم کو لڑکیون کی تعلیم سے بہت بڑا تعلق ہے۔ الاچی کا دستور اور ماما کے ذریعہ سے تاریخ اور وقت کی زبانی اطلاع غالبًا اسلئے پسند کی گئی تہی کہ داعیون اور مدعوؤن مین بہت کم افراد لکہنے پڑہنے کے عادی تہے بدینوجہ کہ زمانہ حال مین تعلیم اناث کے جانب قوم نایط زیادہ متوجہ ہے غالبًا یہہ ترمیم اوسی کا لازمی نتیجہ ہے۔

نیوتہ کا رواج | نیوتہ زبان ہندی کے محاورہ کا لفظ نہین ہے بلکہ بگڑی ہوی ہندی کا لفظ ہے جسکے معنے تحفہ کے ہین۔ مرہٹی زبان مین بہی یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ ترکون نے اس کا نام سوغات رکہا ہے۔ حیدرآباد مین اسکو منجا کہتے ہین۔ منجے کی اصلی معنے کے لحاظ سے جسکو مولف نے اسی باب کے فصل اول مین بیان کیا ہے منجے کا لفظ نیوتہ کے ہم معنے نہین ہے غلط العوام مین داخل ہے۔ نیوتہ سے وہ رواج مقصود ہے جو شادی یا

اور کسی تقریب تہنیت مین اہلِ خاندان یا افراد قوم کے جانب سے مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے یعنے اہلِ قوم اپنے خصوصیات قرابت اور تعلقات محبت کے لحاظ سے صاحب تقریب کے لئے جوڑا یا شیر خوارون کے تقاریب مین جھولا۔ نہایت تکلف کے ساتھہ لے جاتے ہین۔ متمول افراد اپنے حوصلہ اور مقدرت کے مطابق زیورات۔ میوہ۔ عطر۔ پھول پان وغیرہ بھی نیوتہ مین شامل رکھتے ہین۔ بعض تصانیف سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ یہہ طریقہ ترکون مین جاری ہے یعنے صاحب تقریب کے احباب اور اقرباء خاص اپنے مکانون مین ضیافت کرتے ہین اور وہ ضیافت کسی محب یا عزیز کی شادی یا اور کسی تقریب کی خوشی کے ساتھہ موسوم ہوتی ہے۔ قوم نوایط کے اکثر خاندانون نے اس کو ترک کیا ہے بعض متمول افراد قوم نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ ایسے مواقع پر اپنے عزیز یا قومی محبّ کی خاطر ایک رقم معینہ کسی اسلامی کالج یا بیت المعذورین کے پاس بھیجدیتے ہین اور ظاہر کر دیتے ہین کہ فلان دوست یا عزیز کی کامیابی کی مسرت مین ہم نے یہہ رقم بھیجدی ہے۔ ماشاء اللہ کیا اچھا نیوتہ ہے جسکی نسبت کامیاب دوست اور

عزیز بہی شکر گذار رہتا ہے اور مستحقین قوم و مذہب بہی اوس سے متمتع ہوتے ہین۔ مولف اپنے مقلب القلوب سے التجا کرتا ہے کہ قوم کے تمام افراد کو ایسے عمدہ اور شایستہ ترمیمات کی توفیق عطا کرے۔

باجون اور قوالی کا رواج جملہ اقسام تقاریب مین نوبت۔ نقارہ۔ روشن چوکی۔ طاسا مرفہ۔ انگریزی بینڈ اور قوالی کا رواج ہے۔ زنانہ مکان مین میراثنین طبلہ کے ساتہہ گاتی ہین۔ ہر ایک رسم کے لئے مخصوص اشعار دوہرے اور ٹہمریان گائی جاتی ہین۔ قوم کا بڑا حصہ تقاریب تہنیت مین ان چیزون کا پابند ہے۔ وہ تقریب تقریب نہین سمجھی جاتی جس مین انکی شرکت نہو۔ نوبت اور روشن چوکی کے لئے ایک بلند مقام دروازہ مکان پر بنایا جاتا ہے۔ اور پنج وقتہ یعنے صبح مین پہر دن چڑہے۔ دوپہر سہ پہر اور شام۔ دو پہر رات مین نوبت اور روشن چوکی بجا کرتی ہے بدین وجہ کہ بادشاہون کے دولت خانہ پر پنج وقتہ نوبت اور روشن چوکی بجنے کا دستور رہے۔ نوشاہ کے شادی خانہ پر بہی اوسکی نقل اوتاری گئی ہے۔ اور اسی کے ساتہہ تقریب کی شہرت کے لئے یہہ ایک عمدہ ذریعہ سمجہا گیا ہے۔ طاسا مرفہ براتون کی ہمراہی کے لئے تیار رہتا ہے

متمول افراد قوم براتون کے ساتھہ روشن چوکی اور انگریزی بینڈ بھی رکھتے ہین ہاتیون یا گاڑیون پر نوبت بھی ساتھہ رہتی ہے۔ بعض خاندانون نے ان لغویات کو ممنوعات مذہب اسلام سے قرار دیکر ترک کردیا ہے اور مصارف بے نتیجہ سے سبکدوشی حاصل کی ہے۔ وہ ضیافت کے دن مکان مین پر تکلف روشنی کرتے ہین۔ قوم کے علاوہ احباب دیگر اقوام کو بھی بلاتے ہین جن کے ساتھہ پھول۔ پان۔ عطر۔ مصری۔ بادام کی مدارات ہوتی ہے۔ سچ یہہ ہے کہ شہرت تقریب کا مقصد جس شائستگی کے ساتھہ اس طریقہ سے حاصل ہوتا ہے اوسکو طریقہ اول الذکر پر ترجیح ہے۔ یہہ طریقہ ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے اور اوسکو نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ خیال کرنا چاہیئے۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ مولف کے ایک عنایت فرما کسی مرض مہلک مین مبتلا ہوے جن کا علاج نہایت احتیاط کے ساتھہ کیا جا رہا تھا اتفاقاً اوسی علالت کے زمانہ مین ہمسایہ مین شادی رچائی گئی نیچو قتہ نوبت نقارہ روشن چوکی۔ بینڈ کی دہوم دہام ہونے لگی۔ صاحب تقریب اپنے قواعد شادی کے لحاظ سے ان تکلفات پر مجبور رتھے جس سے ہمارے بیمار کی جان سخت عذاب مین مبتلا

ہوئی منوّم دواؤن کے ذریعہ سے بیمار کے نیند کے لئے بہت کچہہ فکرین کی گیئین مگر ہمسایہ کی دہوم دہڑکے کیوجہ سے تمام تدبیرین بیکار ثابت ہوئین نوبت بدینجا رسید کہ بیمار کا حال روز بروز ابتر ہونے لگا حکیمون نے اس علاج کو مقدم قرار دیا کہ بیمار کو اوسکے مکان سے لے بہاگین اور اسی ایک تدبیر سے اوسکو آرام ملا اس عرض مدت مین بارہا صاحب تقریب سے التجا کی گئی کہ وہ رحم کرین اور نوبت نقارہ کو روکین مگر وہ بیچارے مجبور تہے۔ شادی کا ملتوی ہونا ناممکن تہا۔ اور شادیخانہ کا سکوت امر محال۔ اگرچہ صاحب تقریب قوم نایط سے نہ تہے لیکن اگر ہوتے بہی تو اون کی مجبوری کا اندازہ خود ہم کر سکتے تہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ بیمار کے لئے اوسکے ذاتی مکان اور اوسکے آسایش کا چہوڑنا اور دوسرے مقام پر منتقل کیا جانا کچہہ آسان کام نہ تہا۔ ایسے وقت مین ہماری قوم کے ایک ہمدرد بزرگ نے فرمایا کہ ناحق پریشان ہوتے ہو تقدیر الہی پر شاکر ہوکر اسی مکان مین ٹہرے رہنا چاہئے۔ یہہ دوسرا صدمہ تہا جس نے مولف کے دل کو ہلا دیا۔ ہمارے شارع علیہ السلام نے ہمیشہ یہہ تاکید فرمائی ہے کہ تقدیر کے بہروسہ پر تدبیر کو ہات سے ندینا چاہیے

نہ دینا چاہئے جس بات کی احتیاط ہمارے امکان مین ہے اوس سے
غفلت کرکے تقدیر پر شاکر رہنا بہت بڑی غلطی ہے۔ بر توکل زانوے
اُشتر بہ بند۔ کے معنے پر غور کرنا چاہئے۔ قوم کے اکثر افراد اس مسلہ مین
غلطی کرتے ہین۔ علماء قوم کو اسطرف توجہ خاص فرمانا چاہئے۔ آمدم بر
سر مطلب۔ اون افراد قوم کی ترمیم بلاشک قابل تعریف ہے جنہون
نے دہوم دہام کی لغویت کو ترک کیا ہے اور سادگی سے کام لیا ہے
قوم کے تمام افراد کو کوشش کرنا چاہئے کہ اس ترمیم کو قبولیت کی نگاہ
سے دیکھین اور اوسپر عمل کرین۔

رنگ کہیلنے کا رواج مختلف رسوم تہنیت مین عموماً اور شادی کی تقریب
مین خصوصاً افراد خاندان رنگ کہیلنے کے عادی ہین روز مقررہ پر
تبدیل لباس کے ساتہہ شہاب کی پچکاریون سے رنگ کہیلا جاتا ہے
بزرگان خاندان البتہ اس رواج مین شریک نہین ہوتے۔ مولف
خیال کرتا ہے کہ غالباً ہندؤن کی ہولی سے ہم نے یہہ طریقہ سیکہا ہے
تاریخ سے البتہ اسکا پتہ چلتا ہے کہ اکبر کے زمانہ مین عید نوروز اور
ہندؤن کے تہوارون مین اہل اسلام برابر اون کا ساتہہ دیتے تہے

تعزیت کے مواقع پر شہنشاہ اکبر نے اپنی داڑہی مونچہہ کا صفایا فرمایا تہا جن کے ساتہہ سارے درباری داڑہی مونچہہ سے ہات دہو بیٹھے تھے۔ ایک مسلمان شہنشاہ کا طرز عمل اوسکے عہد حکومت مین اوسکے پولیٹکل مقاصد سے جیسا کچھہ رہا ہو مگر آج ہمکو کوئی ایسی مجبوری نہین ہے جو کسی ایسے رواج کی پیروی کرین جو ہمارا مذہبی یا قومی رواج نہین ہے۔ آفرین ہے اون افراد قوم پر جنکے پاس رنگ کہیلنے کا طریقہ مسدود ہو چکا ہے وہ اپنی ترمیم پر اسقدر استقلال کے ساتہہ عمل کرتے ہین کہ جن خاندانون مین رنگ کہیلا جاتا ہے وہ اونکی دعوت مین شریک نہین ہوتے۔

سُہاگ کا رواج قوم نایط مین شوہردار عورت سہاگن کہلاتی ہے سہاگن زبان ہندی کا لفظ ہے۔ سو بہاگ سے بنایا گیا ہے۔ سو کی معنی خوش اور بہاگ بمعنی طالع۔ جس عورت کا خاوند زندہ ہے اوسکو سُہاگن کہتے ہین۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے ؎

سرخ جوڑا جو پہنکر مرا قاتل آیا ☙ موت تو آئی مگر خوب سُہاگن آئی

سُہاگ کی تین علامتین رکہی گئی ہین (۱) گلے مین سیاہ پوت سے پرو ہوا لچھہ (۲) ہات مین چوڑیان (۳) لباس مین رنگینی۔ جس عورت کا

خاوند مرجاتا ہے وہ اپنے گلے سے لچھہ۔ ہاتون سے چوڑیان اوتار دیتی ہے اور سپید لباس پہن لیتی ہے۔ قوم کے تمام افراد اس طریقہ کے پابند ہین بعض غربا قوم نے بحالت بیوگی سیاہ لباس کو بھی اختیار کیا ہے اکثر مالدار بیوائین زیور کا استعمال ہات پاؤن مین بھی مکروہ خیال کرتی ہین۔ کاجل مسی کو بھی معیوب سمجھتی ہین۔ قومی تقاریب مین اگرچہ وہ شریک ہوتی ہین لیکن رسمی کاروبار سے الگ تھلگ رہتی ہین۔ اسلئے کہ بیوہ کے ہاتھہ کسی رسم تہنیت کے ادا ہونے کو بدشگونی مین داخل کیا جاتا ہے سخت نگرانی کے ساتھہ رسم و رواج کا مین سہاگنون سے کرائے جاتے ہین بیواؤن کے ساتھہ کا یہہ برتاؤ ہم نے ہندؤن سے سیکہا ہے۔ ہندو بیوہ بعض خاص پوجاؤن مین بروئے احکام شاستر شریک نہین ہوسکتی اور اونکی ہر ایک رسم پوجا کے ساتھہ ادا ہوتی ہے۔ پس ہندو بیوہ کا کاروبار شادی سے کنارہ کش رہنا من وجہہ درست ٹھہرا برخلاف اسکے ہمارے مذہب نے بیوہ کا رتبہ کسی طرح سہاگن سے کم نہین قرار دیا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم صرف دیکہا دیکہی مقصد و معنے سے بے خبر بیواؤن کی ذلت کو گوارا کرین۔ خوشی کی بات ہے کہ بعض روشن خیال افراد قوم نے اسکو بھی

نہین چہوڑا وہ ایسے کامون مین بیواؤن کو ترجیح دیتے ہین اور ہر قدم پر اون سے دعا لیتے ہین اور سمجہا جاتا ہے کہ بیواؤن کی دعا بہ نسبت سہاگنون کے زیادہ موثر ہے۔ اس مین کچہہ شک نہین کہ اس ترمیم کی وجہ سے بعض سِن رسیدہ افراد خاندان سے سخت مقابلہ رہتا ہے تقاریب مین وہ اپنی شرکت سے معافی چاہتے اور علانیہ بول اوٹہتے ہین کہ ہماری آنکہین ان نئی باتون کو دیکہہ نہین سکتین اور ہمارا دل ایسے ترمیم سے دُکہتا ہے۔ بعض وقت بزرگون کی کنارہ کشی سے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بزرگون کا شریک نہونا صاحب تقریب کے ذلت کا باعث قرار پاتا ہے لیکن بہائیو یہہ ذلت بہ نسبت اوس ذلت کے ہزار درجہ کم ہے جو بیواؤن کو نصیب ہوتی تہی۔ یہہ مشکلات صرف موجودہ طبقہ کے حصہ مین ہین جن کو استقلال کے ساتہہ برداشت کرنا چاہیئے اور یقین ماننا چاہیئے کہ تمہاری بدولت آیندہ نسلون کو ان مشکلات سے ہر طرح پر نجات حاصل رہے گی۔

زیور کا رواج۔ زیور زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی۔ چیز۔ رقم۔ گہنا آرائش۔ قوم نایط مین صرف گہنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ مرصع ہو

یا طلائی یا نقروی۔ قوم نوایط مین زیور کا رواج غالباً ورود ہندوستان
کے بعد قایم ہوا ممالک عرب مین بہت کم رواج ہے۔ بعض زیورات
کے استعمال کا طریقہ ہندؤن سے سیکہا گیا ہے جیسا کہ بعض نامون سے
معلوم ہوتا ہے۔ افراد قوم زیورات کو مکان یا دیگر سامان ضروری
پر ترجیح دیتے ہین اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ زیورات کا استعمال اعزاز
کی نشانی ہے۔ بی بیون کے زیور کی تکمیل سے پہلے اپنے سرمایہ کو کسی
دوسرے کام مین صرف کرنا یا جمع رکہنا عموماً ناپسند ہے۔ استعمال زیور
مین بعض خاص قواعد اس قوم نے مقرر کرلئے ہین مثلاً مدراس پریسیڈنسی
مین غربا، قوم کی بی بیان خالی پاؤن رہنا پسند کرتی ہین مگر نقروی زیور
کا استعمال اونکو نہین بہاتا۔ دیگر ممالک مین پاؤن کے لئے نقروی زیور
کا رواج بہی ہوچکا ہے علیٰ ہذا کان اور گلے کے لئے مرصع زیور مخصوص ہے
جہوٹے نگینون کے استعمال پر ترکِ زیور کو ترجیح دیجاتی ہے ۔
لڑکیون کی شادی مین بعض زیورات کو قوم نے دولہا سے مخصوص
کردیا ہے۔ یعنے دولہا ہی کے جانب ہی سے وہ دولہن کو عطا ہوتے ہین
غریب سے غریب افراد بہی اپنی لڑکی کو گلے کا لچہہ دینا ضروری خیال

کرتے ہین مالدار لوگ مالدار رہی ہین لیکن متوسط افراد قوم کے پاس بہی یہہ بات ضروریات مین داخل ہے کہ اپنی لڑکی کو اوسکے سامان جہیز مین کم سے کم کان۔ گلا۔ ہات۔ پاؤن کا ایک ایک زیور دیا جاوے جن بی بیون کے متعدد لڑکیان ہین اور وہ زیور کی اقل تعداد یعنے ہر ایک عضو کے لئے صرف ایک ایک زیور رکہتی ہین تو اونکی یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنا موجودہ زیور اوس لڑکی کو عطا کر دین جسکی شادی ہو رہی ہے اور ون کے لئے خدا پر بہروسہ کرتی ہین۔ افراد قوم کا خیال ہے کہ لڑکی کو زیور دئے بغیر شادی کر دینا والدین کے لئے نہایت سبکی اور لڑکی کے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ دوسرے جانب یعنے دولہا والون کو لڑکی کے زیور کا خیال اوسکے دیگر خوبیون پر غالب رہتا ہے لڑکی کی قابلیت اور اخلاق کی دریافت سے پہلے اون کا سوال یہہ ہوا کرتا ہے کہ کسقدر زیور والدین کے جانب سے لڑکی کو عطا ہوگا۔ اس غلطی کی اصلاح بعض افراد قوم نے نہایت استحکام کے ساتہہ کی ہے یعنے وہ ہمیشہ یہی جواب دیا کرتے ہین کہ زیور کچہہ ندیا جائیگا بعض روشن خیال افراد نے لڑکی کے والدین کی غربت کا لحاظ کرکے

یہہ شرط لگادی ہے کہ ہم اس شادی سے اوسی حالت مین خوش ہونگے جب کہ دولہن کے والدین اُسکی عہدہ برائی مین قرض دار نہ بنین ۔ سچ یہہ ہے کہ ایک جانب کے عمدہ خیالات کا اثر دونون جانب کو نفع پہونچاتا ہے اور جہان دونون جانب کے خیالات روشن ہون اوسکا کیا کہنا ۔ بہت کم افراد ایسے بہی ہین جو مالدار رہنے پر بہی زیورات کا تکلف زیادہ پسند نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کے ساتہہ زیور کے بدلے نقدی کی امداد یا کسی ایسی جائداد کا سلوک کرتے ہین جس سے آمدنی کے ذرائع قایم ہوسکین ۔ اون کے اس طرز عمل سے اونکی اولاد کو اور خوبیون کے سوا یہہ ایک فائدہ ضرور نصیب ہوا ہے کہ زیور کے استعمال کا رواج اور اوسکی پابندیان غالباً آیندہ نسلون مین باقی نہ رہین گے جس کی وجہ سے اصلی خوبیون کی منزلت پر توجہ بڑہتی جاویگی ایک شایستہ خاندان اپنی لڑکی کے لئے زیور کی تکمیل سے زیادہ زیور علم وہنر کے جانب متوجہ ہوگا ۔ مغربی خیالات کی ترقی نے بہی کسی قدر زیور کی اصلاح کی ہے یعنی تعلیم یافتہ افراد اپنی بی بیون یا لڑکیون کے لئے زیورات کی کثرت نہین پسند کرتے بلکہ کم تعداد مین خوشنما زیور کو کافی خیال کرتے ہین ۔

امرا کے طبقہ مین جب ایسے خیالات ترقی پذیر ہون گے تو غربا کے لیے اونکی کم مایگی مشکلات کا مقابلہ کر سکے گی۔ ابہی ابہی زمانہ حال مین جب ایک غریب خاندان سے دولہا کے والد نے یہہ سوال کیا کہ لڑکی کو کیا کیا زیور دئے جاوینگے تو دولہن کے والد نے یہہ جواب دیا کہ اوسی قدر جسقدر نواب عزیز جنگ بہادر نے اپنی لڑکی کو دیے۔ اسپر بڑی ہنسی ہوئی نتیجہ یہہ نکلا کہ تعداد زیور کی شرط منسوخ کی گئی۔ اور خوشی خرمی کے ساتہہ عقد کی تقریب قرار پاگئی۔ الحاصل مولف نے ذیل مین اون زیورات کی تفصیل بیان کی ہے جو قوم نایط مین مروج ہین۔ ہر ایک زیور کی وجہ تسمیہ کے ساتہہ یہہ بہی دکہلایا ہے کہ کس قوم سے ہم نے اسکا رواج سیکہا۔ اس تفصیل سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل ہوگا کہ مسلمان قوم کو ترمیم زیورات کے وقت اپنے پرائے مال کا خیال پیش نظر رہیگا۔

سر کے زیور

(۱) جہومر۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو موتیونکی لڑیون اور مرصع آویزون سے بنایا جاتا ہے۔ بالون سے متصل لب ابرو اوسکو لگاتے ہین یہہ کسیقدر فرق کے ساتہہ مرزا بے پرواسے مشابہ ہوتا ہے

کسی اہل زبان نے فرمایا ہے ؎

موی سر کو نہ سواد شب یلدا پہونچے	اور نہ جہومر کو ترے عقد ثریا پہونچے

قوم نوایط کی بی بیان اسکا استعمال مرزا بے پروا کے ساتہہ بہت کم کرتی ہین۔

(۲) چان چیس پہول۔ جسکو بعضون نے چاند شش پہول اور بعض نے چاند سورج پہول کہا ہے۔ اردو بول چال مین اسکا صحیح نام چاند سورج ہے۔ یہہ ایک مرصع زیور ہے جو دو حصون پر شامل ہوتا ہے۔ ایک حصہ ہلال سے مشابہ ہوتا ہے اور دوسرا حصہ بالکل مدور جیسے آفتاب۔ حصہ آخرین کی شکل سورج مکہی کی سی ہوا کرتی ہے جسکے اطراف چہہ کنگورہ ہوتے ہین۔ سونے سے بنایا جاتا ہے اور اوس پر موقع موقع سے نگینے جڑے جاتے ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو ماتہے سے اوپر سید ہے جانب بالون مین جمایا کرتی ہین۔ اسطرح پر کہ نیچے کے حصہ مین ہلال ہوتا ہے اور اوسکے اوپر سورج۔ یا سورج مکہی اسقدر تفصیل کے ساتہہ مختلف نامون کی وجہ تسمیہ آسانیکے ساتہہ سمجہہ مین آسکتی ہے۔ ہندوستانی بی بیان اسکو اپنی چوٹی کیجانب

لٹکاتی ہین۔ حضرت آتش نے فرمایا ہے ؎

بینیکے کس کا زیور چاند سورج	گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

بعض اہل تصنیف نے اس زیور کو لکھنو کی ایجاد قرار دی ہے لیکن موءلف اوس سے اتفاق نہین کرسکتا۔ چوٹی مین اس زیور کا استعمال لکھنو کی ایجاد مانی جاسکتی ہے۔ اس زیور کو ہندوءن سے تعلق نہین ہے۔ نہ اون کے یہان اسکا رواج ہے۔

(۳) لاکڑی۔ جس کا صحیح املا راکڑی ہے یہہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے اوس زیور کو راکڑی کہتے ہین جو سونے سے گھڑا جاتا ہے جسکی شکل خوبصورت مدور سرپوش سے مشابہ ہوتی ہے اوسپر منبت نقش و نگار کے علاوہ نگینے جڑے جاتے ہین۔ ہندو عورتین اسکو بطریق زیور اپنی تالو پر لگاتی ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اس زیور کو نہایت رغبت کے ساتھہ پہنتی ہین۔

(۴) مرزا بے پروا۔ اردو محاورہ مین بے فکر اور لاپروا شخص کو مرزا بے پروا کہتے ہین۔ قوم نایط مین یہہ ایک خاص زیور کا نام ہے جو تین چھوٹے چھوٹے مرصع پھولون کو تین طلائی زنجیرون مین لٹکاکر

پیشانی سے اوپر بائین جانب سر کے بالون مین جماتی ہین بعض پرانے
افراد قوم کا بیان ہے کہ ہم نے اسکے استعمال کو نایطیان جُھرمی لقب
سے سیکھا ہے یہہ عجمی زیور ہے اسکے استعمال سے ایک گونہ متانت
اور لاپروائی چہرہ سے ٹپکتی ہے۔ کہتے ہین کہ اس زیور کو پہننے کے بعد
کسی اور زیور کی پرواہ نہین رہتی یہہ نہایت رودار اور نمود کا زیور
ہے صاحبان مصطلحات زبان فارسی نے اس سے سکوت
فرمایا ہے۔ بہر حال اس کے نام سے اسبات کا پتہ ملتا ہے کہ ہندوئونکی
ایجاد نہین ہے اور نہ ہندو عورتون مین اسکا استعمال ہے بعض نے
اسکا نام لاپروا رکھا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ زیور لاپروا اور
مرزا بےپروا مین حفیف سا فرق ہے۔ مولف کی رائے مین
دونون ایک ہین اور دونون کا استعمال یکسان ہے۔

چوٹی کے زیور

(۵) چوٹی کا تعویذ۔ تعویذ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے
امان۔ بچاؤ۔ حرز۔ نقش۔ آیت یا اسمار الٰہی کو گلے مین ڈالنے کے
ہین جس کی حفاظت کیلئے مختصر سی ایک مستطیل یا مربع طلائی یا نقرئی

ڈبیہ بنائی جاتی ہے جس پر منبت نقش و نگار رہوا کرتا ہے۔ یہہ ڈبیہ جس کا وجود ہمیشہ جسم پر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ زیورات مین داخل کرلی گئی ہے۔ بیک کرشمہ دو کار کا مصداق ہے۔ جسکو نہایت خوبصورتی کے ساتہہ بناتے ہین اور طلائی نازک زنجیر مین لٹکاتے ہین تعویذ خواہ گلے مین لٹکایا جاوے یا چوٹی مین یا بازو پر باندہا جاوے اوسکا شمار زیورات مین ہے۔ طلائی زنجیر مین تین چہوٹے چہوٹے تعویذون کے آویزے مجموعاً چوسٹے کے تعویذ کہلاتے ہین جنکا مقام یا تو چوٹی کے آخر پر ہوتا ہے یا سر سے متصل یہہ زیور بڑا متبرک زیور مانا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ بزرگی اوس نقش یا آیت کی بدولت ہے جو اوس مین ملفوف ہے۔

(۶) چوٹی کے قبّے۔ چوٹی کے آخر پر چار قبون کا ایک جہومر لٹکایا جاتا ہے۔ ہر ایک قُبّہ نصف گیند کی صورت مین سونے سے بنایا جاتا ہے جسمین ریشمین پُہند نا لگا رہتا ہے۔ اس زیور کا رواج ہندؤن مین نہین ہے۔ دیگر اقوام اہل اسلام بہی اسکو نہین پہنتے۔ غالبًا اسی قوم کی ایجاد ہے۔

(۷) چوٹی کی لاکڑیان۔ لاکڑی کی تعریف نمبر تین پر بیان ہو چکی ہے۔ لاکڑی یا راکڑی سے متصل ایک سلسلہ طلای راکڑیون کا چوٹی پر قایم ہوتا ہے اور اوسکے اختتام تک مسلسل چلا جاتا ہے۔ اسطرح پر کہ پہلے نمبر سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتہا الے آخرہ۔ باعتبار قد گہٹا ہوا ہوتا ہے۔ اسی کا نام چوٹی کی لاکڑیان رکہا گیا ہے۔ اس زیور کا رواج قوم نایط کی بی بیون نے ہنود عورتون سے سیکہا ہے۔

ماتہے کا زیور

(۸) ٹیکہ۔ جس کا صحیح املا نون کے ساتہہ ٹینکا ہے زبان ہندی کا لفظ ہے مرہٹی زبان مین اسکو ٹِکّا کہتے ہین۔ اسکے لغوی معنے قشقہ اور تلک کے ہین جسکو اقوام ہنود پوجا کے بعد اپنے ماتہے پر لگاتے ہین۔ مجازاً اوس زیور کا نام ہے جو مانگ کے مقابل ماتہے پر لگایا جاتا ہے بیضاوی شکل کی ایک ٹکیا ہوتی ہے جس مین قیمتی نگینے جڑے ہوے ہوتے ہین اور اوسکے اطراف موتیون کی جہالر۔ یہہ بہت خوبصورت زیور ہے۔ قوم نایط کی بی بیان دولہن کے لئے اس زیور کے سخت

پابند ہین صرف دولہن ہی کے لئے یہہ زیور مخصوص ہے۔ کتخدا بی بیان
جب صاحب اولاد ہو جاتی ہین یا شادی ہو کر عرصہ گذر جاتا ہے
تو ٹیکہ کا استعمال پسند نہین کرتین۔ ہندؤن مین اسکا رواج ہے
ایک پنڈت جی کی رائے ہے کہ زیور ٹیکہ درحقیقت ایک طلائی
قشقہ ہے جو عمدہ لباس اور زیورات کے استعمال کے وقت لگایا
جاتا ہے۔ یہہ پوجا کے خاص علامت ہے عجیب بات یہہ ہے کہ
خاتونان فارس بہی اس زیور کو پہنتی ہین جسکو تیتہ یا طیطہ کہتی ہین

کان کے زیور

(۹) اَنتی۔ زبان سنسکرت مین اَنت کے معنے آخر کے ہین۔ انتی
سے وہ زیور مراد ہے جو کان کے آخر حصہ مین پہنا جاتا ہے۔ یہہ صرف
ایک حلقہ طلا کا نام ہے جس مین دو موتی اور دونون کے بیچ مین
ایک رنگین نگینہ پروتے ہین۔ ہندو عورتین اسکو بُنا گوش مین
پہنتی ہین اور قوم نایط کی بی بیان کسی قدر اوپر۔ ہندوستان کے
سوا دیگر ممالک مین اس کا استعمال نہین ہے۔
(۱۰) اُدراج ۔ اس کا صحیح املا اودیراج ہے۔ زبان سنسکرت مین

اودیراج آفتاب کو کہتے ہین۔ یہہ ایک مرصع زیور ہے جو کان کے حصہ زیرین مین پہنا جاتا ہے۔ حلقہ طلائی مین یاقوت یا نیلم یا زمرد کا ایک بڑا سا نگ موتیون کی جھالر کے ساتھہ لٹکا یا جاتا ہے جسکی چمک دمک مثل افتاب کے روشن رہتی ہے اسی وجہ سے اس کا نام اودیراج رکھا گیا یہہ زیور ہندؤن کا ہے قوم نایط کی بی بیان اسکے استعمال کو بہت پسند کرتی ہین۔

(۱۱) بھٹے بُھٹّا۔ زبان ہندی مین مکئی کی گکڑی۔ خوشہ زرت کو کہتے ہین۔ قوم نایط نے اوس زیور کو بھٹے سے موسوم کیا ہے جسکی ساخت اگرچہ مثل بگڑون کے ہوتی ہے لیکن اوسکے اطراف موتی کی سلک بالاتصال لپیٹی جاتی ہے۔ اور موتیون کی جھالر اوسکے نیچے لٹکاتے ہین بہ ہیئت مجموعی اوسکی شکل جوار کے بھٹون سے مشابہ ہو جاتی ہے یہہ بہ نسبت بگڑون کے بہت قیمتی زیور ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متمول افراد قوم نے بگڑے کے زیور مین کسی قدر ترمیم کرکے اوسکا نام بدل دیا ہے۔ ہندو عورتین اسکا استعمال کم کرتی ہین۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ۔ نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس کی

ایجاد ہے۔ کان کے حصۂ بالائی مین پہنا جاتا ہے۔

(۱۲) بگڑے۔ اس کا صحیح املا یائے معروف کے ساتھہ بگڑی ہے مرہٹی زبان مین بگڑی اوس مرصع زیور کا نام ہے جو کان کے حصۂ بالائی مین پہنا جاتا ہے۔ اس کی شکل کلس کی سی ہوتی ہے جسکے اطراف موتیون کی جھالر اور اسکے سر پر ایک بڑا موتی لگا یا جاتا ہے۔ ہنود مین عموماً اس کا رواج ہے۔ ہم نے ہنود ہی سے اسکا استعمال سیکھا ہے۔ یہہ نہایت قیمتی زیور ہے۔

(۱۳) پنکھے۔ یہہ ایک مرصع اور نہایت قیمتی زیور ہے جو انگریزی عاجی پنکھے کی شکل مین بیضاوی شکل پر بنایا جاتا ہے جسمین یک رنگی نگینے جڑے جاتے ہین اور اطراف عمدہ قسم کے موتی کی جھالر۔ کنارہ کوش کے وسطی حصہ مین پہنا جاتا ہے جسکی جھلک بہت بھلی معلوم ہوتی ہے بدینوجہ کہ یہہ زیور پہلائو مین کان کے کل زیورات پر فایق ہوتا ہے اوسکا دکھاوہی بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ہندؤن سے اسکو کچھہ تعلق نہین ہے۔ مدراس پر یسیڈنسی کے بعض برہمنیون نے بھی اسکے استعمال کو اختیار کیا ہے۔ حیدرآباد مین اسکا رواج کم ہے۔ اسکے جگہہ مین

چاند بالیون کا استعمال ہے۔

(۱۴) پہول بالیان - بالیان جمع ہے بالی کی - بالی زبان ہندی مین اوس چہوٹے سے طلائی یا نقرئی حلقہ کو کہتے ہین جو کان مین پہنا جاتا ہے۔ قوم نایط نے اس زیور مین مرصع پہولون کے آویزے بڑہا کر اوس کا نام پہول بالیان رکہا ہے۔ کنارۂ گوش کے درمیانی حصہ مین دو دو چار چار پہول بالیان پہنے جاتے ہین - اس زیور کے موجد افراد قوم ہین - یہہ زیادہ قیمتی زیور نہین ہے غربا ء قوم اسکا استعمال اکثر کرتے ہین کم خرچ بالانشین کا مصداق ہے۔

(۱۵) چہلملی - یہہ زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی چلمن - دہیمی چمک ہلکی چاندنی - کان کے ایک زیور کا نام ہے جسکو دہلی اور لکھنو کی بی بیان اکثر استعمال کرتی ہین - چمک دار زیورات مین اسکا شمار نہین ہے - قوم نایط کی بی بیان اسکو صرف اپنے گہرون مین پہنا کرتی ہین تاکہ کان خالی نہ رہین - باریک باریک مرصع پہول چکریون سے مشابہ بنائے جاتے ہین جن مین قیمتی اور چمک دار نگینے نہین جڑے جاتے بدینوجہ کہ اکثر اسکی تیاری مین خام الماس سے کام لیا جاتا ہے۔

اسکی چمک دہیمی ہوتی ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۱۶) جُھمکہ۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو موتیون کی متعدد لڑیون پر شامل ہوتا ہے یا طلائی لٹکنون سے بنایا جاتا ہے۔ بناگوش مین اسکا استعمال اور بہت خوبصورت زیور ہے۔ یہہ مسلمانونکا خاص زیور ہے جسکو فارسیون نے زیور ہندی نام کہا ہے یہہ زیور ایران مین مستعمل ہے اور آویزے کے نام سے مشہور۔ مُلّا عبداللہ ہاتفی فرماتے ہین۔ ؎

چہ گوش خدیو از لآلی ہپند ۔ شد از روی اخلاص آویزہ بند

(۱۷) چاند بالیان۔ بالیان کیا چیز ہین نمبر ۱۴ پر معلوم ہوچکا ہے۔ چاند بالیان ایک مرصّع زیور کا نام ہے جو ہلال کی شکل پر بنایا جاتا ہے جسکے نیچے موتیون کی جھالر نہایت خوشنما نظر آتی ہے۔ اسکو قوم کی بی بیان خصوصًا حیدرآباد مین بہت رغبت کے ساتھہ استعمال کرتی ہین۔ پنکھون کے عوض یہہ زیور پہنا جاتا ہے۔

(۱۸) چکریان۔ بدینوجہ کہ یہہ زیور ایک مدوّر حلقہ مین بنایا جاتا ہے اوسکا نام چکری رکھا گیا۔ چکریان اوسکی جمع ہے۔ یہہ بہی کان کا

زیور ہے جسکو بنا گوش مین پہنتے ہین اسکی ساخت طلا یا نقرہ سے اور
اور اوس مین موقع موقع سے قیمتی نگینی جڑے ہوتے ہین اور اطراف
مین موتیون کا حلقہ ہوتا ہے تقاریب مین پہنا جاتا ہے اسلامی زیور ہے
ہنود کو اس سے کچہہ تعلق نہین۔ بعض اقوام ہنود کی عورتین اسکو
پہنتی ہین۔

(۱۹) چولا پہول۔ یہہ زبان تلنگی کے الفاظ ہین۔ چو کی معنی کان
کے ہین اور چولا پہول سے وہ پہول مراد ہے جو کان مین پہنا جاتا ہے
یہہ ہندؤن کا ایک خاص زیور ہے جو چکریون سے کسیقدر مشابہ
ہوتا ہے فرق اسقدر کہ چولا پہول کنگورہ دار ہوتا ہے اور چکریان
بغیر کنگورون کے قوم نایط کی بی بیان بہی اسکو پہنتی ہین یہہ زیور
کان کے اوسی حصہ مین مستعمل ہے جہان چکریون کا زیور۔

(۲۰) کرن پہول۔ یہہ سنسکرت کے الفاظ ہین۔ کرن کے معنی
کان کے ہین۔ یعنے وہ مرصع پہول جسکو کان مین پہنتے ہین۔ اگرچہ چولا
پہول۔ اور کرن پہول کے لفظی معنے ایک ہین۔ لیکن کرن پہول کی شکل
چولا پہول سے سوا ہوتی ہے۔ ہندی بول چال مین بہی یہہ نام بولا جاتا ہے

یہہ ہے تو ہندؤن کا زیور مگر نہایت خوبصورت اور خوشنما۔ اس زیور کے نیچے کنگورہ دار جھمکے بہی لگائے جاتے ہین۔ پہر یہہ کرن پہول جھمکے کہلاتا ہے۔ اسکے ساتہہ ایک موتیون کی لڑی اور اوسکے آخر پر ایک طلائی کانٹہ لگا ہوتا ہے جسکو پس گوش بالون مین لگا دیتے ہین اسی لڑی کو قومی بی بیان لرزک کہتی ہین حضرت آتش فرماتے ہین ؎

کانون مین ترے دیکہہ کے سونیکے کرن پہول

اے سرو روان بہول گئے مرغ چمن پہول

بعض اہل قوم نے اسی کا نام گُل گوشے رکہا ہے۔ اور وضع مین بہی کسیقدر تبدیل کی ہے لیکن اس ترمیم کو خوشنمائی مین اوسکی اصلی شکل پر کبہی ترجیح نہین ہوسکتی۔

(۲۱) **لونگ کے پہول**۔ یہہ بہت ہلکا طلائی زیور ہے جسکی شکل لونگ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکو قوم نوایط کی بی بیان اپنے مکان مین صرف اس غرض سے استعمال کرتے ہین کہ کان کے روزن محفوظ رہین۔ ہر ایک روزن مین ایک ایک لونگ کا پہول پڑا رہتا ہے اور بہ ہیئت مجموعی کان زیور سے بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ناک کا زیور

(۲۲) **بُلاق** - ترکی زبان مین ایک خاص زیور کا نام ہے جو دیوار بینی مین پہنا جاتا ہے - ایک طلائی حلقہ مین موتی کا آویزہ لگا ہوا ہوتا ہے - ترکون مین اس زیور کا رواج ہے - آرکاٹ اور ملیبار کے ہنودنے بہی اپنی بی بیون اور لڑکیون کے لئے اسکو پسند کیا ہے قوم نایط مین بلاق کا رواج صرف نا کتخدا لڑکیون کے لئے باقی رہ گیا ہے شادی کے بعد بہت کم خاندان اس زیور کے استعمال کو پسند کرتے ہین - عجمی بی بیون مین بہی اسکا رواج ہے -

(۲۳) **بیسر** - یہہ زبان ہندی مین ایک حلقہ طلا یا نقرہ کا نام ہے جو بلاق کے عوض پہنا جاتا ہے - جس طرح بلاق مین موتی کا لٹکن ہوتا ہے - اوس طرح بیسر مین نہین ہوتا - گویا اس زیور کو سر نہین ہے ہندنیان اِسکو پہنا کرتی ہین - قوم نوایط کے بعض خاندان اپنی کم سن لڑکیون کو صرف اس غرض سے پہناتی ہین کہ بلاق کا روزن اوسکی وجہ سے محفوظ رہے -

(۲۴) **دال** - زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی دلے ہوے چنے -

اور دوغیرہ اہلِ قوم نوایط اوس زیور کو دال کہتے ہین۔ جو معمولی وقتون مین رات دن نتھنے مین پڑا رہتا ہے۔ یہہ زیور نہایت مختصر درحقیقت دال کے برابر ہوتا ہے جس مین ایک قیمتی نگینہ جڑا رہتا ہے پشت پر ایک مختصر سا پیچ ہوتا ہے جسکو پردہ بینی کے سوراخ مین جما دیتے ہین اسی زیور کو اہلِ قوم ناک کی پُھلّی کہتے ہین۔ اس کا رواج ملیباری برہمن عورتون مین زیادہ ہے۔ ہماری قوم نے غالبًا انہین سے اس کا رواج سیکہا ہے۔ اسی زیور کو اہل ہند کیل سے موسوم کرتے ہین اور یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

آبلے پہوٹین اُتارو کان سے موتی کہین ؎
دل مین چہبتی ہے نکالو کیل اپنی ناک سے

(۲۵) نتھہ۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اُس حلقہ طلا یا نقرہ کو نتھہ کہتے ہین جو بطریق زیور استعمال کیا جاتا ہے۔ جس مین دو موتی اور دو نون کے درمیان ایک زمردی یا یاقوتی منکہ کا ہونا لازمی ہے۔ نتھہ ایک خاص قسم کا زیور ہے جو دولہا کے جانب سے دولہن کو عطا ہوتا ہے۔ اور سہاگ کی نشانیون مین اس کا شمار ہے۔

سیدہے نتھنے مین پہنا جاتا ہے۔ عورتین اس زیور کی بڑی تعظیم کرتی
ہین۔ بیوہ عورتون کے لئے اسکا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔ قوم نوایط
کی سہاگنین اولاد کے ہو جانے کے بعد اسکو نتھنے مین کم استعمال کرتی
ہین بلکہ تیمناً اوسکو سیدہے کان پر لگا لیتی ہین۔ یہہ زیور عرب و عجم
دونون مین مروج اور مسلمانون کا خاص زیور سمجھا جاتا ہے۔ اہل عجم
اسکو حلقہ بینی سے موسوم کرتے ہین۔ اور محاورہ عرب مین اس کا نام
زمام ہے۔ اشرف ایرانی نے کیا خوب کہا ہے۔

باز اعرابی بتے از جلوہ ام مدہوش کرد ٭ حلقہ در بینی نگارے حلقہ ام در گوش کرد

ہندؤن مین بہی اسکا رواج ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندؤن نے اسکا
سبق مسلمانون سے سیکھا ہے۔

گلے کے زیور

(۲۶) **تلسی**۔ ہندی زبان مین ایک پودہ کا نام ہے جسے ہندو
لوگ پوجتے ہین اور متبرک جانتے ہین۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ تلسی ایک
عورت کا نام تہا جس پر کرشن جی عاشق تہے جسکو اُنہون نے تبدیل
ہیئت کرکے ایک پودے کی شکل مین بنا دیا اور اوسکی پرستش کا حکم دیا

ہندؤن نے اسی پودے کی بیج کے مشابہ طلائی دانے بنوا کر اون کو ایک تاگے مین پرو یا اور بشکل زیور استعمال کرنے لگے یہہ زیور نہایت متبرک مانا جاتا ہے اردو کے اہل زبان اسکو تلسی دانہ کہتے ہین قوم نوایط کی بی بیون مین اس زیور کا رواج عموماً جاری ہے پانچ سے گیارہ تک اسکی لڑیان بناتی ہین ایک لڑی سے دوسری لڑی کسی قدر لمبی ہوتی ہے جس سے زیور بہیئت مجموعی عریض نظر آتا ہے۔

(۲۷) **جگنی** ۔ جگنے کی تانیث بمعنی کرم شب تاب۔ ہندی مین اوس زیور کو جگنی کہتے ہین۔ جو گلے مین پہنا جاتا ہے۔ بادامی شکل مین ٹیکہ سے مشابہ بنایا جاتا ہے جس مین چمکیلے نگینے جڑے جاتے ہین۔ ہر ایک نگینہ مثل جگنو کے چمکتا ہے۔ اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان سادہ طریقہ پر بہی گلے مین باندہتی ہین اور لچہ مین بہی لگاتی ہین۔ ہندؤن مین بہی اوسکا رواج ہے۔

(۲۸) **چمپا کلی** ۔ ہندی زبان مین اوس مرصع زیور کا نام ہے جسکے دانے چمپا کے کلیون سے مشابہ ہوتے ہین یہہ زیور مسلمانان ہند کا زیور ہے جس کو قوم نوایط کی بی بیان عموماً استعمال کرتی ہین

بعض کلیان صرف طلائی ہوتی ہین اور بعض مرصع - ہر ایک کلی کے سرے پر ایک موتی لگا یا جاتا ہے - اور تمام کلیان ایک ہار کی شکل مین پروئے جاتے ہین - رند فرماتے ہین - ؎

تم جاتے جاتے کس لئے پھر آئے خیر ہے ؛

چمپا کلی کہ موتیون کا ہار رہ گیا ؛

(۲۹) چنتاک - زبان تلنگی مین ایک خاص زیور کا نام ہے جو مثل لچہ کے گلے مین پہنا جاتا ہے - چھوٹی چھوٹی خوبصورت مرصع تعویذون کو ڈوریون مین پروکر بنا یا جاتا ہے - تلنگانہ کی عورتین عموماً اسکو پہنتی ہین قوم نایط کی بی بیون نے اس کے استعمال کو اونہین سے سیکھا ہے -

(۳۰) چندن ہار - اسکا صحیح املا چندر ہار ہے - سنسکرت مین چندر کے معنے چاند کے ہین - زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو سونے کی ٹکیاؤن سے بنا یا جاتا ہے - ہر ایک ٹکیا مدور ہوتی ہے جسکو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے - ہندوٴن مین عموماً اسکا استعمال ہے - یہہ درحقیقت اونہین کا زیور ہے قوم نایط

کی بی بیان اسکے استعمال کے عادی ہین اور بہت پسند کرتی ہین۔ اسکے متعدد ہار ہوتے ہین طولاً ایک ہار دوسرے سے بڑہا ہوا ہوتا ہے بہ ہیئت مجموعی یہہ زیور نہایت خوبصورت زیور ہے۔ بعض افراد قوم نے اسکے ٹکیاؤن کو ہلالی شکل پر بہی بنایا ہے یہہ اونکی ایجاد ہے۔ بہر حال ہلالی شکل ہو یا مدوّر دونون پر چندر کا اطلاق ہوسکتا ہے اور دونون کا نام چندر ہار ہے۔

(۳۱) سَشْلڑا۔ زبان ہندی مین سشلڑ سات لڑی رکہنے والے زیور کا نام ہے۔ یہہ لفظ مرہٹی زبان مین بولا جاتا ہے۔ مرہٹے اوس زیور کو سشلڑا کہتے ہین جس مین موتیون کے سات لڑیان ہوتی ہین ہر ایک لڑی کو طولاً دوسری لڑی سے کسی قدر لانبی رکہتے ہین اور بالآخر دونون جانب اون کے سرون کو ایک ڈوری مین گہوا کر اوسیطرح گلے مین باندہتے ہین جیسا کہ تِلْسی یا چندر ہار۔ اسکا استعمال قوم نایط کے متمول بی بیان صرف لچھہ اور مرصع ہار کے ساتہہ کرتی ہین۔ جن افراد قوم نے زیور کی تعداد کو گہٹانے کی کوشش کی ہے اونہون نے صرف سشلڑے یا مرصع ہار کو

گلے کے لئے کافی خیال کیا ہے۔ واقعی صرف اس زیور سے گلا بھرا ہوا نظر آتا ہے البتہ فوق البھڑک خیالات اس زیور کو کافی نہین سمجھتے ہیں۔

(۳۲) گٹلہ۔ اس کا صحیح املا گاٹھلہ ہے۔ مرہٹی زبان مین گاٹھلہ اوس زیور کا نام ہے جو طلائی دانون کو سیاہ پوت کے ساتھ جالدار کیسہ کی شکل مین پروتے ہین جس کے بیچ مین ایک طلائی بڑا منکا رکھا جاتا ہے منکا زبان ہندی مین اوس مُہر کو کہتے ہین جو فقیر اپنے گلے مین ڈالتے ہین کسی اہل زبان نے کیا خوب کہا ہے۔

کہو کچھہ اے بحر حال اپنا فقیر کس نے تمھین بنایا
جبین پہ قشقہ کمر مین تسمہ بغل مین مینا گلے مین منکا

یہہ زیور غربا، قوم اکثر استعمال کرتے ہین اسلیئے کہ یہہ سستے دامون تیار ہو جاتا ہے۔ بعض متمول افراد طلائی دانون کے عوض موتیون سے گٹلہ پروتے ہین اور منکہ کے عوض ایک بڑا موتی لگاتے ہین بہر حال اس زیور کے موجد ہندو ہین۔ قوم نایط کی بی بیون نے غالبا کوکنی برہمنیون سے اسکو سیکھا ہے۔

(۳۳) گلسر۔ یا گلسری۔ اسکا صحیح املا گرسوڑی ہے۔ یہہ

زبان مرہٹی کے الفاظ ہین۔ گرٹھ سے گلا مراد ہے اور سوٹری کے معنے گہیرا ہوا۔ یہہ ایک قسم کا ہندی زیور ہے۔ جسکے موجد ہندو ہین۔ مرہٹواڑی مین اسکا زیادہ رواج ہے۔ کوکنی برہمنیان اسکو بہت پسند کرتی ہین۔ ہماری قوم نے اس کے رواج کو غالبًا انہین سے لیا ہے۔ گلسیر یا گلسری کا زیور طلائی دانون اور پوت کی شرکت سے صرف لڑیون مین پرویا جاتا ہے جس مین متعدد مقامات پر منکے شریک کئے جاتے ہین یہہ کوئی خوبصورت زیور نہین ہے۔ غربا قوم مین اکثر اسکا رواج ہے۔

(۳۴) لچھا۔ یہہ لفظ ہندی زبان کا ہے بمعنی ریشم یا سوت اور بہت سے تاگون کا بنا ہوا حلقہ۔ اور زیور خاص کا نام ہے جو گلے مین باندہا جاتا ہے۔ مختلف شکل اور مختلف قسم کی کاری گری سے اسکو بناتے ہین۔ یہہ بڑا ہی خوبصورت زیور ہے گلے سے چسپیدہ باندہا جاتا ہے ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونون مین اس کا رواج ہے قوم نوایط کی بی بیون نے اسکی شکل مین مختلف طریقہ پر تراش و خراش کیا ہے۔ نئی نئی ایجادین ہوئی ہین۔ لچھہ کے سیکڑون نمونے بن چکے ہین اور بنتے جاتے ہین۔ ہر ایک نمونے کے جدا جدا نام ہین جیسے چوکڑ دیکا

لچھا - تعویذ ونکا لچھا - سموسونکا لچھا - لہریلا لچھا - سادہ کا لچھا - آویزونکا لچھا - جہالر دار لچھا - چوگوشی لچھا وغیرہ وغیرہ - لچھہ کا رتبہ گلے کے تمام زیورات مین معزز مانا گیا ہے اسلئے کہ یہہ سہاگ کا زیور ہے -

(۳۵) مَالَا - ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پہولون کا ہار - سونے یا موتی کا ہار - حمایل - مصحفی فرماتے ہین ؎

سینے پہ تو بنانا اک موتیونکا مالا ٭ نقاش کہینچا یون تصویر اشک جانان

عرب مین اس زیور کے استعمال کا رواج ہے جس کو سبحہ کہتے ہین - اور صرف موتیون یا زمرّدی - یا فیروزئی - یا عقیقی منکون سے پرو یا جاتا ہے - جسکو مرد عورت دونون گلے مین پہنتے ہین - اور ضرورت کے وقت اوس سے تسبیح کا کام بہی لیتے ہین - فارسیون نے اس کا استعمال تسبیح کے نام سے کیا ہے - پادشاہان سلف و والیان ریاست نے بہی موتیون کا مالا اپنے گلے مین رکہا ہے - ہندؤن مین مالے کا رواج بہت قدیم زمانہ سے ہے - رُدرّاکش ایک خاص قسم کا نباتی نازک تخم ہے جس پر قدرت نے ایسی لکیرین پیدا کئے ہین جو انسانی شکل سے کسی قدر مشابہ ہوتی ہین - برہمن - جوسی - اس تخم کو نہایت

متبرک مانتے ہین اور اسی کی تسبیح بناتے ہین اسی کا مالا ہنود عورتین اپنے گلے مین پہنتی ہین اور طلائی مالے کے منکون پر بہی اوسی قسم کا نقش بنا کر بطریق زیور پہنا جاتا ہے۔ ہر ایک طلائی منکہ کے ساتہہ سبز پوت کا ایک منکہ یا زمرّدی دانہ پروتے ہین۔ زبان سنسکرت مین اس زیور کا نام جپ مال ہے جس سے تسبیح مراد ہے بدینوجہ کہ تسبیح کا رواج ہنود و مسلمان دونون مین ہے یہہ زیور دونون اقوام کا زیور سمجہا جاتا ہے۔ قوم نایط کی بی بیان مالہ کو متعدد لڑیون مین پروتی ہین ایک لڑی دوسری سے مساوی ہوتی ہے۔

(۳۶) **ہنسلی**۔ زبان ہندی مین اوس ہڈّی کا نام ہے جو گلے کے اطراف ہوتی ہے۔ مجازاً اوس زیور کا نام بہی ہنسلی رکہا گیا ہے جو گلے مین پہنا جاتا ہی جس کو سونے سے بطریق ایک طوق کے بناتے ہین فارسیون نے اسکو طوق زرین کہا ہے۔ عجم مین اسکا استعمال صرف گہوڑون کے لئے ہے۔ حافظ شیراز فرماتے ہین۔ ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالان ٭
طوق زرین ہمہ در گردنِ خرمی بینم

ہنسلی کا زیور کرخت ہوتا ہے یعنے مختلف اجزا پر شامل نہین ہوتا بلکہ ایک طلائی یا نقرئی موٹے تار کا حلقہ ہوتا ہے جس مین نقش ونگار کے سوا نازک گھنگرو بطریق جھالر لٹکائے جاتے ہین۔ اس کا استعمال اکثر کم سن بچون کے لئے ہے قوم نوایط کے بعض ناکتخدا لڑکیان بہی اسکو پہنتی ہین۔

(۳۷) ہار۔ زبان ہندی مین پہولون یا موتیون کے مالے کو ہار کہتے ہین۔ عام معنون مین ہر ایک حمایل کے لئے بولا جاتا ہے۔ زیورات مین ہار ایک مرصع اور قیمتی زیور کا نام ہے۔ جو طلائی پہولون یا تعویذن سے پرویا جاتا ہے جس مین الماس جڑے جاتے ہین۔ اور ہر ایک پہول یا تعویذ کے آخر پر ایک موتی لٹکایا جاتا ہے۔ شہنشاہ اکبر پہول کے ہار کو ہار کہنا پسند نہین کرتے تہے بلکہ اوسکو پہول مال کہتے تہے یہہ لفظ حکومت اکبر کے بعد پسندیدہ نہ ٹھہرا اور رواج نہ پایا۔ شہنشاہ اکبر کے پاس پہول کا ہار کہنا شگون بد مین داخل تہا اسلئے کہ وہ بہت تہوڑے عرصہ مین کملایا جاتا ہے اور ہار کے لئے ہر مرد کی عیب ہے۔ نہ معلوم اونکا یہہ خیال کس بنا دپر تہا۔ مگر فی زمانتا۔ زبان اردو کے متقدمین اور متاخرین دونون نے پہول کے لئے ہار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور یہی بول چال

مین مروج ہے حضرت آصف فرماتے ہین ؎
دمری قبر پہ اک پہولون سے چادر ہوتی
ہار باسی نہ وہان تم نے اُتارے پیارے

مصنف بہار عجم و منتخب النفایس نے لفظ ہار کو خواہ وہ موتیون کی سلک کے لئے کہا جاوے یا پہولون کے ہار کے لئے زبان فارسی کا لفظ قرار دیا ہے ملا منیر کے کلام سے اوسکا استعمال دکہلایا ہے ع
گسستہ ہار مروارید در بر (وله) ؎
بذکر خلق شاہنشاہ دوران ‌ز ہار گل ملایک سبحہ گردان

ہار کو زبان عرب مین عِقد کہتے ہین جس کا تلفظ عین کے کسرہ اور قاف اور دال کے سکون کے ساتہہ ہے۔

بازو کے زیور

(۳۸) **بازو بند**۔ یہہ زبان فارسی کے الفاظ ہین۔ بازو سے کہنی اور مونڈہے کا درمیانی مقام مراد ہے۔ بند کے معنے بندش بازو بند اوس زیور کا نام ہے جو کہنی اور مونڈہے کے درمیان باندہا جاتا ہے۔ یہہ زیور چہوٹی چہوٹی طلائی یا مرصع تعویذون یا پہون پر

شامل ہوتا ہے جو بالاتصال گتھوائی جاتی ہین اور بہیئت مجموعی وہ ایک مستطیل شکل کا زیور ہو جاتا ہے جسکو ڈوریون کے ذریعہ سے بازو پر باندہ دیتے ہین عجم مین اسکا استعمال صرف سید ہے بازو پر ہے۔ اور قوم نایط کی بی بیان دونون بازو پر اوسکو باندھتی ہین شفائی نے مجید شوستری کی ہجو مین کہا ہے۔ ؎

بستہ برخود بجائے بازو بند ٭ ...... مجید شوستری

اسی زیور کا رواج عرب مین بہی پایا جاتا ہے جسکو زبان عرب مین مِعضَدَ۔ اور دُملوج کہتے ہین۔ ہند کے عام لوگون نے اسی زیور کا نام بجبندر کہا ہے۔ اس زیور کو ہندؤن سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے

(۳۹) **بازو کے تعویذ**۔ یہہ ایک مربع طلائی یا مرصع تعویذ کا نام ہے جس کے بازؤن مین دو سموسے لگائے جاتے ہین جن مین ریشمی ڈوریان لٹکی ہوتی ہین۔ قوم نایط مین اسکو صرف سید ہے بازو پر باندہنے کا رواج ہے۔ بعض دیگر اقوام اسلام نے اسکا استعمال دونون بازؤن پر پسند کیا ہے۔ یہہ مسلمانون کا زیور ہے۔

(۴۰) **بازو کے کڑے**۔ کڑا اوس حلقۂ طلا یا نقرہ کا نام ہے

جو بازو یا کلائی یا پاؤن مین پہننے کی غرض سے بنایا جاتا ہے۔ بازو کے کڑے سے وہ مخصوص دو حلقے مراد ہین جو مُثبّت نقش و نگار کے ساتھہ صرف ایک بازو کے لئے بنائے جاوین۔ بازو کے کڑے مرصع بھی ہوتے ہین اور سادہ بھی اسکی ساخت اندر سے خالی ہوتی ہے جس مین لاکھہ بھری جاتی ہے۔ کفایت شعاری کے علاوہ نقش و نگار کی ضرورت سے بھی خلا ضروری سمجھا گیا۔ قوم نوایط کی بی بیون نے اس طریقہ کو دکھنیون سے سیکھا ہے۔ دکھنی اقوام مین بازو کے کڑون کا عام رواج ہے۔ اس زیور کو دکھنی اور پٹھان عورتین سپاہیانہ زیور سے موسوم کرتی ہین اور بعض دکھنی مرد بھی اسکو اپنے بازو پر چڑھاتے ہین۔ مولف خیال کرتا ہے کہ اس زیور کی کرختی اور سختی جو لفظاً اور معناً ثابت ہے غالباً اس وجہ تسمیہ کا جوہر ہے۔ اسکے استعمال مین کوئی تکلف یا نزاکت درکار نہین ہوتی۔

(۱۴) **کنگنی پٹری**۔ یہہ زیور جواب ہے بازو کے کڑون کا یعنی ایک بازو پر کڑے پہنتے ہین اور دوسرے بازو پر کنگنی پٹری یہہ زیور دو لفظون سے بنایا گیا ہے۔ ایک لفظ کنگنی۔ یہہ زبان ہندی مین

ایک چھوٹے سے اناج کا نام ہے جسکو دکن مین رالہ کہتے ہین۔ طلائی یا نقرئی دو حلقون پر باریک باریک نگینے اس طرح پر جڑتے ہین جیسا کہ کسی نے کنگنی جما دیا ہے۔ جن افراد کو مرصع زیور مقصود نہین ہے وہ صرف طلائی یا نقرئی حلقون پر نقش کے ذریعہ سے نگینون کی نقل اوتارتے ہین۔ یہہ نقش نگینون سے زیادہ بہلا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا لفظ پٹری ہے۔ زبان ہندی مین پٹری چوڑی چوڑی کا نام ہے جس سے پٹہا مراد ہے بدینوجہ کہ بازو کی طلائی یا نقرئی پٹری اوسی چوڑی چوڑی سے مشابہ ہوتی ہے اس کا نام بہی پٹری رکہا گیا۔ ایک پٹری کے دونون جانب دو کنگنیان جڑہانے کا رواج ہے۔ یہہ زیور بہی مثل کڑون کے دکہنیون کا زیور سمجہا جاتا ہے۔

(۴۲) **نورتن**۔ ہندی زبان مین رتن کے معنی قیمتی پتہر اور جواہرات کے ہین۔ نورتن سے بازو کا وہ زیور مراد ہے جسمین نون قسم کے جواہرات جڑے جاوین۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکہا ہے کہ نورتن کے نون اقسام سے (۱) یاقوت (۲) موتی (۳) پکہراج (۴) زمرد (۵) مونگا (۶) لاجورد (۷) نیلم

(۸) الماس (۹) فیروزہ ۔ مراد ہے۔ الحاصل نورتن اوس زیور کا نام ہے جس مین نون قسم کے جواہر جڑے ہوے ہون جسکو بازو پر کڑے اور کنگنی پٹری سے اوپر باندہا جاتا ہے اوسی طرح جسطرح بازو بند۔ یہہ زیور درحقیقت ہندو راجاؤن کے آرایش لباس کا ایک جزو ہے۔ جسکو بی بیون نے اپنے زیور مین شامل کرلیاہے۔

کلائی کے زیور

(۴۳) بجر بٹو۔ بجر زبان ہندی مین جواہر کو کہتے ہین۔ بجر بٹو بہی زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس جنگلی پہل کا نام جس کا مالا ہندون مین مروج ہے۔ بجر بٹو کے نام سے ایک زیور کلائی مین پہنا جاتا ہے جس مین ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منکہ طلاکاری کے ساتہہ ریشم مین گتہا ہوا ہوتا ہے۔ یہہ زیور ہندؤن کا ہے۔ لیکن قوم نایط کی بی بیون نے اس کا استعمال نظر بد کے دفع کے لئے تجویز کیا ہے۔ یہہ بہونڈی شکل کا زیور ہے اور مقصود کے لئے موضوع خیال کیا گیا ہے۔

(۴۴) پہنچی ۔ ایک طلائی یا مرصع زیور کا نام ہے جو پہنچے مین پہنا جاتا ہے۔ جسکو زبان فارسی مین دستبند اور دستینہ کہتے ہین۔

صاحبان مصطلحات ولغت نے اسکو لکھا ہے اور اوسکا استعمال
دکھلایا ہے۔ طالب آملی۔ گھوڑے کی تعریف مین فرماتے ہین۔ ؎
درشکیلش پاسبان ساق خلخال آشنا ٭
درچدارش دست ہمچون ساعدِ دستینہ دار

اوستاد فرخی

ارغوان بینی چو دست نیکوان پُر دستبند ٭
شاخِ گل بینی چو گوشِ نیکوان پُر گوشوار

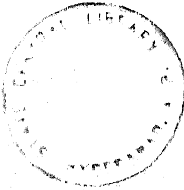
بلاد عرب مین بہی اس زیور کا رواج ہے جسکو شوالی کہتے ہین یہہ
زیور انار کے دانون کی شکل مین بنایا جاتا ہے جسکے ہر ایک دانہ مین
ایک ایک قیمتی نگینہ جڑا جاتا ہے یا سادگی کے ساتہہ صرف طلائی یا
نقرئی دانے بنائے جاتے ہین ہر ایک دانہ کے نیچے ایک باریک سا
حلقہ ہوتا ہے جس مین ریشم پروکر ایک دانہ کو دوسرے دانہ کے
ساتہہ جماتے ہین۔ یہہ نہایت خوبصورت اور مرغوب زیور ہے۔
(۴۵) **سُمَرن** ۔ سُمَرنی کے معنے زبان سنسکرت مین تسبیح کے ہین
سُمرن زبان ہندی مین یاد خدا کے معنون مین مستعمل ہے اردو بول چال

مین سُمرن اوس زیور کا نام ہے جو بلور یا کانچ یا مونگے یا موتیون کے چند دانون کو پروکر بناتے ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اس کے متعدد لڑیون کو اپنی کلائی مین پہنچی کے زیور کے ساتھہ پہنتی ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے دیگر اقوام اہل اسلام مین بہی اسکا رواج ہے۔ میر حسن فرماتے ہین۔ ؎

زمرد کے سُمرن کو ہاتون مین ڈال اور اک بین کاندہے پہ اپنے سبنہال

متمول راجپوت عورتین بہی اسکا استعمال کرتی ہین اونکا خیال ہے اور ایک حد تک اوس کے نام سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ زیور راجا یان قوم ہنود کے لئے بنایا گیا جسکو ہندیون نے بہی اختیار کیا۔

(۴۶) **کنگن**۔ زبان سنسکرت کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ کر اور گہن سے مرکب ہے۔ کر کی معنی کلائی اور گہن سے گہنا مراد ہے۔ اس زیور کو ہندوستان مین چوہے دنتیان بہی کہتے ہین اسکی ساخت دو طرح پر ہوتی ہے ایک سادہ جو صرف چاندی یا سونے سے بنایا جاتا ہے دوسری مرصع جس مین رنگ برنگ نگینے جڑے جاتے ہین۔ یہہ ایک کرخت حلقہ اور ایک جسم ہوتا ہے جسکا استعمال چوڑیون کے عقب



مین ہوتا ہے۔ عورتون کا مقولہ ہے کہ دولہن کی ناقص چوڑیونکی بہرتی کنگن سے۔ اسی کو مولف نے چوتہی یا کنگن کی رسم مین بہی بیان کیا ہے۔ قوم نایط کا خیال ہے کہ اس زیور کا استعمال ہم نے ہندؤن سے سیکہا۔ اس کے نام سے بہی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ غالبًا یہہ اونہین کا زیور ہے۔ لیکن حیرت اسپر ہوتی ہے کہ ایران مین بہی اس کا رواج ہے جسکو وہ دست برنجن کہتے ہین۔ اور مرصع کنگن کا نام فارسی زبان مین گوہرکش ہے۔ رفیع الدین لسانی فرماتے ہین

ز بہر ساعد+ شاخ ابر ساخت گوہرکش

کہ قطرہ دُرِ خوش آبست و سبزہ شبہ در آن

عربستان مین بہی یہہ زیور پہنا جاتا ہے جسکو محاورہ عرب مین سوار و قلب کہتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ قریب قریب ایک ہی قسم کا زیور ہے جس کا نام عربون نے اپنی زبان مین رکہدیا اور

+ ساعد کی معنی زبان فارسی مین بازو کے ہین لیکن فارسیون کے استعمال مین ساعد سے وہ مقام مراد ہے جو ہتیلی اور کہنی کے درمیان ہے۔ (دیکہو غیاث اللغات)

ایرانیون اور ہندیون نے اپنے اپنے محاورہ کے مطابق اسکو موسوم کیا۔
(۷۴) **گوٹ**۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ یعنی سنجاف۔ مغزی۔ حاشیہ۔ لیس۔ مجازاً اوس طلائی زیور کو قوم نوایط نے گوٹ سے موسوم کیا ہے جو کلائی کے لئے چوڑیون کے شکل مین بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک کلائی مین کم سے کم دو گوٹ چوڑیون کے دونون طرف پہنے جاتے ہین گویا یہہ زیور چوڑیون کا طلائی سنجاف اور حاشیہ ہے۔ قوم نوایط کی متمول بی بیان چوڑیون کے عوض طلائی گوٹ کا زیور پسند کرتی ہین جو متعدد حلقون پر شامل ہوتا ہے جن کے بیچ مین بعض بی بیان صرف دو چار بلورین چوڑیان رکھتی ہین۔ اس زیور کا رواج صوبہ مدراس مین بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ ہے۔ ہندؤن سے اس کو کچھ تعلق نہین ہے۔ بلکہ ہندؤن مین طلائی چوڑیون سے شگون بدلیا جاتا ہے بلور یا کانچ پر اوسکو ترجیح نہین دی جاتی۔ ایک ذی علم بی بی کا خیال ہے کہ بلوری چوڑیون کے عوض طلائی گوٹ کا ایجاد درحقیقت پر معنے ہے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ چوڑیان سُہاگ کی علامت سمجھی گئی ہین بیوہ چوڑیون کا استعمال نہین کرسکتی۔ پس بلوری یا لاکھی چوڑیون کے

استعمال مین ہمیشہ یہہ بدشگونی ہوا کرتی ہے کہ جب کبھی وہ کسی اتفاق سے ضائع ہو جاتی ہین تو نئی چوڑیان پہننا ناگزیر ہوتا ہے جس چیز کو ہم نے سہاگ کی علامت قرار دی اوسکو بار بار بدلنا سخت ناگوار گزرتا ہے۔ لہذا طلائی چوڑیان اختیار کی گئین تاکہ بقائے سہاگ تک اپنے آب و تاب کے ساتھہ قایم رہین اونکی شکل بعینہ ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ لاکھی اور بلوری چوڑی کی شکل ہے۔ چمکیان کٹوریان جسطرح چوڑیون مین چمکتی رہتی ہین اوسیطرح طلائی چوڑیون مین ہی۔ ان تمام مصنوعات کی چمک دمک بالاستقلال قایم رہتی ہی۔ قوم نوایط کی بی بیان اس زیور کو بہت عزیز رکھتی ہین اور رات دن پہنتی ہین۔ مولف نے دیکھا ہے کہ ایک شریف بی بی نے اپنے ہات کی ایک گوٹ کو جسکا جوڑ کسی قدر ضائع ہوگیا تہا ترمیم کی غرض سے اوتار کر سنار کو دینا پسند نہ کیا بلکہ اوس کے عوض ایک دوسری گوٹ بنوائی گئی جب وہ تیار ہو چکی اور پہن لی گئی تب ترمیم طلب گوٹ کو ہات سے اوتارا۔

پنجہ کے زیور

(۴۸) آرسی۔ زبان ہندی مین منہہ دیکھنے کے شیشہ و آئینہ کو

آرسی کہتے ہین۔ آرسی ایک قسم کی انگوٹھی کا نام ہے جس پر بجاے نگینہ کے ایک چھوٹا سا گول آئینہ جڑا ہوتا ہے تاکہ ہر وقت بناو سنگار کی درستی اوس سے ہوسکے اس کا نام زبان فارسی مین انگشتر آئینہ دار ہے میرزا دارا ب جویا فرماتے ہین ؎

می نماید عارضش از حلقۂ زلفِ سیاہ
یا نشانید ست بر انگشتری آئینہ را

صائب

این قوم خود آرا کہ کنون بر سر دست اند
وقت است نگینِ خود از آئینہ بسازند

اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان انگوٹھے مین پہنا کرتی ہین یہہ مسلمانون کا زیور ہے جسکو ہندؤن نے بہی اختیار کیا ہے۔

(۹۳) انگوٹھی۔ اوس مرصع یا طلائی یا نقروی زیور کا نام ہے جو ہات کے اونگلیون مین پہنا جاتا ہے۔ جسکو فارسی زبان مین انگشتری کہتے ہین۔ انگوٹھی کی شکل مثل ایک حلقہ کے ہوتی ہے جس پر ایک یا کئی نگینے جڑے جاتے ہین قوم نایط کی بی بیون مین

انگوٹھی صرف چھنگلیا مین پہنی جاتی ہے۔ بعض افراد اوس کے بازو والی اونگلی مین بھی پہنتے ہین۔ لیکن بیچ کی اونگلی بالکل خالی رکھی جاتی ہے اور یہہ کہا جاتا ہے کہ اوسکے لئے یہہ تفوق اور زیور کافی ہے کہ وہ اورون سے بڑی ہے۔ کلمہ کی اونگلی مین بھی انگوٹھی پہنتی ہین۔

(۵۰) چھلا۔ ہندی زبان کا لفظ ہے بن نگینہ کی انگوٹھی کو چھلا کہتے ہین۔ چھلون کا استعمال انگوٹھے اور بیچ کی اونگلی کے سوا باقی تینون اونگلیون مین ہوتا ہے۔ قوم نوایط کی بی بیان ہر ایک انگوٹھی کے دونون بازو دو چھلے پہنا کرتی ہین۔ بعض چھلے انگلیون کے جوڑون مین بھی پہنے جاتے ہین جنکا نام پھیری رکھا گیا ہے۔ پھیری اردو کے محاورہ مین اس زیور کے لئے نہین بولا جاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہہ قوم کی بگڑی ہوئی زبان کا محاورہ ہے۔

کمر کا زیور

(۵۱) زر کمر۔ زر کمر فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے کمر بند مراد ہے۔ جو کمر بند طلائی یا نقروی تار سے تیار ہوتا ہے جسکو عورتین اپنے لباس کے اوپر کمر مین باندھتی ہین اوسکا نام زر کمر ہے۔ ہندو عورتین

اسکو اپنی ساڑی پر استعمال کرتی ہین جسکا نام کردہنی ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پٹکا۔ ہندوئمین کردہنی طلائی تارون سے بنائی جاتی بلکہ طلائی تعویذون کا سلسلہ مُثبت نقش ونگار کے ساتھہ قایم کرکے ساڑہی پر باندہا جاتا ہے۔ ہر ایک تعویذ پر ایک نگینہ بہی جڑا جاتا ہے۔ عجم مین زرِ کمر کا استعمال مرد اور عورت دونون کے لباس پر ہوا کرتا ہے۔ جس سے لباس ہوا سے ہٹنے نہین پاتا کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

بربود دلم عشوہ گرے آفتِ جانے
زرین کمرے سیمبرے موئے میانے

پاؤن کے زیور

(۵۲) بیڑی۔ ہندی زبان مین بیڑی زنجیر پا کو کہتے ہین جس کا فارسی ترجمہ جولان ہے۔ لیکن پاؤن کے زیورات مین طلائی یا نقروی بیڑی اوس زنجیر کا نام ہے جو بوضع خاص بنا کر ہر ایک پاؤنمین جدا جدا پہنی جاتی ہے۔ کم سن بچون کے پاؤنمین عموماً بعض بی بیون نے اپنے زیور مین خصوصاً اسکا استعمال پسند کیا ہے کوئی

خوبصورت زیور نہین ہے۔ اس کا استعمال صرف منّت کے طریقہ پر
کیا جاتا ہے۔ بدینوجہ کہ اشقیا نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت
کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کو حلقہ حفاظت اور حراست کا پابند
کیا تھا اوسکی یادگار مین بعض محبان اہل بیت نے اپنے بی بیون اور
بچون کے لئے یہہ زیور تجویز کیا۔ اس زیور سے ہندؤن کو کوئی
تعلق نہین ہے۔

(۵۳) **پازیب**۔ زبان فارسی کا لفظ ہے یعنی وہ زیور
جس سے پاؤن کو زیب و زینت ہے۔ اسی کو فارسیون کے
محاورہ مین پائے برنجن کہتے ہین۔ اور عربی مین خلخال۔ اسیر
ہندی نے خوب کہا ہے۔ ؎

اسقدر رویا مین آنکھین ملکے اوسکے پاؤن پر
یار کی خلخال پا گرداب دریا ہوگئی

زبان فارسی مین خواجہ نظامی فرماتے ہین۔ ؎

ہمہ عنبرین خال و خلخال پوش ٭ سر زلف پیچیدہ بالائے گوش

پازیب نہایت خوبصورت زیور ہے جس کو متعدد سادہ کڑیون سے

بناکر اوس کے نیچے گہونگرو لٹکاتے ہین۔ اس زیور کو پہن کر چلنے سے گہونگرو کی دہیمی آواز آتی ہے۔ بعض مرصع پازیب مین نگینے بہی جڑے جاتے ہین۔

(۵۴) **پایل**۔ زبان ہندی مین ایک طلائی زیور کا نام ہے جسکو پاؤن مین پہنتے ہین۔ پازیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ فرق اسقدر ہے کہ یہہ کڑیون سے نہین بنایا جاتا بلکہ اوس کی ساخت تعویذی ہوتی ہے اوس کے اطراف گہونگرو کی جہالر ویسی ہی ہوتی ہے جیسے پازیب مین۔ ہندوستان مین عموماً اس کا رواج ہے فارسیون نے بہی اس کو پسند کیا ہے۔ اور اس کا نام پااورنجن رکہا ہے۔

(۵۵) **توڑا**۔ زبان ہندی مین اوس طلائی یا نقروی زنجیر کا نام ہے جو پاؤن مین پہنی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض اہل زبان نے اسکو زنجیر لکہا ہے مگر مولف کی رائے مین وہ زنجیر نہین ہے بلکہ طلائی یا نقروی تار کو پیچ دیا ہوا ایک خاص شکل کا زیور ہے۔ توڑا دو قسم پر بنایا جاتا ہے۔ ایک زُلفی جسمین طلائی یا نقروی تارون کو بشکل زلف پیچ دیکر بناتے ہین۔ دوسرے لہسنی۔ یہہ طلائی یا نقرئی

لہسن کی ایک سلک ہوتی ہے۔ قوم نوایط مین زلفی توڑون کا زیادہ رواج ہے۔ حیدرآبادیون کو لہسنی توڑے پسند ہین۔ مرہٹی قوم کی عورتین لہسنی توڑونکو زیادہ پہنتی ہین۔ اون کا خیال ہے کہ یہہ اون کا قومی زیور ہے۔ ہندوستان کی بی بیان زلفی توڑے کو نزاکت کے ساتھہ مطول بناکر اپنے گلے مین پہنا کرتے ہین جسکو گلے کا توڑا کہتے ہین۔ بعض لوگ اسی توڑے کو اپنی گھڑی کے ساتھہ لگاتے ہین۔ جو گھڑی کا توڑا کہلاتا ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

گلے کا مین تمہارے آج اس مین سر اگر جاوے
نکالے بن نہ چھوڑون آپکی سر کی قسم توڑا

(۵۶) رَم جھول۔ اس کا صحیح تلفظ رن جوڑوے ہے۔ یہہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے۔ رن کے معنی ہندی بول چال مین آبلہ کے ہین جیسے ماتا کا رن۔ بدینوجہ کہ اس زیور مین طلائی موتی کو باہم جوڑکر یا ٹہسے کے ذریعہ سے اوسپر موتیون کی شکل بنائی جاتی ہے۔ اسکا نام مرہٹون نے رن جوڑوے رکھا۔ یہہ زیور پاؤن مین پہنا جاتا ہے اور اوسکے نیچے گھونگرو کی قطار لٹکائی جاتی ہے۔ قوم نایط نے

اس کا استعمال غالبًا کوکن کے مرہٹون سے سیکہا ہے۔

(۵۷) گجرے۔ ایک طلائی یا نقرئی زیور کا نام ہے جو مثل توڑون کے پاؤن مین پہنا جاتا ہے۔ گجرا زبان ہندی کا لفظ ہے اوس ہار کو گجرا کہتے ہین جو پاس پاس گٹہا ہوا ہو۔ بدینوجہ کہ اسکی ساخت طلائی یا نقروی تار سے پاس پاس گٹہی ہوئی ہوتی ہے جیسے گوپ۔ مجازًا اسکو گجرا کہا گیا اہل ہند اس زیور کا استعمال گلے سے مخصوص کرتے ہین۔ جس کو وہ نزاکت کے ساتہہ ایک زنجیر کی شکل مین بناتے ہون لیکن قوم نوایط کی بی بیون نے اوس کو پاؤن کا زیور قرار دیا ہے۔ ہندون مین اسکا استعمال نہین ہے۔

(۵۸) لُول۔ بروزن پہول۔ لولو کا مخفف ہے۔ مگر زبان اردو مین نہین بولا جاتا۔ یہہ ایک خاص زیور ہے جو طلائی باریک منکون سے بنایا جاتا ہے اور قوم نوایط کی بی بیان اوسکو اپنے پاون مین پہنتی ہین۔ یہہ زیور بہت ہلکا اور کم وزن ہوتا ہے۔ سونے کا ورق مثل کاغذ کے گہڑ کر اوس سے لول بناتے ہین جس کے اندر لاکہہ بہر دی جاتی ہے۔ کم مقدرت بی بیان اپنے پاؤن مین نقروی زیو

کے مقابلہ مین صرف اس زیور کا استعمال پسند کرتی ہین۔

(۵۹) منکلے۔ منکہ کی جمع۔ اوس زیور کا نام ہے جو پاؤن مین پہنا جاتا ہے جسکو ہندی مین ہٹر کہتے ہین۔ ہٹر ایک قسم کے کیسلے پہل کا نام ہے طلائی منکلے بڑے بڑے بشکل ہٹر بناتے ہین اور اون کو ایک ڈوری مین پروکر اوس کا حلقہ پاؤن مین پہنا جاتا ہے۔ قوم کی بی بیون کا مقولہ ہے کہ نقروی پازیب سے طلائی منکلے بہلے۔ اس کا یہہ مطلب ہے کہ ایک نقروی پازیب کی جوڑی جس قیمت مین تیار ہوتی ہے طلائی منکون کی لڑی اوسی قیمت مین بن سکتی ہے پہر کیا وجہ کہ پیر مین سونا نہ پہن کر چاندی پہنین۔ منکلے بالکل کاغذی ہوتے ہین اندر سے لاکہہ بہری ہوئی ہوتی ہے جو کاریگری کم خرچ بالانشینی کے لئے لول مین کیجاتی ہے۔ وہی کاریگری منکون کے تیاری مین ہوتی ہے۔ اس زیور کو ہندؤن سے کچہہ تعلق نہین ہے

پاؤن کے آنگلیون کا زیور

(۶۰) گہول۔ اسکو غلط العام کہنا چاہیئے پاؤن کے انگلیون مین جو چہلّے پہنے جاتے ہین اوسکو عام و خاص گہول کہتے ہین۔ یہہ لفظ اردو

بول چال مین مستعمل نہین ہے مدراس اور حیدرآباد مین بولا جاتا ہی بعض ممیز اور ذی علم عورتین اس کو گول کہتی ہین - یہہ نام بلحاظ اس زیور کی گولائی کے کسی قدر بامعنی ہے - گھول کا لفظ تو کسیطرح معنے دار نہین ہے

چوتھا باب قوم نایط کے القاب اور مشاہیر قوم کے متعلق

پہلی فصل القاب قوم کے متعلق

قوم نوایط مین ہر ایک خاندان کے لئے جدا جدا لقب مشہور ہین لقب زبان عربی کا لفظ ہے - لقب سے وہ نام مراد ہے جس سے موسوم کی مدح یا ذم پائی جاوے - یا وہ لفظ مدح یا ذم پر دلالت کرے یا وہ نام جو کسی خاص صفت یا خاص عزت کے باعث پڑ گیا ہو - ناسخ فرماتے ہین - ؎

یہہ اوس کے ہے ساعدون کا عالم کہ جس نے دیکھے ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضا سے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اوستاد فرخی نے زبان فارسی مین کہا ہے ؎

مارا سخن فروش نہادی لقب چہ سود
خواجہ ز ما بزر نخریدی ہمی سخن

لقب کے جو معنے اہل لغت نے لکھے ہین اور اس لفظ کا استعمال جس طرح استادون نے کیا ہے اوسکے لحاظ سے قوم نوایط کے بعض القاب پر البتہ لقب کی تعریف صادق آسکتی ہے۔ لیکن اون کے بہت سے ایسے القاب مشہور رہین جنکو مولف کی رائے ہین القاب سے موسوم نہ کرنا چاہئیے۔ عموماً اہل تاریخ نے ایسے کل الفاظ کو القاب قوم ہی کے نام سے لکھے ہین جیسے صمصام الدولہ شہنواز خان اپنی کتاب ماثرالامرا ہین فرماتے ہین کہ برائے شناسائی ہر فرقہ را باندک ملابست باچیزے نسبت بآن چیز ملقب ساختہ اند و غریب لقب ہا درین گروہ شائع است۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اہل تصانیف اور خود قوم کے افراد کو اون الفاظ کی وجہ تسمیہ اور تعریفات کی اطلاع بہت کم ملی ہے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اون الفاظ کا نام القاب قوم رکھا گیا ہے بعض اہل تصنیف نے القاب کے چند الفاظ ہی لکھے ہین اور اونکے وجہ تسمیہ پر بھی طبع آزمائی کرنا چاہا ہے۔ جیسے اکرم خان شاہجہان بادشاہی

نے اپنے مختصر رسالہ مین القاب کی تعریف مین بہت کچھہ زور مارا ہی
لیکن اون کے طرز بیان سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اون کو اون
الفاظ کی حقیقت پر بہت کم آگاہی ہوئی یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اون
الفاظ کو القاب سے موسوم کرنے مین غلطی کی ہے بلکہ اصل الفاظ
کی تعریفات مین بہی کامل توجہ نہین فرمائی گئی۔ کسی لفظ کو لقب سے
موسوم کردینا اور اوسکی تعریف مین کسی لغوی یا اصطلاحی معنے یا وجہ تسمیہ
کی حقیقت کے ساتھہ مطابق کرکے نہ دکہلانا اور اپنی محض رائے سے
کسی لفظ کو شرافت کی علامت قرار دینا یا کسی لفظ کے متعلق یہ کہدینا
کہ اسکو اپنے نام کے ساتھہ استعمال کرنے والون کا درجہ شرافت مین
گہٹا ہوا ہے ایک مصنف کی شان سے بعید ہے۔ مولف کو جسقدر مدد
اس کتاب کی تالیف مین اور مصنفین سے ملی ہے جنکی فہرست دیباچہ
مین لکھہ چکا ہون اون سب مین اکرم خان شاہجہان آبادی ہی کا ایک
رسالہ ہے جس نے القاب قوم کی تحقیق کی نسبت مجھکو زیادہ توجہ
دلائی۔ مین نے اسکو مناسب نہ جانا کہ ایک مصنف کی رائے مجرد سے
کام لون اور ایسی بہاری ذمہ داری کے کام مین جیسا کہ یہہ کام ہے

اپنی تحقیق سے بحث نکرون۔ اگرچہ مین اوپر لکھہ چکا ہون کہ اکثر الفاظ کو بلحاظ اون کے معنون کے القاب قوم سے موسوم کرنا میری رائے مین درست نہین ہے۔ لیکن بدینوجہ کہ یہہ لفظی غلطی کئی صدیونسے چلی آئی ہے اور اسوقت الفاظ کی تفریق کے ساتہہ اون کے لئے کسی نئے نام کا تجویز کرنا اور ایک مشہور و معروف نام سے قطع نظر کرنا اس موقع پر ٹہیک نہین ہے مین نے اپنے آیندہ بیان مین ناگزیران الفاظ کو القاب قوم ہی سے تعبیر کیا ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ قوم نایط نے ہر ایک خاندان کے لئے القاب کی ضرورت کو پابندی کفو کے اغراض سے تسلیم کیا تہا اور مندرجہ ذیل چہہ اصول پر القاب وضع ہوئے ہین

(۱) عام معنون مین جنکو ہر فرد قوم اپنے نام کے ساتہہ استعمال کرسکتا ہے جیسے قریشی یا مہاجر کا لقب۔

(۲) پیشہ کے لحاظ سے جنکو وہی خاندان اپنے نامونکے ساتہہ لکھہ سکتے ہین جنکے مورثین اعلے کو اوس پیشہ کے ساتہہ تعلق تہا یا انہون نے ہی اوسی پیشہ کو اپنی وجہ معیشت کر رکہا ہے۔ جیسے پالکریا پی پے کا لقب

(۳) مقام سکونت کے لحاظ سے۔ جس سے فوراً یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے

کہ اس خاندان کے مورثین اعلےٰ نے مدینہ طیبہ سے ہجرت کرنیکے بعد فلان مقام پر سکونت اختیار کی تہی۔ جیسے۔ مکی۔ جہرمی۔ لوکہری کا لقب

(۴) اعزازات حاصلہ کے علامت کے طور پر۔ یعنے جن خاندانون کے مورث اعلےٰ نے کوئی خاص اعزاز پایا ہے اوس کا اشارہ جیسے چیدہ یا برادر کا لقب

(۵) بطریق علامت خاص یعنے جن خاندانون کے مورث اعلےٰ کسی خاص نام یا خاص صفت سے مشہور رہے ہون اونکی آل اولادنے اوسی صفت یا نام کو اپنے نام کے ساتہہ محض اس غرض سے قایم رکہا کہ موجودہ نسل اور آیندہ نسلون مین اوس نام یا صفت کی وجہ سے مورث اعلےٰ کا پتہ ملجاوے۔ جیسے دلوائی اور سعید کا لقب۔

(۶) جن خاندانون نے کفو کی پابندی نہین کی اون کی شناخت کے لئے جیسے۔ ڈوگلے اور ماکے اور پاپا کا لقب۔

اس مین کچہہ شک نہین ہے کہ بعض القاب کے الفاظ رکیک ہین اور اپنے معنا مقصود پر حاوی نہین نظر آتے جن کی صراحت آیندہ کی جاویگی۔ لیکن اس مین واضعان القاب کا کچہہ قصور نہین ہے اسلئے

کہ جن قومون کے ساتھہ اون کو بسر کرنا پڑا ہوا ور جن زبانون مین وہ اپنے کاروبار کے لئے مجبور رہے ہون اور جن مقامات پر اونکی سکونت رہی ہو اونہین کے لحاظ اور مناسبت اور ضرورت پر اُنہون نے لقب تجویز کرلیا ہوگا۔ صاحب ماثرالامرا کا خیال بالکل درست ہے کہ اونکا مقصد القاب سے صرف اسی قدر رہا ہے کہ کسی ایک علامت کے ذریعہ سے اپنی قوم کی شناسائی اور ہر فرقہ کا پتہ معلوم ہو جائے۔ اکثر لقب ایسے ہین جن کے ساتھہ ایک واقعہ کا تعلق ہے یعنے قصہ طلب واقعات پر اونکی بنیاد قایم ہوئی ہے بعض لقب ایسے ہی ہین جو بغیر کسی پیچ پاچ کے بالکل صاف معنون مین وضع کئے گئے ہین۔ اسی ایک قوم پر کیا منحصر ہے مسلمانون کے بہت سے ایسے اقوام پائے جاتے ہین جنکا ہر ایک خاندان ایک مخصوص لقب سے مشہور ہے۔ ہندؤن مین الک کی حقیقت ایسی ہی ہے جیسے کہ اہل نوایط کے القاب۔ عربون کے بہت سے قبیلے خاص نامون سے پکارے جاتے ہین اور اونکی وجہ تسمیہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ سے تعلق رکھتی ہے الغرض خاندان ہائے قوم نوایط کے القاب تعجب خیز نہین ہین اسلئے کہ

ہندوستان کے مختلف مقامات مختلف زبانین اور مختلف اقوام کے لحاظ سے القاب کے بعض الفاظ کا رکیک یا محاورہ اردو کے برخلاف ہونا اوسی اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے۔ القاب کا انحصار قریب قریب ناممکن کے ہے اسوجہ سے کہ اول الذکر تین اصول من وجہٍ اصول عامہ مین داخل ہین۔ مولف نے صرف چند القاب معروفہ کی تعریف اور اونکی وجہ تسمیہ کو ذیل مین بیان کی ہے جسکو اصول متذکرہ بالا کی تمثیل خیال کرنا چاہئے۔

ردیف الف

آگ لاوے ۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنہون نے آہنی کارخانے قایم کر رکھے تھے۔ بدینوجہ کہ شبانہ روز انکے کارخانون مین آگ روشن رہتی تھی اونکو عام لوگ آگ لاوے کہنے لگے۔ افراد قوم کے ایک کہن سال بزرگ نے بیان کیا کہ آپ نے اپنے بزرگون سے اس لقب کا تلفظ آگ لاوے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ آگ الاؤ سے یہہ لقب تجویز کیا گیا۔ الاؤ فارسی زبان کا لفظ ہے بمعنی تودۂ آتش۔ اس قوم کے بعض افراد نے نواح کوکن مین کاشتکاری کیلئے

دیہات حاصل کئے تھے جب اپنی مقبوضہ اراضی مین مکان بنا کر
رہنے لگے تو بھیڑیون نے انکو بہت ستایا ان کے بچے بھیڑیون کے
نذر ہونے لگے اوسوقت مکان دارون نے حفاظت کے لئے
ہر ایک مکان کے پاس ایک الاؤ تیار کیا جس مین ہمیشہ آگ
جلا کرتی تھی اور اوسی سے آہنی آلات کشاورزی کی تیاری اور
ترمیم کا کام ہوا کرتا تھا۔ ہندؤنکی حکومت تک انکا نام اگنی
ہوتری رہا۔ اگنی ہوتر ہندؤن مین ایک خاص قسم کی پوجا
کا نام ہے۔ جو میان بی بی دونون آتش سلگا کر کرتے ہین۔ اگنی
ہوتر۔ اگنی دوہوتر کا مخفف ہے۔ زبان سنسکرت مین اگنی سے
آگ اور دوہوتر سے زن وشوہر مراد ہین۔ اس پوجا کے لئے
یہہ شرط ہے کہ پوجا کی آگ ہمیشہ روشن رکھی جاوے۔ میان
بی بی سے جب کوئی مرجاتا ہے تو اوس کی لاش اسی آگ سے
جلائی جاتی ہے۔ الغرض الاؤ کی آگ کی وجہہ جو ہر ایک مکانکے
پاس دہکتی رہتی تھی سارا قریہ اگنی ہوتریون سے معروف ہوا
ہندؤنکا خیال اون کے نسبت یہی تھا کہ یہہ چھپے ہوے اگنی ہوتری ہین

جب مسلمانون کی قوت بڑہنے لگی تو اگنی ہوتری کی شہرت گہٹنے لگی پہر
اگ الاوُ کے نام سے شہرت ہوئی آخر یہ آگ الاوے مشہور ہوے اور پہر
کثرت استعمال سے آگ لاوے کہے گئے اہل تصانیف نے اس لقب کا
کوئی تذکرہ نہین کیا ہے اس لقب کے افراد اتبک موجود ہین اور مولف سے
اونکی ملاقات ہے بعض افراد قوم نے اسی لقب کو آتش خانیکے الفاظسے بدلدیا۔

ردیف ب

باجتری۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ بعض رسایل مین یون بیان
ہوئی ہے کہ ان افراد قوم کا نسبی سلسلہ شاہان بیجاپور کے ناقوس
نوازون تک پہونچتا ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ شاہان سلف کے پاس
یہہ دستور رہتا کہ اپنے خاصہ کے ہاتی کا مہاوت اور اپنے ناقوس
نواز یعنے بیوگلچی کو قوم سادات اور شرفا سے مقرر کرتے تہے بدیں وجہ
کہ مہاوت کی پشت ہمیشہ عماری نشین کے طرف ہوتی ہے اور
وہ بادشاہ کی جان کا محافظ سمجہا جاتا ہے اور حکم رسان ناقوس نواز
عادتاً بادشاہ کے بازو حاضر رہا کرتا تہا جس کے ذریعہ سے فوج
کو حکم سنایا جاتا تہا لہذا اونکوان دونون خدمات پر معمولی درجہ کے لوگ

مقرر کرنا پسند نہ تہا۔ پادشاہی سواری کا مہاوت زمانہ حال تک سادات ہی سے مقرر ہونے کا دستور ہے شاہی بیوگلر یا ناقوس نواز کی ضرورت موجودہ زمانہ مین باقی ہنین رہی۔ تاہم فوجی سردار اپنے ایک بہروسہ کے شخص کو بیوگلری کی خدمت عطا کرتے ہین بعض مورخین نے لکہا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے ساتہہ ہمیشہ اوسکا ناقوس نواز لگا رہتا تہا جب فتح نصیب ہوتی تہی تو شہنشاہ اپنے ناقوس نواز کو یہ حکم دیا کرتا تہا کہ ناقوس سے یا اللہ یا اللہ کی آواز نکالے جس آواز پر سارا لشکر جان جاتا تہا کہ اکبر کی فتح ہوئی اور لڑائی اوسی کے ہاتہہ رہی۔ متعدد لڑائیون مین خاص کر ایسے وقت پر جبکہ دونو لشکر باہم مل چکتے تہے اور تلوار سے کام لیا جاتا تہا۔ اپنے اور پرائے کی خبر نہوتی تہی اور معلوم نہ ہوتا تہا کہ پادشاہ کس حالت مین ہین ناقوس ہی کے ذریعہ سے احکام شاہی اور نتایج جنگ کی اطلاع دیجاتی تہی اور مخصوص الفاظ کا استعمال جنکا قرار داد جنگ سے پہلے ہولیتا تہا موقع موقع سے بذریعہ ناقوس کیا جاتا تہا پس اسبات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ ناقوس نواز شاہی کا کیا درجہ تہا

اور وہ اصول کس حد تک صحیح تھے۔ جو شخصی انتخاب کے متعلق مدنظر تھے۔ اس لقب کے ایک فرد قوم سے مولف نے بمبئی مین ملاقات کی ہے۔

برادر۔ اس لقب کے افراد قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ اکرم خان شاہجہان آبادی نے اپنی مختصر سی تصنیف مین اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ راجایان وقت بعض اپنے مصاحبین اور ملازمین کو جو قوم نایط سے تھے برادر کے نام سے بلایا کرتے تھے۔ اور اس برتاؤ کی وجہ سے دربار مین اون کی بڑی عزت ہوا کرتی تھی اون کی آل اولاد نے اپنے نامون کے ساتھ اوسی لفظ کو بطریق لقب قایم کرلیا۔ مولف کہتا ہے کہ اس مین لفظی تغیر ضرور ہوا ہے۔ مولف کو حیدرآباد مین بعض ایسے امراء سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے جو قوم نوایط ہی سے ہین اور اونکا خاندانی لقب مامون ہے جب مین نے اوسکی حقیقت دریافت کی تو اونہون نے اسناد سلطنت پیشوا مین اپنے مورثین اعلے کا نام مامون کے لقب کے ساتھ دکھلا دیا اور کہا کہ بزرگان خاندان فرمایا کرتے تھے

کہ سرکار پیشوا سے یہہ اونکا خطاب تہا۔ اس خطاب کی منزلت یہہ تہی
کہ وہ راجہ کے دربار مین بلحاظ مراتب و اعتبار راجہ کے ماموں کے
مساوی سمجھے جاتے تہے اور ماموں ہی کے نام سے راجہ اون کو
بلایا کرتا تہا اوس زمانہ مین بعض کا خطاب بہاؤ تہا جسکی معنی برادر
کے ہین کوئی امیر مولگے سے مخاطب تہا جسکا ترجمہ بیٹا ہے یہہ سب
مرہٹی زبان کے الفاظ ہین۔ یہہ خطاب ویسے ہی تہے جیسے کہ زمانہ
حال مین بعض والیان ریاست کو برٹش انڈیا نے فرزند ارجمند کا
خطاب عنایت فرمایا ہے۔ الحاصل مولف کا خیال یہہ ہے کہ ان
افراد قوم کے مورث اعلے غالبًا بہاؤ کے خطاب سے سرفراز ہوئے ہون
جسکو اون کی اولاد نے فارسی زبان کے لفظ سے بدل دیا۔
ترکون کی حکومت مین برادر یا فرزند کا خطاب کسی ملازم کو دیا جانا
تاریخ سے نہین پایا جاتا۔ مولف نے اپنے والد ماجد سے بارہا سنا ہے
کہ افراد قوم سے ایک صاحب علاءالدین نام تہے جن کا عرف
اپنی تمام برادری مین بہاؤ صاحب تہا۔ علی ہذا خود مولف نے
ایک بزرگ قوم کو دیکہا ہے جن کو تمام اہل برادری چچا صاحب

بلایا کرتے تھے۔ میری کم عمری کا زمانہ تھا بار بار خیال اوسطرف رجوع ہوتا تھا کہ یہہ چھوٹے اور بڑے سب کے چچا کیون کر ہوسکتے ہین خود اون بزرگوار سے مولف نے اسکے متعلق کوئی گفتگو نہین کی

بدری ۔ یہہ مشہور لقب ہے۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے بہی اس کا تذکرہ فرمایا ہے اس کا صحیح املا بیدری ہے ۔یعنی محمد آباد بیدر کے رہنے والے جن افراد قوم کے مورث شاہان سلف کے زمانہ مین بیدر مین نام آور اور بیدری کہلاتے تھے اونکے نسلون نے اپنے نامون کے ساتہہ اوسی لفظ کا استعمال کیا حقیقت سے ناواقف افراد نے صحت لفظ کا خیال نہ رکھا۔ بدری کہنے لگے مولف نے اس قوم کے اکثر افراد سے ملاقات کی اور لقب کی وجہ تسمیہ کو دریافت کیا لیکن اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی جب اونکے بزرگون کے حالات دریافت ہوے تو معلوم ہوا کہ وہ عالمگیر کے زمانہ مین محمد آباد بیدر مین مراتب عالیہ سے سرفراز رہے ہین۔ جیسے امام المدرسین مولانا مولوی محمد حسین الشہید البیدری قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

بہانڈے بہونڈے۔ اس لقب کا صحیح املا پانڈا پونڈا ہے صاحب تذکرۂ اعظم نے لکہا ہے کہ پانڈا پونڈا ایک خاص مقام کا نام ہے جن افراد قوم نے اوس مقام پر نام آوری کے ساتہہ اپنا زمانہ بسر کیا اونکی آل اولاد نے اپنے نامون کے ساتہہ اونہین الفاظ کو بطور لقب قایم کرلیا۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدرآباد اور مدراس مین موجود ہین۔

ردیف پ

پالکر۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے لکہا ہے کہ پالکر لقب کرنے والے افراد زراعت پیشہ تہے۔ آبپاشی کا کام اون کے تفویض تہا۔ مولف کو اس وجہہ تسمیہ سے اتفاق ہے۔ نشان حیدری (تاریخ ٹیپو سلطان) مین متعدد مقامات پر پالکرون کا تذکرہ ہے کرناٹک مین زمیندار ونکا نام پالکر تہا متعدد اہل تصانیف نے لکہا ہے کہ اس قوم کے اکثر افراد زمیندار اور زراعت پیشہ تہے پالکر لقب کرنے والی قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہین ہوا لیکن بعض افراد قوم نے کہا کہ رائے ویلور۔ بنگلور اور ریاست میسور مین یہہ لوگ

موجود ہین اور بعض اون مین سے کافی کی کاشت کرتے ہین اور بڑے مالدار ہین۔

پَتّو۔ اس لفظ کا صحیح املا پَتّر ہے۔ بکسر اول وتشدید تا وفتح وسکون آخر۔ یہہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی بزرگ بیغفور و دیوتا و مُرّبی یہہ اون بزرگون کا لقب ہے جو کوکن مین زہد و تقوے سے مشہور تھے۔ سلوک وطریقت مین کامل سمجھے جاتے تھے۔ اُنھون نے اپنی زندگی تک قریشی لقب کیا بعض کا لقب مَکّی اور جَدّی تھا اُنکی رحلت کے بعد اہل کوکن اون کے نامون کو پَتّر کے ساتھہ منسوب کرنے لگے اون کی نسلون نے اپنے نامون کے ساتھہ ہی اسی لفظ کو بطور لقب استعمال کیا۔ محمد سعید اور محمد محی الدین پتّر کی اولا د حیدرآباد مین موجود ہے وہ اپنے مورثین اعلے کو مشایخین سے کہتے ہین کثرت استعمال اور ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے بعض افراد اپنا لقب پتّو بیان کرتے ہین اور بعض پتّور۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اس لفظ کی املا مین ہائے ہوز کو شریک کیا ہے اور پتّھو لکھا ہے مگر لفظی تحقیق اور اوسکے معنے پر مطلق غور نہین فرمایا۔

پہانٹو - اس لفظ کی تحقیق اور اوسکے معنی مین مولف کو کامیابی نہین ہوئی بعض مصنفین نے لکہا ہے کہ نایطیان چودہری لقب کو پہاٹوہی کہتے ہین - مارواڑ مین تاجران پہاٹکہ - پہانٹو سے مشہور ہین پہاٹکے کی تجارت وہ ہے جو صرف بولی پر ہوتی ہے - یعنے اجناس کی عرض بازار ہونے سے پہلے باہمی معاہدات کے ذریعہ سے اونکا نرخ فرضی مقرر کرلیا جاتا ہے اور یہی طریقہ بعض وقت سکہ کے بٹاون مین بہی مستعمل ہوتا ہے - مثلاً ربیع کی فصل تیار ہے ہنوز اوسکی کٹائی کی نوبت نہین آئی ہے زید نے عمرو سے یہہ معاہدہ کرلیا کہ یکم ماہ آیندہ کو وہ ۵ فی کہنڈی کے حساب سے پانچہزار کہنڈی جوار عمرو کے ہاتہہ فروخت کریگا اور عمرو نے اسکو قبول کرلیا تو یہہ معاملہ پہاٹکہ کہلایا - علی ہذا بکر نے خالد سے کہا کہ ماہ آیندہ کی ۲۰ تاریخ کو دس ہزار کلدار سکہ فیصد ۱۰ حالی کے بٹاون سے خالد کے ہاتہہ فروخت کریگا اور خالد نے اوسکو قبول کرلیا تو کہا جاویگا کہ ان دونون مین باہم پہاٹکہ ہوچکا ہے - کچہہ عجب نہین ہے کہ افراد تجارت پیشہ جنکی سکونت مارواڑ مین رہی ہو اس تجارت کی وجہ سے پہانٹو کے لقب سے

مشہور ہوے ہون یا اس نام سے پکارے گئے ہون۔ اسی قوم کے
ایک بزرگ امام صاحب جوہری کے نام سے مشہور تھے جن کے
بعض کاغذات مین اون کے بزرگون کے ساتھہ پہانٹو کا لقب لکھا ہوا
تھا لیکن وہ اوس کے ظاہر کرنے مین شرماتے تھے۔ مولف نے اون سے
گفتگو کی اونہون نے کہا کہ مجھکو اپنے بزرگون سے معلوم ہوا کہ پشتین سے
وہ جواہر کی تجارت کرتے تھے مدراس پریسیڈنسی اور گوہ مین طرح
کی تجارت مین اونکو بڑی کامیابی ہوئی تھی۔ بلور کی تجارت بھی
اونہون نے کی ہے نہ معلوم اون کے نام پر جوہری کے عوض پہانٹو
لقب کیونکر لکھا گیا جو ایک رکیک اور بے معنے لفظ ہے۔ مدراس
اور ملیبار مین طرب الماس خام کو کہتے ہین۔ مولف نے اون کو
صلاح دی کہ وہ بزرگون کے لقب کو اپنے نام کے ساتھہ لکھا کرین
اگرچہ ہندی زبان مین پہٹک کے معنے بلور اور کچے ہیرے کے ہین
مگر کچھہ سمجھہ مین نہین آیا کہ پہٹک یا پہاٹکے سے پہانٹو کا لقب کیونکر
قرار پایا۔ دنیا مین ہزارہا مثالین ایسی ہین جو واضع کے وضع کئے
ہوے نامون مین کثرت استعمال و عدم واقفیت وجہہ تسمیہ کی وجہ

سے بہت بڑا اختلاف ہوگیا ہے۔ پس کوئی تعجب نہین کہ پہاٹکو یا پہٹکو کو پہانٹو کہنے لگے ہون۔

پُہٹانے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جنکے پاس نخود کی تجارت جاری تہی کرناٹک کے لوگ دلے ہوے چنون کو پُہٹانے کہتے ہین۔ صاحب توزک والاجاہی نے بہی اسکو لکہا ہے۔ اکرم خان شاہجہان ابادی نے بہی اس سے اتفاق کیا ہے۔

پی لے۔ بیای اول معروف و یاے ثانی مجہول۔ اون افراد قوم کا لقب تہا جو توت کے باغات مین ریشم کی تجارت کیا کرتے تہے۔ زبان فارسی مین پیلا۔ کویہ ابریشم اور ریشم کے کیڑے کو کہتے ہین اسی تجارت کی وجہ سے غالبًا اونکا لقب پی لے ہوا ہو۔ انہین کو بعض نے جہرمی سے موسوم کیا ہے۔ جُہرم ایک شہر کا نام ہے جو سلطنت ایران مین واقع ہے۔ اسی لقب کے بعض افراد زمانہ گزشتہ مین چومکرو سے مشہور رہتے۔ چومکرو کا لقب بعض شاخ شجرون مین پایا جاتا ہے۔ یہہ زبان سنسکرت کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ سنسکرت مین اکچہوکرہ۔ ریشم باف کو کہتے ہین۔ ممکن ہے کہ جب تک یہہ لوگ جہرم مین

سکونت پذیر رہے ہون۔ فارسی بول چال مین بلحاظ اپنے پیشہ کے پی لے
سے مشہور ہون جب ہندوستان مین آئے تو ہندیون نے اون کا
نام اکچمو کرہ رکھا ہو۔جس کا مخفف چو مکرہ رہ گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
حیدرآباد مین پی لے لقب افراد موجود ہین اور مولف کو اون سے ملنے
کا اتفاق ہوا ہے۔لیکن وہ خود اپنے لقب کی وجہ تسمیہ سے ناواقف ہین۔

ردیف ت

تانتلی۔ بیائے معروف اون افراد قوم کا لقب ہے جو بندر
کوکن کے قصبہ تانتلا مین سکونت پذیر تھے بعض مصنفین نے لکھا ہے
کہ یہہ اعلےٰ درجہ کی تیر وکمان بنانے مین مشہور رہتے۔ تانت زبان
ہندی کا لفظ ہے جسکے معنے رودہ کے ہین۔ رودہ سے نخ کمان مراد ہے
پچھلے زمانہ کے سامان حرب مین بندوق کے عوض تیر وکمان کی
زیادہ قدر رہتی۔ لڑائیون مین اسی سے زیادہ کام لیا جاتا تہا۔ ممکن ہے
کہ اسی پیشہ کی وجہ سے انکا لقب تانتلی ہوا ہو لیکن موضع تانتلا کا
وجود وجہ تسمیہ لقب کو زیادہ تر اپنے جانب متوجہ کرتا ہے۔
اس لقب کے افراد حیدرآباد مین موجود ہین خود مولف تاریخ کا

قومی لقب تانتلی ہے۔ مصنف انساب النایط نے اس لقب کو قصبۂ
تانتلہ سے منسوب فرمایا ہے۔

ردیف ٹ

ٹینڈاسی۔ بیای آخرہ معروف ٹینڈاسی یا ٹینڈا ایک خاص قسم
کی ترکاری کا نام ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہی ممکن ہے کہ نایطیان
پالکر لقب سے کسی نے اسکی کاشت کو رونق دی ہوا ور اسی لقب
سے پکارے گئے ہون مولف کو اس لقب کی حقیقت اس سے
زیادہ معلوم نہو سکی اور نہ اس لقب کے کسی فرد سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

ردیف ج

جَدّی۔ بیاے معروف۔ اون افراد قوم کا لقب ہی جو جُدّہ کے رہنے
والے تھے۔ اس لقب کے افراد حیدرآباد اور مدراس مین پائے گیے ہین
مولف تاریخ کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔
جَہُرمی۔ جَہُرم کی رہنے والی قوم۔ جَہرمی سے موسوم ہوئی۔
ممالک فارس مین جہُرم ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ردیف چ

چکنے۔ بکسر اول و یائے مجہول۔ اوس مالدار گروہ کا لقب تہا جسکا سرمایہ ترقی کرچکا تہا۔ اس لقب کے اکثر افراد نے اپنے آپکو رئیس سے ملقب کیا ہے چکنے کے معنے ہندی زبان مین تیلیا۔ مرغن۔ چربی دار کے ہین۔ دکہنی لوگ مالدار کو چکنا آسامی کہتے ہین۔ اور مرہٹی مین بہی اس لفظ کا استعمال انہین معنون مین ہے بعض اہل تصنیف نے اس لقب کا ذکر کیا ہے مگر اوسکی حقیقت نہین بیان کی مولف کو اس لقب کے افراد سے ملات کا اتفاق نہین ہوا۔

چندی۔ بکسر اول و یائے معروف۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جو کشمیر مین رہتے تہے۔ شالبافی اور رفوگری کرتے تہے راجایان سلف نے اپنی قیمتی پوشاکون کے لئے ان کاریگرون کی بہت قدر کی جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن بعض بزرگان قوم کو جو زندہ تاریخ کا حکم رکہتے ہین اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہی۔ وہ فرماتے ہین کہ شالگر کے لقب سے بعض خاندان گزرے ہین اور وہ چندی لقب سے جدا تہے۔ چندی لقب سے وہ خاندان مشہور تہے جو دیسی پارچہ بناتے تہے۔ اور اون کا عروج اپنے اسی پیشہ کی وجہ سے رہا۔ انکا اصلی لقب ماگہے تہا غالباً جلاہو نکے ماگہہ سے یہہ لقب مشہور ہوا ہو مگر ہی

مین جُلائی جاناگ اوس آلہ کا نام ہی جس سے پارچہ بافی کا کام لیا جاتا ہے۔
چوَدْہَری ۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سرگروہ ہم پیشگان کے ہین۔ گاؤن کا سردار۔ میر محلہ۔ میر بازار بھی چودہری سے موسوم ہوتا ہے۔ بنگالی زمینداروں مین یہہ لفظ بطریق خطاب اعزازی مستعمل ہے۔ بعض کا مقولہ ہے کہ قوم نایط کے جن افراد نے بنگالہ مین کاشتکاری اختیار کی تہی یہہ اونکا لقب ہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ تجارت مین جو افراد سربرآوردہ ہوے وہ چودہری کہلائے بعض واقعات سے اس لقب کا پتہ اسطرح چلتا ہے کہ کوکن مین قوم نایط کے افراد نے اپنے مناقشات کے تصفیہ کے لئے ایک پنچایت مقرر کر رکہی تہی جسکے ارکان کل افراد قوم کے مقبولہ اور منحصر علیہم تہے اہل قوم اونکو چودہری کے نام سے پکارا کرتے تہے۔ مصنف انساب النایط نے لکہا ہے کہ چودہری مخفف ہے چوتہہ دہری کا نواب فیروزجنگ نایطی اس نام سے مشہور تہے اسلئے کہ لطایف الحیل کے ساتہہ چوتہہ کی رقم زمینداران سرکش سے دہروا لیتے تہے۔
چومکرو۔ اس لقب کا صحیح اِملا اکچمو کرہ ہے۔ جس کی تعریف مولف

نے پی سے کے بیان مین لکھی ہے۔ ان کی وجہ معیشت ریشم کے کار خانون سے تھی۔ مشاہیر قوم مین اس لقب کے ایک بزرگ پائے گئے ہین

چیدہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی منتخب۔ بعض بزرگان قوم نے اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ زمانہ سلف مین مہاراجہ کشمیر کو اپنے دربار کے لئے چند ایسے افراد کی تلاش ہوئی جو فن ہنوٹ مین لاثانی ہون۔ اس مین مختلف القاب کے لوگ منتخب ہوے جن مین بعض افراد جہرمی لقب نے اپنے آپ کو چیدہ سے موسوم کیا۔ اکرم خان شاہجہان آبادی نے اسکی وجہ تسمیہ قریب اسیکے لکھی ہے۔ اسی گروہ کے بعض افرادنے اپنا لقب منتخب رکہا۔ جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔ مولف نے افراد چیدہ لقب سے ملاقات کی ہے

ردیف خ

خطیب۔ قبایل عرب مین جس شخص کو قانون گوئی کی خدمت تفویض ہوتی تہی وہ خطیب کہلاتا تہا۔ قومی مساجد کے خطبہ خوان ہی خطیب سے مشہور رہتے۔ بعضون نے اپنے

آپکو اعلےٰ خطاب سے موسوم کیا ہے۔ مشاہیر قوم مین نایطیان خطیب لقب پائے گئے ہین۔

ردیف د

دلوائی۔ اس لقب کا اصلی لفظ ڈولچی تہا۔ یہہ اون افراد قوم کا لقب ہے جو حضرت شاہ محمد حسن المعروف۔ بہ ڈولچی شاہ قدس سرہ کی اولاد مین ہین۔ یہ بڑے پایہ کے بزرگ تہے حیدر آباد مین آپکا مزار ہے۔ ہر وقت آپ کے کندہے پر ایک چرمی ڈولچی لگی رہتی تہی جس سے کنوے کا پانی اپنے وضو کے لئے اپنے ہی ہات سے نکالا کرتے تہے۔ سفر و حضر مین کسی وقت آپ سے ڈولچی جدا نہین ہوتی تہی۔ صاحب کرامات تہے۔ آپ نے کسی مقام پر اپنی اسی ڈولچی سے شیر کو مارا تہا جس کے قصہ سے بزرگان خاندان واقف ہین آپ کی اولاد سے بعض نے اپنے آپ کو ڈولچی سے ملقب کر لیا بعض دلوائی کہنے لگے۔ دلو زبان عرب مین ڈول کو کہتے ہین۔ مولف نے خاندانے شجرون مین دلوائی کا لقب پایا ہے۔

ردیف ڈ

ڈوگلے۔ اس کا صحیح املا دال اور غین منقوطہ کے ساتھہ دوغلے ہے۔ یہہ لفظ دوغلہ سے بنا ہے۔ دوغلہ فارسی زبان مین اوس شخص کو کہتے ہین جسکے مان اور باپ دو مختلف قومون سے ہون۔ جن افراد قوم نے اپنی اولاد کی شادی غیر کفو مین کی اون کی اولاد ڈوگلے سے ملقب ہوئی۔ مولف کو ایک گجراتی نایطی سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ جنہون نے بے تکلف اپنا نام ضیاءالدین ڈوگلے بتلایا۔ اگر اس ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا تو مولف خیال کرتا کہ یہہ لقب افراد قوم کا اختیار کیا ہوا نہین ہے بلکہ کفو کی پابندی نہ کرنے والون کو نفرت کی راہ سے ڈوگلے کہا جاتا ہے۔ لیکن ضیاءالدین ڈوگلے کے بے تکلف بیان سے معلوم ہوا کہ قوم نے اس لقب کو ضرورتاً استعمال کیا ہے تاکہ پابندان کفو دہوکہ سے بچین۔ ضیاءالدین نے کہا کہ اون کے والد قریشی لقب تھے اور اونکی والدہ قوم نواہیر سے ہین۔ اونہون نے فرمایا کہ ہمکو کسی حالت مین اسکا اخفا منظور نہین ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ واضعین القاب نے بہت بڑی مصلحت اور دوراندیشی کے

خیال سے القاب کو وضع کیا ہے۔ اس قوم کے جو افراد ابتک کفوکے پابند
ہین وہ ڈوگلون کو نہ اپنی لڑکی دیتے ہین نہ اونکی لڑکی کے ساتھہ
عقد کرنا پسند کرتے ہین۔ جن خاندانون سے کفو کی پابندی رخصت
ہو چکی ہے وہ ڈوگلون کو اپنے مساوی خیال کرتے ہین اسلئے
کہ خود اون پر ڈوگلے کی تعریف صادق آتی ہے۔

ردیف ر

روگہے۔ اس کا صحیح لفظ رقعے ہے۔ یہہ معتبر تاجرین کا لقب
ہے جن کے پاس سے ہنڈویان جاری ہوتی تہین۔ عربی زبان مین
رقعہ کے مجازی معنی ہنڈوی کے ہین۔ جب ان افراد کا مقام
کوکن۔ صورت اور بمبئی مین قرار پایا تو کثرت استعمال سے
وہان کے باشندے رقعے کو روگہے کہنے لگے۔
رئیس۔ عربی زبان مین رئیس کے معنی ریاست رکہنے والے
کے ہین مجازاً امیر اور مالدار کے معنون مین یہہ لفظ مستعمل ہے۔
رئیس فی الاصل اون افراد قوم کا لقب تہا جو امیر عبدالرحمن نایطی
رئیس قوم کی آل اولاد مین تہے۔ فی زماننا مالدار اور متمول

افراد قوم نے بہی اس لقب کو اختیار کیا ہے جو مجازی معنون کے لحاظ سے ایک حد تک صحیح ہے۔ اس لقب کے بعض افراد حیدرآباد مین موجود ہین اور مولف کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

ردیف س

سَبّی۔ اس لقب کو صرف اکرم خان نے بیان کیا ہے۔ مولف نے زمانہ حال کے اکثر خاندانون مین اسکی تحقیق کی بزرگانِ قوم نے بالاتفاق کہا کہ سبّی کوئی خطاب نہ تہا۔ ایک بزرگ کے ارشاد نے البتہ مولف کی تسکین کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ ۔ سُنیان ذی تعصّب نے بعض طاہر لقبون کو سبّی سے موسوم کر رکہا تہا اور یہہ اونکی زیادتی تہی۔ طاہر لقب کے بعض افراد شیعی تہے اور ہین۔ لیکن کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اون کو اپنے تعصب سے ایک بُری نام سے موسوم کرین۔ اکرم خان کی اس تحریر سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ خود طاہرون نے اپنا لقب سبّی رکہا تہا مین اسکو کسی طرح تسلیم نہین کر سکتا۔ جس لفظ کے معنے قابل تعریف نہین ہین اوسکو وہ خود کیون اختیار کرنے لگے تہے۔ یہہ ہمارے ہی

تعصب کا نتیجہ ہے اسکے ذمہ دار وہی بزرگ ہین جنکی تحریر ہے۔بعض افراد قوم نے اسکا املا صاد سے لکھا ہے اور اسکو ایک خاص واقعہ سے متعلق کیا ہے جس کا تذکرہ فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر ہوا ہے۔

ردیف س

سعید۔اس لقب کے مورث اعلےٰ قاضی سعید الدین گزرے ہین جنکا پایہ علوم بہت بلند تہا۔اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اپنی تالیف مین آپکا تعلق ریاست حیدر آباد سے بیان کیا ہے۔ممکن ہی کہ ایسا ہو۔ لیکن حیدر آباد کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین چلتا۔قاضی سعید کی بعد کی نسلون نے اپنے نام کے ساتہہ لفظ سعید کا استعمال کیا ہے۔بعض اہل تصانیف نے لکہا ہی کہ انہین کا لقب منتخب ہی۔لیکن وہ اونکی محض رائے ہے۔منتخب کے لقب کو مولف نے چیدہ کے ضمن مین بیان کیا ہے یہہ اور بات ہے کہ خاندان سعید سے کسی کا انتخاب ریاست کشمیر مین ہوا ہوا اور اوسکے لحاظ سے وہ منتخب یا چیدہ سے ملقب ہوے ہون

ردیف ش

شاکر۔اس لقب کے مورث اعلےٰ شاکر علیخان گوپا موتہے جنکے

بعد کی نسلون نے شاکر کا لقب اختیار کیا۔ اکرم خان نے اپنے رسالہ مین اس لقب کا تذکرہ نہین کیا۔ مولف نے بعض افراد شاکر لقب سے ملاقات کی جنہون نے اپنے مورث اعلےٰ کا تخلص شاکر بیان کیا اور اپنے آپ کو شاکر علیخان کے سلسلہ سے بے تعلق ظاہر کیا۔ لیکن اس سے اس لقب کی حقیقت پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

شکری۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جنہون نے شکر کے کارخانے قایم کر رکہے تہے اور شکر کی تجارت کرتے تہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ یہہ قصبہ لوکہر کے رہنے والے تہے۔ اکرم خانی رسالہ مین اسبات کا اعتراف ہوا ہے کہ وجہ تسمیہ سے اون کو اطلاع نہین ہے۔ مولف کی تحقیق مین وجہ تسمیہ صرف شکر کی تجارت ہے۔ حیدرآباد مین نایطیان شکری لقب کثرت سے تہے۔ ایک خاص محلہ شکر گنج کے نام سے اتبک وہان آباد ہے جہان اکثر شرفاء قوم کی سکونت ہے۔ لیکن فی زماننا شکر کی تجارت باقی نہین رہی صرف محلہ کا نام اوسکا یادگار رہ گیا۔

شہر اوستاد۔ اس لقب کے صحیح الفاظ کو بعض بزرگون نے شاہ اوستاد کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جن خاندانون کے مورث اعلےٰ

والیان ریاست کی اوستادی کا افتخار حاصل کرچکے ہین اون کی آل اولاد نے شاہ اوستاد کا لقب اختیار کیا بعض کا خیال ہے کہ شہر اوستاد کے الفاظ ہی صحیح ہین۔ اس لقب کو امام المدرسین حضرت شاہ محمد حسین شہید بیدری قدس سرہ کے نام کے ساتھہ منسوب کرتے ہین اس بنیاد پر کہ ہزار ہا طالب العلم نے آپ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ پادشاہی دفاتر مین امام المدرسین کے خطاب سے مخاطب تھے اور عامہ خلایق مین شہر استاد سے معروف بعض نایطیان مدرس لقب نے بھی اپنے آپ کو حضرت ممدوح کے سلسلہ مین بیان کیا ہے۔ بعض نے حضرت کا خاندانی لقب بدری بیان کیا لیکن اوس کا صحیح املا یا کے ساتھہ بیدری ہے جیسا کہ مولف نے ردیف ب مین لکھا ہے۔ الحاصل یہہ لفظی اختلاف اصل حقیقت پر موثر نہین ہے۔ اصول القاب کے لحاظ سے جنکو مولف نے اس فصل کے آغاز مین بیان کیا ہے۔ ایک خاندان مین مختلف القاب کا ہونا بالکل ممکن ہے۔ اسی باب کے فصل دوم مین غلام حسین خان جودت کا احوال لکھا گیا ہے جنکا لقب شہر استاد

تہا اور اون کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ سے صدہا عابدین کو تلمذ تہا۔ آپ کے خاندان مین ہر ایک فرد اپنے آپکو شہر استاد سے ملقب کرتا ہے۔

ردیف ص

صابر۔ یہہ لقب اوس گروہ کا ہے جسکے لئے وجہ معیشت کا کوئی ذریعہ نہ تہا اور نہ اوسکی تجارت کو فروغ تہا باوجود تکالیف کے وہ لوگ قوم سے استمداد کرنے کو عار سمجھتے تہے اور محض اس لحاظ سے کہ اپنے فقر و فاقہ سے قوم آگاہ نہ ہو ایک علیحدہ مقام پر آباد ہوکے دور رہنے لگے۔ قوم نے انکو صابر سے موسوم کر رکھا تہا۔ صابر زبان عربی مین اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ صبر اوسکا مصدر ہے ایک بزرگ بی بی نے اپنے والد کا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ بلدۂ بیجاپور مین اس خاندان کے چند افراد نہایت غربت مین مبتلا تہے راوی کے والد ہمیشہ فرماتے تہے کہ خاندانی لقب نے ان بیچارون کو اپنا مصداق بنا دیا اتفاقاً قوم کو معلوم ہوا کہ اونکے گہر کسی لڑکی کا عقد ہے قوم کی بی بیان بالاتفاق مبارکباد

کے نام سے اون کے گہر پہونچنیں صاحب تقریب سخت پریشان ہوکے
دال خشکہ کی تیاری کے لئے دوڑ دہوپ کرنے لگے مگر بے دعوتی
جہمانون نے کہدیا کہ وہ کہانے سے فارغ ہوکر آئی ہین۔ جب
جلوہ کی رسم ادا ہوئی تو ان جہمانون نے سلامی کے ذریعہ سے
سلوک کیا جس سے دولہا کی حالت سنبہل گئی تقریباً دو ہزار کے
رقم سلامی ہین جمع ہوگئی اور اوس کے ذریعہ سے اوس نے
چہوٹی سی تجارت کرلی۔ افسوس صد افسوس کہ وہ افراد دنیا سے
چل بسے جن کی ہمدردی کی یہہ ادنے مثال تہی ہم کو ایسے واقعات
تاریخی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ہمارے موجودہ اخلاق مین
اس کا دسوان حصہ باقی نہین رہا ہے۔ مولف اپنے خداوند کریم
کی بارگاہ سے صرف توفیق خیر کا امیدوار ہے۔ خدا کا شکر ہے
کہ حیدرآباد مین جو افراد قوم سربرآوردہ ہین اونکی مالی حالت
اپنے قوم کے مستحقین کے لئے بہت کافی ہے بہ ہیئت مجموعی اگروہ
کوئی ایسا انتظام کرنا چاہین جس سے غرباء قوم کو مدد مل سکے
تو کچہہ مشکل نہین ہے۔ قوم بواہیر کی عملی تمثیل ہمارے ہی ملک مین

ہمارے ہی نظروں کے سامنے موجود ہے جس کا کوئی فرد قوم کی بدولت محتاج نہین ہے۔

صلواتی۔ صلواتی وہ افراد قوم تہے جو درود خوانی کے نام سے مشہور رہتے۔ یہہ گروہ اپنے قوم کی تجہیز وتکفین مین زیادہ مدد دیا کرتا تہا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اسکا تذکرہ نہایت سبک الفاظ مین فرمایا ہے اور یہہ اونکی ناانصافی ہے۔ قوم نایط کے اس عمدہ رواج کے لحاظ سے کہ وہ تجہیز وتکفین کے کامونکو اغیار کے سپرد کرنا پسند نہین کرتے اور تمام افراد قوم ہر ایک کام کو اپنے ہاتون سرانجام دیتے ہین۔ مولف کہہ سکتا ہے کہ تمام قوم صلواتی کے لقب سے ملقب ہوسکتی ہے۔ اگر بعض افراد مسایل ضروریہ کی مزید واقفیت کے لحاظ سے زیادہ مدد کرتے ہین تو اون کی ہمدردی شکر گزاری کے قابل ہے۔ ایک مصنف کو حقیقت سے بے خبر رہ کر لعن طعن کرنا زیبا نہ تہا۔ اکرم خان مرحوم آخر اسی قوم کے شخص تہے اگرچہ اونہون نے اپنی تصنیف کی ابتدا مین اسبات کو ظاہر کردیا ہے کہ اون کا ننہال شرفاء قوم سے نہ تہا

لیکن بلالحاظ شرافت و نجابت اونکی موت کے دن نایطیان صلواتی لقب نے جو حسن سلوک معاملات تجہیز و تکفین مین خود اون کے ساتھہ کیا ہے وہ قوم کی اخلاق کا اعلے منونہ ہے۔

ردیف ط

طاہر۔ طاہر زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنے پاک کے ہین طاہر کی وجہ تسمیہ مین اختلاف رہا ہے۔ محمدؐ برہان خان ہانڈے مصنف توزک والا جاہی نے لکھا ہے کہ عادت بسیار خوردن و کوتاہ قامتی وجہہ تسمیہ این لقب است۔ اسی مصنف نے اور معنون مین بہی اس لقب کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ مولف کو اون کی آخری تحقیق سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہین کہ قوم مذکور در زمان پادشاہ طاہر دکہنی (نظام شاہ پادشاہ احمدنگر) اعتبار تمام داشت به تبدل مشرب سینئہ شافعیہ خود تصدیق شرایط و ارادت اثنا عشری گزیدند و ملقب بہ طاہر شدند۔ بعد انقضائے ایام طاہری رجعت بہ مذہب چار یاری کردند۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ ہر شخص اپنے مذہب کی نسبت مختار رہے۔ یہہ وجہ تسمیہ

بہ نسبت پہلے بیان کے زیادہ متناسب معلوم ہوتی ہے۔حیدرآباد
مین نایطیان طاہر لقب موجود ہین۔مولف کو جسقدر افراد سے
ملاقات کا اتفاق ہوا ہے وہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کے پیرو پائے گئے۔

ردیف ع

عنبر خالی۔ اس گروہ کے مورث اعلے خواجہ محمد مانی بیان ہوے
ہین جن کا تعلق زمانہ سلف مین ملازمت سرکار آصفیہ سے بیان
ہوا ہے۔بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ نواب صفدر جنگ مرحوم
کا لقب بھی تھا۔حضرت (مغفرت منزل) نواب سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کا
ان پر بڑا اعتبار رہتا تھا مختلف لڑائیون مین محلات شاہی کی حفاظت
آپ نے صفدر جنگ کے تفویض فرمائی تھی والی ریاست نے کبھی
صفدر جنگ کو خواجہ معتبر کے نام سے بلایا ہے اور کبھی خواجہ عنبر
کہا ہے اسی باب کی دوسری فصل مین اون کے حالات بیان ہوے
ہین۔

ردیف غ

غریب۔ اس لقب کے مورث اعلے کون کون گذرے ہین



جو نہایت ذی علم اور فاضل تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ غریب الوطن کے الفاظ لکھا کرتے تھے۔ آپ کی آل و اولاد نے اونہین الفاظ سے سے لفظ غریب کو اپنا لقب قرار دیا۔

غیاث ۔ مولف کی تحقیق مین صرف اسقدر پتا چلا ہے کہ اس خاص خاندان کے سربرآوردہ مورث کا نام شاہ غیاث الدین تہا جن کی آل و اولاد نے اپنے نامون کے ساتھ لفظ غیاث کو بطریق نشان خاندان بطور لقب اختیار کیا۔ اکرم خان مغفور نے کہا ہے کہ نظام الدین نام ایک بزرگ گذرے ہین جو ابتداً نہایت مفلوک الحال تھے حضرت شاہ منیر الدین اولیاؒ قدس سرہ کی ہدایت سے آپنے ایک عرصہ دراز تک الغیاث کی تسبیح پڑہی اور آخر عمر مین آپ نہایت مالدار ہو گئے۔ آپ ہمیشہ اپنی اولاد اور احباب کو اس ورد کی اجازت عطا فرمایا کرتے تھے اور آپ کی زندگی مین آپکا نام الغیاث سے مشہور تہا

ردیف ق

قاری ۔ یہہ اوس خاندان کا لقب ہے جس کے افراد لزوماً

حافظ قرآن شریف ہوے ہین۔ حیدرآباد کے امرای نایطی سے ایک خاندان اس صفت خاص سے مخصوص ہے جس کے مورثین اعلائے اناث بہی قاری گذرے ہین۔

قریشی۔ یہہ لقب تعمیمی معنون مین ہے ہر ایک فرد قوم اپنے آپ کو قریشی کہہ سکتا ہے۔ اسلئے کہ ساری قوم قریشی الاصل ہے بعض افراد قوم نے تخصیص کے ساتہہ اس لفظ کو بطریق لقب استعمال فرمایا ہے۔ جس کی کوئی وجہ دریافت نہو سکی۔ مولف کہتا ہے کہ صحیح معنون مین اس قوم کا اصلی لقب یہی ہونا چاہئے اگرچہ قریب قریب تمام القاب ایسے ہین جو مورثین اعلے کی جائے سکونت یا پیشہ یا کسی واقعہ مشہور کے اشارہ سے منسوب ہونے کی وجہہ سے وجہہ صحیح مانے جا سکتے ہین۔ لیکن سلاطین سلف کے اکثر اسناد سے جن کو مولف نے بچشم خود دیکہا ہے مختلف خاندانون کے مورثین کے نام کے ساتہہ قریشی کے الفاظ لکھے گئے ہین۔ اور القاب تو آیندہ زمانون مین متبدل ہو سکتے ہین مگر قریشی کا لقب اس قوم کے لئے ہر ایک زمانہ مین قایم رہ سکتا ہے۔

ردیف ک

کتاب خوانی - کتاب خوانی فضلائے قوم سے تھے مسجدون مین ہمیشہ وعظ کیا کرتے تھے - اکرم خان نے لکھا ہے کہ اس لقب کے افراد نے دکھنیون کے ساتھہ سمدھیانہ کیا اور کتاب خوانی کا لقب جو دکھنیون کا لقب ہے اختیار کیا - واقفین تاریخ و حالات قوم کو اس سے اتفاق نہین ہے - کتاب خوانی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے اصطلاحی معنے اردو بول چال مین واقعۂ کربلا کو بیان کرنے والون کے ہین اور یہی معنے اوس تعریف سے مطابق معلوم ہوتے ہین جو ابتدا مین بیان ہوئے - ممکن ہے کہ واقعہ خوانان دکن سے اس گروہ نے سمدھیانہ کیا ہو - لیکن اس سے اون کے واعظ ہونے کی تردید نہین ہوسکتی - مولف نے اس لقب کے بعض افراد سے ملاقات کی ہے جن کے مان اور باپ دونون نایطی بیان ہوے - اکرم خانی رسالہ کی تعریف ڈونگی لقب پر صادق آتی ہے -

کلان تر - یہہ لقب ملاجی نواتیہ المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری

اور ملا احمد نائیتہ کے افراد خاندان مین پایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معاصرین قوم مین بلحاظ عروج دنیوی ملا احمد نائیتہ کا خاندان سب سے بڑا اور سربرآوردہ تہا۔ مولف نے بہی بضمن تحریر احوال مشاہیر قوم ایسا ہی پایا ہے۔ پس یہی وجہ تسمیہ ہے۔ اس لقب کی۔ اگرچہ بعض افراد اس خاندان کے غریب لقب مشہور رہین اور بعض کوکنی کہلاتے ہین۔ مگر اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے وہ القاب بہی صحیح ہین۔ حیدرآباد مین اس لقب کے افراد قوم موجود ہین۔ اسی باب کے فصل دوم مین ایک صاحب کا تذکرہ لکھا گیا ہے جن کا لقب کلان تر ہے۔

کوکنی ۔ جن افراد کے مورثین اعلےٰ کی سکونت مستقل کوکن مین رہی ہے وہ کوکنی سے موسوم ہوے۔ جیسے ملا احمد نائیتہ آپ کا لقب کوکنی تہا۔

ردیف گ

گوڈرے ۔ بیائے مجہول۔ اس لقب کے اکثر افراد بیجاپور مین موجود ہین۔ بعض اپنے آپکو گودے سے ملقب کرتے ہین۔ مولف

کی رائے مین گودے کا لفظ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہہ عموماً فن نبوٹ سے واقف تھے۔ کُشتی کے ساتہہ انکوزیادہ دلچسپی تھی۔ ہر ایک فرد خاندان نے اپنے گھر مین ایک گودا بنا رکھا تھا اور یہی اس لقب کی وجہ تسمیہ ہے۔ گودا دکھنی بول چال مین اوس نرم زمین کو کہتے ہین جو کُشتی گر ایک مدوّر حلقہ مین بنا رکھتے ہین بقول صاحب انساب النایط۔ یہہ قصبہ گودڑ علاقہ بیجاپور کے رہنے والے ہین

گوہر۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ ایک شاعر گزرے ہین جنکا تخلص گوہر تھا۔ ان کی آل واولاد نے اپنے نامون کے ساتہہ لفظ گوہر کو بطریق لقب خاندان استعمال کیا آیندہ فصل کے مشاہیر قوم مین بعض افراد گوہر لقب پائے جاتے ہین۔

ردیف ل

لوگڑی۔ اس لقب کا صحیح املا کاف عربی اور ہائے ہوز کے ساتہہ لوکھری ہے۔ لوکھر ایک قصبہ کا نام ہے جس مین اس خاندان کے مورثین اعلےٰ کی سکونت تھی اسوقت حیدرآباد مین اس لقب کے اکثر افراد موجود ہین جن سے بعض کا تذکرہ اسی باب کے

دوسری فصل مین ہوا ہے۔

لونیال۔ لون بفتح اول وفتح واؤ وسکون نون آخرہ۔ زبان سنسکرت مین نمک اور کہار کو کہتے ہین۔ اردو بول چال مین لام اول نون سے بدل گیا ہے۔ لفظ نون بمعنی نمک مستعمل ہے۔ لونیال اون افراد قوم کا لقب تہا جو نمک کی تجارت کرتے تہے۔ اکرم خان نے لکہا ہے کہ نواح دکن مین انکی تجارت زیادہ تہی۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن فی زماننا نایطیان لونیال لقب کا کوئی شخص نہین دیکہا گیا۔ بزرگان قوم اس لقب اور اوسکی وجۂ تسمیہ کو مانتے ہین۔ انساب النایط مین بہی اس کا ذکر ہے۔

ردیف م

مامون۔ یہہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ برادر کا لقب جس کی حقیقت مولف نے ردیف ب مین لکہی ہے۔ اس لقب کی تصدیق بعض اسناد راجایان پونہ سے بہی ہوتی ہے جو بعض مشاہیر قوم نایط کے نام نافذ ہوے ہین جنکو مولف نے بچشم خود دیکہا ہے مشاہیر حیدرآباد مین قوم نایط کے ایک امیر مامون لقب موجود ہین

جن کا تذکرہ اسی باب کی دوسری فصل مین ہوا ہے۔

مُدّرّس۔ ملاحظہ ہو ردیف ش مین شہر استاد کا لقب جن کے ساتھہ مُدّرّس کی حقیقت بیان ہوئی ہے۔

مَرُٹکے۔ رسالہ اکرم خانی مین مرٹکے کا لقب اوس مالدار گروہ کا بیان ہوا ہے جو دکن مین کلالی کے اجارہ دار رہتے۔ لائق مصنف فرماتے ہین کہ دکھنی زبان مین کلال کو مرکہ کہتے ہین۔ مولف کی تحقیق مین مرکہ بمعنی کلال ثابت نہین ہوا۔ البتہ زبان ہندی مین مَرُٹک تمکنت اور توڑجوڑ کے معنے مین بولا جاتا ہے۔ ایک بزرگ قوم نے اس لقب کے متعلق عجب قصہ بیان کیا وہ فرماتے ہین کہ جَہُرم کے رہنے والے ایک بزرگ قوم جن کا لقب پی تہا اپنے سید ہے کان کی لو مین مختصر سا ایک طلائی حلقہ پہنتے تہے نہ معلوم اون کا وہ طرز کس ضرورت اور کس مصلحت پر مبنی تہا ہندیون سے اگر کوئی مرد اپنے کان مین بالی کا استعمال کرتا تو اہل ہند اوسکو مَنت کی بالی خیال کرتے۔ ہند کے مسلمان بی بیان جن کے بطن سے ہمیشہ لڑکیان پیدا ہوتی ہون۔ زمانہ

حمل مین حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کی منت منائی ہین کہ اگر لڑکا تولد ہوا تو اوسکی لومین بالی پہنائی جاوے گی۔ مولف نے بعض افراد قوم کو اپنی لومین بالی پہنے ہوے دیکھا ہے جو منّت کی بالی تہی۔ الحاصل جب عجمی نووارد نایطی کی لومین بالی نظر آئی تو قوم نایط کے افراد نے اون کا نام مُرکی کے نشان سے لینا شروع کیا۔ مُرکی زبان ہندی کا لفظ ہے جو کان کے طلائی حلقہ کے لئے بولا جاتا ہے حضرت میر فرماتے ہین۔ ؎

خوش آپ ہین ترے کانونکے مرکیان کیا خوب
صدف سے ہون گے نہ ایسے دُرِ ثمین پیدا

الغرض اون کی زندگی تک اون کے نام کے ساتہہ مُرکی کا لقب مستعمل رہا کچہہ عجب نہین ہے کہ اون کی وفات کے بعد اون کی آل اولاد نے اس لفظ کو اپنے نامون کے ساتہہ بطور لقب اختیار کیا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ صاحب انساب النایط نے ان کو موضع مُرکہ سے منسوب فرمایا ہے۔

مکّی۔ جن افراد قوم کی سکونت ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین تہے

وہ نکی کہلائے۔ ورود ہند کے بعد ہی اونہون نے اپنے آپ کو نکی سے مشہور رکہا۔ نایطیان نکی لقب کو مولف نے دیکہا ہے۔ حیدرآباد مین موجود ہین۔

ملک ۔ یہہ بہت مشہور لقب ہے نہ صرف قوم نوایط کے بعض خاندان اس سے ملقب ہین بلکہ قوم افغان مین بعض خانوادون کا لقب ملک ہے۔ زبان عربی مین ملک کے معنی فرمانروا کے ہین۔ افغانون کی تاریخ سے ثابت ہے کہ جن خانوادون نے ملک کا لقب اختیار کیا ہے اون کے مورثین اعلےٰ فرمان روا تہے۔ مولف کا خیال ہے کہ عبد الرحمن نایطی امیر قوم کی اولاد نے جسطرح اپنا لقب رئیس کر لیا ہے اوسی طرح ممکن ہے کہ اون کی اولاد کے بعض خاندان ملک کے لقب سے مشہور رہوے ہون۔ مولف نے نایطیان ملک لقب سے لقب کی حقیقت دریافت کی بعض بزرگون نے فرمایا کہ کہ ہمارے مورثین اعلےٰ نے افغانان ملک لقب سے رشتۂ قرابت قایم کیا تہا اور اوس کا نشان اس لقب سے قایم ہوا۔

مولے ۔ بیائے آخرہ مجہول مرہٹی زبان کا لفظ ہے جس کا صحیح املا

مولیا ہے۔ کوکن کی مرہٹے اوس شخص کو مولیا کہتے ہین جس کا دوہیال
اور ننہال ایک ہی قوم سے ہے۔ قوم نایط کے وہ خاندان جو اپنی
کفو کے پابند تہے کوکن مین اسی نام سے پکارے گئے۔ یہہ لقب
عام معنون مین ہے جن خاندانون مین کفو کی پابندی باقی نہین
رہی ہے اون پر اس لقب کا اطلاق نہین ہو سکتا۔

موبخے۔ بیائے آخر مجہول زبان مرہٹی کا لفظ ہے۔ موبخے اون
افراد قوم کا لقب تہا جن کو اوایل زمانہ ورود ہند مین اخفائے
مذہب کے سوا چارہ نہ تہا۔ اتباع ہنود مین موبخ یعنے جنیوا کا استعمال
کرتے تہے۔ دیکہو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان ۲ جس مین خافی خان
نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب مین فرمایا ہے کہ

آن تختہ بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی
بہ تملق و الحاح پیش آمدہ قرار داد عہد و پیمان عدم اظہار دین
خود کہ در گوشۂ وکنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق
بہ رسم و آئین خود بر دارد و در ظاہر و آشکارا موافق روئے آن
ملک در لباس و دیگر اطوار بہ عمل آرد میان آوردہ فرود آمدند

وبکمال حزم واحتیاط کہ صدائے اذان وقرائت قرآن وعادات
دیگر بگوش آن قوم نرسد زیست می نمودند وہریکی بکسبے وپیشہ

بلباس آن ملک مشغول شدند الخ۔ اگرچہ یہ محکومانہ حالتہ بقول صاحب منتخب اللباب سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین باقی نہین رہے لیکن ان گہرانون کا لقب صفحہ روزگار پر بطریق یادگار ابتک باقی ہے۔ اس لقب کے بعض افراد ابتک باقی ہین جن سے مولف کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے وہ اس وجہ تسمیہ سے اختلاف فرماتے ہین۔ لیکن اس لقب کی حقیقت سے بہی بے خبر ہین بعضون نے اپنے لقب کو منجائی کہا ہے۔ رسالہ اکرم خانی مین اس لقب کا تذکرہ نہین ہے

مہاجر۔ یہہ لقب اوس خاص گروہ کا ہے جو حوالی مدینہ مطہرہ مین سکونت پذیر تہا۔ حجاج بن یوسف کے مظالم سے جب تمام افراد قوم کا اجماع مدینہ مطہرہ مین ہوا تو مہاجر سے موسوم ہوے۔ جب ساری قوم بہیئت مجموعی مدینہ مطہرہ سے ہجرت کرکے بغداد آئی تو کل افراد قوم مہاجرین کہلائے۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدرآباد

مین موجود ہین۔

مہکری۔ باشندگان قصبہ مہکر کا لقب مہکری ہے مصنف صبح وطن نے غلام حیدر خان حیدر تخلص کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ مہکر قصبہ ایست از توابع کوکن کہ جد و مادرش در آن سکونت میداشت الخ مہکر کے نام سے ایک قصبہ مدراس پریسیڈنسی کے سوادا ودگیر مین بھی واقع ہے جو نوابی اودگیر مین اکثر شرفاء قوم کا مستقر رہا۔

مایل۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ کہ شاہ طاہر دکھنی کے زمانہ مین جن افراد قوم کا رُجحان مذہب تفضیلیہ کے جانب ہوا اونکو قوم نے مایل سے ملقب کیا انہین کے اکثر افراد نے آخر پر طاہر کا لقب اختیار کیا جس کی حقیقت ردیف ط مین بیان ہوئی ہے۔ زمانہ حال مین اس لقب کے افراد حیدرآباد مین موجود ہین جو مذہب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو اور نہایت ذی علم اور متقی ہین۔ بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ مایل اپنے مورث اعلےٰ کا تخلص تہا جس کو اون کی اولاد نے اپنا لقب مقرر کر لیا۔

ردیف ن

نانگر۔ بعض نے اسکو عین کے ساتھہ نعت گر کہا ہے۔ اور اسکی حقیقت یون بیان کی ہے کہ اون کے مورثین اپنے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت مین قصاید خوانی کرتے تہے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ یہہ لفظ درحقیقت تانگر تہا۔ اور اون افراد قوم کا لقب تہا جو تیر وکمان بنایا کرتے تہے۔ دیکہو ردیف ت مین تانتلی۔ کثرت استعمال اور حقیقت سے بیخبری نے تا کو نون سے بدل دیا۔ بعض کا خیال ہے کہ بلحاظ اپنے پیشہ کے جس کو عموماً عرب کے رہنے والے چاکری پر ترجیح دیتے ہین۔ اور پیشہ وری کی عزت کرتے ہین۔ ان کا لقب نانگر رہا ہے جیسا کہ بعض خاندانی یورپین بیکر سے مشہور رہین اسلئے کہ ولایت مین اون کے پاس روٹی کا کارخانہ اور اوسکی تجارت قایم ہے۔ کچھہ عجب نہین ہے کہ اخر الذکر خیال ہی صحیح ہو۔ بلاد عرب وعجم مین شرفا پیشہ ور ایسے ہی نامون سے مشہور رہین۔

ردیف ھ

ہزاری - یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلےٰ زمانہ عالمگیری اور اکبری مین ہزار سوار کے منصب سے سرفراز تھے۔ اسی باب کے دوسری فصل مین اس لقب کے ایک فرد قوم کا تذکرہ ہوا ہے۔

القاب کا دوسرا حصہ

قوم نایط کے جن القاب کا تذکرہ اوپر ہوا ہے اون کے سوا بعض القاب کو اسی قوم کے تاجرین نے بطور خاص اختیار کیا ہے جن کا تعلق بمبئی پریسیڈنسی کے موضع بٹھکلہ سے ہے۔ مولف کو مدراس مین ان حضرات سے صرف ملاقات ہی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ مولف نے اون سے خاص کر القاب کی نسبت گفتگو بھی کی ہے جس کو اسی فصل سے تعلق ہے۔ بعض ذی علم افراد نے فرمایا کہ وہ اپنے القاب کی بدولت اپنے کفو کے پابند ہین۔ اون کو بہروسہ نہین ہے کہ حصہ ماضیہ کے القاب اختیار کرنے والے افراد۔ کفو کے پابند بہی ہین یا نہین وہ سنتے ہین کہ کفو کی پابندی اپنے گروہ کے سوا اورون مین کم ہو چلی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اورون کو اپنے مساوی نہین خیال کرتے

اور بدین وجہ کہ اون کے معلومات اس قوم کی نسبت اور نیز دیگر القاب متذکرہ صدر کی حقیقت پر حاوی نہین ہین۔ وہ صرف اونہین افراد کو اپنی قوم سے سمجھتے ہین جن کے نامون کے ساتھہ القاب ذیل لکھے جاتے ہین۔ اس گروہ کو بالاتفاق اس کا اعتراف ہے کہ اون کا نسبی سلسلہ جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے یعنی یہہ سارا گروہ شیخ قریشی ہے۔ اوہنون نے کہا کہ جن افراد نے ہمارے خاص القاب کے سوا اور القاب کو اختیار کیا ہے ہم اوسوقت تک اون کے ساتھہ سمدھیانہ نکرین گے جب تک اون کے نسبی سلسلہ کی تصدیق اور کفو کی پابندی ثابت نہ ہو۔ مولف۔ محمد عمر اکرم لقب ابن قاضی۔ حاجی محی الدین نایطی کا شکر گذار ہے جنکی محبت اور مہربانی نے تحقیق القاب ذیل مین مولف کی مدد کی۔ یہہ بزرگ صوبہ مدراس کے محلہ میتال پیٹہ مکان نمبر ۶۷ مین سکونت پذیر ہین اور جواہر کی تجارت فرماتے ہین۔

اَصْرَمنا۔ یہہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ صرم کے معنی پوست کے ہین اَصْرَم اوسکی جمع ہے۔ جن تاجرین نے چمڑون کا بیوپار اختیار کر رکہا تہا اونکو قوم نے اصرمنا کے لقب سے پکارا۔ اگرچہ فی زمانا اس لقب کے

اختیار کرنے والی افراد چانول اور ساگوانی چوبینہ کی تجارت کرتے ہین لیکن
اپنے مورث اعلےٰ کے کاروبار کے لحاظ سے اوسی ابتدائی لقب سے مشہور ہین
اونکو اس لفظ کی حقیقت سے بہی بہت کم واقفیت ہی۔ اس لقب کے اختیار کرنیوالے
متعدد افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا جنمین بعض ذی علم نہی تہے مگر ستاجر۔
اَفرِقا۔ ان کے مورثین اعلےٰ کی تجارت ملک افریقہ مین بہت مشہور رہتی
موجودہ نسلون کی رنگ و روپ سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ انکے
اجداد افریقہ مین رہے ہون۔ یہہ لوگ بہ نسبت اور لوگون کے بہت
مضبوط معلوم ہوتے ہین۔ انکے سر بڑے ہین۔ لیکن ان کے بال گہونگروالے
نہین ہوئے اسلئے کہ یہہ حبشی النسل نہین ہین۔
اَفضَل۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنکے مورث اعلے افضل الدین
نام گزرے ہین جنکی تجارت بہت مشہور رہتی۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ رنگون کے چوبینہ
اور ہاتیون کی تجارت کرتے تہے لکہپتی تہے بعض نے کہا کہ اونکا نام افضل الدین
نہ تہا بلکہ افضل تہا۔ اس لقب کے اکثر افراد دکن اور رہتکلہ مین مالدار
تاجر ہین۔ مولف نے بلدۂ مدراس مین بعض افراد سے ملاقات کی ہے۔
اکرم۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ محمد اکرم نایطی تہے۔ جن کی تجارت

نمک کو بڑا فروغ تہا۔ انکا خاندان بہت وسیع تہا۔ موجودہ زمانہ مین اس لقب کے افراد کثرت سے ہین۔ ایک بزرگ نے کہا کہ گزشتہ زمانہ مین محمد اکرم نام والے متعدد افراد گزرے ہین جنکا شمار مشاہیر قوم مین تہا۔ سب کے سب بڑے مالدار تہے۔ آج کل بہی اس لقب کے افراد متمول اور لک پتی تاجر ہین۔ اکثر موتیون کی تجارت کرتے ہین اور بعض اناج کی۔ جن بزرگ سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا اونکی جداعلے دو سو برس پہلے سورت مین قاضی اکرم کے نام سے مشہور رہتے۔
ایکری ۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ اغری کہا اغرّ زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی شریف و مشہور و سپید بعض افراد قوم نے فرمایا کہ ایکری لقب وہ لوگ ہین جن کے مورثین اعلےٰ کو پادشاہان وقت سے جاگیرات مدد معاشی عطا ہوے تہے۔ مابعد الذکر معنون مین اس کا صحیح املا ایغاری ہونا چاہیئے۔ زبان عربی مین ایغار کے معنے معافی خراج کے ساتہہ زمین عطا ہونے کے ہین۔ زمانہ حال مین افراد ایکری لقب تجارت پیشہ ہین جن کے پاس زمینداری بہی ہے اون کے مقبوضہ زمینات کی حیثیت بدل چلی ہے۔ مولف نے متعدد افراد ایکری

لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے

پاپا۔ فارسی زبان مین باب کو بابا کہتے ہین۔ انگریزی مین اسکو پاپا بولتے ہین۔ افراد پاپا لقب سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے اونہون نے اسبات کا اعتراف کیا کہ ہمارے مورثین اعلےٰ کا ننہال سادات سے تہا۔ صرف اجداد قوم نوایط سے تہے۔ زمانہ حال مین یہہ اپنے کفو کے سخت پابند ہین اور اون کو نایطیان کوکن و بہٹکلہ اپنے مساوی خیال کرتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ڈوگلے لقب کے عوض انلوگون نے دو القاب قرار دئے ہین۔ ایک پاپا۔ جن کا صرف ددیال قوم نایط سے تہا۔ دوسرا ماکے جن کو قوم نایط سے ننہالی تعلق ہے۔

دام دا۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ دان دا کہا لیکن دونون کی وجہ تسمیہ سے وہ محض ناواقف ہین۔ اس خاندان کے تاریخی واقعات سے اسقدر پتہ ملتا ہے کہ ان کے مورث اعلےٰ بندر گوہ مین سنہ ہجر مین بڑے مالدار کروڑپتی تاجر گذرے ہین ہر ایک قسم کی تجارت کو ان کے پاس فروغ تہا۔ مساکین اور غربا

کے اجداد مین انکا نام ملکون پر مشہور تہا۔ دان دتار سے پکارے
جاتے تہے۔ یہہ الفاظ زبان ہندی کے ہین جن کے معنے فیاض
دریا دل۔ لکہہ لٹ۔ لکہہ بخش کے ہین۔ ممکن ہے کہ انہین الفاظ
کا مخفف دام دا یا دان دا عوام کی زبان پر رہ گیا ہو۔ اون کے
بعد کی نسلون نے اسی لفظ کو اپنے لقب کے طور پر استعمال کیا ہو۔
دُرگا۔ یہہ لقب عجیب ہے ضمہ اول سے مشہور رہے۔ مولف نے
افراد دُرگا لقب سے ملاقات کی ہے اور وہ اوس کی حقیقت سے
واقف نہین ہین۔ سنسکرت مین دُرگا۔ کالی دیوی کو کہتے ہین۔
ہندی مین یہہ لفظ محض سیاہ کے معنے مین بہی مستعمل ہے۔ عجیب اتفاق
ہے کہ جس قدر افراد اس قوم کے مولف کی نظر سے گذرے وہ
مثل لبون یا حبشیون کے سیاہ فام تہے۔ برخلاف اہل نوایط کے
جو نہایت سرخ و سپید ہوتے ہین۔ جس طرح اسی قوم کا ایک
سیہ فام فرقہ افرقا لقب کرتا ہے۔ اوسی طرح دُرگا لقب کی وجہ تسمیہ
کو سیاہ فامی کی علامتہ خیال کرنا چاہیئے۔
سُکرّی۔ اگرچہ یہہ لقب بالضم مشہور رہے۔ لیکن فی الحقیقت

اس کا صحیح تلفظ بالفتح ہے۔ سکر زبان ہندی مین گنوار لوگ شکر کو
کہتے ہین۔ بیوپاریون مین بہی شکر کے لیئے یہی لفظ بولا جاتا ہے۔
جن افراد قوم نے شکر کی تجارت مین فروغ پایا وہ سکری سے
مشہور رہوے۔ اسی قوم کے ایک بزرگ نے مولف سے کہا کہ انکو
اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے۔ وہ تجارت شکر کی فروغ کو تسلیم
کرتے ہین لیکن اس لقب کے وجہ تسمیہ کو کچھہ اور ہی خیال فرماتے
ہین۔ اون کا خیال ہے کہ قاضی حمید اللہ محترم جن کی سکونت کوکن
مین ہتی اور جو باعتبار تجارت لک پتی سے مشہور رہتے۔ ہر جمعہ کو
جامع مسجد مین مختلف زبانون مین وعظ فرمایا کرتے تہے۔ غیر اقوام
کا مجمع کثیر صحن مسجد مین رہا کرتا تہا۔ آپ کے وعظ کی شہرت اسقدر
ہوئی کہ جمعہ کے دن حوالی کوکن سے بہی لوگ جمع ہونے لگے
کاروبار تجارت پر اس قدر اثر پڑا کہ اوس دن اکثر کاروبار
ملتوی رہا کرتے تہے۔ بدینوجہ کہ جمعہ کو ہندی زبان مین سکروار
کہا کرتے ہین۔ مخلوق نے آپ کو سکری سے ملقب کیا اسی لقب کا
سلسلہ آج تک اون کی بعد کے نسلون مین چلا آتا ہے۔ بعض نے کہا

کہ فقیہ مخدوم اسمعیل شکری اس خاندان کے جد اعلےٰ ہین اور وہ مقام شکر کے رہنے والے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
شاہ مندری۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ گوہ مین گذرے ہین جن کو پادشاہی دربار سے کڑوڑی کی خدمت تفویض تھی۔ زمانہ سلف مین کڑوڑگان بازار کی خدمت اوس شخص کو دیجاتی تھی جس سے بازار کا انتظام متعلق ہوتا تھا۔ کڑوڑگان مال سے بھی بعض عہدہ دار موسوم تھے۔ ایک کڑوڑ دام کے محاصل کی اراضی یا ایک کڑوڑ دام کی آمدنی ان افسرون کے تفویض رہتی تھی۔ تاریخ سے اس عہدہ کا وجود ثابت ہے۔ جب اس لقب کے مورث اعلےٰ کڑوڑہ بازارات مقرر ہوے تھے تو ان کو ایک پادشاہی مہر عطا کی گئی تھی جس پر۔ عاقبت محمود باد کے الفاظ کندہ تھے۔ مخلوق کے ایک حصہ نے ان کو عاقبت محمود خان سے موسوم کیا۔ ہندونکے گروہ مین شاہ مندری سے پکارے گئے۔ مُندری بضم اول زبان ہندی مین مہر شاہی کو کہتے ہین بدینوجہ کہ تصفیہ محصول درآمد وبرآمد کے بعد بطریق علامتِ تصفیہ یہہ اپنے عہدہ کی مہر تجارتی بستون اور

پارچہ پر شنجرف سے لگاتے تہے تاجرین ہنود مین انکا نام شاہ مندری سے مشہور رہوا۔ بعض افراد خاندان نے کہاکہ ان بزرگ کی آل نے اپنے آپ کو کروری سے ملقب کیا تہا۔ لیکن مولف کو کروری لقب افراد قوم سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ شاہ مندری کا لقب متعدد گہرانون مین ابتک جاری ہے جو اونہین مورث اعلےٰ کی نسل مین سمجھے جاتے ہین۔ جن کا احوال مذکور رہوا۔ ریاست حیدرآباد مین کرڑوڑگیری کے نام سے محصول تجارت کا انتظام ابتک قایم ہے۔ اورجو مہر بطریق علامت تصفیہ محصول مال پر ثبت کی جاتی ہے۔ اوس مین وہی الفاظ عاقبت محمود باد کے موجود ہین۔

شریف۔ یہہ لقب سید شریف نایطی کی اولاد نے اختیار کیا ہے جن کا مقام کنبایت مین تہا۔ مولف کو اس لقب کے کسی بزرگوار سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ بعض بزرگان قوم نے کہا کہ شاہی حکومت گووہ مین ایک شرعی عہدہ شریف کے نام سے قایم تہا۔ اوسی طرح جس طرح آجکل برٹش انڈیا کے انتظام مین بہی اسی نام کا ایک عہدہ ہے۔ کچہہ عجب نہین ہے کہ اس لقب کے مورثین سے

کسی کو وہ عہدہ عطا ہوا ہو یہہ محض خیال ہے۔

صدیقہ۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ صدیق بن عمر تھے جو ۵۰۰ ہجری میں بصرہ سے ہندوستان کے بندر دابل پر اوترے نایطیان صدیقہ لقب عموماً تاجر ہین مولف نے اکثر افراد صدیقہ لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

صوبے۔ اون افراد قوم کا لقب ہے جن کے جد اعلےٰ نے قبلۂ صوب کے لڑکی سے عقد کیا تھا۔ اس لقب کے افراد قوم اپنے لقب کو ثاء مثخذ کے ساتھہ لکھتے ہین اور یہہ اون کی غلطی ہے مولف نے ایک بزرگ سے ثوبہ کے معنے دریافت کئے اوہون نے فرمایا ایک خاص قبیلہ عرب کی لڑکی ہمارے اجداد مین بیاہی گئی ہے اور اوسوقت سے ثوبہ لقب چلا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے اونکو واقفیت نہین ہے کہ صاد کے عوض ثاء مثخذ لقب کے املاء مین کیون مستعمل ہوا مولف کا خیال ہے کہ غالباً املاء کی غلطی محض ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

غوائی۔ اس لقب کی حقیقت اون افراد قوم سے ہی کچھہ نہ معلوم

ہوسکی جنکا خود یہہ لقب تہا۔ یہہ لوگ عموماً تجارت پیشہ ہین۔ ایک بزرگ قوم نے اپنے خاندان کا شجرہ دکہلایا جس مین بعض نامون کے ساتہہ غوائی لقب لکہا تہا۔ اور بعض اسماء پر غوری۔ یہہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ناواقفین حقیقت نے غوری کو غوائی لکہا ہو۔ غور بالفتح ملک عجم کا ایک مقام ہے جہان کے رہنے والے غوری کہلاتے ہین۔

فقروئی۔ خود افراد قوم سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اسکا صحیح املا فقوی ہے جسکو عام لوگ سہولت تلفظ کے لئے فقروی کہنے لگے بعض تصانیف سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ ملک عرب مین فقوا ایک مقام کا نام تہا۔ یہہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ مکّی یا جدّی کا لقب۔

فقیہہ۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ فقیہہ مخدوم اسمعیل شکرّی بیان ہوے ہین جو حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین شہید نایطی کے جد اعلےٰ تہے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ آپ شکرّی لقب فرماتے تہے اس مین کوئی شک نہین کہ آپ لاثانی فقیہہ گذرے ہین بعض اہل تاریخ نے آپ کا احوال لکہا ہے۔

گوائی۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورثین اعلے
کی تجارت گووہ مین قایم تہی۔ مولف نے اس لقب کے اکثر افراد
سے ملاقات کی ہے۔ الی الان وہ اپنی آبائی تجارت مین کامیاب ہین
ماکے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلی کی
صرف والدہ قوم نوایط سے تہین۔ دیکھو پاپا لقب کی تعریف جسمین
مولف نے اسکا بہی تذکرہ کیا ہے۔ بعض افراد قوم نے جو ماکے
لقب اختیار کیا ہے اپنے آپ کو باعتبار نسب وحسب نایطی کہا
مولف خیال کرتا ہے کہ انکے مورث اعلے نے جو درحقیقت نایطی النسب
ہون کسی ایسے لڑکی سے عقد کیا ہو۔ جس کا قومی لقب ماکے تہا
اور پہر وہ لقب اس سلسلہ مین چلا ہو بدینوجہ کہ حقیقت القاب
پر غور کرنے کا اتفاق افراد قوم کو بہت کم ہوا ہے۔ بعد کی نسلون
نے ننہال کا لقب اختیار کیا ہو۔ مولف نے بعض نایطیان مایل
لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے جو اپنا اصلی لقب
ماکے بیان فرماتے ہین اور مایل لقب کے نسبت اونکی یہہ تحقیق
ہے کہ اونکے جد اعلے کا یہہ تخلص تہا۔

محترم۔ یہہ لقب نایطیان بھٹکلہ مین متعدد خاندانون نے اختیار کیا ہے اور اپنے مورث اعلے کا نام جن کی تجارت کو بہت فروغ تہا اور لکپتی کہلاتے تہے محمد محترم بیان کیا ہے۔
محتشم۔ اس لقب کے جداعلے محمد محتشم گزرے ہین جو کوکن مین بڑے مالدار تاجر تہے۔ اس خاندان کے بعض افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔
مُنیرا۔ منیرالدین کوکنی کی اولاد نے منیرا کا لقب اختیار کیا انکو قضارت کا عہدہ تفویض تہا۔ لیکن آخر زمانہ عمر مین انکو تجارت مین بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ یہہ متعدد موضع کے زمیندار رہی تہے

دوسری فصل مشاہیر قوم نایط کے متعلق

انتخاب کس اصول پر کیا گیا مشاہیر قوم نایط سے صرف اون افراد کے مختصر حالات مولف نے اس فصل مین بیان کئے ہین جنکا تذکرہ یا توکسی مشہور تاریخ سے مولف کو مل سکا۔ یا جنکی مختصر سوانح عمری سے خود مولف واقف تہا۔ بدینوجہ کہ یہہ کتاب ایک خاص قوم

کی تاریخ ہے۔ مناسب خیال کیا گیا کہ بعض مشاہیر قوم کے حالات بہی اس مین لکہے جاوین اعم ازینکہ وہ مولف کے معاصرین سے ہون یا متقدمین سے۔

جن مشاہیر قوم کا تذکرہ اس فصل مین ہوا ہے اونکا انتخاب مندرجہ ذیل نو اعتبارات پر مبنی ہے۔

(۱) سالکان طریقت (۲) علماء و فضلاء

(۳) والیان ریاست (۴) وزراء

(۵) امراء (۶) اطباء

(۷) شعراء (۸) تجار۔

(۹) اعزاء مشاہیر۔

بعض افراد ان مشاہیر مین ایسے بہی ہین جو بلحاظ تفصیل متذکرہ بالا متعدد اعتبارات سے موصوف ہین۔ نامون کی ترتیب ردیف کے لحاظ سے قایم ہوئی ہے۔

مشاہیر قوم جن کا احوال اس فصل مین بیان ہوا ہے۔ باعتبار خاندان تین قسم پر منقسم ہین (۱) وہ جنکی ددہیال اور ننہیال

دونون نایطی ہین (۲) وہ جن کی صرف ددیال نایطی ہے (۳) وہ جو اپنی نایطی ننہال کی وجہ سے قوم نایط سے تعلق رکھتے ہین منبر ا و ۲ کی صراحت جدا جدا نہین کی گئی۔ صرف منبر ۳ کی نسبت البتہ اشارہ کیا گیا ہے۔ بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ منبر ۳ کو نایطی نہ کہنا چاہیئے اسلیئے کہ صرف ننہالی تعلق معتبر نہین ہے۔ مولف کہتا ہے کہ قوم نے کفو کی پابندی کو خود کم کر دیا جس کا لازمی نتیجہ تہا کہ منبر ۲ و ۳ قایم ہوا۔ اگر ہم اسوقت بال کی کہال نکالین اور صرف منبر ا کو نایطی کہین تو بہت تہوڑے عرصہ مین منبر ا بہی باقی نرہیگا زمانہ حال کی رفتار کے لحاظ سے مولف کی رائے ہے کہ اگر قوم نایط نے ان تینون منبرون کو نایطی مان کر کفو کی پابندی کو کم سے کم اہنین تینون منبرون مین قایم رکہا تو اوسکو اپنے مقصد مین کامیاب سمجہنا چاہیئے ہرگاہ اسی باب کے فصل اول مین بضمن القاب دوگلے کا لقب بیان ہوا ہے۔ اور افراد ڈوگلے لقب نایطی مانے جاتے ہین تو مولف غلطی کرتا اگر افراد منبر ۳ کے مشاہیر کا احوال اس فصل مین نہ لکہتا۔

آغاز احوال مشاہیر قوم

ردیف الف

(۱) ابراہیم نایطی۔ ابن بدر الزمان خان نایطی مشاہیر قوم سے گذرے ہین۔ آپ کے خاندانی اعزاز کا تذکرہ کرنل مارک ولکس نے ہسٹری آف میسور مین کیا ہے۔ جب آپ کوکن سے آرکاٹ آنے لگے تو خطرناک راستہ مین ڈاکوؤن نے آپ کو لوٹ لیا اور اسی مقابلہ مین آپ کے والد ماجد کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ جب آپ اپنے بہنوؤن کے ساتھ کولار پہونچے تو وہان آپ کی ایک ہمشیرہ کا عقد محمد فتح نایک سرگروہ فوج شاہی سے ہوا۔ جن سے آپ کے خاندان کو بڑی مدد ملی۔

(۲) ابو بکر نایطی۔ ابن محمدؐ۔ سوداگر لقب۔ ملیبار کے مشہور تاجرین سے ہین۔ اور ہاتیون کی تجارت کرتے ہین۔ لکھ پتیون مین آپ کا شمار ہے صاحب خُلق و مُروت۔ کشادہ دل اور غربا پرور اور اپنے کفو کے سخت پابند ہین۔

(۳) ابو محمدؐ نایطی جہرمی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین

برٹش انڈیا کی حکومت سے پہلے نوابی کے زمانہ مین صوبہ کڑپہ کی دیوانی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا۔ خلق اللہ کی آسایش اور آرام کا آپ کو زیادہ خیال رہتا تہا۔ آپ کے حسن انتظام نے تادم مرگ آپکو نیک نام رکہا۔ مقام کڑپے کے پرانے اور معمر لوگون کی زبانون پر آپ کے محامد صفات اتبک ضرب المثل ہین۔ مولف کے خاندانی شجرون سے آپ کے خوبیون کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۴) ملا احمد نایتہ۔ کوکنی لقب مشاہیر قوم سے گذرے ہین آپ کلان تر لقب سے ہی مشہور رتہے۔ مصنف ماثر الامرانے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ شرفائے عرب سے ہین علم و دانش فضل و کمال سے متصف۔ علی عادل شاہ والی بیجاپور کے التفات خاص سے مدار المہام سلطنت مقرر ہوے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کو کمال اعزاز کے ساتہہ طلب کیا اور غائبانہ منصب شش ہزاری اور چہہ ہزار سوار کی افسری کا رتبہ عطا فرمایا خطاب سعد اللہ خانی کا ہی وعدہ ہوا مگر اثنائے راہ مین بمقام احمد نگر پیغام اجل نے آپ کو آگے بڑہنے نہ دیا۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد اسد نایتہ

دربار عالمگیری مین ممتاز رہے اور مراحم شہنشاہی سے سرفراز
جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۵) نواب احمد حسین خان نایطی۔ لوکہری لقب المخاطب بہ نواب اعظم جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین آپ کے والد ماجد (نواب محمد عسکری خان شیر افگن جنگ) کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ نواب اعظم جنگ بہادر کی نیک بختی اور اخلاق حسنہ سے زمانہ واقف ہے۔ آپ بڑے دین دار اور خداترس امیر تھے۔ اعزاز ذاتی کے سوا آبائی معاش جاگیری آپ پر بحال اور برقرار تھی جو آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد خلیل اللہ خان کے نام الی الآن قایم ہے۔ آخر الذکر نواب نہایت لایق اور ہونہار شخص ہین آپ کی فروتنی نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین کا مصداق ہے۔ فی زماننا سرکار نظام نے آپ کو ضلع اورنگ آباد کی سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔ نیک نام افسرون مین آپکا شمار ہے۔

(۶) احمد عبد العزیز نایطی۔ تاتلی لقب۔ و لا تخلص المخاطب

بہ خان بہادر عزیز جنگ مولف تاریخ ہذا۔ قوم کا خادم۔ گم نامی مین بسر کرتا ہے جس کا خاندانی احوال اور جس کی مختصر سوانح عمری اس کتاب کے باب اول فصل اول مین بیان ہوئی ہے۔ مولفین صحیفۂ زرین اور تزک محبوبیہ کا شکر گذار ہون جنہون نے مہربانی سے اپنے بیش بہا تالیفات مین میرا تذکرہ فرمایا ہے۔ بدینوجہ کہ اس فصل مین بعض شعرائے قوم کا کلام ہدیۂ ناظرین ہوا ہے۔ مولف نے مناسب خیال کیا کہ اپنے نتیجہ فکر کے ایک حصہ کو ناظرین کے ملاحظہ مین پیش کرے۔ معزز ناظرین کے مکارم اخلاق سے متوقع ہون کہ مجھ ہیچمدان کے نقص کلام پر خوردہ گیرین نہ فرماوین۔

قطعہ تاریخ رحلت مولوی محمد جہانگیر مرحوم سابق مہتمم انعام سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

خدایا این چہ نافرجام روز است	کہ از شام بلا افزون بہ تحذیر
زبان گردیدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ با تیر
ز تار نالہ و فریاد عالم	مسرت را بہ پا افتاد زنجیر

کفِ افسوس می مالد پئے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابی فی المثل بود	بجستم از سروشِ غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوابے	جہان بگزاشت بیچارہ جہانگیر
	۱۲۹۹ھ

تاریخ دولت سرائے نواب عماد جنگ بہادر معتمد عدالت وکوتوالی بزمانہ میر مجلسی عدالت العالیہ سرکار نظام

سپہ برج امارت میر مجلس	کہ عالی پایہ مرد ہوشمند است
سخن سنجی کہ طولِ باعِ فکرش	فرازِ بامِ معنے را کمند است
بنا فرمود نورانی بنائے	کہ چون بانی بعالم سر بلند است
ولا تاریخِ تعمیرش چہ خوش گفت	تعالی اللہ مکان دلپسند است
	۱۲۹۹ھ

قصیدہ تاریخی در تہنیت میلاد صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام ادام اللہ اقبالہم

خوشا صبحے کہ در عہد بہار از فضلِ یزدانی	شود دستان سرا بلبل بباغِ تہنیت خوانی

ہمایون روزگارے کاختر برجِ مراد ما
بگردون حصول مدعا دارد درخشانی

زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را
رسید از یُمن طالع وقت جشن مملکت رانی

تعالی اللہ چہ ہنگامی کہ در مشکوئے شاہ ما
مہ تابندہ پیدا گشت با سیمائے نورانی

رُخش چون نیر انور قد از شمشاد زیباتر
دہانش حُقّہ گوہر لبش لعل بدخشانی

بہ پیش فر و اقبالش چہ دارا و چہ اسکندر
بجنب طالعش شرمندہ شد بخت سلیمانی

ز میلادش بہر سو غلغل شادیست در عالم
بہر یک کوچہ می بینم بہار جشن قاآنی

بہ شکل مہر زر بخشی کند شاہ جوان دولت
ز ابر دست جود او شود پیہم دُر افشانی

بہ یغمائے بساط خوان نعمت ہائے الوانش
رعایا راست در درگاہ سلطان حکم مہمانی

دعا گویان دولت را رسد ہنت سر منت
ز رحم شہ رہا گشتند محبوسان زندانی

صدائے تہنیت از ہر در و دیوار می آید
وزد باد طرب در گلشن سرکار دیوانی

ولا اے شہسوار ساحت مدح شہ والا
بدہ شبدیز طبع خویشتن را رنگ جولانی

باب زر رقم کن مصرع سال ولادت را
ہمایون بادشہ را نو بر گلزار سلطانی
۱۳۰۱ ھ

قطعہ تاریخ فرمان والی حضور نظام ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت
بہ نہم ۱۹ سمت
حکم ران شد شاد از احسان خلائق زمن
۶ ۱۹ ۸ ۴

چارتا سالش نویسد پنجۂ کلکِ ولا
۹۳ ۱۲ ف

مملکت رانی ہمایون بادای شاہ دکن
۱ ۰ ۱۳ ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ مرحوم

انیک از احسانِ حسنِ عمارت گرفت
۴ ۹ الف نسمت
کلکِ سروش ولا سال بنایش نوشت
۳ ۸ ۸۱ ع

نمانہ رب العباد سجدہ گہ مسلمین
۹۳ ۱۲ ف
سعد قدسی مقام مسجد اقصی است این
۱ ۰ ۱۳ ھ

تاریخ تالیف قانون فارسی مصنفہ سید کمال الدین سنجر شیرازی

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال
درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ

فلک نیافتہ چون وے بروئے صفحۂ دہر
اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ

ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمودہ او
میان خلق عدیم المثال گردیدہ

بدین فصاحت و خوبی و اختصار تمام
وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ

ولائے ماسنہ طبع او نمود رقم
پسند خاطر اہل کمال گردیدہ
۹۶ ۱۲ ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ نواب سروقار الامرائے مرحوم

چون خلعت دستوری خود راشہ خاور	بخشید بہ بالائے مہ برج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او	زیبد بو قار الامرالئیس و زارت
	۱۳۱۰ ھ

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ مغفور

وہ محی الدین خان تیغ جنگ	صاحب اقبال عالی پائیگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر	مطلع پاگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن مین وہ بزرگی کے نشان	اور ریاست کے نہایت خیرخواہ
رہگرائے جنت الماوا ہوے	قصر فردوس برین ہے خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا	ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیر اندوہش بدلہا جا گرفت	تیرہ و تار ہست در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی	ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ
	۱۳۲۰ ھ

تاریخ حکمرانی مہاراجہ میسور ادام اللہ اقبالہم

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور	سرور افزائے ہر پیر و جوان شد
خہے رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد

گورنر جنرل ہند از برائش	بکرّ و فرِ شاہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آرای راج است	بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد
والا سال ہمایونش چہ خوش گفت	مہاراجہ بدولت حکمران شد
	۲۰ ۱۳ ھ

قصیدہ تاریخی متعلق بہ تعمیر مکان الکن محل در ریاست نابہا حسب فرمایش والی ریاست ادام اللہ اقبالہم

افق پر آ گیا مہتاب شام تار نابہا مین	ثمر آنے لگے باغیچۂ گلنار نابہا مین
بہار آئی چمن مین بلبلان باغ بول اوٹھے	ہما کا آشیان قایم ہوا گلزار نابہا مین
پکارا باغبان نابہا ہے بلبل ہم نشین تیرا	ترنم ہے نوید جانفزا منقار نابہا مین
ہمایون راجہ بھگوان سنگھ ذی مرتبے نے	بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابہا مین
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بن گیا ایوان	خدا کی شان ہے اس صنعت معمار نابہا مین
ہوئی تکمیل اوسکی راجہ ہیرا سنگھ یکتا سے	جو لعل بے بہا ہین معدن کہسار نابہا مین
یہہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجہ	شجیع نامور ہین لشکر جرار نابہا مین
قد موزون پہ انکے خلعت دولت ہوا زیبا	انہین کے نام کا سرپیچ ہے دستار نابہا مین
سخن گویان عالم مین انہین کا بول بالا ہے	انہین کا نام ہے ضرب المثل گفتار نابہا مین

انہین کی مہر سے پرنور صبح عیش دولت ہے | یہی ہین شاہ خاور گنبد دوار نا بہا مین

انہین کی چال سے اٹکہیلیونکو زیب و زینت ہے | یہی کبک دری ہین دامن کہسار نا بہا مین

شفائے قلب ہے چشم مروت انکی دنیا مین | خمار جانفزا ہین نرگس بیمار نا بہا مین

انہین کی ذات سے مضبوط ہی رشتہ محبت کا | یہی ہین رشتہ جان گردش زنار نا بہا مین

تعلق ہے انہین کے تخت سے اطراف عالم کو | یہی ہین نقطہ مشکین خط پرکار نا بہا مین

دل اغیار مین ڈر ہے انہین کی نیزہ بازی کا | یہی نوک مژہ ہین اور خلش ہین خار نا بہا مین

انہین کی پامردی سے ہوئی ثابت قدم دولت | ترقی ہے انہین کی چال سے رفتار نا بہا مین

مہکتی ہے انہین کی نکہت اخلاق عالم مین | انہین سے رنگ و بو ہے طبلۂ عطار نا بہا مین

انہین کی جعد مشکین سے ہے رونق فرق دولت کو | انہین کے خط سے خط و خال ہین رخسار نا بہا مین

انہین کی ناوک مژگان سے گہایل قلب دشمن کا | یہی زہر ہلاہل ہین پر سوفار نا بہا مین

انہین کے نور سے چمکا ستارا بخت و دولت کا | یہی ہین سعد اکبر طالع بیدار نا بہا مین

سخن سنجان نازک فہم ہین مدحت سرا انکے | یہی ہین مطلع بیت الغزل اشعار نا بہا مین

ہوی تکمیل جب انکی دیا سے اس عمارت کی | حکیمون نے کہا جان آئی جسم زار نا بہا مین

بڑہائی اس مکان نے قدر و قیمت ملک نا بہا کی | غنیمت ہے یہہ جنس بے بہا بازار نا بہا مین

اسی مین نائب قیصر کی مہمانی کا سامان تہا | اسی سے نام پایا یہہ مکان امصار نا بہا مین

بڑہائی آبرو فیض قدم سے لاڑد ایلجن نے
اوہنین کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا
ولائے نغرض کی تاریخ سمبت بر محل اسکی
رہین قایم الٰہی قصر عالی مین بہار آجے
سلامت یا خدا سرکار نا بہا اور یہہ منزل
سخن سنجون کے دامن یا خدا انعام سی پر ہون

اسی سے آبرو سے گوہر شہوار نابہا مین
بشکل ماہ تابان مطلع انوار نابہا مین

بنا الگن محل پر فضا سرکار نابہا مین
سمبت ۱۹۵۵
چمک جبتک رہے شمشیر جوہر دار نابہا مین
بلندی جب تلک ہے معنی دیوار نابہا مین
تقاطر جب تلک ہے ابر گوہر بار نابہا مین

صحیفہ زرین کی تقریظی تاریخ

نول کشور کہ مرد خجستہ طالع بود
بہار باغ وجودش پراک ثمار این
ضیائے چشم مروت امیر روشن رائے
روان طبع سخن مالک اودہ اخبار
بہ رائے صائب خود گرچہ آن تفوق داشت
پدر اگر نتواند پسر تمام کند
ببین صحیفۂ زرین حسن تماشیش
صحیفۂ بہ مثل یادگار دربار است

مجتش بدل خلق نقش بر حجر است
خوشا بہار کز و نخل علم پر ثمر است
حدیقہ چمنستان دانش و ہنر است
شہ قلمرو انشا لئیق ناموراست
ولے بعقل جوان گوہر این ازپدر است
بمقولہ عجمی حسب حال این پسر است
کہ در تسلسل احوال رشتہ گہر است
بہ نام نامی قیصر چہ مایہ مفتخر است

صحیفہ کہ مشاہیر ہند را تاریخ	صحیفۂ کہ جلا بخش معنی سیر است
زہی وضاحت مضمون با اختصار بیان	عجوبہ ایست کہ دریا مگر بکوزہ در است
سواد بخش معانی بود سواد خطش	بیاض بین سطورش تجلی نظر است
پسند خاطر اہلِ کمال چون نشود	کہ از کمال مولف زمانہ باخبر است
ہنروران جہان قدر قیمتش دانند	کہ کوہ نور باکلیل فرق تاجور است
ہمای اوج سعادت بدام او افتد	اگر توجہ شہ را بجانبش گزر است
بعید نیست کہ قیصر کند باو نظرے	کہ این خزینہ از آن بارگہ قریب تر است
طلا کند مس بے مایہ را نگاہِ کرم	شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک در است
مولفش ہمہ تن در خور خطاب بدر	کہ یک اشارہ سلطان وسیلۂ الظفر است
سزد کہ نائب قیصر شود محرک او	بعندلیب چمن احتیاج بال و پر است
ز دست من نرسد ہیچ جز بصدق دعا	کہ ارمغان سخن گوشۂ حرف مختصر است
ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ	نشان ہستی نام آوران ز آب زر است ۹۳ ۱۸ ع

قصیدۂ تاریخی بہ تقریب تاج پوشی قیصر ہند اڈورڈ ہفتم ادام اللہ اقبالہم بہ صنعت تعمیہ

سدالحمد ہر آن چیز کہ خاطر منیخواست
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر بکام

مرغ دولت کہ ہمی زد زرہ جنگ صفیر
عاقبت دانہ اقبال فگندش در دام

شکر خالق کہ ہوا جشن ہمایون آخر
تاج پوشی نے کیا جسکا مبارک انجام

شوکت و شان و تجمل سے سواری آئی
دونون جانب تہا وفادار رعایا کا سلام

تہا عجب ولولہ جوش طرب لندن مین
شام سے صبح تلک صبح سے لیکر تا شام

غربا بخشش و انعام سے مسرور ہوے
شرفا لطف و مدارا سے ہوے شیرین کام

باریابی ہوئی دربار شہنشاہی مین
علما کو ہوے اعزاز عطا نام بنام

تہنیت مین وہ لگاتار چلے آتے تہے
پادشاہان الوالعزم کیجانب سے پیام

مہمان لوٹ گئے اپنے ممالک کیطرف
باہمہ فخر و مباہات بصد نیل مرام

حیدرآباد مین ہے تہنیت جشن کی دہوم
کس تکلّف سے سجا آج ہے دربار نظام

دعوتین ولولۂ شوق کی ہین اپیچین
خوانِ یغما ہے اسی دن کے لئے علیم کلام

یاخدا دشمن قیصر کو ہو ذلت مقسوم
خیرخواہون کو ملین عزت و توقیر کے نام

خالق ارض و سما ہووے نگہبان اوسکا
اوسکے اقبال کے حامی ہون بزرگان کرام

ظل عالی مین ہے اوسکی رعایا خوشحال
اوسکی اکلیل پہ ہو سایہ فگن ربِ انام

قسمت خیر سگالش ہمہ در ناز و نعم
باد در بخت بداندیش خور و نوش حرام

جب تک نخل میں ہے پھول کی خلقت قائم	نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام
صنعت تعبیہ جب تک فن تاریخ میں ہے	تاج پرنور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام
	۸۶۲ + ۱۰۴۰ = ۱۹۰۲

مرثیۂ تاریخی بسوگواری رحلت نواب خیرالنسا بیگم محل خاص امیرالہند والا جاہ نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس صنعت تعبیہ

حیف از جہان کہ مالک دیرینۂ وطن	زین خاکدان گزشت و بملک بقا رسید
حیف اے فلک کہ بیگم خاص امیرہند	رخت سفر بہ بست و بہ دارالجزا رسید
فریاد از آن زمان کہ نشانے از و نماند	در ساعتے کہ نعرۂ واحسرتا رسید
واحسرتا کہ در چمنستان زندگی	در موسم نسیم چہ باد فنا رسید
گویم مگر کہ ما در گیتی خبر نداشت	زین ماتم و غمے کہ ز دستش بما رسید
چشم جہانیان بغمش اشک خون گریست	گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید
دل بے قرار گشت و جہان تیرہ در نظر	چون این خبر بہ پردۂ گوش ولا رسید
ہے ہے از این الم کہ طپیدن نہان نداشت	زان صدمۂ کہ بر جگرم برملا رسید
گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر	در گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک
گرد از زمین بدامن پیر سما رسید

سیارگان دور فلک منتشر شدند
شور غمش ببین ز کجا تا کجا رسید

تاریخ او بہ تعبیہ گو ید سروش غیب
خیر النسا حضور شہ انبیا رسید
۹۵۲ + ۶۹ ۳۰

روح الامین بگفت کہ بنگر م اتبش
خیر النسا بہ درگہ جل و علا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹

تاریخ رحلت مولوی سید غلام رسول شریک معتمد مال سرکار نظام در صنعت تخرجہ

حیف اے فلک کہ مرد نکو از زمانہ رفت
رفت آنچنان کہ خاطر عالم ملول شد

فکر ولاست تخرجہ سال فصلیش
واحسرتا کہ جان ز غلام رسول شد
۵۴ - ۱۳۷۵ ف

رباعی تاریخی بہ تقریب دربار قیصری دہلی

سبحان اللہ چہ سازو سامان گردید
در خطۂ دہلی زپی کشور ہند

پرسیدم و از فلک شنیدم سالش
جشنِ دربار نامی قیصر ہند
۱۳۲۱ ھ

(۷) مولوی۔ حاجی۔ احمد علی نایطی۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈے ابن مولوی محمد قادر علی مغفور بیہوش تخلص معز زین مدراس

سے ہین۔ فضیلت دستگاہ مولانا باقر آگاہ آپ کے جد اعلے تہے جن کا احوال اس فصل مین جداگانہ لکہا گیا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نہایت ذی علم۔ فاضل منکسر المزاج اور خلیق شخص ہین۔ بڑی ناموری کے ساتہہ زندگی بسر کرتے ہین۔ فی زمانا پرنس آف آرکاٹ کی مدار المہامی کا معزز عہدہ آپکے تفویض ہے۔

(۸) احمد محی الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ محمد نواز جنگ مغفور خلف الصدق نواب داراب جنگ مرحوم نیک نفس امرائے حیدر آباد سے گزرے ہین۔ مولف نے آپ کی زندگی مین آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ کاروبار دنیوی سے آپ کنارہ کش تہے اور ہمیشہ عبادت الٰہی مین مشغول ومنہمک رہا کرتے تہے۔ آپ کی علمی قابلیت بہت اچہی تہی۔ کلام ربانی کی تفسیر ہمیشہ آپکے روبرو کہلی رہتی تہی اگرچہ آبائی معاش جاگیری اور اعزاز خاندانی سے سرفراز تہے لیکن اوس کی جانب بہت کم توجہ فرماتے تہے۔

(۹) حکیم۔ ادریس نایطی۔ تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد سعید

مغفور حیدرآباد کے حاذق اطبای یونانی سے گزرے ہین۔ آپ کا
مطب خاص امراض کے معالجہ مین بہت مشہور تہا۔ افراد قوم کے
لئے آپکی ذات بابرکات نہایت مغتنم سمجھی جاتی تہی۔ مولف کو آپکی
خدمت مین نہ صرف نیاز تہا بلکہ نبی اعمامی کا شرف بہی۔ آپ بڑے
مستقل مزاج اور خلیق شخص تہے۔ تشخیص امراض مین نہایت غور
وتامل سے کام لیتے تہے۔ افسوس ہے کہ اپنی قوم کا فدائی بہت جلد دنیا سے
چل بسا آپکے فرزند کے سوا آپکے برادر مولوی محمد شرف الدین نایطی سرکار
نظام کے نمک خوار اور علاقہ مالگذاری کے تحصیلدار رہین۔

(۱۰) اسلم خان نایطی لوکہری لقب۔ شایان تخلص ابن قاضی
احمد المخاطب بہ علی احمد خان بہادر مشاہیر قوم سے گذرے ہین۔ آپ
فن انشاء کے زبردست ماہر تہے۔ طرز ظہوری کے پیرو اور ظہوری وقت
سمجھے جاتے تہے۔ بعض مصنفین نے آپ کے خط شکستہ کی بہی تعریف لکھی ہے
آپکی ذات ستودہ صفات جواہر علوم سے آراستہ تہی اور مکارم اخلاق
سے پیراستہ۔ دربار والاجاہی مین دارالانشائے خاص کی صدارت
کو آپ سے شرف حاصل تہا فارسی زبان مین آپ کی نظم استادان

سلف کے ہم پلہ سمجھی جاتی تھی۔ مشاعرہ اعظم کے پختہ کلامون مین آپکا شمار تھا۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور نے اپنی تصنیفات تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن مین آپکی اور خوبیون کے ساتھہ آپ کی راست بازی اور دیانت شعاری کی تعریف لکھی ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ محمد اسلم خان شایان از زمرہ معنی یابان دقت آفرین و رنگین نفسان این سرزمین است۔ استعداد شایان داشت و قدرے نمایان۔ نثر رارنگین تر از نظم می نگارد و مثنوی خسروی دارد۔ از افراد معتبر زمانہ است۔ و در اخلاق و اخلاص یگانہ۔ صاحب تزک محبوبیہ نے بھی ضمناً آپکا احوال لکھا ہے۔ مسائل التعلیم۔ منہج التقویم۔ شرح منہاج فقہ شافعی۔ مثنوی گداز دل۔ مثنوی ظفر نامہ۔ وقائع حیدری عین المصادر۔ گلدستہ مناقب۔ دیوان شایان۔ مثنوی خرد۔ یہہ دس تصانیف آپ کے علم و فضل کا اعلےٰ یادگار۔ اورآپکی طبعزاد کا انتخاب منتخب الاشعار کا حکم رکھتا ہے۔

وہو ہذا

خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے		فتنہ دام پری سایۂ مژگان کسے

اشک دریا دل شایان سر طوفان دارد	نکشد چشم ترش منت دامان کسے

ولہ

خط موجست انگشت تحیر بر لب ساحل	ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
نمیدانم دم تیغ تو آب زندگی دارد	کہ سیراب انداز عمر ابد این تشنہ بسمل را

(۱۱) ملا۔ اسمعیل نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین جو سلطان محمد شاہ بہمنی کے درباری امراسے تھے۔ تخت فیروزہ کا نام اور اوسکے واقعات کو مورخین نے محمد شاہ بہمنی کے احوال مین لکھاہے جس کی قیمت تقریبًا ایک کرورہون بیان ہوئی ہے۔ اسی تخت فیروزہ کی حفاظت ملااسمعیل نوائتیہ کے آبا واجداد سے متعلق تھی جس کی تصدیق مصنف تاریخ فرشتہ نے کی ہے اور ملا اسمعیل کو نوئتیہ تسلیم کیا ہے اس سے زیادہ ان کا احوال مولف کو نہ مل سکا۔

(۱۲) افضل خان نایطی۔ المتخلص بہ لذتی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ امیرالہند نواب محمد غوث خان والی ریاست مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ آپ اُمراے دہلی سے تھے اور نواب سعادت اللہ خان نایطی کے معاصرین سے

اواخر عمر مین آپ نے دربار والاجاہی کا شرف حاصل کیا۔ اور معزز ین درباری مین آپ کا شمار رہوا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے آپکا تذکرہ اس مختصر بیان پر ختم فرمایا ہے کہ افضل خان لذتی از لذت یافتگان خوانِ الوانِ سخن و چاشنی گیران مائدہ این فن بود۔ نایطی نژاد است و از خوش فکران این گلزمین مینو سواد مثنوی او کہ قصہ چندر بدن مہیار انظم کردہ بسیار ریختہ مضامین است آپکی طبعزاد کا انتخاب کوئی شک نہین کہ نہایت پر مذاق ہے

وہو ہذا

سیہ چشمے کہ بلبل وار میر قصم ز شمشیرش	ہوا را سرمہ دان سازد معلق ہائے تکبیرش

ولہ

شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا می کرد	برق پرہیز دو از دور تماشا می کرد

(۱۳۲) سید امر اللہ شاہ نایطی۔ ما کے۔ لوکہری۔ المخاطب بہ نواب معتضد جنگ بہادر۔ بن سید شاہ قمر الدین بن سید شاہ غلام اسرار بن سید شاہ امر اللہ بن سید شاہ رضا قدس سرہم۔ مشاہیر قوم سے ہین۔ آپکے جد امجد غلام اسرار مغفور کی والدہ مکرمہ (لالڈی بیگم) شاہ

صوفی نایطی لوکھری قدس سرہ کی صاحبزادی تہین۔ آپ کے جد اعلیٰ
سید شاہ رضا قدس سرہ ایک مشہور اور مقدس بزرگ گزرے ہین
جن کا تذکرہ مصنف گلزار آصفیہ نے فرمایا ہے آپ کے وصال
سے پہلے۔ عالم حیات مین آپکی کرامات کا شہرہ تہا حضرت غفران
مآب نواب نظام علیخان بہادر والی ریاست آصفیہ کو آپ کے
ساتہہ خاص عقیدت تہی حضرت ممدوح نے کئی بار آپکے مکان پر
قدم رنجہ فرماکر سعادت حاصل کی اور آپ کے مصارف کیلئے
جاگیری معاش عطا فرمائی ۱۱۸۴ھ گیارہ سو چوراسی ہجری مین آپکا
وصال ہوا۔ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کے تالاب میر جملہ سے متصل
آپ کا دولت سرائے خاص آپ کا مدفن ہے۔ آپکے صاحبزادے
سید شاہ امر اللہ قدس سرہ اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین قرار پائے
آپنے اپنی زندگی تک گہر سے باہر قدم نہ رکہا۔ اعلیحضرت غفران مآب
علیہ الرحمۃ کو آپ سے بہی کامل عقیدت تہی۔ اعظم الامراے ارسطوجاہ
مدار المہام ریاست نے بہی بارہا آپ کی قدمبوسی کا شرف پایا ہے
سید امر اللہ شاہ حال بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ بمقام بلدہ حیدرآباد

متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں نواب قاسم یار جنگ مغفور کی نگرانی مین حاصل کی۔ عربی۔ فارسی کی کتب متداولہ بہی آپنے اپنے ماموے مغفور سے پڑہین۔ تحصیل علوم عربیہ مین آپکو مولانا محمد زمانخان شہید سے تلمذ کا افتخار حاصل ہے۔ نواب سالار جنگ مغفور وزیر اعظم ریاست آصفیہ کے عہد وزارت مین آپ نے شعور سنبہالا اور دوم تعلقدار مقرر ہوے۔ پہر عہدہ اول تعلقداری ضلع پر آپکی ترقی ہوئی من بعد ناظم نظم جمعیت کا عہدہ آپ کو عطا ہوا بالآخر شریک معتمد فوج قرار پاے۔ فی زماننا حسن خدمت کے وظیفہ خوار ہین۔ سرکار نظام نے آپ کو خانی و بہادری کے علاوہ معتضد جنگ کے خطاب سے سرفرازی بخشی ہے۔ آپ کا علمی سواد بہت درست۔ زبان فارسی اور فن سیر سے آپکو خاص دلچسپی ہی فن سپاہ گری مین اُستاد کامل۔ ہتیارون کے بڑے قدردان ہین باوجود ان مراتب عالیہ کے نہایت خلیق ذی مروت فقیرانہ مزاج رکہتے ہین۔ معاش آبائی سے مواضع بندنور وغیرہ بحیثیت جاگیر آپ کے نام بحال وبرقرار ہین۔ لوازمہ اعزازی یعنی سواری فیل

کے معاوضہ مین منصب سے ممتاز ہین۔ آپ کے دو صاحبزادے سید ولایت حسین اور سید صفدر حسین ہونہار معلوم ہوتے ہین۔

ردیف ب

(۱۴۱) **مولوی باقر حسین نایطی** - المخاطب بہ حسن علیخان بہادر مختار تخلص نام اوران قوم سے گزرے ہین۔ آپ محمود ہجری کی اولاد اور معززین قوم نایط سے تھے ۱۲۱۰ھ مین بمقام قلعہ سرنگ پٹن متولد ہوئے۔ پانچ سال کی عمر مین اپنے والد حسن علی خان کے ساتھ محمد پورارکاٹ آئے جہان آپ کی ابتدائی تعلیم ہوئی ۱۲۳۰ھ مین مدراس پہونچکر اکتساب علوم و فنون کی نعمت حاصل کی حضرت رضوان مآب نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے دربار سے آپکو حسن علی خان بہادر کا آبائی خطاب عطا ہوا۔ مشاعرہ اعظم کی شرکت کا اعزاز ملا۔ والی مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ خیال فکر بندی خصوصاً مرثیہ گوئی بیشتر دارد۔ وشعر فارسی کمتر می نگارد۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب فی الحقیقت لاجواب ہے۔

وهو هذا		
هر که سازد سرکشی همچون حباب شوخ چشم		زود بیند از هوائے خویش مدفن زیر پا
تیغ بهر کشتنم برکش که در میدان عشق		سر بریدن از تو خوش از من طپیدن زیر پا
	وله	
اے پیش آفتاب رخت رنگ مهوشان		مانند شبنم از گل رخسار جست و رفت
عیش و نشاط اهل جهان را ثبات نیست		چون دامن بهار که آمد بدست و رفت

(۱۵) **نواب باقر علی خان نایطی**۔ ریاست کرناٹک کے امرا سے گزرے ہین۔ آپ نواب سعادت اللہ خان بہادر والی کرناٹک کے حقیقی بھتیجے۔ فنون سپہ گری مین ممتاز اور مراتب امارت سے سرفراز نہایت کم سخن اور منکسر المزاج تھے۔ رورن جی۔یو۔پوپ نے اپنی انگریزی تصنیف ٹسٹ بک آف انڈین ہسٹری مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ مصنف توزک والاجاہی نے بہی ضمناً آپکا احوال لکھا ہے۔

(۱۶) **بدر الزمانخان نایطی**۔ ابن ابراہیم کوکنی۔ شرفائے قوم سے گزرے ہین۔ جنکو ارکاٹ کے سفر مین باغی جماعت کے ساتھ ناگزیر لڑنا پڑا سخت مقابلہ کے بعد آپکو شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔ آپکے

فرزند ابراہیم نایطی جان بر ہوکر ارکاٹ آئے پھر کولار مین اقامت اختیار کی جنکا احوال جداگانہ لکھا گیا ہی۔ آپکی وجاہت اور جوانمردی کی زندہ تاریخ بزرگان قوم کی زبان پر باقی ہی۔ کرنل مارک ولکس نے بھی ہسٹری آف میسور مین آپکا ذکر کیا ہی آپ ہی کی صاحبزادی حیدر علی خان والی میسور کی والدہ تہین

(۱۷) بہاءالدین نایطی عرف باپو صاحب صدیقا لقب ابن محمد نقی مقام کُرگ کے مشاہیر تجار رہے ہین۔ لک پتی تجار مین آپکا شمار ہے۔ کافی اور الایچی کی تجارت کے سوا ایک وسیع رقبہ اراضی کے زمیندار بھی ہین۔ آپکی فراست اور روشن خیالات پر معاصرین کو فخر ہے خداوند کریم نے آپ مین فطرتاً کشادہ دلی کی صفت عطا فرمائی ہے۔ جس سے افراد قوم کیلئے خصوصاً اور پبلک کامون مین عموماً آپکا نمبر اکثر افراد سے آگے رہتا ہے۔

(۱۸) مولوی بہاءالدین خان نایطی۔ المخاطب بہ شب افروز خان بہادر معززین دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ نوابی مدراس کے نامی امیرون مین آپکا شمار تہا۔ سرکاری مشعل خانہ کی خدمت سے سرفراز رہے ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھہ ہجری امیر الہند والاجاہ عمدۃ الامراء نواب

محمد غوث خان بہادر والی ریاست کے دربار سے آپکو شب افروز خان کا خطاب عطا ہوا۔ آپکی انتظامی قابلیت اظہر من الشمس تہی آپ کے گہر کے چراغ مولوی قادر حسن خان نایطی حیدرآباد مین سکونت پذیر اور سرکار نظام کے خزانہ شاہی سے حسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہین۔

ردیف پ

(۱۹) **پادشاہ میان نایطی الملقب بہ آگ لاوے و آتش خانی** مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آتش خانی کا لقب غالباً آپ کا خاندانی خطاب ہے جو آپ کے بزرگون نے حاصل کیا تہا۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ کے جد اعلےٰ کو سلطنت آصفیہ مین توپخانہ کی افسریت حاصل تہی۔ آتش خانی کا لقب اوسی کی علامت ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اون کے افراد خاندان اپنے نامون کے ساتہہ آج تک آتش خانی کے الفاظ قومی لقب کے طور سے لکھتے ہین مولف کا خیال ہے کہ یا تو اونہون نے آگ لاوے کے لقب کو فارسی الفاظ کے ساتہہ بدل دیا ہے۔ یا صرف اپنے جد اعلےٰ کے عہدہ کی علامت

کو اپنا قومی لقب قرار دیا۔ یہہ بزرگ بڑے نیک نفس اور قبیلہ پرور گزرے ہین جن کے اخلاق کا نقش افراد قوم کے قلوب پر اتبک قایم ہے

ردیف ت

(۲۰) نواب تراب علی خان مغفور نایطی ما کے لقب المخاطب بہ شجاع الدولہ۔ مختار الملک تراب علیخان سرسالار جنگ بہادر۔ جی۔سی۔یس۔آئی۔ دی۔سی۔ ایل۔ وزیر اعظم ریاست حیدرآباد بن شجاع الدولہ نواب میر محمدؐ علیخان سالار جنگ بن منیر الدولہ منیر الملک نواب علی زمانخان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان بن اشجع الدولہ اشجع الملک نواب محمدؐ صفدر خان غیور جنگ بن منیر الدولہ منیر الملک نواب شیخ محمد شمس الدین حیدر خان شیر جنگ بن محمدؐ تقی بن محمدؐ باقر بن شیخ محمدؐ علی فخر قوم اور ریاست حیدرآباد کے خاندانی امرا سے تھے۔

خاندان آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عاشق رسول خواجہ خواجگان خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے۔ آپ کے جد امجد شیخ محمدؐ علی نے ملا احمد نایتہ کی صاحبزادی کے ساتھہ شادی کی تہی

انہین کے بطن سے شیخ محمد باقر اور راون کا ذیلی سلسلہ قایم ہوا۔ ملا احمد نائیتہ دربار عادل شاہیہ کے مدار المہام تھے جن کا تذکرہ جداگانہ ہوا ہے۔ پادشاہ وقت نے شیخ محمد علی کو اپنا دبیر مقرر کیا شیخ محمد علی کے فرزند شیخ محمد باقر نے علی عادل شاہ کے دربار مین میر سامانی کی خدمت پائی۔ شیخ محمد باقر کی شادی علیخان کی بہن سے ہوئی جو سلطنت بیجاپور کے ایک با توقیر امیر تھے۔ علیخان کی دوسری بہن ملا یحییٰ برادر ملا احمد نائیتہ سے منسوب ہوئی ہین۔ شیخ محمد باقر نے سلطنت مغلیہ سے تعلق پیدا کیا اور شاہ جہان آباد کشمیر کی دیوانی سے سرفراز ہوے پانسو سوار اور دو ہزار پیادہ کا اعزاز آپ کو عطا ہوا اور آپکی درخواست پر خدمت کا تبادلہ دیوانی کوکن کے ساتھ ہوا جو ابتدا نظام شاہی اور عادل شاہی خاندان کے ماتحت تہا۔ آخر عمر مین آپ نے ترک ملازمت کر کے اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی اور ۱۶۷۵ء سترہ سو پچہتر عیسوی مین رحلت فرمائی آپ کے فرزند شیخ محمد تقی کو بہادر شاہ کے زمانہ مین پانچہزار پیادے اور پچاس سوار اور اورنگ زیبی عہد مین تین ہزار پیدل کا اعزاز ملا آپ سے

اوس جزیہ کا انتظام متعلق ہوا جو فرخ سیر نے اورنگ آباد کے ہندو
پر قایم کیا تہا۔ حضرت (مغفرت مآب) آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ
نے اپنے زمانہ وزارت دکن مین آپ کو اپنی تمام فوج کا افسر بنایا
سنہ ۱۱۴۵ گیارہ سو پنیتالیس ہجری مین آپ نے رحلت کی۔ آپ کے
صاحبزادے شیخ محمدؒ شمس الدین حیدر اوسوقت نہایت کم سن تہے
جن کو شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار سے سو پیادون کی افسری
کا رتبہ مل چکا تہا۔ عالم شباب مین حضرت (مغفرت مآب) علیہ الرحمۃ
نے آپ کو دو سو سوارون کی افسری عنایت فرمائی اور اپنا فیلخانہ
بہی آپ کے سپرد فرمایا اور پہر تین سو پیادون کے افسر کردئے گئے
جب حضرت ممدوح و مغفور نے دکن سے دہلی کا ارادہ کیا تو محمدؐ
شمس الدین حیدر حضرت ممدوح کے عرض بیگی تہے۔ نادر شاہ کے
حملہ کے بعد آپ کو حیدر یار خان کا خطاب اور پانسو فوج کی افسری
عطا ہوئی۔ جب حضرت ممدوح دہلی سے واپس ہوے تو آپ کا منصب
بتدریج ترقی کرنے لگا حتے کہ آپ پندرہ سو پیدل اور پانسو سوار
کے افسر مقرر ہو گئے۔ اور بالآخر امیر الممالک نواب صلابت جنگ

کی حکومت دکن مین آپ کو پانچ ہزار پیادے اور چار ہزار سوارون
سے عزت ملی۔ شاہی خلعت۔ پالکی۔ نوبت۔ نقارہ اور نشان کے
لوازمہ کے ساتھہ منیر الدولہ شیر جنگ کا خطاب سرفراز ہوا
اور پہر باضافہ مناصب و مراتب منیر الملک سے مخاطب ہوے
جسکے بعد آپکا نام دیوان السلطنت ہوا اور آخر پہ صوبہ جات
دکن کے دیوان قرار پاے۔ حضرت (غفران مآب) نواب نظام
علیخان مغفور کے عہد میمنت مہد مین آپ نے بوجہ پیرانہ سالی امور
سلطنت سے کنارہ کشی کی اور اورنگ آباد مین سکونت اختیار
فرمائی لیکن حضرت غفران مآب کی خواہش سے آپ کو اورنگ آباد
کی نظامت قبول کرنا پڑی ۱۱۸۹ھ گیارہ سو نواسی ہجری مین آپنے
انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد صفدر خان غیور جنگ
کو جن کی ولادت ۱۱۲۵ھ گیارہ سو پچیس ہجری مین واقع ہوئی تہی
نواب مظفر جنگ کے چند روزہ عمل داری مین خانی کا خطاب
اور تین ہزار پیدل اور چہہ سو سوار کی افسری ملی۔ صلابت جنگ
کے عہد حکومت مین پہلے آپ اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوے

اور رفتہ رفتہ تین ہزار پیدل اور دو ہزار سواروں کے ساتھ
صاحب نوبت ونشان ہو کر ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر ہجری مین غیور جنگ
اشجع الدولہ کے خطاب خلعت شاہی اور لوازمہ پالکی سے سرفراز
ہوے فوج پیدل کی تعداد مین چار ہزار تک ترقی ہوئی بڑھتے بڑھتے
پانچ ہزار پیدل اور چار ہزار سوار کے افسر ہو گئے ۱۱۹۷ھ گیارہ سو
ستانوے ہجری مین اشجع الملک سے مخاطب اور صوبات دکن کے
دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) علیہ الرحمۃ کے عہد ہمایون
مین آپ نے بتاریخ ۱۴ شعبان سنہ الیہ بمقام نبگال وفات پائی
آپ کے تیسرے صاحبزادے (نواب منیر الدولہ منیر الملک ثانی علی
زمان خان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان دوم) پانچ ہزار
پیادے اور تین سو سواروں کے اعلےٰ افسر۔ نوبت نقارے نشان
اور پالکی کے لوازمہ سے سرفراز اور صوبات دکن کے دیوان مقرر
ہوے۔ جب نواب غلام سید خان ارسطو جاہ بہادر کی روانگی دربار
پونا کو قرار پائی تو آپ دربار نظام کے جملہ کاروبار اور فوج کے
نگران رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند محمد علیخان بہادر

نے بہی خطابات آبائی سے سرفرازی پائی۔

ولادت جن کے گہر کے چراغ نواب تراب علیخان۔ سالار جنگ ہین آپ کے پرنانا میر عالم مرحوم سادات شوستر کی نسل سے گذرے ہین جن کے والد ماجد سید رضا مرحوم کو حضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ کے دربار سے جاگیری معاش عطا ہوئی تہی۔ میر عالم مرحوم کو سلطنت آصفیہ مین جو مراتب حاصل تہے وہ محتاج بیان نہین ہین سلطنت آصفیہ کی ہر ایک تاریخ مین اون کا تذکرہ موجود ہے۔

تعلیم سر سالار جنگ مغفور کی ابتدائی تعلیم کچہہ نہین ہوئی۔ ایام طفولیت مین سرمایہ کی قلت اور بعض مشکلات ایسے تہے کہ کچہہ آیندہ کی خیر متوقع نہ تہی۔ اس کی اصلی وجہ یہہ تہی کہ نواب منیر الملک نے پچیس لاکہہ کا قرضہ چہوڑ کر انتقال فرمایا تہا اور گہر بالکل خالی تہا نواب منیر الملک کے انتقال کے بعد اون کے برادر نواب سراج الملک بزرگ خاندان قرار پائے۔ اور مدار المہامی بہی اونہین کو عطا ہوئی سراج الملک کو اولاد نہ تہی۔ سر سالار جنگ بہادر آپ ہی کی پرورش مین رہے۔ دس گیارہ سال کی عمر کے بعد سالار جنگ کی تعلیم کے طرف

توجہ ہوی فارسی - عربی کا علم ادب اور انشا پردازی - نیزہ بازی شہسواری اور دیگر فنون ضروریہ کی تعلیم آپ کو دی گئی زمانۂ شباب مین آپ نے محض ذہانت کی وجہ سے کسی قدر زبان انگریزی بہی حاصل کی -

آغاز شباب اور خانگی انتظام جس قدر حصۂ جاگیر کا قرضہ کی کفالت سے بچ رہا تہا اوسکی مالگذاری کی نگرانی آپ کے جدہ ماجدہ نے آپ کے سپرد فرمائی سنہ ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹہ ہجری مین آپ کے عم بزرگوار نے آپ کو ملک تلنگانہ کا تعلقدار مقرر کیا جو مسٹر ڈائٹن کے انتظام اور نگرانی مین تہا - اس طرح پر آٹہہ مہینہ تک آپ نے تعلقداری کی اوس کے دوسرے سال حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نے نواب سراج الملک مرحوم کے تمام جائداد مکفولہ واپس عنایت فرمائی اور اوس کا انتظام نواب سالارجنگ کے سپرد ہوا نواب ممدوح نے نہایت عمدگی کے ساتہہ جاگیرات کا بندوبست کیا

سرفرازی وزارت اعظم جب راجہ چندولعل نے استعفا دیا اور آپ کے عم بزرگوار نے دوبارہ وزارت سے سرفراز ہوکر سنہ ۱۲۵۹ھ بارہ سو ... ہجری

ہین رحلت کی تو اوس کے پانچوین دن دربار عام ہوا جس مین نواب سالار جنگ بہادر کو وزارت کا خلعت عطا ہوا اور راجہ نرندر پیشکار مقرر کئے گئے۔

انتظام ریاست دانشمند وزیر نے اپنی زمانہ وزارت مین سلطنت آصفیہ کے خدمات کا سرانجام کس دل سوزی کے ساتھہ دیا اور اون خدمات کا اثر ریاست کے حق مین کس قدر مفید ثابت ہوا اوس کو تفصیل کے ساتھہ بیان کرنا کوئی آسان بات نہین ہے اور نہ ایسے مختصر تذکرہ مین جامعیت کے ساتھہ اونکا بیان ہوسکتا ہے۔ آپ کے خدمات جلیلہ اور سوانح عمری کے بیان مین مستقل طور پر کتابین شائع ہوچکی ہین اور ابھی زمانہ مین ایسے افراد موجود ہین جنھون نے اون کے کارنامون کو بچشم خود دیکھا ہے۔ تاہم سالار جنگ مغفور کوئی ایسے شخص نہین تھے جن کا تذکرہ اجمالی ہی اون کے خدمات کے مختصر تذکرہ کے بغیر ختم ہوسکے۔ جس چیز نے سالار جنگ کو حیدرآباد کی وزارت پر اونکی زندگی تک مستقل اور نیک نام رکھا تھا وہ آپ کی راست بازی اور آپکا استقلال تھا۔ اپنے وعدہ کے ایفا مین آپ کا قدم کبھی پیچھے نہ ہٹا

آپ کے استقلال طبیعت نے امراء سلطنت خصوصاً جمعداران عرب کے دل پر اپنا قابو کر رکہا تہا۔ آپ کے اوایل وزارت مین قرضہ ریاست کی مقدار بقدر تین کرور روپیہ بیان ہوئی ہے۔ جمعداران عروب کے ہاتہہ مین سرکاری آمدنی مکفول تہی اور قریب قریب کل انتظامی معاملات اون کے قبضۂ اقتدار مین ہوچکے تہے۔ اسی دانشمند وزیر کا دل و دماغ تہا جس نے بہت تہوڑے عرصہ مین منصفانہ طریقہ پر قرضون کا تصفیہ کیا۔ اور دہیمی روش کے ساتہہ ملک کو کفالت کے پنجون سے نجات دلوائی۔ سرکاری اختیارات کی وقعت سرکار ہی کے ہاتہہ قایم رکہی۔ مالگزاری کی آمدنی کو آپ کے اعلےٰ اصول انتظام نے سہ ضاعف سے زیادہ کیا۔ دادرسی کا صیغہ آپ کی خاص توجہ اور انصاف سے قوی ہوا مفسد اور باغیون کی سرکوبی سے ممالک محروسہ مین امن کے آثار نظر آنے لگے۔ حفاظت جان و مال رعایا کے ذرائع مستحکم کئے گئے حفظان صحت مین شاہی خزانہ سے بیدریغ مدد دی گئی ضرورت پر کشادہ دلی اور فراغ حوصلگی سے کام لیا۔ غیر لابدی ابواب مین احتیاط کا کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا۔ چہوٹے سے چہوٹے کام پر بہی

آپکی نگاہ تہی۔ ادنے سے ادنے درجہ کی رعایا کو بہی آپ کا بہروسہ تہا۔
باوجود اسکے کہ آپ کو اقتدار اعظم حاصل تہا۔ موقع کی مناسبت پر
آپ محض بے اقتدار اور اپنی رعایا کے فرمان بردار نظر آتے تہے
باوصفے کہ مالک ریاست کی صغر سنی کی وجہ آپ سپید و سیاہ کے
مالک تہے لیکن ہر قدم پر حلقۂ اطاعت مین اپنے مالک کے طرف دار
بلکہ جان نثار ثابت ہوتے تہے۔ یہہ تو وہ حالات ہین جن کا بڑا حصہ
مولف اور اوس کے معاصرین نے اپنے آنکہون سے دیکہا ہے اوس سے
پہلے کے نازک زمانہ مین اعلے ذمہ داریون مین کامیاب ہونا آپ ہی کا
حوصلہ تہا۔ ۱۸۵۷ء کی غدر کی نازک حالت اور اوس کے بعد حضرت
(مغفرت مکان) کی رحلت کا کیسا خطرناک زمانہ تہا اوسی کا دل و دماغ
تہا جس نے مشکل سے مشکل وقت مین ریاست کو سنبہالا اور غلامانہ
عقیدت کے ساتہہ صغیر سن رئیس کو اپنی محافظت کی گودی مین پالا
آپ کی وزارت کا آغاز حضرت (غفران منزل) کے عہد میمنت
مہد مین ہوا اور آپ کی عمر کا انجام ہمارے والی ریاست حضور پرنور
دام اقبالہم کے عین شباب مین تینون رئیسون نے آپکی قدر و منزلت

مین کوئی درجہ اوٹھا نہ رکھا باوجودیکہ درمیانی زمانہ شاہ و وزیر کے شکر رنجی سے مشہور تھا مگر انصاف پسند اور قدر شناس پادشاہ مغفور نے عملی طور پر کسی قسم کا نقصان اپنے جان نثار کو نہین پہونچایا اوس چند روزہ زمانہ کے مشکلات کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ پہلی دفعہ کسی مفسد نے ایسے جان نثار وزیر پر ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچہتر ہجری مین قرابین سر کی اور دوسری دفعہ شوال ۱۲۸۴ھ بارہ سو چوراسی ہجری مین دو گولیان بلا فصل آپ پر چلائی گئین لیکن دونون حملون مین خداوند کریم نے آپ کی جان بچائی۔ مولوی حبیب اللہ ناظمی المتخلص بہ ذکا دوم تعلقدار سرکار نظام نے دوسرے حملہ کی تاریخ کیا خوب لکھی ہے

حملہ

دُہری خوشی مناتی ہے عید صیام کی	روزے گئے تو لے نہ گئے روزی ورفاہ
دربار خسروی مین جو بہر ادائے نذر	جانے لگا وزیر دکن مہیین فداہ
قصد ہلاک کرکے کسی بد معاش نے	تاکا ہی تہا کہ آڑے ہوئی رحمتِ خدا
چوکا نشانہ چوکی پہ یون خود تپنچے سے	نکلی تو یہہ صدا کہ خدایا تری پناہ
اس جملۂ دعائیہ کو گر کرین شمار	تاریخ ہی نکلتی ہے البتہ حسب خواہ

آپکی نیک نفسی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ حملہ ثانی کے مجرم کے لئے بارگاہ اقدس واعلے مین تخفیف سزا کی سفارش کی مگر نبدگان اعلے نے اوسکو قبول نہین فرمایا۔ اور مجرم کی گردن ماری گئی۔ حملۂ اول مین آپ کا سکوت مصلحت وقت پر مبنی تہا اسلئے کہ آپکے ساتہہ کرنل ڈیوڈسن برٹش رزیڈنٹ بہی نشانہ بن چکے تہے۔ خدا ہی کا فضل تہا کہ دونون کی جان بچی۔

اعزازات انگریزی خطابات سے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ جناب ملکہ معظمہ نے حضوری دربار مین حضور پر نور کے ہاتون آپ کو پہنوایا اور اوسی کے ساتہہ حضور پر نور ہی کے دست مبارک سے اوسی قسم کا تمغہ صاحب رزیڈنٹ کو دلوایا گیا۔ ۱۸۷۱ء اٹہارہ سو اکہتر عیسوی مین ملکہ معظمہ کے حکم سے صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد نے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ آپ کو پہنایا۔

سیاحت آپ نے بمبئی کا سفر متعدد مواقع پر فرمایا۔ کئی بار کلکتہ کی بہی سیر کی ہے ۱۲۹۳ھ بارہ سو ترانوے ہجری کے دربار قیصری مین حضور پر نور کو لئے ہوے جس آن بان کے ساتہہ آپ نے دہلی کی سرزمین کو عزت

بخشی اوس کا سچا فوٹو صفحات تاریخ پر موجود ہے۔ آپنے ملک کے متعدد
دورے فرمائے۔ اور ایک دفعہ اپنے جوان دولت آقا ر ولی نعمت کو
بھی ملک کی سیر کرائی۔ آپ کا یورپ کا سفر جو ۱۲۹۳ھ بارہ سو ترانوے ہجری
مین واقع ہوا۔ وہ دنیا کی تاریخ مین آپ کا اعلےٰ یادگار رہے۔ اطالیہ مین
شاہ اطالیہ نے آپ سے ملاقات کی اور نہایت اعزاز کے ساتھہ ہان
آپکی آو بھگت ہوئی۔ پھر اٹلی گئے۔ شہنشاہ ہمرٹ اول کی ملاقات کا
شرف آپ کو حاصل ہوا۔ پھر پیرس کی سیر کی جہان اتفاقی طور پر آپکی
ران کی ہڈی توٹ گئی اور ماہ مے مین فاکسٹون پہونچے مارکوئس آف
تونڈبل نے آپ کا استقبال کیا۔ میئر آف فاکسٹون نے خیر مقدم کا اڈریس
پڑہا۔ انگلنڈ مین آپ کا استقبال ہر درجہ مین نہایت گرمجوشی کے ساتھہ
کیا گیا۔ حضور پرنس آف ویلز نے پرتکلف دعوت کی۔ ملکہ مکرمہ نے
نہایت محبت کے ساتھہ ونسر مین آپکو شرف ملاقات کا اعزاز بخشا
ڈنر مین آپکو اپنے ساتھہ شریک رکہا۔ محل بکنگھم مین اپنے ہمراہیون سمیت
سلطنت کے بال مین شریک ہوے۔ مارکوئس آف سالسبری اور
مارسنس آف سالسبری نے آپ کی دعوت کی۔ پرنس آف ویلز اور دیگر

اعلے ارا کین سلطنت کی دعوت اوسی مقام پر آپنے ہی کی۔ کورٹ آف کامن کونسل کے خاص جلسہ نے لارڈ میر کی صدر نشینی سے ایک طلائی صندوق مین شہر لندن کا آزاد نامہ آپ کو نذر دیا۔ اکسفرڈ یونیورسٹی سے دی سی۔ ایل کا اعزازی خطاب آپکو ملا۔ ہر ایک موقع اور ہر ایک اسپیچ اور ہر ایک اسپیچ کے جواب مین آپ نے اپنے ولی نعمت حضور پر نور دام اقبالہم کا اعزاز قایم رکہا۔ اپنی چاکری کا اعتراف کیا نمک خواری کا ثبوت دیا۔ وفاداری کو مستحکم کیا۔ ۱۲۹۸ھ بارہ سو اٹھانوے ہجری مین نواب سر وقار الامرا مغفور اول کو ریجنٹ کی رحلت کے بعد آپ بنفس نفیس ریاست حیدر آباد کے تنہا ریجنٹ قرار پائے اور اپنی زندگی کے آخر دن تک اپنے مالک اور اپنے ولینعمت کی اطاعت۔ فرمانبرداری جان نثاری مین نہایت ثابت قدم رہے۔ آپ کی خدمات نمایشی نہ تہین آپنے کبہی کسی کام مین عجلت نہین فرمائی۔ ریل کی تیز رفتاری آپ کو خوش گوار نہ تہی۔ آپکی علمی اور عملی پالسی مین مقلد اور محقق دونون کے خیال جمع تہے سخت قوانین سے آپکو تنفر تہا۔ تواتر انقلاب آپ کو پسند نہ تہا۔ تالیف قلوب اور مصالحت کُل آپ کا مسلک تہا۔ آپ

مذہب اثنا عشریہ کے مضبوط پابند تھے لیکن تعصب سے بری۔ انصاف
کا حق ادا کرتے تھے۔ حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔ عزت مندون کی عزت
کے محافظ۔ اور لیاقت مندون کے قدر دان تھے۔ رعایا کے ساتھہ آپکو
دلی محبت تھی۔ سخن سنج نہ تھے۔ مگر اعلےٰ درجہ کے سخن فہم ضرور تھے۔ الحاصل
ایک مختصر نگار کی طاقت نہین کہ آپ کے صفات حسنہ اور اعمال صالحہ کو
اختصار کے ساتھہ ہی بیان کرسکے جس کے لئے ایک خاص تصنیف کی
ضرورت ہے۔ آنربل نواب عماد الملک بہادر نے مرقع عبرت کے نام سے
ایک مختصر سوانح عمری آپ کی یادگار مین لکھی ہے جو مشت نمونہ از خروارے
کا حکم رکھتی ہے۔

وفات | افسوس ہزار افسوس ایسے برگزیدۂ خلق کو بھی قضا کے پنجہ سے
نجات نہ ملی۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ تیرہ سو ہجری کی شام کو ہیضۂ وبائی سے
آپ نے نہایت خاموشی اور ثابت قدمی کے ساتھہ رحلت فرمائی آپکی
سانحہ مفارقت نے حیدرآباد کے شیرازہ کو درہم و برہم کردیا حضور پُرنور
کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ رعایا کی پریشانی اور رنج کا بیان
مولف تاریخ کے امکان سے باہر ہے۔ میر مومن اولیا کے دائرہ مین اندرون شہر

آپ کا مدفن ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ مین سیاہ
جدولی تور کے ساتھہ اس واقعہ جانکاہ کو بدین صراحت الفاظ مشتہر کیا ہے
گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت وافسوس۔ نواب مختار الملک سالار جنگ
جی۔سی۔ایس۔آئی۔ نائب ریاست و وزیر حیدر آباد دکن کے انتقال کو جو
۸ ماہ حال کو ہوا مشتہر کرتے ہین۔ اس واقعہ پر الم سے سرکار انگریزی کا ایک
نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک بڑا
عقیل اور خیر خواہ ملازم اور اہل ہند کا ایک بڑا نامی معاون وحامی
نیست و نابود ہوگیا۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے تعزیتی الفاظ گورنمنٹ
گزٹ مین اس شان کے ساتھہ رہے ہین تو اور تعزیتی تارون اور مراسلون
کا کیا شمار۔ نواب گورنر جنرل ہند نے اپنے اور ملکہ معظمہ کے جانب سے مرحوم
کے صاحبزادون کے نام تار کے ذریعہ سے جدا ہمدردی ظاہر کی سب کچھہ ہوا
مگر سلطنت آصفیہ کے اوس نقصان کی کوئی تلافی نہین ہوئی جو اس جانثار
وزیر کی رحلت سے ہوا۔

اولاد | آپ کے دونون صاحبزادون (۱) نواب میر لایق علیخان بہادر
(۲) نواب میر سعادت علی خان بہادر کو اعلیحضرت قدر قدرت حضور پرنو

ادام اللہ اقبالہم نے ایک مخصوص دربار مین پرسہ کا اعزاز عطا اور ہمدردی کا حق ادا فرمایا۔ مرحوم کے خاندان کی سرپرستی مین کوئی درجہ نہین اوٹھا رکہا۔ بڑے صاحبزادے نے نامور باپ کی خدمت اور خطاب سے سرفرازی حاصل کی۔ چھوٹے صاحبزادے معین المہام مال گزاری اور خطابات اجدادی سے ممتاز ہوے۔ مرحوم کے تیس لاکہہ کے قرضہ کو ریاست کے خزانۂ شاہی نے ادا کیا۔ فی زماننا نواب یوسف علیخان سالار جنگ بہادر اسی گہر کے چراغ ہین خداوند کریم اون کی عمر مین برکت دے اور اپنے آقائے نعمت کی وفاداری اور جان نثاری مین ثابت قدم رکہہ کر مراتب اعلے پر پہونچاوے۔ مختارالملک کی وفات کی تاریخ مولف تاریخ کی فکر کا نتیجہ ہے۔

مرثیہ تاریخی طبعزاد مولف تاریخ

آسمانِ رفعت وزیر نامور مختارِ ملک	آنکہ در مُلکِ دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
گوہرِ درجِ شرافت جوہرِ کانِ کمال	نیرِ برجِ امارت مہرِ چرخِ ہوش و ہنگ
حامیِ خلقِ خدا شیرازہ بندِ مملکت	ماہرِ ہر کار۔ عالی فہم نقاد و زرنگ
خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال	آنکہ از حُسنِ عمل آورد لہا را بچنگ

ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد
داد او بیداد را برداشت چون آئینہ زنگ

حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر
کافتابی را نہفت از چشم عالم بے درنگ

آن قدح بشکست آن ساقی نماند اندر جہان
آسمان زد شیشہ عمر عزیزش را بسنگ

شد دوتا در ماتمش پشت فلک مانند قوس
زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ

سنبلستان دکن سرخست چو رخت شہید
بسکہ بارید است چشم خلق اشک لالہ رنگ

تا فغان و نالہ برخیزد ز دلہا متصل
اندرون سینہ ہا راہ نفس گردید تنگ

ملک ہند از جلتش تنہا نباشد نالہ کش
در عزا داریست روم و شام با چین و فرنگ

ای ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان
صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ

در قضائے حضرت باری نباید دخل داد
کاندرین رہ بنگری اندیشہ را با پائے لنگ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار
فایز دار البقا گردید سر سالار جنگ
۱۳ ھ

ولہ

مختار ملک داد گر کشور دکن
ظلمت سرائے کون مکان از قضا گزاشت

تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت
ہر کہ کہ مرد نام نکو در قفا گزاشت

آئینہ کرد ملک دکن را بنور عدل
خود از جہان گزشت و بروش جلا گزاشت

در روزگار ہر کہ جفا بود پیشہ اش
از ہیبتش سجیۂ جور و جفا گزاشت

واحسرتا کہ برورقِ دہر کس نماند	دور زمانہ ہمچو کسے را چو واگزاشت
واحسرتا کہ فرد فریدا از زمانہ رفت	رفت آنچنان کہ عقل و دل خلق جا گزاشت
واحسرتا کہ ہمچو گلے را خزان ببرد	برد آنچنان کہ طاقت صبرش لا گزاشت
رحمت بروح پاک وزیریکہ ہمچو زیست	احسان نمود و مزد عمل بر خدا گزاشت
افسردہ خاطرم سنۂ انتقال گفت	سالار جنگ وائے جہان فنا گزاشت ۱۳۰۰

ولہ

راہی دار الجنان گردید زین دیر خراب	صاحب ہمت وزیر با خبر سالار جنگ
۶ ۱۸ ۸ ۳	۳۹ ۱۹ ہمت
سال او گوید ولائے درد مند جان نثار	سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
۹۲ ۱۲ ف	۱۳۰۰ ھ

ردیف ٹ

(۲۱) **نواب ٹیپو سلطان نایطی** - ابن نواب حیدر علی خان ماکے لقب فرمان روائے میسور اعلےٰ مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کی منزلت اور مرتبت سے زمانہ واقف ہے اور جن کی شجاعت اور نام وری کے کارنامون سے فارسی۔ اردو اور انگریزی زبان کی تاریخین بہری پڑی ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب حیدر علی خان نایک کا سلسلہ شیخ

ولی محمدؒ قریشی سے ملتا ہے جو محمود عادل شاہ بیجاپوری کے زمانۂ حکومت
مین دہلی سے گلبرگہ آئے اور مشایخ کہلاتے تہے۔ صاحبان تاریخ نے
شیخ ولی محمدؒ کو صرف قوم قریش سے منسوب کیا ہے۔ نایطی کا لفظ اون کے
نام کے ساتہہ نہین لکھا ہے۔ شیخ ولی محمدؒ قریشی کے سات فرزند اور
ایک صاحبزادی تہین۔ بیجاپور کی لڑائی مین ساتون فرزندون کو شہادت
کا درجہ ملا جس کے بعد باقیماندہ صاحبزدی نے اپنے بہائیون کے غم مین
ترک وطن کیا اور اپنے شوہر کے ساتہہ کولاپور تشریف لائین ان کے
بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوے۔ جن مین سے ایک محمدؒ فتح تہے جن کو
ابتدائً نواب سعادت اللہ خان نایطی ناظم ارکاٹ نے سو پیادون
اور پچاس سوار کا جمعدار بنایا۔ اور پہر رفتہ رفتہ ۶ سو پیدل دو سو سوار
کے افسر ہو گئے۔ نواب ممدوح کی وفات کے بعد آپ نے راجائے میسور
کی ملازمت اختیار کی۔ اور پہر موجودہ صحبت سے ناراض ہو کر قطع تعلق
کیا اور نواب درگاہ قلیخان حاکم صوبہ سیرا کے پاس چار سو پیادہ اور
سو سوار کے افسر مقرر ہو کر بالاپور کے قلعہ دار قرار پائے اس عرض مدت
مین آپ کا عقد بدرالزمانخان نایطی کی صاحبزادی سے ہوا جن کے بطن

سے حیدر علی پیدا ہوے جن کے خلف الرشید ٹیپو سلطان والی میسور ہین
بدر الزمان خان نایطی کا احوال اسی کتاب کے ردیف ب مین جداگانہ
لکھا گیا ہے متعدد اہلِ تاریخ نے جن مین بعض یوروپین مورخین بھی
شامل ہین۔ اس پر اتفاق کیا ہے کہ ٹیپو سلطان کی حقیقی دادی قوم نوائط
سے تھین۔ ٹیپو سلطان کو اکثر انگریزی مورخین نے ٹیگر آف میسور (میسور
کا شیر) سے ملقب کیا ہے۔ اور اون کی جوانمردی اور شجاعت کا
لوہا مانا ہے۔ وی۔ ایاس۔ومی ایار مصنف لسٹ آف میسور ہسٹرے
کرنل بارک ولکس مصنف ہسٹری آف میسور۔ رورن۔جی۔یو۔پوپ
مصنف سوانح میسور۔ میر حسین علی کرمانی مصنف نشان حیدری
اور بہت سے مصنفین نے اپنی معزز تصانیف کو اس خاندان کے
احوال سے عموماً اور ٹیپو سلطان کے کارنامون سے خصوصاً اعزاز
بخشا ہے۔ جس نامآور کے حالات مین متعدد اور مبسوط کتابین مخصوص
ہین اوس کے سوانح عمری کے انتخاب کے لئے بھی ایک مستقل کتاب کی
ضرورت ہوگی۔ بناءً علیہ مولف نے اپنی مختصر سی تالیف کے اس حصہ کو
صرف چند مختصر ترین حالات پر ختم کیا ہے جس کا عنوان میر حسین علی کرمانی کے

چار اشعار سے زینت پایا ہے۔

بہ بزم شادمانی شاد بوده	زفکر این و آن آزاد بوده
چو شیشہ صاف دل خرم نشستہ	زنقش فکر لوح سینہ شستہ
کشیدہ پائے در دامان راحت	درون سر بردہ در جیب فراغت
ہمہ اسباب عیش و کامرانی	مہیا بود شاہی و جوانی

اہل تاریخ نے باتفاق لکھا ہے کہ او از علوم متعددہ بہرہ ور بود و فطرتاً درست سلیقہ و دانشور۔ در پرورش و تربیت اہل اسلام جہد بلیغ می نمود و از اقوام غیر دایماً متنفر می بود۔ تلاوت کلام مجید را ہموارہ عادت داشت۔ و در صلاح و فلاح رعایا ہمت می گماشت۔ ہمیشہ آپ کی زبان پر یہہ مصرع رہا کرتا تہا ۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے زمانہ کا طلائی سکہ دو قسم کا تہا (۱) صدیقی ہون (۲) فاروقی ہون۔ ہر ایک کی قیمت سولہ روپیہ کلدار کے مساوی تہی۔ نقرئی سکہ امامی روپیہ سے نامزد اور قیمت میں دو روپیہ کلدار کے برابر تہا۔ اٹھہ آنی کو باقری سے موسوم کر رکہا تہا اور چوانی کا نام جعفری تہا۔ کاظمی سکہ سے دوانی مراد تہی۔ ایک قلم کو

راحتی کہتے تھے اور ایک آنہ آیہ سے مشہور رہتا۔ ہتیار کی ایجادین آپکے دماغی قوتین ممتاز تھین۔ نئی نئی صفات کی توپین مختلف قسم کی بندوقین آپ کی خانہ ساز عجیب قسم کی چہریان بنائی گیئن تھین جو گہڑی کا بھی کام دیتی ہین۔ صفدری خنجر اور حیدری سپر کی کاری گری سب سے سوا تھی جس پر گولی کی زد بیکار رہتی۔ آپ نہایت راسخ الاعتقاد اور متشرع۔ مذہب شافعی کے پیرو تھے۔ مصنف نشان حیدری نے لکھا ہے کہ آپ کا حد سے زیادہ درگزر اور آپکی دشمن نوازی نے مہمات سلطنت کو نقصان پہونچایا یہی ایک صفت تھی جس نے سلطنت کی عمارت کو ڈہایا۔ تاریخ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری انگریزی فوج کے مقابلہ مین آپ نے جوان مردانہ شہادت کا رتبہ حاصل کیا

گدام دوحۂ اقبال سر بچرخ کشید	کہ سر سر اجلش عاقبت بہ بیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج سروری بر سر	کہ بند حادثہ بر دست و پائے او فگند

ردیف ج

(۲۲) **شاہ جعفر نایطی**۔ لوکہری لقب قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ جو حضرت (مغفرت مآب) نواب آصف جاہ اول

کے معاصرین سے تھے آپ کو حضرت مولانا نظام الدین ولیاء اورنگ آبادی
قدس سرہ سے ہمشیرہ زادگی کی نسبت اور سجادگی کا افتخار حاصل تھا ایک
عرصہ تک آپ بلدہ اورنگ آباد مین اقامت گزین رہے اور پھر حضرت
مغفرت مآب کے التماس پر حیدرآباد تشریف لائے آپ کے وصال کے
بعد آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ ابو الحسن لوکھری آپ کے جانشین
قرار پائے جن کی تعمیر کی ہوئی مسجد الی الآن شاہ بودلے صاحب قدس
سرہ کے کھڑکی سے متصل بیرون شہر موجود ہے آپ کے وفات کے بعد
شاہ صوفی لوکھری قدس سرہ سجادہ نشین ہوے ان تینون بزرگون کے
کسب وکمال اور فضایل کا احوال بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے۔ شاہ
صوفی قدس سرہ کے حقیقی پوتے شاہ حسینی پادشاہ لوکھری حیدرآباد
مین حی القایم ہین۔ آپکا سن شریف ۵۰ برس سے زاید ہے۔ ان تینون
بزرگون کا مزار مقدس مسجد متذکرہ عنوان کے احاطہ مین موجود ہے جس کا
ایک حصہ شاہ صوفی کے تکیہ سے مشہور رہے۔

(۲۳) **نواب جعفر حسین خان نایطی**۔ لوکھری لقب المخاطب
بہ ارادت جنگ مغفور امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کے

والد ماجد نواب سالار الملک حسین دوست خان نایطی کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولف کو آپکی زندگی مین آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل تہا۔ آپ نہایت ذی علم اور دین دار شخص تہے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت متبرکہ سے کئی بار سعادت اندوز ہوچکے ہین حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر والی ریاست حیدرآباد کے عہد میمنت مہد مین بلحاظ آپ کے خاندانی امارت کے خانی و بہادری کے ساتہہ ارادت جنگ کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آبائی معاش جاگیری سے بہی سرفرازی پائی۔ آپ کے صاحبزادون سے نواب حاجی محمد اسلم خان اور نواب مولوی احمد حسین خان بہادر حیدرآباد مین معززین قوم سے سمجھے جاتے ہین اور جاگیرداری کے اعزاز سے ممتاز ہین۔ اول الذکر نواب سے مولف تاریخ کو ملاقات کا شرف حاصل ہے

ردیف ح

(۲۸۳) **نواب حافظ علیخان نایطی** ۔ دلوائی لقب ۔ المخاطب بہ نواب انتخاب جنگ بہادر بن ناصر علی خان نایطی ۔ بن شاہ محمد حسن قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ محمد درویش حیدرآباد کے نامی امرا سے ہین

آپ کا نسبی سلسلہ حاجی عبدالقادر معتبر خان تک پہونچتا ہے جو ملا احمد نایتہ
وزیر اعظم بیجاپور کے بہانجے اور داماد تہے جن کا تذکرہ صاحب ماثر الامرا
نے ضمناً فرمایا ہے۔ آپ کے اجداد درجہ اعلےٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تہے
جو بصرہ سے کوکن آئے۔ شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل
اور بزرگیان اظہر من الشمس ہین جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کا مزار مبارک
نام پلی مین واقع ہے جہان آپ کا خاندانی مدفن ہے بدینوجہ کہ آپکے
جدامجد کے ساتہہ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ
بہادر نور اللہ مرقدہ) کو عقیدت خاص تہی۔ حضرت ممدوح نے آپ کے
والد ماجد ناصر علی خان اور آپ کے عم محترم احمد علیخان نایطی کو مرشدزادہ
بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے منتخب فرمایا
جب نواب ممدوح سریر آرا سلطنت ہوے تو احمد علیخان کو خانی اور
اور بہادری کے ساتہہ صولت جنگ کا خطاب عطا ہوا دونون
بہائیون کو خدمات خاص کے ساتہہ ماہوارات جلیلہ اور جاگیری معاش
سے سرفرازی بخشی۔ ناصر علی خان نایطی کے یادگار (۱) عابد علیخان
بہادر (۲) حافظ علی خان بہادر ہین جن کو والی ریاست اعلیحضرت

حضور پر نور ادام اللہ اقبالہ کی کم سنی کے زمانہ مین اتالیقی کا اعزاز مل چکا ہے۔ اور حضرت ہی کے مراحم خسروانہ سے دونون بہائی خطابات سے ممتاز ہین۔ ان اعزازات کے سوا علاقہ صرفخاص کے خدمات آبائی اور معاش جاگیری سے دونون بہائی سرفراز ہین۔ نواب حافظ علیخان انتخاب جنگ کو ان خدمات کے علاوہ مددگاری معتمدی صرفخاص کا عہدہ بہی تفویض ہے جسکی تنخواہ جدا ملتی ہے۔ آپ کو علوم عربیہ کے سوا زبان فارسی اور انگریزی مین کامل مہارت حاصل ہے۔ فنون سپاہ گری سے خاص دلچسپی رکہتے ہین۔ گہوڑے کی سواری اور نیزہ بازی کے اچہے ماہر ہین۔ اسی فن خاص کی بدولت اپنے آقاے نعمت کی بارگاہ مین مورد تحسین اور عطایاے خاص سے کامیاب ہو چکے ہین پبلک خدمات مین آپ کا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے۔ غربائے قوم کے ساتہہ ہمدردی آپ کی اعلےٰ صفت ہے۔ عرصہ تک آپ مینوسپل بورڈ کے ممبر رہے اور ایک خاص مدت کے لئے وائز پریسیڈنٹ کے خدمات کو سرانجام دیا۔ نہایت روشن خیالی اور خاص دلچسپی کے ساتہہ اپنے فرایض خدمات کو ادا کرتے ہین۔ آپکے اخلاق اور فروتنی کی صفت

قابل تعریف ہے مصنفین گلمپسیز آف دی نظامس ڈومینین (تاریخ قلمرو نظام) اور تزوک محبوبیہ نے اپنی قیمتی تصانیف مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے گہر کے چراغ درویش علی خان اور محمود علی خان دو ہونہار صاحبزادے ہین اور آپ کے جد امجد حافظ حبیب اللہ مغفور کی اعلےٰ یادگار تین تصانیف ذیل (۱) آئینہ توجیہہ فی شرح تنبیہہ۔ (فقہ شافعی) (۲) رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ (۳) شہاب ثاقب در رد مہدویہ۔ آپکے صاحبزادونکو مرشدزادہ بلند اقبال کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۵) حبیب اللہ نائطی المتخلص بہ ذکا ابن حافظ محمد میران نایطی بن حافظ محمد علی نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن بیجاپور ہے آپکے جد اعلےٰ نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے اور بالآخر صوبۂ مدراس کے ضلع نلور مین سکونت پذیر ہوے۔ مولوی رحمۃ اللہ رسا مدار المہام ریاست وینکٹ گری آپکے حقیقی بہائی تہے آپ ۱۲۴۲ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین متولد ہوے اوایل شباب مین عربی اور فارسی کے علم ادب سے فرغت حاصل کی ابتدا ہی سے فن سخن کے ساتہہ اپکو خاص دلچسپی تہی دربار والاجاہی

کے مشاعرہ اعظم مین شریک رہے۔ امیر الہند والاجاہ نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپکی قابلیت اور روشن مزاجی کا تذکرہ فرمایا ہے ۱۲۷۰ھ بارہ سو ستر ہجری مین آپ حیدرآباد تشریف لائے۔ قدردان علم و ہنر وزیر باخبر نواب سر سالار جنگ بہادر نے آپکو دفتر صدر محاسبی کا میر منشی مقرر فرمایا اور پھر اپنی جاگیر کپیل کا عملدار۔ اور آخر الامر سرکار دیوانی کا دوم تعلقدار۔ زمانہ ملازمت مین بھی آپ کی مشق سخن جاری تھی۔ شعرائے معاصر آپکی صحاح مزاجی کے مداح تھے۔ حافظ میر شمس الدین فیض۔ اور مرزا اسد اللہ خان غالب کو اپنے شاگرد رشید کی ذکاوت پر فخر تھا۔ آپ کی قابلیت اور سخن سنجی کا یادگار رخاش و خماش کے نام سے شایع ہوچکا ہے جس پر غالب دہلوی نے تقریظ لکھی ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کے تلمذ کا افتخار حاصل ہے ۱۲۹۲ھ بارہ سو بیانوے ہجری مین آپ نے بمقام حیدرآباد رحلت فرمائی۔ آپ کے دو فرزندون سے مولوی محمد میران فرد منتخب ہین اور سہا تخلص فرماتے ہین۔ مصنف تزک محبوبیہ نے بھی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ ذکائے مغفور کے فارسی کلام کی چند غزلین ہدیہ ناظرین کیجاتی ہین۔

	وہو ہذا	
دل برد کہ برد دل ستان برد		دل بود از آن او از آن برد
ہجران تو طاقت و توان برد		فریاد کہ مایۂ فغان برد
دست تو زہر کہ خواست جان برد		از دست تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین کہ جمع کردیم		عشقت آمد یگان یگان برد
دل درخور نقد بوسہ اش بود		صد حیف کہ این نداد و آن برد
اے عربدہ جو قسم بنامت		نامت بہ قسم نمی توان برد
تا رفت ذکا بہ پیش قاتل		تیغے بہ ضرورت ارمغان برد

	ولہ	
صبح دمے کہ سر کنم گریہ ز بے وفائیت		خلق بآب در دہد دفتر آشنائیت
خود بعیادتم بیا یا بفرست صبح را		ای کہ بہ بسترم فگند طول شب جدائیت
یا کہ دلش نداشت رحم یا کہ خودش شنید دل		آنکہ بیاد دادہ ہست شیوۂ دلربائیت
آہ فلک گزار من گر نہ بدل رسیدہ		گر نرسی بماہ من آہ زنارسائیت
ہجر تو جان و دین و دل مفت ز دست میبرد		مفت کسی کہ این ہمہ داد بر و نمائیت

	ولہ	

غم نیست گر ز دیدهٔ دشمن فتاده ام	گوئی که من بقصد فتادن فتاده ام
نالان مرا ز گردش گردون ندید کس	جان سخت تر ز سنگ فلاخن فتاده ام
یاران بپاس خویش گرایش بمن کنید	مشتی شراره ام که بدامن فتاده ام
ساقی شکسته حسرتی شیشه در جگر	با شیشه گرچه دست بگردن فتاده ام
صیاد در کمین چو من بی پرے نشست	در رقص اینطرب ز نشیمن فتاده ام
آواره ام مگوے بل اوازه ام بخوان	کز جلوه ات بکوچه و برزن فتاده ام
مشکل که روزگار دهد عرضه جوهرم	حرف خوشم بخاطر الکن فتاده ام
آه از گذشته وائے بحالے که بگذرد	همچون گل شبینه به گلخن فتاده ام
برخاستن به حشر هم آسان نبوده است	با این فتادنی که ز کامن فتاده ام

ولہ

نه پائے آنکه بکویت سفر توان کردن	نه رائے اینکه از آن در گذر توان کردن
بجلوه تو اگر دیده بر توان کردن	برگ خویش همان دیده تر توان کردن
ز خون بیگنهان تر شده ست روی زمین	چسان بکوی تو خاکی بسر توان کردن
خدا نکرده خدا گر شوی چه خواهی کرد	تو آن بتی که ز قهرت خدر توان کردن
کنون که نامه فرستم بر جفاجوئے	دعائے عافیت نامه بر توان کردن

	ولہ	
اے ختم رسل ہر صفتے را تو سزائی		اما نتوان گفت و نگویم کہ خدائی
ارواح مجرد کنند از طوف پیاپے		در روضۂ پاک تو نسیمی و صبائی
در بارگہ قدس کہ معیار کمال است		از فرط شرف مورد لولاک لمائی
مستانہ گر افلاک برقص است عجب نیست		زین رو کہ بود ذات تو اش علت غائی
یوسف زپی کسب ہوا جیب کشاید		خُلق تو بہر جا کہ کند نامہ کشائی
ہر چند کہ ماراہ ندیدیم خود از چاہ		در چاہ نیفتیم کہ تو راہ نمائی
آنی تو کہ در معرض اعجاز تو ہر سنگ		چون لعل لب یار کند حرف سرائی
آنی تو کہ در معرکہ حشر امم را		جز ہمّت تو کے بود امید رہائی
از سستی طالع کہ بود سنگ رہ من		گر نیست نصیبم بدرت ناصیہ سائی
تو رحمت و نومید ز رحمت نتوان بود		از دور رسانم بتو گلبانگ گدائی
یعنے ز سر مائدۂ خویش ذکا را		آن دہ کہ از آن بہ نبود زلہ ربائی
	ولہ	
مرا تاب فغان بودے چہ بودے		ترا گوشے بران بودے چہ بودے
جدا از دامنش دستے کہ دارم		خدایا گر بجان بودے چہ بودے

رگ جانے کہ در بخشش من آمد		اگر آن موے میان بودے چہ بودے
ذکا سنگے کہ من بر سینہ دارم		اگر زان آستان بودے چہ بودے
	ولہ	
وقت قتل من ز منع غیر رنجیدن نداشت		جرم او جانم نبود آخر کہ بخشیدن نداشت
خاک شد گر چون منے گوشو نزاکت را چہ شد		دیدہ ام زین پیش دامانت کہ برچیدن نداشت
غرض پیچ و تاب دل انست و نکشاد از حجاب		نامہ کان سویش فرستادیم پیچیدن نداشت
گردشت را کس نسنجد با خرام ناز او		در ہلاکم اے فلک اینمایہ کوشیدن نداشت
آن ہوا خواہ بہارستم کہ تا بودم بباغ		داشتم ہمچون سبو دستی کہ گلچیدن نداشت
بدگمان خوییت زیادم رفت در ذوق وصال		ورنہ بر گرد سر دلالہ گردیدن نداشت
خستہ بودم زین تغافل خستہ تر کردی مرا		خستگی را بیش غیر اسباب پرسیدن نداشت
آن شنیدستی کہ در شب زیر پای دیوارت ذکا		داشت نالیدن بہنجارے کہ نشنیدن نداشت
	ولہ	
با سیمبران ہر کہ سرے داشتہ باشد		حیف است کہ در کیسہ زرے داشتہ باشد
گر یار بسویم نظرے داشتہ باشد		در فکر جفائے دگرے داشتہ باشد
درد دل من چارہ نگیرد چہ توان کرد		گیرم شب ہجران سحرے داشتہ باشد

منمائے خدایا من آنروز کہ جانان		در ماتم من چشم ترے داشتہ باشد
از درد دلے نالہ و درد دگر انیست		ہمسایہ من درد سرے داشتہ باشد
از جور تو آہے کہ ذکا کرد خطا کرد		آہستہ مباد اثرے داشتہ باشد
	ولہ	
توان در گوشہ دل دید نیرنگ جہانے را		کہ دارد در گرہ این غنچہ صحن بوستانے را
نمودم بربت غم وقف مشت استخوانے را		نیاز برق عالم سوز کردم نیستانے را
چراغ ماہ ہم از بیم شامم رنگ میبازد		رفاقت کرد نازم نالہ آتش فشانے را
پشیمانم ز جرم خود کہ بادشناسش بودم		لبے کز ناز کی ہا برنتابد رنگ پانے را

(۲۶) **حبیب اللہ نایطی** - ابن محمد ملاّ نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپکو نواب احمد علیخان مغفور والی ریاست بیگن پلی کے عہد میمنت مہد مین مصاحبت کا اعزاز حاصل تہا اور معاش لائیقہ عطا ہوئی تہی - آپ کے سلسلہ مین آپکے کنواسے غلام حسن نایطی اوسی مقام پر لکھہ پتی تاجر ہین جن کے دو صاحبزادے (۱) محمد غوث (۲) محمد خواجہ فرید سرکار نظام کی نمک خواری سے معزز ہین -

(۲۷) **مولانا حبیب اللہ بیجاپوری** - نایطی بن مولانا

شیخ احمد بن مولوی خلیل اللہ بن قاضی احمد قدس سرہم بزرگان قوم سے
گزرے ہین۔ حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدری
قدس سرہ کے جنکا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے آپ جد تہے۔ ابراہیم عادل شاہ
کو آپ کی ذات بابرکات سے عقیدت خاص حاصل تہی۔ روضۃ الاولیاے
بیجاپور مین آپ کی کشف وکرامات کا مفصل بیان ہے۔ مصنف گلستان
نسب۔ اور مولف تاریخ احمدی نے بہی برسبیل اجمال آپ کے فضایل
کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ قدس سرہ اپنی
تصنیف نفحۃ العنبریہ مین بضمن احوال مشاہیر قوم نایط فرماتے ہین کہ
وقد انتشأ من هذا القوم نحاریر العلماء ومشاهير
العرفاء۔ كالعارف الربانى والواصل الحقانى
ذى الواردات الجليلة والمقامات النبيلة
والانفاس اليمنية والقبسات الايمنية الشيخ
الاكمل الامجد مولنا حبيب الله بن مولنا الشيخ
احمد نور الله روحه واعاد الينا فتوحه كان جامعا
لعلوم الشريعة والطريقة وحقيقا لرموز المعرفة

والحقیقة له واقعات جمیله وکرامات اثیله ورسایل محررہ ومکاتیب مبتکرہ وقصاید وحدیه وغزلیات تجدیه ونکات وجودیه وکلمات شهودیه بعضها بالعربیه بعضها بالفارسیه وقد تشرف برویته صلی الله علیه وسلم فی الیقظة مرارا وخصه صلی الله علیه وسلم باسعادہ سرا وجهارا وقد قال محدثا بهذہ الهنیه فی قصیدته التائیه ؎ اتانی رسول الله فی عین یقظتی وجالسنی مستقبلا وهی قبلتی ، وعندی افراد السخای وبخطه ، اطالع باب الطاء منها بخلوتی ۔ الخ ۔ واختصرنا من کلامه علی هذا المقدار مناقبه کثیرہ شهیرة کالشمس فی رابعة النهار وکان له اصحاب اجلاء وتلامذة اولیاء ۔

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوئے

جیسے کہ عارف ربانی ۔ واصل حقانی ۔ صاحب واردات جلیلہ ومقامات

بتبلہ و انفاس متبرکہ و قبسات المیمنیہ شیخ اکمل و امجد مولانا حبیب اللہ ابن
مولانا شیخ احمد منور کرے اللہ تعالی آپ کی روح کو اور بہیجے ہمارے طرف
آپکے برکات کو۔ یہہ بزرگ علوم شریعت اور طریقت کے جامع اور رموز
معرفت وحقیقت کے عارف تہے۔ آپ کے حالات عُمدہ ہین اور آپ کی
کرامتین ثابت اور رسایل جانچے ہوے اور مکاتیب نادر اور قصاید یکتا
اور غزلیات بلند مرتبہ اور آپ کے نکات وجودیہ اور کلمات شہودیہ ہین
جن مین سے بعض عربی زبان مین ہین۔ اور بعض فارسی ہین۔ اور آپ نے
بارہا بیداری مین دیدار مبارک سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
شرف حاصل کیاہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخفی اور علانیہ
اپنی نوازش سے آپکو خصوصیت بخشی ہے جیسا کہ آپ نے اپنے ایک
قصیدہ تائیہ مین اس تہنیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے (ترجمہ
شعر) تشریف لائے رسول اللہ میری بیداری مین ؎ اور بٹہلایا مجھکو
اپنے سامنے اور آپ میرے قبلہ تہے ؎ اور میرے پاس اوسوقت
افراد سخاوی (نام کتاب) مصنف کے قلم سے لکہی ہوئی موجود تہی
اور مین اپنی تنہائی مین اوس کتاب کے باب الطاء کو دیکہہ رہا تہا

الخ۔ ہم نے آپ کے اسی قدر احوال پر اختصار کیا۔ آپ کے اوصاف بہت ہین کہ جو مشہور ہین مثل آفتاب کے جیسا کہ آفتاب رابع النہار مین آپ کے مصاحب جلیل القدر اور آپ کے شاگرد اولیاء تہے۔ انتہا

آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ شعبان ۱۱۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس ہجری مین بمقام بیجاپور واقع ہوا اور وہین آپکا مزار مبارک ہے۔

مولانا محمد نجیب قادری ناگوری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف کتاب الاعراس مین آپ کی رحلت کی تاریخ ۹ شعبان ۱۱۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس شب دوشنبہ بیان فرمائی ہے۔ اور یہہ صراحت کی ہے کہ آپ قوم نوائتہ سے تہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا صبغۃ اللہ قدس سرہ صاحب سجادہ قرار پائے جن کی بزرگیان اور فضایل باپ سے کم نہ تہین۔

(۲۸) حسین نایطی۔ الملقب بہ محتشم ابن حسن نایطی مشاہیر تجار سے ہین۔ بنگلور کے لکھ پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے۔ کپڑے کی تجارت مین آپ نے اپنی روشن خیالی اور فطرتی سلیقہ سے فروغ حاصل کیا آپ کی نیک نفسی اور خوش معاملگی کا شہرہ ملکون تک پہونچا۔ مدراس

پریسیڈنسی مین مولف نے تاجرین کے حلقہ مین آپکی بڑی تعریف سُنی ہے

(۲۹) حسین احمد نایطی۔ لوکہری لقب المخاطب بہ حسین احمد خان بہادر ابن محمد اسلم خان شایان مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نہایت ذی علم اور خداترس امیر تھے دربار والا جاہی سے آپ کو وکالت حیدرآباد کا عہدہ تفویض تہا آپکے فرزندارجمند محمد زندہ مغفور کی اولاد کو مدراس پریسیڈنسی مین برٹش انڈیا کے سول ملازمت کا اعزاز حاصل ہے

(۳۰) نواب حسین دوست خان نایطی۔ لوکہری لقب المخاطب بہ سالارالدولہ سالارالملک حسین دوست خان ارادت جنگ امرائے قوم اور مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تھے۔ یونانی طبابت سے آپ کو خاص دلچسپی تھی مالگزاری کے انتظام کا آپ کو بڑا سلیقہ تہا۔ حیدرآباد کے متعدد ضلاع کا انتظام امانی کے طریقہ پر آپ نے فرمایا حضرت مغفرت منزل علیہ الرحمہ کے عہد میمنت مہد مین آپ کا عروج ہوا ۱۲۲۲ھ مین بارگاہ خداوندی سے سالارالدولہ سالارالملک نواب حسین دوست خان ارادت جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عطا اور منصب پنجہزاری مع لوازمہ علم ونقارہ

کا اعزاز آپ کو عنایت ہوا ایک عرصہ تک فوج کی بخشی گری بہی آپکے
تفویض رہی جس کا صدر مقام ضلع ناندیڑ کی چہاؤنی نکہیڑ مین واقع تہا
متعدد مقامات پر باغیون کی سرکوبی مین آپ نے سعی بلیغ کی پہر انسداد
ڈکیتی کی مجلس مین شریک ہوے۔ مصنف گلزار آصفی نے لکہا ہے کہ
سالار الملک امیرے بود راست کردار راستی پسند۔ رعایا پرور۔
آبادان کار کہ گاہے شکوہ بدعملی اش در سرکار نرسید۔ مالگزار داد رس
پاسداری سخن بان مرتبہ داشت کہ گویا النقش کالحجر۔ ہموارہ در فکر
عاقبت مصروف۔ صاحب سلوک۔ اقربا پرور بود در سنہ یکہزار و
دو صد و پنجاہ ہجری بعالم باقی خرامید۔ بسیار اشخاص را کہ تنخواہ از سرکار
می یافتند افسوس گشت۔ مصنف تزک محبوبیہ نے بہی ضمناً آپ کا مختصر
احوال لکہا ہے۔ آپ کے خاندان کے متعدد یادگار اسوقت حیدرآباد
مین موجود ہین جو مراتب لایقہ اور اعزازات جلیلہ سے سرفراز ہین
جن کا تذکرہ اس کتاب مین ہوا ہے۔

(۲۱۳) **نواب حسین دوست خان نایطی۔** المعروف
بہ چندا صاحب مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کا ذکر خیر صوبہ کرناٹک

اور حیدر آباد کی متعدد تواریخ مین موجود ہے۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان مغفور نے اپنی تصنیف ماثر الامرا مین بہی ضمناً آپکا احوال مختصر لکہا ہے اور صاحب توزک والاجاہی نے کسی قدر صراحت فرمائی ہے۔ آپ اپنی قوم کے اعلے ظرف دار تہے اور ہمیشہ افراد قوم کے ممد ومعاون رہتے تہے۔ متعدد لڑائیون مین آپ نے جان بازی کی اور شجاعت وبہادری کے جوہر دکہلائے۔ حسان الہند مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرہ سرو آزاد مین لکہا ہے کہ جب محمد علیخان پسر انورالدینخان گوپاموی نے اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد قلعہ ترچناپلی کو مستحکم فرمایا تو اوسوقت ریاست آرکاٹ چندا صاحب کے قبضۂ اقتدار مین تہی چندا صاحب نے فرانسیسون کی مدد سے قلعہ ترچناپلی پر حملہ کیا۔ محمد علیخان المخاطب بہ انورالدینخان بہادر نے انگریزی فوج کے سردارون کو اپنا شریک حال کرلیا جب مقابلہ کی نوبت آئی تو انورالدین خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور چندا صاحب بتاریخ یکم شعبان ۱۱۶۵ھ گیارہ سو پینسٹھ ہجری اوسی مقابلہ مین مارے گئے آپ کے فرزندون سے نواب زین الدین خان نایطی نے نام آوری کے ساتھہ زندگی بسر کی جن کی تجربہ کاری اور

مردانگی کا احوال بضمن احوال نواب سعادت اللہ خان نایطی مصنف ماثرالامرا نے لکھا ہے۔ فرماتے ہین کہ زین الدین خان مردے غیور مزاج بود و باذل تخلص می کرد در جنگے بمردانگی جان درباخت۔ از وست

در دمن شرمندہ فیض طبیبان نیست نیست	بخیہ زخم منست از جوہر شمشیر ہا

(۳۲) مولوی حاجی حسین عطاء اللہ نایطی۔ ابن امام العلما قاضی الاسلام بدرالدولہ قاضی الملک۔ دادرس خان مستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی کنیت ابو احمد ہے۔ اور آپ کا عرف حافظ صاحب۔ ۲۰ شعبان ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین بمقام مدراس آپ متولد ہوے۔ علوم منطق و معانی ہیئت و ہندسہ اور فقہ مین فرد کامل۔ اور علم ادب مین لاثانی ہین۔ عرصہ دراز تک آپ سرکار نظام کے معزز عہدون پر کار فرما رہے۔ بتکمیل مدت ملازمت کے بعد چہہ سو روپیہ وظیفہ حسن خدمت پاتے ہین۔ فی زماننا امیراکبر نواب سر آسمانجاہ مغفور کے پاگاہ مین میر مجلسی کے عہدہ سے ممتاز ہین۔ نہایت حلیم الطبع سلیم المزاج۔ خداترس۔ راست باز اور خلیق شخص ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ خداوند کریم نے آپ کو دو

ہونہار فرزند عطا فرمائے ہین (۱) مولوی محمد غوث (۲) محمد صبغۃ اللہ قوم نوایط کے اکثر خاندان اپنی تقریبات شادی مین عقد کا خطبہ تیمناً آپ ہی کے زبان مبارک سے پڑہواتے ہین اور بلحاظ بزرگی و تقوے امارت قوم کے شایان خیال کئے جاتے ہین۔

(۳۳) **حسین علی نایطی**۔ چودہری لقب المخاطب بہ محمود علیخان والمتخلص بہ افصح ابن حاجی محمود علیخان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین دربار کرناٹک کے سربرآوردہ افراد مین آپکا شمار تہا حسین محمد خان چودہری لقب مدار المہام والا جاہی کے آپ حقیقی بہتیجے تہے سنہ ۱۲۱۰ ایک ہزار دوسو دس ہجری مین مولانا ابو العباس عبد العلی مدراسی کے حسن توسط سے آپ کا تعلق دربار والا جاہی مین قایم ہوا۔ خطاب آبائی سے سرفرازی حاصل کی۔ مشاعرۂ اعظم مین رسائی ہوئی نواب عمدۃ الامراء بہادر نے آپ کو افصح الشعراء کا خطاب عنایت فرمایا مصنف صبح وطن و تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ مزاجش بغایت شوخ و شنگ و نہایت ظرافت آہنگ بود شعر را خیلے سادہ می گوید و سر تلاش ندارد۔ از

تماشائیان بزم خیال وشمع افروزان حسن مقال است

وہو ہذا

	محو رخسار آن پریزادم		مثل آئینہ حیرت ایجادم	
	جان من عشق مرتضے دارد		محو او گشتہ حیدر آبادم	

ولہ

	دلا از پرتو مہر علی خورشید گردیدم		بیک جام ولایش مرشد جمشید گردیدم	

ولہ

	نیست سروے کہ لب جو پیداست		نخل آہے زگلستان من است	

(۴۳) **حسین محمد خان نایطی** - چودہری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کو سرکار والاجاہی کے دربار سے تعلق تہا۔ آپ نہایت ذی علم اور پرہیزگار رہتے۔ ہمیشہ اخفا کے ساتہہ غربا کی امداد فرمایا کرتے تہے سرکار والاجاہی کے مدار المہامی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا۔ نواب والاجاہ امیر الہند اعظم الامرا مختار الملک۔ سراج الدولہ محمد غوث خان بہادر۔ بہادر جنگ والی مدراس نے اپنی بے بہا تصنیف تذکرۂ گلزار اعظم مین ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے مصنف

گلدستہ کرناٹک نے بہی اجمالاً آپ کا احوال لکہا ہے۔

(۳۵) مولوی حفیظ الدین نایطی ۔ الملقب بہ کلان تر۔ ابن مولوی غلام دستگیر خان نایطی۔ سربرآوردہ افراد قوم سے ہین۔ آپ کا خاندانی سلسلہ ملا یحیےٰ نایطی المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری تک پہونچتا ہے جن کا تفصیلی احوال اس تاریخ مین لکہا گیا ہے۔ اپ کے والد ماجد کو نواب شمس الامرائے تیغ جنگ کے ہمراہی سے تعلق تہا۔ پائیگاہی امتیازی ملازم سمجہے جاتے ہتہے۔ مولوی حفیظ الدین کی ولادت ۱۲۷۰ھ بارہ سو ستہتر ہجری مین بمقام بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد واقع ہوئی۔ آپ نے تحصیل علوم دینی کے بعد سرکار نظام کے مدرسہ طبابت مین علم طب کو کامیابی کے ساتہہ حاصل فرمایا جس سے آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ اسوقت حیدرآباد مین آپ کا مطب مشہور رہے۔ نہایت توجہ کے ساتہہ اپنے مریضوں کا علاج فرماتے ہین۔ آپ کی ملازمت کا تعلق ابتدا ءً سررشتہ طبابت سے رہا پہر سررشتہ عدالت سے اور بالآخر سررشتہ مال نے آپ کو صیغہ کروڑگیری کا ڈپٹی کمشنر بنایا جہان سات سو روپیہ ماہوار سے ممتاز ہین۔ اور اپنی قابلیت اور اخلاق اور صفات حمیدہ کی وجہ سے فخر قوم سمجہے جاتے ہین

آپ کے ہونہار صاحبزادے کا نام محمد معین الدین ہے۔

ردیف خ

(۳۶) **سید خلیل الرحمن نایطی** - عرف بُدّن ہے صاحب المخاطب به نواب اہتمام جنگ بہادر بن سید محمد بن سید صالح بن سید رشید الدین مغفور نبیسہ حافظ حاجی محمد صادق علیخان نایطی مہاجر لقب (بخشی فوج آصفجاہ ثالث نوراللہ مرقدہ) مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کو ایک عرصہ تک علاقہ صرفخاص شاہی کے کنجون کی مہتممی کا عہدہ تفویض رہا۔ اور اب خانہ نشین ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے حلیم الطبع اور نیک بخت شخص ہین۔ گوشہ نشینی مین بسر فرماتے ہین۔

(۳۷) **خواجہ عمر نایطی** ابن نظام الدین نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے پوتے خواجہ محبوب مغفور کو سمستان گوپال پیٹہ کے انتظامی اختیارات مجموعی طور پر حاصل تھے مراتب عالیہ اور معاش جاگیری سے ممتاز ہوکر مدت العمر نہایت آب وتاب کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد نظام الدین نایطی حیدرآباد مین حی القایم ہین اور اپنے آبائی جاگیرات مادہورا وپلی۔ نظام آباد سے سرفراز۔ آپ نہایت سنجیدہ

مزاج اور ذی سواد شخص اور نواب صولت جنگ بہادر کے داماد ہین۔

ردیف د

(۳۸) **نواب دوست علیخان نایطی**۔ نام آوران قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب سعادت اللہ خان والی ارکاٹ کے ہمشیرہ زادے تھے۔ جو اپنے ماموں کی رحلت کے بعد مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے جب مرہٹون نے چڑہائی کی تو اون کے مقابلہ مین آپ کو شہادت کا مرتبہ ملا صاحب ماثر الامرا نے ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ رورن جی یوپ اور کرنل ولکس مصنفین میسور ہسٹری نے بہی اپنے تصانیف مین آپ کا احوال لکھا ہے۔ آپ بڑے صاحب الرائے اور ذکی الطبع شخص تھے۔ آپ کے فرزند صفدر علی خان نایطی کا ذکر بہی بعض تصانیف مین پایا گیا ہے۔

(۳۹) **مولوی۔ رحمت اللہ نایطی**۔ رسا تخلص برادر بزرگ حبیب اللہ ذکا بن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے بزرگون کا وطن بیجاپور رہے آپ کے جد ماجد نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے۔ اور بالآخر صوبہ مدراس کے ضلع نلور مین آپ نے سکونت اختیار کی۔ حضرت رسا کی پیدائش ۱۲۳۰ھ

بارہ سو سینتیس ہجری مین بمقام نلور واقع ہوئی۔ مولوی محمد بدل علی بنگالی
اور میر مہدی ثاقب سے آپ نے عربی و فارسی کی استعداد بہم پہونچائی
اور شعر و سخن کا مذاق حاصل کیا۔ آپ کی فطرتی ذکاوت رسائی طبیعت۔
خوش انتظامی۔ روشن خیالی نے آپکو ترقیات مدارج کے رتبہ پر پہونچادیا
ابتداءً آپ نے برٹش انڈیا کے کورٹ مین نہایت آب و تاب کے ساتھ
وکالت کی اوسی عرصہ مدت مین آپ کی تجارت کو فروغ ہوا پھر ریاست
وینکٹ گیری کے مدار المہام منتخب ہوے جہان آپ کی حوصلہ مندی اور علمی
اور عملی معلومات کی بدولت آپ کی شہرت ہوئی۔ مولف نے آپ کی
ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ عجب معلومات کے شخص تھے۔ آپ کے
بُشرہ سے اقبال کے آثار نظر آتے تھے۔ آپ کے رعب و داب کا اثر معاصرین
کے قلوب پر قایم تھا با این ہمہ منزلت نہایت خلیق اور منکسر المزاج تھے
آخر عمر مین آپ نے خانہ نشینی اختیار کی اور اپنے املاک اور اراضی کے
انتظام مین زمیندارانہ طریقہ پر بسر فرمائی۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم و
واشارات بنیش نے آپ کا احوال بر سبیل اجمال رقم فرمایا ہے۔
محمد ابو الحسن نایطی آپ کے لخت جگر ہین اوسی مقام پر سکونت رکھتے ہین

مرحوم کے طبعزاد کا انتخاب لاجواب ہے۔

	وہو ہذا	
زگلزار امل نتوان بغیر از غنچہ چید اینجا چو گشتم خاک دریا و خط سبز و رخ گلگون		دل نشکستہ می بخشد ز جمعیت نوید اینجا دہد بوی گل و ریحان اگر خارے دمید اینجا
	ولہ	
از پردہ صبرم کشد از طرز حجابت زاندم کہ خط آمد نفرستاد مرا خط		بے پردگی من کشد از چہرہ نقابت روز طرم شب شدہ در عہد شبابت
	ولہ	
ساز دل وقف نوائیست کہ من می دانم ز دسوی تربت من بعد فنا گاہے چند		رگ جان تار صدائیست کہ من میدانم این قضا نیز ادائیست کہ من می دانم
	ولہ	
بکشا لب سوال کہ رنجند منعمان گشتم غبار و برد صبا تا بکوی او		سوفار در زمانہ بہ پیکان برابر است افتادگی بہ تخت سلیمان برابر است
	ولہ	
بزم اگر جلوہ دہد بے رخ دلبر در چشم		شکل خمیازہ نماید لب ساغر در چشم

بسکہ در خلوت او بار نمی دارد غیر		جلوہ آرا نشود مہوشں دیگر در چشم
بے نظیر است رسا در ہمہ آفاق نظیر		نگہ از فیض نظر گشتہ منور در چشم
	وله	
یقینم شد ز آئین حباب این امر وجدانی		کہ ترک خویشتن باشد دلیل قرب ربانی

(۴۰) رضا حسین نایطی - جدی لقب المتخلص بہ افسر ابن سعید حسین خان جدّی جاگیرداران خطہ کرناٹک سے گزرے ہین - آپ ۱۲۱۹ سنہ بارہ سو اونیس ہجری مین بمقام بلدہ ویلور متولد ہوے - عالم شباب مین مدراس آئے - اور مولوی ارتضا علیخان بہادر گوپاموی کے فیضان تلمذ سے سواد کانی بہم پہنچا کر مشاعرۂ اعظم مین آپنے رسائی پائی - منشات افسری - تحفۃ الانشا - دیوان افسر فارسی و ہندی یہہ چار کتاب آپ کی اعلی قابلیت کے یادگار ہین - مصنف تذکرہ گلزار اعظم اعنی امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس نے لکھا ہے کہ تیزی طبع و حضوری مزاج بحدے داشت کہ در یک جلسہ غزلے بل قصیدہ می نگاشت ناظم طبعش از نہر انتظام بدین آئین بر سر فرمانروائے سخن می نہد -

دلم آسودہ بزلف تو مزن شانہ دگر		خار در سینہ زند ہر سر دندانہ مرا



بسکہ در شیشہ دل عشق تو افسون دارد		این پریخانہ بود کعبہ و بتخانہ مرا
	ولہ	
سبز رنگان صندل درد سرم زان گشتہ اند		کز صداع ہجر پیدا کردہ ام سرسام را
	ولہ	
جہان پامال عشقش حسن وز افزون تماشا کن		بنازم دلبری را ہر دم اعجاز مبیین دارد
	ولہ	
چو دیدم رنگ ہائے عالم افسر		دلے میخواہم از ہستی رمیدہ

(۱۴) قاضی۔ رضی الدین مرتضیٰ نایطی۔ ابن قاضی محمود کبیر علماء قوم سے گذرے ہین۔ آپ عالم متبحر۔ فرد فرید تھے ابراہیم عادل شاہ کے عہد شاہی مین آپ نے تحفۃ الحقیر کے نام سے فن صنائع و بدائع مین ایک کتاب تصنیف کی جو مقبول بارگاہ سلطانی ہوئی۔ قضاۃ بندر گووہ کی خدمت آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کے نام منتقل ہوئی۔ فرمان شاہی مترشدہ۔ ۲۰ محرم ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری کی نقل مولف کے نظر سے گزری ہے۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے۔

(۴۲) رفیع الدین خان نایطی - تانتلی لقب ابن محمد ادریس مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کے جد اعلے ابراہیم عرب تھے - جو افراد قوم کے ساتھہ ہندوستان تشریف لائے اور رکوکن مین مقیم ہوے - رفیع الدینخان کو نوابی صوبہ ارکاٹ کے زمانہ مین شاہی ملازمت سے تعلق تھا - اور اوسی دربار سے خانی کا خطاب ملا - مدراس پریسیڈنسی کے ضلع نلور مین آپ سکونت پذیر رہے - آپ نہایت ذی وجاہت اور روشن خیال شخص تھے آپ کی اولاد سے مولوی محمد غازی الدین - غازی تخلص نے مقام مذکور پر نام آوری کے ساتھہ اپنا زمانہ ختم کیا - یہہ مولف کے حقیقی نانا تھے رفیع الدین خان نایطی کے دوسرے فرزند حاجی حسین نایطی کے پوتون مین (۱) محمد عبد العزیز (۲) محمد حسین (۳) محمد عبد الغفار حیدرآباد مین سرکار نظام کے نمک خوار ہین نمبر (۱) و (۲) کاسب و شاغل اور بڑے نیک بخت شخص ہین نمبر (۳) اپنی فطرتی ذکاوت اور علمی معلومات کے لحاظ سے منتخب اور منتظم -

(۴۳) رکن الدین حسن نایطی - ابن محی الدین کوکنی تجار مشاہیر قوم سے ہین - بمبئی پریسیڈنسی کے مستقر تعلقہ بھٹکلہ پر آپ کی تجارت کا

دار الصدر رہے۔ اناج کی تجارت مین آپ کا فروغ ملکون پر مشہور ہے
تجار معاصر آپ کو لک پتی تاجر کہتے ہین۔ آپکی علمی قابلیت بہت کم ہے
لیکن اپنے فن کا عملی تجربہ بخوبی حاصل ہے۔ مولف نے آپ کے بعض
ہم وطنون سے ملاقات کی جو بالاتفاق آپکی خوش معاملگی اور نیک نفسی
کے مداح پائے گئے۔

ردیف ز

(۴۴) **حکیم شاہ زین العابدین نایطی** مایل لقب وارع
تخلص ابن غلام محمد خان مایل المخاطب بہ رضا حسین خان مشہور ر
الطبار قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے اجداد کا وطن دہلی تہا۔ نواب سعادت اللہ
خان نایطی صوبہ دار کرناٹک کے زمانہ مین وطن سے ترک تعلق کر کے
ارکاٹ تشریف لائے اور بلدہ محمد اپور مین اقامت اختیار کی نواب
ممدوح کی وفات کے بعد اوایل شباب مین مدراس کی اقامت پسند
فرمائی اور علماء وقت کے فیضان صحبت سے بہرہ اندوز ہوے۔
آپ نہایت ذی استعداد خصوصاً علم حدیث مین مستند مانے جاتے
تہے۔ جفر۔ تکسیر۔ نجوم اور رمل مین بہی آپ کو کامل دخل تہا۔ طریقت اور

سلوک مین سید شاہ احمد اللہ قادری قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی تہی۔ آپ کے فضایل علوم کا اعلیٰ یادگار آپ کے تصانیف ہین جو فتاوی جمعہ۔ رسایل لیلۃ القدر۔ صدقۃ الفطر۔ تکمیل المہام فی الصیام تبصرۃ المواہب۔ مرأۃ الحق۔ تکمیل الحجۃ فی بیان السنۃ والبدعۃ۔ کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین کے نام سے مشہور ہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی طبع زاد کا انتخاب حسب ذیل کیا ہے۔

سادہ لوحانرا تحمل از جفائے خلق نیست		یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
	وله	
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او		چو صیاد یکہ دامے گسترد آہستہ آہستہ
	وله	
ہوشیار رے ظلمت افزائے نگاہ باطنی است		بیعت دست سبو کشف الغطا باشد مرا
	وله	
در شہود آن پری شبہا مراقب بودہ ام از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا		بیخودی ناگہ جنون انگیخت فتح اللباب شد کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد

(۵۴) زین العابدین نایطی۔ المتخلص بہ دیوان شعرائے

مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب علی دوست خان نایطی کے داماد اور نہایت ذی اعتماد تھے۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے لکھا ہے کہ او از روسائے قوم نایط این سرزمین است مردے رنگین طبیعت پاکیزہ طینت عالی ہمت بود عموماً باہمہ اشخاص خصوصاً با ارباب ہنر ذوی الاختصاص مراعات شایان و تواضع نمایان می نمود۔ باآنکہ از ثروت دستگاہان زمانہ خویش و در کثرت ساز و سامان ممتاز مجمع بیگانہ و خویش بود۔ دامن از ارتباط دنیا برچید و ہیچو وارستہ مزاجان در گوشہ خلوت انزوا گزید۔ غرض این مرد عجیب ذی ہمت و حاتم خصلت بود ہر کس کہ از خویش و بیگانہ بخانہ اش فرا رسید۔ اقسام اشیاء نفیسہ کہ آنرا فراہم می نمود بکمال ملاحظہ پیش آن مردم می کشید۔ بعد دیدنش ہر کسی کہ تعریف چیزی نفیس از آن بعادت معہود میساخت آن شے را باوم حمت میکرد اگر کسی ابا می کرد ناخوش می شد و باغراق در قبولیت آن الحاح میساخت آخر آن کس چار و ناچار بقبولیت آن می پرداخت ہمین یک شعر از

طبع زاد اوست۔

دیوان عروج نشۂ حق در شریعت ست		سنگ سیاہ بر قدح خمر و نبک زن

ردیف س

(۴۶) نواب سعادت اللہ خان نایطی کوکنی لقب۔ مشاہیر روسائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا اصلی نام سعید کوکنی تہا خطاب خانی کے بعد سعادت اللہ خان سے مشہور ہوے۔ صاحب توزک والاجاہی نے لکھاہے کہ آپ اپنے حقیقی برادر غلام علی کوکنی کے ساتہ شہنشاہ عالمگیر کے لشکر مین وارد ہوے۔ داؤد خان سپہ سالار فوج کی حُسن توسط سے ابتداءً آپ کا تعلق منصبداران شاہی کے زمرہ سے ہوا اور پہر آپکی مجسم قابلیت اور شہنشاہ عالم گیر کی مردم شناسی اور حفظ مراتب نے آپ کو خطاب سعادت اللہ خان سے امتیاز بخشا۔ اکیس سال تک صوبہ کرناٹک کے نائب اور پانچ سال تک خود مستقل صوبہ دار اور فرمانروا صوبہ رہے۔ نہایت دین دار اور خداترس شخص تہے آپ کی ذات ستودہ صفات سے خلق اللہ کو نہایت آرام نصیب ہوا۔ صاحب ماثر الامرا فرماتے ہین کہ او از قوم نوایت بود در عہد خلد مکان بتصوبہ

ذوالفقار خان بمتصدیگری ضلع کرناٹک حیدرآباد مامور شدہ باستقلال
بہ کارہاے انجامی پرداخت وبحسن عمل باخرد و بزرگ آنجا سلوک نمود
نامے بہ بزرگی برآورد وچون پس از کشتہ شدن مبارزخان نظام الملک
آصف جاہ عزیمت آن ضلع نمود۔ او بمقتضاے دوربینی باستقبال پرداختہ
زرہائے موجودہ گزرانید و قرین عزت و اعتبار رخصت تعلقہ یافت

ومدت ہا در آن مرز بوم بہ نیکنامی وداد و دہش بسر برد الخ سنہ ۱۱۴۵

گیارہ سو پینتالیس ہجری مین بمقام محمد پور ارکاٹ آپ نے رحلت فرمائی۔ جامع مسجد کے صحن مین آپکے مزار کا گنبد مشہور ہے۔

(۷۴) سعید محمد خان نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ٹیپو سلطان والی میسور کے زمانہ مین آپ کو فوج کی سرکردگی تفویض تھی۔ رورن جی۔ یو۔ پوپ نے اپنی تالیف ٹسٹ بک آف انڈین ہسٹری مین آپ کو صاحب حکومت لکھا ہے اور بر سبیل اختصار آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

(۴۸) مولوی حکیم سلطان علی نایطی۔ المخاطب بہ مسیح نواز خان بہادر نامی افراد قوم سے تھے۔ نوابی مدراس کے زمانہ مین آپ کا شمار

حاذق الطبا رہین تہا۔ دربار والا جاہی سے مسیح نواز خان کا خطاب
آپ کو عطا ہوا تہا۔ آپ نے نہایت نیک نامی اور ہردل عزیزی کے
ساتہہ اپنی زندگی بسر کی آپ کی رحلت کے بعد آپ کے نواسے حکیم محمد
غوث غیاث لقب آپ کے جانشین قرار پائے اور بقید حیات ہین
نواب خیر النسا بیگم مغفورہ محل خاص رئیس مرحوم کی زندگی تک آپ
اون کے اسٹاف سرجن رہے۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا
شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج اور بردبار شخص ہین۔

ردیف ش

(۹۴) **شایق علیخان نایطی**۔ شایق تخلص ابن احمد ابو تراب
قادری مشاہیر قوم سے گزرے ہین مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین
که اکثر بزرگان سلسلہ نقشبندیہ مثل سر دفتر اولیاء والا مناقب حضرت
امام المدرسین مولوی محمد حسین الشہید البیدری رحمۃ اللہ علیہ و حضرت
قاضی محمود و محرم اسرار الہ مولانا حبیب اللہ قدس سرہما از ہم پیوندی
چون شیر و شکر آمیختہ و مانند آب و گوہر پیوستہ از کسب علوم فارسی
بتحصیل رنگ اعتبار پرداخت و باستفادہ صحبت بابرکت میرزا علی

بحث اظفری در عروض و قوافی خود را سنجیدہ روزگار ساخت دیوانے
مختصر دارد کہ در فن شعر بیعدیل و در علوم عربیہ قریب التحصیل است۔ روضۂ قدسیان آپکی تالیفات کا اعلےٰ نمونہ اور مثنوی ہندی الموسوم بہ نگارستان آپکی بے شمار تصانیف مین نامی کتاب ہے۔ نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے زمانہ مین خطاب خانی آپ کو عطا ہوا۔ اور نواب شمس الدولہ بہادر کی اوستادی کا شرف ملا ۱۲۴۹ بارہ سو اونچاس ہجری مین رحلت فرمائی۔ مصنف تذکرۂ صبح وطن فرماتے ہین کہ آپکا اصلی نام غلام محی الدین ہے۔ صاحب اشارات بنیش نے بھی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔

می کشد ناز عشوہ خیز مرا	نیست حاجت بہ تیغ تیز مرا
مرگ تلخ است جاے شربت قند	ساقیا مے بحلق ریز مرا
شد ز مژگان شوخ و شنگ کسے	با قضا پنجۂ ستیز مرا
سایہ آساست دل ملازم تو	کے ز پایت بود گریز مرا
از تہ خاک تشنہ ات ساقی	آید آواز کہ بریز مرا
جوہر تیغ ابروست دانم	زانکہ دادند طبع تیز مرا

شایق قامت کسی ہستم	نیست پروائے رستخیز مرا
ولہ	
ازخون دلم طرفہ بہارست بہ بینید	این چاک جگر خندہ نارست بہ بینید
نازش دل من می برد و غمزہ قرارم	ہر جنبش او برسر کارست بہ بینید
دامن بدلم ماند پس از مرگ تہ خاک	پروانۂ او شمع مزارست بہ بینید
در شوق تمنائے رخش باغ ارم را	از بہر دعا دست چنارست بہ بینید
آراستن ماہ رخش بسکہ تمناست	از مہر فلک آئینہ دارست بہ بینید
خاکیم وزند جوش ز ماہستی چشمش	مردیم و بسر طرفہ خمارست بہ بینید
شایق چہ نماید صفت حضرت خالق	مفقود از آن بحر کنارست بہ بینید

(۵۰) **مولوی حکیم شرف الدین نایطی** - تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد سعید مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے جد اعلے حافظ ابراہیم عرب کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا نشو نما ریاست حیدرآباد مین ہوا۔ عربی اور فارسی مین ذی استعداد تلنگی زبان سے بخوبی ماہر ہین۔ فن طبابت سے بہی آپ کو دلچسپی ہے۔ سرکار نظام کے مالی اور عدالتی امتحانات مین

کامیاب اور سر رشتہ مالگزاری مین تعلقہ کے تحصیلدار اور سر رشتہ عدالت سے اوسی تعلقہ کے ناظم عدالت ہین ذکی الطبع واقف کار افسرون مین آپ کا شمار رہے۔

(۵۱) **شرف الدین علی خان نایطی**۔ چودہری لقب المتخلص بہ نگین۔ نام آوران قوم سے گزرے ہین امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ صبح وطن مین آپ کو شہر اوستاد وقت کہا ہے اور فرمایا ہے کہ متعدد شعرائے نامی جیسے معجز۔ والا۔ فایق۔ و رایق وغیرہ کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل تہا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے آپ کا مختصر احوال نہایت خوبصورتی سے لکہا ہے۔ فرماتے ہین کہ نقش نگین فکرش بر کرسی سخنوری بدرستی نشستہ و سکہ شہرت دستگاہ معنے یابی از دستکاری نقادش دل خواہ نقش بستہ۔ عقیق یمانی پیش لعل رُمانی سخنان رنگینش بے رنگ و بہا و فیروزہ نیشاپوری در پہلوے سلک گوہر سیلابی الفاظش شستہ و صافش کم قدر و بے جلا۔ جوہر نامہ اشعارش بملاحظہ انتخاب رنگ تسطیری یابد۔

گریہ می آید مرا بر طالع فرزانہ ہا		بیخی را مفت بر دند از میان دیوانہ ہا
از برای ساز سوز شعلہ طبعان شاہ عشق		می نویسد بر پر پروانہ ہا پروانہ ہا
	ولہ	
تا تو اے خورشید پیکر در دلم جا کردہ		دیدہ ام را مشرق برق تماشا کردہ
دو رچشم بد زخط سبزت اے مرہم نواز		نسخۂ امید عاشق را محشا کردہ

(۵۲) حکیم شرف الدین علی خان نایطی - المتخلص بہ انست ابن مبارز الدین خان بہادر اطبائے مشاہیر خطہ کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ کو فن طبابت مین یدطولے تہا۔ طبیب حاذق سے مشہور رہتے رنگینی طبیعت اور موزونی مزاج نے آپ کے کلام کو گلزار اعظم تک پہونچایا۔ مصنف تذکرۂ گلزار اعظم فرماتے ہین کہ نخل وجودش از چمنستان کرناٹک سر کشیدہ۔ غنچہ طبعش بہوائے تربیت نخلبندان این بوستان شگفتگی بہم رسانیدہ۔ آخر عمر مین آپ نے ادہونی کا ارادہ فرمایا جہان نواب شجاع الملک بہادر ناظم ادہونی کے پاس ملازمت سے ممتاز اور خطاب خانی سے سرفرازی پائی ۱۲۰۴ بارہ سو چار ہجری مین رحلت فرمائی۔ آپ کے نتیجہ فکر کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

نظارہ محو جلوہ جانانہ میرسم	دیوانہ ام ز سیر پریخانہ میرسم
شیخ و برہمن از حرم و دیر مژدہ	زنار بند سبحۂ صد دانہ می رسم
ہرگز ببوئے من نگہے آشنا نکرد	حسرت نصیب نرگس مستانہ می رسم

(۵۳) مولوی شمس الدین نایطی چچا کو ابن محی الدین مشاہیر قوم سے ہین۔ مستقر تعلقہ بھٹکلہ متعلقہ بمبئی پریسیڈنسی پر آپ کی تجارت جاری ہے بلحاظ آپ کے علم وفضل کے سربراوردہ علمائے قوم مین آپ کا شمار رہے ہے۔ بڑے نیک بخت اور صاحب تقوے۔ مغتنم افراد قوم سے سمجھے جاتے ہین۔

(۵۴) مولانا شہاب الدین محمود نایطی۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ اپنے معاصرین مین لاجواب فرد تھے آپ کا علمی تبحر اور آپ کی فضیلت کا مرتبہ نہایت بلند تھا علوم معرفت مین کامل سمجھے جاتے تھے حقایق آگاہ مولانا باقر نایطی رحمۃ اللہ اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین آپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے فرماتے ہین کہ قال انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماء ومشاھیر العرفاء ومنھم مولانا شہاب الدین محمود

قدس سرہ - سمعت بماثرہ العلمیۃ من الثقات ولم اظفر

بشئ من فوایدہ المستجادات (ترجمہ) بے شک اس قوم سے بابرکت

بین علماء اور مشہور عارفین پیدا ہوے ہین کہ جن مین سے مولانا

شہاب الدین محمود قدس سرہ ہین - مین نے آپ کے علمی فضائل

کو معتبر لوگون سے سنا ہے - اور آپ کی تصانیف مجھکو نہین ملین -

ردیف ص

(۵۵) حکیم صبغۃ اللہ نایطی المتخلص بہ عتیق ابن حکیم محمد عنایت اللہ الطباے قوم سے گزرے ہین - آپ بڑے متبرک ذی علم اور صاحب کمال بزرگ تھے - امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ آپ نے مدت العمر کسی بیمار سے حق العلاج نہین قبول فرمایا اگرچہ دربار والا جاہی سے آپکو ملازمت کا تعلق تہا لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین آپ نے بعض اہل دربار کی ناموافقت طبائع کی وجہ سے خدمت سے استعفا دیا - زبان عربی کے نامور ادیب تھے عربی اور فارسی دونون زبانون مین سخن سنجی کا مذاق آپ کو حاصل تہا - مصنف اشارات بنیش نے بہی

آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔ سنہ ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبعزاد کا انتخاب آپکا اعلے یادگار ہے۔

بسر خاک و بلب آہ و بچشم آب و بدل آتش		کہ دارد در دیار عشق سامانے کہ من دارم
دل سی پارہ ام را کرد ریحان خطش غارت		خط زنگار آخر خورد دستر آنی کہ من دارم
	ولہ	
کدام شعلہ رخ از داغ عشق سوخت دلم		کہ سوز دل ہمہ شب شمع وار تن میسوخت
مگر ز نالۂ موزون من فتاد آتش		کہ عندلیب نواسنج در چمن میسوخت

رباعی نہہ تشبیہ

رویت چمن و غنچہ دہن عارض گل		لب لالہ بنفشہ خال و زلفت سنبل
خط سبزہ زبان سوسن و چشمت نرگس		خوی نم مژہ خار و دل عاشق بلبل

(۵۶) **مولوی صفدر حسین نایطی۔** سعید لقب ابن مولوی محمد محی الدین مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا وطن ریاست میسور ہے جہان ٹیپو سلطان کے عہد مین منظر آباد کی قلعداری کی خدمت آپ کے والد ماجد کے تفویض تہی۔ آپ کے اجداد کو بہی اوسی ریاست کے نمکخواری کا اعزاز حاصل تہا۔ مولوی محمد محی الدین مغفور اپنی عمر کے آخر حصہ مین

حیدرآباد تشریف لائے اور خدمات لایقہ سے ممتاز رہے مولوی صفدر حسین نے سرکار آصفیہ کے انجینرنگ کالج مین تعلیم پائی اور اول درجہ مین کامیاب ہوکر سررشتہ تعمیرات اضلاع مین ملازمت حاصل کی جہان اسوقت پانسو روپیہ ماہوار کے ساتھہ حدود ارضی ضلع کے مہتمم ہین۔ ۱۳۰۹ فصلی کی قحط سالی مین اے جے ڈنلاپ سی۔ آئی۔ ای کمشنر قحط کے حسن انتخاب سے آپ نے بطور اسپشل ڈیوٹی کام کیا۔ نواب غالب الملک بہادر نے حیدرآباد کی موسی ندی کے پل کی تیاری مین جو نواب ممدوح کے صرفہ ذاتی سے تیار ہوا ہے آپ کے علمی معلومات سے مدد کافی حاصل کی۔ آپ جوان صالح منکسر المزاج اور نہایت فریس افسر ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔

(۵۷) **نواب صفدر حسینخان نایطی**۔ ابن نواب علی دوست خان بہادر ناظم کرناٹک مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نواب علی دوست خان کی شہادت کے بعد آپ صوبہ دار مستقل قرار پائے۔ مصنف توزک والاجاہی نے لکھا ہے کہ آپ کی عہد حکومت مین افراد قوم کے ساتھہ آپ نے نہایت عمدہ سلوک کیا۔ اعیان دولت اور امرائے ریاست

آپ کو دل سے پسند کرنے لگے۔ لیکن نا خدا ترسونکی سازش نے شب برات ۱۱۵۵ گیارہ سو پچپن ہجری مین زہر کے ذریعہ سے آپکا کام تمام کیا۔ صاحب ماثر الامرا نے بہی ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۵۸) مولوی صفی الدین محمد نایطی۔ ابن حاجی مولوی قادر مرتضی حسین المخاطب بہ نواب سالار الملک بہادر امیر دربار والا جاہی حیدرآباد مین باعث افتخار قوم ہین آپ کی عربی اور فارسی استعداد نہایت درست فی زمانا معتمد عدالت وکوتوالی کے دفتر مین نتظمی کا عہدہ رکہتے ہین آپ کی آمدنی کا بڑا حصہ غربا کی امداد او راعانت مین صرف ہوتا ہے۔ صایم الدہر اور قایم اللیل بزرگ ہین۔ آپ کی فروتنی اور آپ کا انکسار جوہر ذاتی کی خبر دیتا ہے۔ آپ کے صاحبزادون سے مولوی محمد مرتضے نے خداداد ذہانت اور طبیعت پائی ہے۔ اوایل شباب مین عالم فاضل کے امتحان سے فارغ ہو کر تحصیل علوم دینیہ مین مشغول ہین۔ مولف تاریخ کو دونون کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔

(۵۹) مولوی حکیم صفی الدین محمد خان بہادر نایطی المتخلص بہ ناصر ابن قادر علیخان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب

شرف الملک بہادر کے داماد تھے۔ سرکار والاجاہی سے آپ کو تعلق
تھا۔ فن طبابت مین نہایت کامل اور طبیب حاذق سے مشہور اور
اپنے صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے لحاظ سے ہر دل عزیز تھے
آخر زمانہ عمر مین آپ نے ریاست حیدرآباد مین سکونت اختیار کی
حضرت غفران منزل علیہ الرحمۃ کے مرشدزادگی کے زمانہ مین معالجہ
اقدس کا اعزاز حاصل کیا ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین وفات
پائی شاہ یوسف صاحب قدس سرہ کی درگاہ مین آپ کا مزار ہے
جناب امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس علیہ الرحمہ
اپنی بیش بہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرماتے ہین کہ مردے بود
رنگین صحبت و صاحب خلق و مروت بہ وجاہت ظاہری آراستہ
و بہ محاسن باطنی پیراستہ۔ در خوش تقریری و حاضر جوابی معروف
و بخوش وضعی و خودداری موصوف۔ از ابتداے حال تا انتقال
بکمال اعتبار بود و بہ نہایت عزت و وقار گزراوقات می نمود ناصر
فکرش در قلمرو سخن بر لشکر مضامین چنین نصرت دارد۔

چو خس از بادمی جنبم ز فیض ناتوانی ہا	ز آہ خویش می غلطم ز پہلوے بہ پہلوے

زشوق آب تیغش میطپد در موج خون تا سر		برنگ نیم جانے تشنہ کامے بر لب جوے
	وله	
راز دل نہ نہفت آخر دیدہ گریان ما در رگ جان زلف مرغول کہ سودا ریختست		سیل بیرون برد گنج خانہ ویران ما طرہ سنبل بود ہر نالہ پیچان ما
	وله	
بسان شانہ سراپا زبانم و سر موے بحال ناصر آشفتہ دل کہ پروا رد		زشرح قصہ زلف دراز فرصت نیست ترا ز ناز و مرا از نیاز فرصت نیست
	وله	
بگوشم از زبان فیض او آمد نوید اینجا زبان برگ گل با بلبل شوریدہ میگوید		بہار ارغوان ہیچ شد از خون شہید اینجا بہشت نالی دلے چون غنچہ می باید دوید اینجا

(۶۰) مولوی حاجی - صلاح الدین نایطی - غریب لقب بن حاجی محمد عبد اللہ المخاطب بہ غلام اہل بیت خان بن مولوی حاجی محمد رفیع الدین المخاطب بہ امیر نواز خان مغفور علماے حیدرآباد سے ہین - آپ کے جد اعلے حاجی مولوی رفیع الدین قدس سرہ بڑے متقی اور با خدا شخص تھے آپکی بزرگی اور فضایل سے زمانہ واقف ہے - قصبہ مدہول من تعلقات

سرکار آصفیہ متعلقہ ضلع اندور مین آپکا مزار واقع ہے آپکا سالانہ عرس
سرکار عالی کے مصارف سے ہوا کرتا ہے۔ آپ کے والد ماجد غلام اہلبیت
خان بہادر منصبدار آصفجاہی ابتدائً بالنواڑہ کے تعلقدار رہے اور
پھر راجہ چندو لعل بہادر کے عہد حکومت مین پولیس کی ضلعداری کا
عہدہ آپ کے تفویض ہوا باغیون اور مفسدہ پردازون کی سرکوبی
مین کامیاب ہوکر مورد توجہات سرکار رہے۔ آپ کے چچا مولوی
حاجی محمد یوسف علی خان داراب جنگ مرحوم کا احوال جداگانہ لکھا
گیا ہے۔ مولوی۔ حاجی صلاح الدین اس خاندان کے اعلےٰ یادگار ہین
آپ باعتبار علم و فضل ۔ زہد و تقوے۔ پابندی احکام شریعت عزا
فطرتی انکسار اور اخلاق حسنہ کے ۔ ہر طرح سے قوم کے لئے
باعث فخر ہین اگرچہ دنیوی اعزاز منصب سے سرفراز ہین لیکن فقیرانہ
گوشہ قناعت مین بسر فرماتے ہین۔ جن کی ذات ستودہ صفات
مغتنمات سے ہے۔ مصنف کتاب تطیب الاخوان بذکر علمای الزمان
نے بھی اپنی معزز تصنیف مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے دو
صاحبزادے (۱) مولوی حکیم محمد عبداللہ (۲) مولوی محمد عبیداللہ ہانا بیت

لایق اور دیندار سرکار عالی کے منصبدار و نمک خوار الولد سرّ لابیہ
کے مصداق ہین۔

(۶۱) نواب صمصام الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ ناظم جنگ
بہادر امراے قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب حسین دوست خان
سالار الملک کے پوتے اور عسکری خان شیر افگن جنگ کے فرزند ہین۔
آپ اپنی زندگی تک آبائی معاش جاگیری سے سرفراز اور معاصرین
مین ممتاز رہے۔ آپ کے محامد صفات اور آپ کی نیک نفسی کی تاریخ
خلق اللہ کی زبان پر باقی ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد عسکری
خان نایطی اپنے باپ کے جانشین اور جاگیرات کے اعزاز سے سرفراز
ہین جن کی ذاتی قابلیت قابل تعریف ہے۔ سرکار نظام نے بلحاظ
قابلیت ذاتی و اعزاز خاندانی سررشتہ مالگزاری مین آپکو ضلع کی
سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔

ردیف ع

(۶۲) عابد علی خان نایطی۔ ولوائی لقب المتخلص بعابد المخاطب
بہ نواب صولت جنگ بہادر بن ناصر علیخان نایطی بن حضرت شاہ محمد

حسن قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ محمد درویش امرائے
حیدرآباد سے ہین۔ آپکا سلسلہ نسب حاجی عبدالقادر نایطی المخاطب
بہ معتبر خان عالمگیری تک پہونچتا ہے جو ملا احمد نایتہ وزیر اعظم بیجاپور کے
بھانجے اور داماد تھے جنکا تذکرہ صاحب ماثر الامرا نے ضمناً فرمایا ہے
آپ کے اجداد درجہ اعلےٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تھے جو بصرہ سے
کوکن آئے حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل اور
اور بزرگیون سے زمانہ واقف ہے جدا گانہ لکھا گیا ہے بدینوجہ کہ آپکے
جد امجد کے ساتھہ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ
بہادر نور اللہ مرقدہ) کو خاص عقیدت تھی۔ حضرت ممدوح نے آپ کے
والد ماجد میر ناصر علی نایطی اور آپ کے عم محترم میر احمد علی نایطی کو مرشد
زادہ بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے
منتخب فرمایا۔ جب نواب ممدوح سریر آرائے سلطنت ہوے تو میر
احمد علی کو خانی اور بہادری کے ساتھہ نواب صولت جنگ کے خطاب
سے سرفراز ہی بخشی۔ میر ناصر علی نایطی نے باوجود اصرار کسی خطاب
کو قبول نہین فرمایا۔ ان دونون بھائیون کو بارگاہ خسروی سے

خدمات خاص کے ساتھہ معاش جلیلہ عطا ہوئی اور بلحاظ اوسی عقیدت کے جو اس خاندان کے ساتھہ رئیس مغفور اور خود بدولت کو حاصل تھی میر ناصر علی نایطی کے دونون صاحبزادے یعنے میر عابد علی خان اور میر حافظ علیخان کو والی دولت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی کم سنی کے زمانہ مین اتالیقی کا اعزاز ملا اور حضرت ممدوح الشان کے مراحم خسروانہ سے دونون بھائی نہ صرف خطابات سے سرفراز ہوے بلکہ اپنے آبائی خدمات اور اعزازات سے بھی کامیاب ہوے نواب حافظ علی خان انتخاب جنگ بہادر کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے

نواب عابد علیخان بہادر ۱۲۸۷ھ ہجری مین بمقام حیدرآباد متولد ہوے اور علوم و فنون متعارفہ سے فراغ حاصل فرما کر اپنے آبائی خدمات فراش خانہ چینی خانہ و بخشی گری فوج صرف خاص وغیرہ اور معاش جاگیری سے سرفراز ہوے اور نواب صولت جنگ بہادر کے خطاب سے ممتاز آپ نہایت خوش قلم اور خوش سواد ہونے کے علاوہ خوش قسمت بھی ہین۔ خلق و مروت اور قبیلہ پروری آپ کی اعلے صفت ہے۔ فنون سپہ گری کے سوا فن سخن سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہین سلکو

ومعرفت مین اپنے جد محترم کے ہم قدم۔ کمالات ظاہری و باطنی سے معزز و مکرم ہین۔ یادگار نغمہ روح اور مذاق عابد کے نام سے آپکی تالیفات فن سلوک مین لاثانی اور آپ کا فارسی دیوان بہارستان شاعر سے موسوم ہے جس سے مصنف کی قابلیت اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے ہونہار صاحبزادون (۱) احمد علی (۲) حسن علی (۳) حامد علی کو مرشدزادہ بلند اقبال (میر عثمان علیخان بہادر ولیعہد ریاست دام اقبالہم) کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے۔

(۶۳) **نواب عباس علیخان نایطی** - لوکھری المخاطب بہ مستقیم جنگ مغفور ابن نواب سالارالملک بہادر امراے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ نہایت دیندار اور ذی علم امیر تھے۔ ریاست حیدرآباد مین اپنے بڑے آب و تاب کے ساتھہ زندگی بسر کی تادم حیات رئیس وقت کے مورد الطاف اور جاگیرات آبائی سے سرفراز رہے۔ قبیلہ پروری کی صفت آپ کے جوہر ذات مین داخل تھی۔ عالم شباب مین رحلت فرمائی۔

(۶۴) **عباس علیخان نایطی** - ہزاری لقب مشاہیر قوم سے

گزرے ہین آپکے جد اعلےٰ کو شہنشاہ عالمگیر کی فوج مین ہزار سوار اور پانسو پیادہ کی افسری حاصل تہی۔ آپنے مدراس پریسیڈنسی مین تاجرانہ بسر کی۔ ویلر گہوڑے اور انگلنڈ کی صناعی کا منونہ ابتداءً آپ ہی کی تجارت نے اہل مدراس کو دکہلایا۔ مالدار شخص تہے مگر بخت و اتفاق سے ہمیشہ گہاٹے مین رہتے تہے۔ آپکے کارخانہ صناعی مین اعلے قسم کی بگہیان بہی تیار ہوتی تہین آپ نہایت سلیم الطبع اور اصول تجارت مین کامل تہے آپکے نواسے مولوی محمد دستگیر ابن محمد حسن نایطی سرکار نظام کے تحصیلدار ہین۔

(۶۵) حکیم۔ حاجی عبد الرحمن نایطی۔ تانتلی لقب ابن مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور ۔ مولف کے برادر حکماء حیدر آباد سے ہین آپ سلطنت آصفیہ کے مدرسہ طبابت مین تعلیم پاکر سر رشتہ طبابت مین سول سرجن مقرر ہوے۔ ایک مدت تک اضلاع سرکار نظام کے ملیکیبل ڈیوٹی پر نمایان خدمات بجالائے۔ سنہ ۱۳۰۶ تیرہ سو چہہ ہجری مین آپنے حیدر آباد کے قافلۂ حجاج کے ساتہہ بطور حکیم قافلہ حجاز کا سفر کیا اور زیارات متبرکہ سے شرف حاصل فرمایا۔ فی الوقت فوج نظام محبوب کے ڈاکٹر اور چارسو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ اگرچہ آپکا مطب طبابت

انگریزی کے قاعدہ سے جاری ہے اور ڈاکٹر کہلاتے ہین لیکن سیال ادویہ کے استعمال سے ہمیشہ آپکو اجتناب رہا ہے علاج المومنین کے نام سے ایک مفید کتاب لکھی ہے۔ جس مین انگریزی ادویہ کی حلّت وحرمت سے بحث ہے اوسی مین ہر ایک مرض کیلئے یہہ بات دکھلائی گئی ہے کہ مسلمان بیمارون کا علاج کن کن ادویہ کے ساتھہ مخصوص ہونا چاہئیے۔ بہت سمجہہ دار اور تجربہ کار حکیم ہین حقیقت ادویہ کی دریافت کا ہمیشہ مشغلہ رکھتے ہین۔

(۶۶) حاجی مولوی عبد الرحمن نایطی۔ المخاطب بہ قسمت خان احتساب جنگ بہادر ابن مدار الامراء مغفور امراء دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت بتاریخ یکم جمادی الاول ۱۲۳۲ھ بارہ سو بتیس ہجری بمقام مدراس واقع ہوئی۔ اوایل عمر مین آپ نے تحصیل علوم دینی کے طرف توجہ کی۔ عالم شباب مین دربار والا جاہی سے آپکا تعلق ہوا۔ قسمت خان احتساب جنگ بہادر کے خطاب کے ساتھ ناظم تقسیم مشاہرہ اہل قلم مقرر ہوے۔ نیک نہاد اور منکسر المزاج شخص تھے۔ بتاریخ ۲۷ محرم الحرام ۱۲۷۷ھ بارہ سو ستہتر ہجری رحلت فرمائی

رسایل نور البصر فی مناقب خیر البشر و ترجمہ اربعین نووی آپکے علم و فضل کے یادگار رہین۔

(۶۷) سقاف سید عبد الرحمن نایطی۔ طاہر لقب ابن سید احمد سقاف مشایخین کرام سے ہین۔ آپکا مستقر بمبئی پریسیڈنسی کے تعلقہ بھٹکل مین واقع ہے جہان ہزارہا نفوس کو آپ سے بیعت ہے فاضل اجل ہونیکے علاوہ فن سلوک مین نہایت کامل بزرگ ہین معاصرین مقامی آپکی ذات ستودہ صفات کو نہایت مغتنم خیال کرتے ہین۔

(۶۸) سید عبد الرزاق نایطی۔ مہاجر لقب۔ المخاطب بہ آصف نواز الدولہ آصف نواز الملک عبد الرزاق خان آصف نواز جنگ بن سید سعد الدین بن سید نظام الدین بن سید رشید الدین مغفور امرائے دولت آصفیہ سے گزرے ہین۔ سید رشید الدین مغفور کی بی بی فضل النسا بیگم مہاجرہ۔ حاجی۔ حافظ محمد صادق علیخان مہاجر نایطی بخشی فوج آصف جاہ ثالث کی صاحبزادی تہین۔
آپ کے والد ماجد ابتدائً علاقہ صرفخاص شاہی کے معتمد مقرر ہوے جن کی رحلت پر اوسی عہدہ پر آپکو اعزاز حاصل ہوا۔ کچہہ عرصہ تک

آپ علاقہ دیوانی سرکار نظام کے معتمد مال و متفرقات بہی رہ چکے ہین
آخر زمانہ عمر مین اوسی آبائی عہدہ سے ممتاز رہے۔ نہایت آب و تاب
کے ساتہہ اپنی زندگی بسر کی۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز
حاصل رہا ہے۔ آپ نہایت کم سخن اور رحم دل امیر تہے۔ اپنے
ماتحتین کے ساتہہ ہمیشہ نیک سلوک کیا کرتے تہے۔ آپ کے دم تک
علاقہ صرفخاص کے ملازم اپنی خدمت کو موروثی ملازمت خیال
کرتے تہے اسلئے کہ ملازم مرحوم کے ورثاء سے کسی نہ کسی قابل کا
شخص کو اپنے مورث کی خدمت استحقاقاً عطا ہو جاتی تہی۔ با اینہمہ
امارت ہر ایک ملاقاتی سے آپ نہایت خلق و مروت کے ساتہہ
پیش آتے تہے۔ اللہم اغفر وارحم۔ حضرت شاہ عبد النبی قدس سرہ سے
آپ کو بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ نواب سید الدولہ
محمد عبد الرشید خان سید جنگ آپ کے باقیات الصالحات سے
حیدر آباد مین موجود ہین۔

(۶۹) نواب عبد العزیز خان نایطی۔ المخاطب بہ انتظام
جنگ بہادر حیدر آباد کے امرائے قوم سے گزرے ہین جنکو بارگاہ

شاہی سے جاگیرداری کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ بڑے نیک نفس اور غربا پرور علم دوست امیر تھے۔ نواب داراب جنگ مغفور جنکا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے برادر اور محبوب علیخان نایطی آپ کے فرزند ارجمند ہین جو آبائی جاگیرات سے سرفراز ہین۔

(۷۰) مولانا شیخ عبدالفتاح نایطی۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین جن کے مکارم اور فضایل کا تذکرہ مولانا باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے۔

وقد انتشأ من هذا القوم خيار العلما ومشاهير العرفا ومنهم الفايز بكشف سر الاختتام والافتتاح مولانا الشيخ عبد الفتاح قدس سره وهو الذى كتب الملفوظ فى ترجمة شيخه الشبيه باللوح المحفوظ تشرفت بمطالعته مرارا وعثرت فيه من احوال حضرة الشيخ على ما يطاول بحاراً

(ترجمہ) اور بے شک پیدا ہوے ہین اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا کہ جن مین سے ہین ابتدا اور انتہا کا بھید کھولنے

والے مولانا شیخ عبد الفتاح قدس سرہ اور آپ ہی نے اپنے شیخ کے احوال مین ایک ملفوظ لکھا ہے کہ جو لوح محفوظ سے مشابہ ہے مین اُسکے مطالعہ سے بارہا مشرف ہوا ہون اور مین نے اوس مین حضرت شیخ کا احوال پایا ہے۔ جو مثل دریا کے مبسوط ہے۔

(۷۱) عبد القادر نایطی۔ الملقب بہ شامندری بن سید محمد نایطی مشہور تاجرین قوم سے ہین آپ کی تجارت کا صدر مقام کلیکوٹ ہے۔ خداوند کریم نے آپ کی دریا دلی اور نیک نفسی اور حسن تدبیر کی وجہ سے آپکی تجارت مین برکت عطا فرمائی ہے۔ لکھپتیون مین آپکا شمار ہے۔ یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ آپ کی داد و دہش کی وسعت کے لئے جس کے حالات سنتے ہوے دل خوش ہوتا ہے آپکی ایک محدود تجارت کیونکر متحمل ہے بارک اللہ لہ

آپ بڑے سنجیدہ مزاج اور خلیق شخص ہین اور ہمہ قسم کا مال آپ کی تجارت گاہ مین نظر آتا ہے

(۷۲) مولوی عبد القادر نایطی۔ شافعی بن شرف الدولہ غلام محمد خان غالب جنگ بہادر بن مولوی عبد الوہاب خان مدار الامرا

بن مولوی محمد غوث شرف الملک خاندانی امرا و اعزائے مدراس و مشاہیر حیدرآباد سے ہین آپ شہر مدراس مین تاریخ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ بارہ سو چہتر ہجری روز جمعہ متولد ہوے۔ علوم فقہ اور حدیث و منطق سے فارغ ہوکر اوایل شباب مین حیدرآباد تشریف لائے قدردان سرکار عالی نے ابتدائً آپکو سررشتہ عدالت دیوانی مین منصف مقرر فرمایا اور پہر آپکی عالی خاندانی اور دیانت و امانت داری کے لحاظ سے رجسٹراری بلدہ کے عہدہ پر آپکا تقرر ہوا تقریباً چہہ سو روپیہ ماہوار اوسی عہدہ پر الی الان آپ کو ملتی ہے۔

آپکی نیک نفسی اور نیک بختی اور ایمانداری سے بلدہ حیدرآباد کے رعایا کا بڑا حصہ واقف ہے آپ کے چہرہ سے شرافت اور قابلیت کے آثار ظاہر ہین۔ اگرچہ آپ کو آپکے خسر مولوی حسین عطاء اللہ کی رُشد کی وجہ سے مختلف زمانون مین مختلف مواقع۔ ترقیات مدارج کے حاصل ہے لیکن اپنی فطرتی قناعت اور اتقاء اور دینداری کی وجہ سے آپنے گوشۂ عافیت کو زیادہ پسند فرمایا۔ غرباء قوم آپ کی ذات کو مغتنمات سے خیال کرتے ہین۔ گہر پر آپکی اوقات کا بڑا حصہ تالیف

وتصنیف کے اشغال مین صرف ہوتا ہے۔ مولف تاریخ کو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ آپ کے کامل تصانیف کی فہرست باوجود کوشش مولف کو نہ ملسکی جس قدر ملی اوسکو ذیل مین عرض کرتا ہے (۱) ترجمہ ترغیب الترہیب (۲) ترجمہ اربعین (۳) تحفہ قادریہ (۴) گلدستہ قادری (۵) بردمستورات (۶) احکام مخدرات (۷) چمنستان نظرت (۸) یادگار قادری (۹) ترجمہ تلخیص الاذکار (۱۰) رسالہ احکام صید بندوق (۱۱) ترجمہ عوامل (۱۲) ترجمہ اجرومیہ (۱۳) احوال الخطاب (۱۴) تقویم الآصفی (۱۵) سوانح عمری آسمانجاہی (۱۶) سوانح خورشید جاہی (۱۷) یادگار سروقار (۱۸) خلاصہ ہائے قانون وقواعد جنتری واسٹامپ ورسوم عدالت (۱۹) مجموعہ احکام العدالت (۲۰) تقویم قادریہ۔ خداوندکریم نے آپ کو پانچ صاحبزادے عطا فرمائے ہین۔ بڑے صاحبزادے کا نام عبدالرؤف ہے۔

(۳۷) **مولوی عبدالقادر نایطی خطیب لقب عزت تخلص** شعرائے قوم سے گزرے ہین۔ نواب شمس الدولہ مرحوم اور ضیاءالدولہ مغفور کے زمانہ حکومت مین آپ نے صوبہ مدراس مین فروغ حاصل کیا اور

مستعدان عصر سے مانے گئے۔ باعتبار خطاطی طرز شکستہ اوستاد وقت سمجھی جاتے تھے۔ عربی اور فارسی کی استعداد کے ساتھ شعر وسخن سے بھی آپکو دلچسپی رہتی تھی۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی مدراس نے اپنی تالیف صبح وطن مین آپ کا مختصر سا احوال تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہین

کہ پایہ اعتبارش بسیار بلند بود و استعداد شایستہ از مستعدان عصر حاصل کردہ فکر سخن می نمود۔ کلامش در چشم باریک بینان باین اعتبار عزتے دارد

پائے تا سر نشاءم از جان ناکام مپرس		آرزو ہا ہر قدر خون گشت من ساغر زدم
	ولہ	
عزت بجسم آبرو یارم سوگند		ہر کس کہ بجود کاست کالے دارد

(۴۷) مولوی عبد القادر نایطی۔ طاہر لقب بن مولوی محمد عبد العلی طاہر بن مولوی محمد حمزہ طاہر شافعی المذہب مشاہیر قوم و نام آوران حیدرآباد سے ہین آپ کے جد ماجد کو سرکار میسور مین افتا کی خدمت تفویض تھی۔ آپ بمقام دار السلطنت میسور متولد ہوے ابتدائی تعلیم اوسی مقام پر پائی عربی اور فارسی کے کتب متداولہ سے فراغ حاصل کرکے قانون کے جانب متوجہ ہوے۔ ریاست میسور کے سررشتہ

منصبدارون سے آپ کا تعلق ہوا۔ جب آپ کے ماموں مولوی سید محی الدین علوی نایطی کو سر سالار جنگ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد نے طلب فرمایا تو آپ بہی اون کے ساتہہ حیدرآباد آئے اور تحصیلداری کے عہدہ پر متقرر ہو گئے رفتہ رفتہ سوم اور دوم تعلقداری کے عہدون پر ترقی کرتے ہوے اسوقت معتمد مالگزاری کے مددگار ہین۔ امتحانات سرکار نظام مین کامیاب اور نہایت بیدار مغز اور لایق عہدہ دار ہین اور ہر ایک مفوضہ کام کو بہت قابلیت سے ادا فرماتے ہین۔ آپ کے فرزند ارجمند غلام محمود طاہر میٹرک پاس ہو کر ایف اے مین تعلیم پا رہے ہین۔ مولف تاریخ کو آپکی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۷۵) عبد القادر نایطی۔ دلوی لقب المخاطب بہ معتبر خان عالمگیری۔ ابن سالک مسالک طریقت مولانا۔ حاجی مخدوم نایطی شافعی مشاہیر اور نام آوران قوم سے گزرے ہین۔ صاحب مآثر الامرا نے بضمن احوال ملا احمد نایتہ آپ کا احوال بر سبیل اجمال لکہا ہے۔ جب آپ کا تعلق فوجداری کوکن سے ہوا تو آپ نے خوش انتظامی کی وجہ سے نام پیدا کیا اور مورد الطاف شہنشاہی ہوے آپ کی

نسبت شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تہے کہ مثل معتبر خان نوکرے باشد۔ دیوانی دکن کا عہدہ بہی چندے آپ کے تفویض رہا۔ مصنف موصوف نے لکہا ہے کہ آپ نے لاولد رحلت کی اور اپنے خاندان سے ابو محمد خان نام ایک لڑکے کو اپنی تبنیت مین قبول فرمایا تہا۔ جو آپ کے بعد جانشین قرار پایا لیکن اہل تصانیف نے عبد القادر مرحوم کی نسبت لکہا ہے کہ آپ کے فرزند حافظ درویش نام تہے جن سے اولاد کا سلسلہ قایم رہا آپ کو طریقہ چشتیہ مین حضرت ناصر علی سرہندی قدس سرہ سے بیعت حاصل تہی اواخر عمر مین چار سال تک آپ حجاز کے سفر مین رہے اور زیارات متبرکہ سے بہرہ اندوز ہوے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ صبغتہ اللہی قدس سرہ سے بہی آپ نے طریقہ قادریہ کی خلافت حاصل فرمائی تہی۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے حافظ شاہ درویش آپ کے جانشین قرار پائے جن کو اپنے پدر بزرگوار سے خلافت کا سلسلہ حاصل تہا۔ حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ العزیز جن کا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ ہی کی اولاد مین گزرے ہین۔

(۷۶) مولوی عبد القادر نایطی۔ تنویر لقب ابن مولوی عبد الرحمن ابن مولوی محمد مہدی واصف ابن مولوی محمد عارف الدین خان رونق حنفی المذہب باعتبار ددھیال شیوخ صدیقی سے ہین اور باعتبار ننہیال نایطی۔ آپ کا اجدادی سلسلہ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ تک پہونچتا ہے اور شیخ صدیقی کی یہی وجہ تسمیہ ہے اور ننہالی سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک۔ آپ کے پردادا مولوی غلام محی الدین خان المخاطب بہ عارف الدین خان رونق تخلص برہان پور کے رہنے والے تھے۔ علم وفضل مین لاثانی۔ اعلےٰ درجہ کے نازک خیال وسخن سنج تہے۔ مشاعرۂ اعظم کے منتخب افراد مین آپکا شمار تہا۔ صاحب تذکرہ گلزار اعظم وصبح وطن نے آپ کا احوال اور آپ کے منتخب کلام کو نہایت دلچسپی کے ساتہہ لکہا ہے۔ اواخر عمر مین آپ نے ریاست مینو سواد حیدرآباد کو اپنا مستقر قرار دیا آپ کے فیضان صحبت سے اس ریاست ابد قرار کے ہزار ہا نفوس بہرہ یاب ہوے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے چار صاحبزادون سے مولوی عبد القادر کے حقیقی دادا مولوی محمد مہدی واصف کا تعلق سلطنت آصفیہ

مین قایم رہا۔ آپ کے علم وفضل کا پایہ حضرت رونق سے کم نہ تہا
سرسالار جنگ مغفور وزیر اعظم ریاست نے آپ کو مدرسہ
دار العلوم کا عربک پروفیسر مقرر فرمایا جن سے اس ریاست کے
صدہا عمایدین کو تلمذ رہا ہے آپ اپنے علم وفضل کے علاوہ فن شعر مین
بہی اپنے پدر بزرگوار کے سچے یادگار اور واصف تخلص فرماتے تہے
آپ کی فطرتی ذکاوت نے آپ کو مختلف السنہ پر حاوی کیا تہا۔
انگریزی مین آپ کی قابلیت اعلے درجہ کی تہی۔ ترکی۔ فرنچ۔ تلنگی مرہٹی
اردوی کے نہ صرف زبان دان بلکہ نوشت وخواند کی کافی استعداد
رکہتے تہے۔ آپ کے تصانیف سے روضۃ العابدین۔ ترجمہ دار المختار
ترجمہ اداب الصالحین۔ خلاصۃ التکمیل۔ تحسین الاخلاق۔ مطلوب الاطبا
ترجمہ موجز آپکی اعلے یادگار ہین۔ آپ کے دو فرزند (۱) مولوی
عبد الرحمن مرحوم (۲) مولوی حکیم عبد الباسط مغفور سے نمبر (۱)
کو اس تذکرہ سے تعلق ہے یعنے نمبر (۱) مولوی عبد القادر کے والد
ہین جنکی علمی قابلیت اور عملی معلومات کو آپ کے اب وجد کا مجموعہ
خیال کرنا چاہئے۔ آپ کا اتفاقاً آپ کے تمام صفات حمیدہ پر فایق تہا۔

فضیلت علوم دینیہ کے سوا دنیوی ضروریات کے لحاظ سے آپ نے علوم مغربیہ مین بہی اعلےٰ درجہ کی قابلیت حاصل کی تہی۔ وزیر اعظم ریاست نظام نے آپ کا انتخاب مدرسہ دارالعلوم کے فارسی اور عربی پروفیسری پر فرمایا۔ اور منصب کے اعزاز سے بہی آپ کو ممتاز کیا آپ کے صاحبزادون سے مولوی عبد القادر بڑے صاحبزادے ہین جن کی ولادت سنہ ۱۲۶۹ بارہ سو انہتر مین بمقام حیدر آباد واقع ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد نے نہایت نگرانی کے ساتہہ آغاز فرمائی۔ خانگی مجالس مین آپ کو ہمیشہ اخلاق اور سچائی کا سبق ملتا رہا ابتداے عمر ہی سے آپ کو تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور اوسی کے ساتہہ شکار کے جانب بے حد رجحان تہا۔ فارسی اور عربی کی تحصیل کے ساتہہ ہی آپ نے انجنیرنگ کالج مین شریک ہو کر کامیابی حاصل کی اور مہتمم تعمیرات وصفائی بلدہ کے عہدے پر مقرر ہو گئے۔ زمانہ ملازمت مین بہی آپ نے اکتساب علوم کا سلسلہ جاری رکہا۔ آپ کی محنت پسند طبیعت نے اونکسی درجہ عمر مین شکار کی ابتدائی مذاق کو فراموش نہین کیا۔ بارکشی اور

محنت پسندی کی اعلےٰ صفت جو ہر وقت ہر درجہ مین آپ کے ساتھ ہم قدم رہے وہ اوسی ابتدائی مذاق طبیعت کی برکت تھی۔ سررشتہ ملازمت مین آپ کی حسن خدمات نے آپ کو نہایت نیک نام کیا نواب افتخار الملک بہادر معین المہام کوتوالی وصفائی نے اپنے صدر المہامی متفرقات کے زمانہ مین متعدد مواقع پر آپ کے حسن عمل۔ دل سوزی اور فرایض خدمت کی کامیابی کی نسبت اظہار مسرت اور ترقیات کا وعدہ فرمایا اوسی کا نتیجہ تھا کہ آپ سررشتہ مال مین دوم تعلقداری کے عہدہ پر قبولیت کے ہاتون سے لئے گئے جہان آپ کو امتحانات مال عدالت۔ فنانس حساب اور کوتوالی مین کامیابی ہوئی۔ نواب وقار الملک بہادر صوبہ دار شرقی نے متعدد تجربون کے بعد آپ کو اپنے صوبہ کے تمام دوم تعلقدارون سے منتخب کرکے اپنی مددگاری پر مقرر کردیا جسکے بعد ۱۳۰۷ھ تیرہ سو سات ہجری مین آپ نے ضلع کے مستقل اول تعلقداری پر ترقی کی اور اپنی اعلےٰ قابلیت اور عملی تجربہ کے وجہ سے صاحبان ضلع مین خصوصیت کے ساتھہ دیکھے جانے لگے حتے کہ ۱۳۰۴ھ تیرہ سو چار فصلی مین دو سو روپیہ کی مستقل ترقی

کے ساتھہ ایک ہزار روپیہ ماہوار پانے لگے اور ۱۳۱۸ تیرا سو اٹھارہ
ہجری مین منصرم صوبہ دار کر دئے گئے اور اب بحکم خاص اعلیحضرت بندگانعالی
متعالی مدظلہ العالی سالم ماہوار کے ساتھہ قایم مقام صوبہ دار اول ماہ
ماہوار پاتے ہین۔ صوبہ گلبرگہ آپ کے تفویض ہے۔ بہت بڑی صفت
آپ کی یہہ ہے کہ اپنے مالک کی رضاجوئی کے ساتھہ رعایاے صوبہ
کے سچے خیر خواہ اور طرفدار ہین۔ اور فرایض خدمت مین نیک نام۔

(۷۷) **عبد القادر خان نایطی۔** ابن احمد عبد اللہ نبیرہ محمد اکرام
خان آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ابتداءً آپ کو بیجاپور
کے وقائع نگاری کا عہدہ تفویض تہا اور پہر آصف جاہ ثالث نور اللہ
مرقدہ کے عہد مبارک مین آپ چارصدی منصب اور خانی و بہادری
کے خطاب سے سرفراز ہوے اور معاش جاگیری سے ممتاز۔ مولف
تاریخ نے نواب نصرت جنگ بہادر کے دفتر مین اوس اصل سند کو
دیکہا ہے جس کے ذریعہ سے آپ کو اعزازات متذکرہ بالا ملے تہے! آپکی
قابلیت مسلمہ تہی۔ نہایت ذی خلق اور سادہ روش امیر تہے۔

(۷۸) **مولانا عبد اللہ الشہید نایطی۔** بن نظام الدین احمد کبیر بن

قاضی حسین لطف اللہ شافعی علماء قوم سے گزرے ہین۔ مصنف تاریخ احمدی اور مولف گلستان نسب نے لکھا ہے کہ آپ فاضل اجل اور سالک طریقت تھے۔ حکومت وقت نے قلعداری تاڑپتری کا عہدہ آپ کو عطا فرمایا تھا۔ جہان باغیون کے مقابلہ مین آپکو شہادت کا مرتبہ ملا۔ اوسی مقام کے جامع مسجد مین آپ کا مزار ہے۔

(۷۹) مولانا عبداللہ نایطی۔ المخاطب بہ محتشم الدولہ بخشی الملک میر عسکری خان سالار جنگ بہادر ابن مولوی عبدالقادر مغفور امرائے مشاہیر سے گزرے ہین۔ آپ کو دربار والاجاہی مین بخشی فوج کا عہدہ تفویض تھا بڑے ہی دیندار پرہیزگار اور باخدا شخص تھے علم حدیث مین مستند مانے جاتے تھے۔ ۲۶ محرم ۱۲۶۷ھ بارہ سو سرسٹھ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ رئیس وقت امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ آپ کی سوگواری مین تین دن تک شاہی نوبت خانہ کی نوبت موقوف رہی۔ والی ریاست نے بنفس نفیس آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی میلاپور کے قدیم جامع مسجد مین آپ دفن کئے گئے۔ اور اپنے فضایل علوم کا سچا یادگار تصانیف

ذیل کے ذریعہ سے چھوڑ گئے (۱) اسماء الرجال صحیح مسلم (۲) شرح اسماء مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) درّ الثمین فی شرح الاربعین نووی مصنف تاریخ احمدی نے بھی آپ کا احوال لکھا ہے۔

(۵۰) **عبداللہ خان نایطی** - چودھری لقب المخاطب بہ فیروز جنگ عالمگیری بن محی الدین علیخان بن محمد غوث نواز خان بن مولوی محمود علی خان قاضی بیجاپور بن غلام حسین خان بن غلام محمد خان بہادر امرائے مشاہیر سے گزرے ہین۔ آپ کا مفصل احوال اور آپ کی مردانگی کے کارنامون کو مصنف ماثر الامرا نے نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شیخ فرید بھکری نے بھی اپنی تالیف ذخیرۃ القوانین مین آپکا ذکر کیا ہے۔ بعض مصنفین نے آپ کو حضرت خواجہ عبداللہ ناصر الدین احرار قدس سرہ کے احفاد سے قرار دیا ہے مگر مولف نے آپ کے افراد خاندان سے جس قدر تحقیق کی اوس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ شیوخ قریش سے نایطی تھے۔ مصنف رسالہ انساب النایط نے صراحت کے ساتھ آپ کے خاندان کا سلسلہ بیان کیا ہے۔ ابتدائً آپ کا تعلق شاہزادہ سلیم سے رہا جہان آپ کو خانی کا خطاب اور ڈیڑھ ہزاری منصب

حاصل ہوا اور پہر رفتہ رفتہ آپ نے منصب شش ہزاری اور علم و نقارہ سے سرفراز ہو کر خطاب فیروز جنگ سے افتخار حاصل کیا بیوجہ کہ اکثر آپ کو تنبیہ زمینداروں کے خدمات تفویض ہوے ہین اور وصول چوتہہ (چوتہائی محاصل) مین آپ کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی تہی اہل دربار نے آپ کو (چوتہہ دہری) سے موسوم کیا یعنے جس زمیندار پر آپ بہیجے جاتے تہے اوس سے چوتہہ کی رقم حکمت عملی کے ساتہہ دہروا لیتے تہے۔ چودہری کا لقب اسی (چوتہہ دہری) کا مخفف ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکہا ہے کہ مختلف لڑائیون مین زن و مرد سے پانچ لاکہہ نفری کو آپنے اسلام سے مشرف کیا ہے جس پر آپنے بعض اوقات مین فخر کیا ہے۔ آپ کے رحلت کے بعد آپ کے فرزند محمد علیخان بہادر داراشاہ کے ملازم رہے۔ اور اون کے فرزند عبداللہ خان صمصام جنگ اورنگ آباد کے قلعدار ہوے اور آپ کے صاحبزادے حکیم محمد سعید خان بہادر نواب عظیم الدولہ حاکم کرناٹک کے خاص طبیب اور آپ کے خلف الرشید حکیم حداقت علیخان بہادر نواب اعظم جاہ بہادر فرمان روائے کرناٹک کے اسٹاف سرجن او آپکے صاحبزادے

مہتمم الدولہ بہادر طبیب دربار امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک گزرے ہین۔ درجہ آخرین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۸) **مولانا حاجی عبدالوہاب نایطی** ۔ المخاطب بہ مدار الامرا مدبر الملک مختار الدولہ وزارت خان ارسطو جنگ نام آور علما اور امرائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد مولوی محمد غوث المخاطب بہ شرف الملک بہادر بن مولوی ناصر الدین محمد نایطی غفر لہ ولاسلافہ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی ولادت بتاریخ ۵ رجادی الاول ۱۲۰۰ھ بارہسو آٹھہ ہجری بلدہ مدراس مین واقع ہوئی آپ نے مختصرات و مطولات عربیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر فضلاے وقت اور علماے معاصرین سے فرمائی علم حدیث مین صاحب سند اکمل العلما سے ملقب تھے والی کرناٹک نے آپ کو مدار المہامی کی خدمت عطا فرمائی اور اعزازات خطابی سے ممتاز فرمایا ایام ملازمت مین دو بار زیارت مقدسہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہو چکے ہین باوجود اس قدر ثروت کے آپکے اوقات کا بڑا حصہ عبادت الٰہی اور تالیف و تصنیف مین صرف ہوتا تھا

بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بارہ سو پچاسی ہجری روز جمعہ آپنے رحلت فرمائی آپکی تصانیف مندرجہ ذیل کا عمدہ یادگار اتبک زمانہ مین باقی ہے (۱) اکمل الوسایل لرجال الشمایل للترمذی (۲) کوکب البدریہ منتخب احادیث مجالستہ الدینوریہ (۳) رسالہ فی علم الجغرافیہ (۴) کشف الاحوال عن نقد الرجال در اسماء ضعفا (۵) بدر الغزرہ فی اسماء القراء العشرہ (۶) نہایتہ السؤل فی مناقب ریحانتہ الرسول (۷) خلاصتہ البیان شرح عقاید جامی (۸) کاشف الرموزات الی الورقات فی اصول الفقہ (۹) ترجمہ در و دشمایل (۱۰) ہبتہ الوہاب مع حواشی در فقہ شافعی (۱۱) سند الزایرین فی رد الوہابین (۱۲) ترجمہ بعض ابواب اذکار امام نووی رحمہ (۱۳) سفرنامہ حرمین شریفین مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال لکھا ہے۔

(۲۸) شمس العلما۔ مولانا۔ قاضی عبید اللہ نایطی۔ شافعی خلف الرشید امام العلما۔ قاضی الاسلام بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان مستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہین۔ اس خاندان مکرمت نشان کا اعلےٰ یادگار آپ ہی کی ذات ستودہ صفات سے

قایم ہے۔ فی زماننا محلہ رائی پیٹہ متعلقہ شہر مدراس مین آپ کا مقام ہے
برٹش حکومت کے زمانہ مین بہی صوبہ مدراس کی قضاءت کا متبرک
عہدہ آپ کے تفویض ہے۔ علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ الموسوم
بمدرسہ محمدیہ آپنے اپنے دولت خانہ پر قایم کر رکہا ہے جس کی بدولت
متعدد افراد فضیلت کا رتبہ حاصل کر چکے ہین۔ مولف تاریخ نے زمانۂ
سفر مدراس مین آپکے مدرسہ کو دیکہا ہے۔ اور آپکی ملاقات کا شرف بہی
حاصل کیا ہی فی زماننا مدراس پریسیڈنسی مین آپکا وجود مسلمانون کے لئے
باعث خیر و برکت ہے۔ برٹش انڈیا نے آپ کے ذاتی فضایل اور مکارم
کے لحاظ سے بتاریخ ۲۲ ۔ جون ۱۸۹۷ء اٹھارہ سو ستانوے عیسوی آپکو
شمس العلما کا خطاب عنایت فرمایا۔ مصنف صحیفہ رزین نے اپنی
بیش بہا تصنیف مین آپکا احوال لکہا ہے۔ تاریخ احمدی مین بہی آپ کا
تذکرہ ہے۔ رسائل (۱) گلزار سعادت در احوال ائمہ اثنا عشریہ و خلفائے
راشدین (۲) فقہ شافعی المسمی بہ کفایتہ المتعلم (۳) ربیع الانوار در شرح
احادیث ولادۃ (۴) رسالہ فی النحو (۵) تحفتہ اللبیب فی فعل الحبیب
صلی اللہ علیہ وسلم (۶) فتاوی در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول عیسی علیہ السلام

آپ کی تصانیف سے ہین

(۴۳) نواب عزیز الدین خان نایطی۔ ماموں لقب المخاطب
بہ عزیز یار جنگ بہادر بن نواب فیاض الدین خان مشرف جنگ بہادر
بن محمد عزیز الدینخان بن محمد قایم خان بن محمد سلطان ماموں۔ امراے
قوم سے ہین۔ آپ کے جداعلے محمد سلطان ماموں۔ نام آوروں سے
گزرے ہین جنکو پنڈت پردہان والی پونہ کے دربار سے ماموں کا لقب عطا ہوا
تہا اس لقب کی بدولت آپکا رتبہ والی ریاست کے ماموں کے مساوی سمجہا
جاتا تہا۔ محمد سلطان ماموں کے جد محمد ابراہیم خان بہادر کو حضرت مغفرتمآب
نواب آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ کے ہمراہین سے تعلق تہا۔ محمد ابراہیم
خان بہادر کے پوتوں سے محمد بدیع الدین خان بہادر اور محمد ہاشم خان
بہادر نے اپنے آقائے نعمت کی جان نثاری کا شرف حاصل کیا۔ محمد
سلطان اپنے بہائیوں کی شہادت سے برداشتہ خاطر ہوکر پونا چلے گئے
اور پہر حضرت مغفرت مآب کے اشارہ سے لوٹ آئے۔ پانگل اور
سرنگ پٹن اور شوراپور کے سفر مین بحیثیت سرکردہ سوران شاہی
آقائے نعمت کے ہمرکاب رہے۔ آپکی رحلت کے بعد محمد قاسم خان و محمد

دایم خان آپ کے دونون فرزند آبائی حقوق اور اعزازات کے ساتہہ صوبہ برار مین جاگیرات سے سرفراز ہوے۔ محمد قایم خان کے فرزند محمد عزیز الدین خان کے زمانہ مین صرف منصبی معاش قایم رہی محمد عزیز الدین خان کے صاحبزادے فیاض الدین خان مشرف جنگ بہادر کا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے۔ مصنف تزک آصفیہ نے بہی ان واقعات کا تذکرہ لکہا ہے۔

فیاض الدین خان مشرف جنگ کے فرزند ارجمند نواب عزیز الدینخان ہین جن کو ۱۳۱۶ھ تیرہ سو سولہ ہجری مین حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی والی ریاست حیدرآباد کے دربار سے خانی و بہادری کے ساتہہ نواب عزیز یار جنگ کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ آپ نہایت لایق اور ذی استعداد شخص ہین۔ فن سخن سے کامل دلچسپی رکہتے ہین۔ عزیز تخلص فرماتے ہین۔ علاقہ صرف خاص شاہی کے نظامت عطیات کا عہدہ چار سو روپیہ ماہوار کے ساتہہ آپ کے تفویض ہے۔ مصنف توزک محبوبیہ نے بہی آپ کا احوال لکہا ہے۔ آپ کی اردو شاعری کی ایک غزل ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

کانٹا ہوا ہون سو کہہ کے گو تیری چاہ مین		لیکن کہٹک رہا ہون عدو کی نگاہ مین
شعلے بہڑک رہے ہین مری دود آہ مین		یا بجلیان چمکتی ہین ابر سیاہ مین
اوس زلف پیچدار کے اندر ہے پیچ وخم		زنجیر پڑ گئی مرے پائے نگاہ مین
افتادگی نے خاک مین مجہکو ملا دیا		مانند نقش پا ہون محبت کی راہ مین
کہو یا ہے اوس کے عشق نے ایسا عزیز کو		کچہہ تبکدہ مین ہے نہ پتا خانقاہ مین

(۸۴) مولوی عظیم الدین نایطی۔ المخاطب بہ احمد کلیم خان بہادر المتخلص بہ عظیم ابن احمد کلیم خان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکا علم وفضل اور آپ کی ہمہ دانی شہرہ آفاق تہی۔ رنگینی طبیعت اور شعر و سخن کا مذاق آپکی طبعزاد کے انتخاب سے ظاہر ہے جس کو امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی تصانیف تذکرہ صبح وطن و گلزار اعظم مین بیان فرمایا ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از مستعدان روزگار بود و روشناسان دربار در آخر حال بخطاب پدر سرفرازی یافت۔

	وله	
رستم میدان عشقم سنفرم از گل کنید		حلقہ ہائے جوشنم از دیدہ بلبل کنید

(۸۵) **ملا علی المہایمی نایطی**۔ بن مولانا شیخ احمد نایطی قدس سرہما بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہین جن کے فضایل علوم اور مراتب سلوک کا احوال زمانہ پر روشن ہے۔ بمبئی پریسیڈنسی مین مہایم ایک مقام ہے جہان آپ کا مزار مقدس واقع ہے۔ بعض محققین نے لکہا ہے کہ چودہوین صدی عیسوی کے آخر مین بمبئی مین چار جزیرے تہے جنکو مسلمانون نے فتح کرلیا اور اوسی وقت سے اہل اسلام کی وہان پر ترقی ہوئی ملک نیکو کی فوجون نے مہایم (اس کو بعضون نے مہکرتی لکہا ہے) پر قبضہ کرلیا تہا۔ آپ کے جد عربی الاصل آپ کے والد کوکن مین مقیم تہے آپکی ولادت ۷۷۶ھ سات سو چہتر ہجری مطابق ۱۳۷۲ء مین قصبہ مہایم مین واقع ہوئی آپ کے والد ماجد مولانا شاہ احمد قدس سرہ نے اپنے ہونہار صاحبزادے کی طباعی اور ذہانت اور شوق اکتساب علوم کو دیکہکر آپ کی اعلےٰ تعلیم کے طرف توجہ فرمائی چونکہ خود بہی عربی کے بہت بڑے عالم تہے اسلئے باپ کی توجہ نے بیٹے کو عالم بنا دیا۔ فقہہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ حدیث وغیرہ علوم کی تحصیل سے بہت تہوڑے عرصہ مین آپ فارغ ہو گئے۔ بعضون نے آپ کا نام پیر فقیہہ رکہا اور بعض لوگ آپ کو مخدوم صاحب

کہنے لگے متعدد اہل تصانیف نے اپنی بیش بہا تصنیفات مین آپ کے
فضایل و مناقب کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ
نفحۃ العنبریہ مین فرماتے ہین کہ وقد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماء
ومشاهیر العرفاء منهم مولانا الشیخ علاؤ الدین ابو الحسن علی المهایمی
قدس الله سره الاصفی وھذا نا القسطه الاوفی صاحب التصانیف
الفائقة والتوالیف الرائقة کالتفسیر المشهور بالرحمانی الذی
لم یغفر بمثله القاصی والدانی وحکی مولانا الشیخ حبیب الله
قدس سره عن مصنفه انه قال قابلت تفسیری باللوح المحفوظ
وکالزوارف فی شرح العوارف ومشرع الخصوص فی
شرح الفصوص واستجلاء البصر فی الرد علی استقصاء
النظر لابن المطهر الحلی والنور الاظهر فی کشف
سر القضاء والقدر وشرحه الضوء الازهر فی شرح رسالة
النور الاظهر واجلة التائید فی شرح ادلة التوحید
وشرح النصوص شرحا لا نظیر له وصنف فی اسرار الفقه
ومحاسن الشریعة کتابا سماه انعام الملک العلام

باحکام حکم الاحکام و ترجم لمعات العراقی
وشرحه و ترجم رسالة جام جهان نما وشرحها بشرح
سماه (اراءة الدقایق فی شرح مرأة الحقایق)
وامحاض النصیحة فی الرد علی طاعن الشیخ الاکبر
وغیرها من الرسائل الحاکیة لطافة الدرر
وکان فی العلوم العقلیة والنقلیة غایة وفی
اذواق توحید الوجود وتجرید الشهود آیة وفی الاستغراق
فی مشاهدة الذات والتخلی عن ملاحظة الآیات
نهایة- ظهرت منه الکرامات الجلیلة والمآثر
السنیة والشمایل المرضیة والمفاخر العلیة ترجمته
مسطورة فی الزبر العربیة والفارسیة کالحبل
المتین للشیخ عبدالوهاب المتقی الشاذلی القادری
واخبار الاخیار للشیخ عبدالحق الدهلوی
وبعض رسائل الشیخ العارف المحقق المعنوی
السید وجیه الدین العلوی قدس الله اسرارهم

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا
پیدا ہوئے ہین کہ جن مین سے مولانا شیخ علاء الدین ابو الحسن مہایمی ہین
اللہ تعالے آپکے بہت پاکیزہ بھید کو مقدس کرے اور ہم کو آپ کے
فیوض کاملہ سے مشرف فرمائے۔ آپکی تصانیف برگزیدہ ہین اور
آپ کی تالیفات پسندیدہ۔ جیسی کہ تفسیر رحمانی کہ جس کا مثل ادنے
اور اعلے کی نظر سے نہین گزرا۔ اور مولانا شیخ جبیب اللہ قدس سرہ
نے آپ سے نقل فرمایا ہے کہ فرماتے تہے کہ مین نے لوح محفوظ سے
اپنی تفسیر کا مقابلہ کر لیا ہے اور زوارف شرح عوارف اور مشرع الخصوص
شرح فصوص۔ اور استجلاء البصر کہ جو استقصاء النظر مولفہ ابن مطہر
حلی کی رد مین لکھی گئی ہے اور نور ازہر فی کشف سر القضا والقدر
اور اوسکی شرح موسوم بہ ضوء الاظہر اور اجلۃ التائید شرح ادلیۃ التوحید
اور نصوص (مصنفہ شیخ صدر الدین قونوی) کی بے نظیر شرح۔ اور
آپ نے اسرار فقہ اور محاسن شریعت مین ایک کتاب تصنیف
فرمائی ہے جس کا نام انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام ہے
اور لمعات عراقی اور اوسکی شرح کا بہی آپ نے ترجمہ فرمایا ہے

اور نیز آپنے رسالہ جام جہان نما کا ترجمہ فرمانے کے سوا اوسکی
شرح بھی لکھی ہے جو اراۃ الدقایق سے موسوم ہے۔ اور آپ نے
ایک اور کتاب مسمی بہ امحاض النصیحہ تصنیف فرمائی ہے کہ جسمین
شیخ اکبر پر طعن کرنے والے کا رد ہے۔ ان کے سوا آپ کی اور بھی تصانیف
ہین کہ جو لطافت مین موتیون کے مثل ہین۔ اور آپ علوم عقلیہ اور
نقلیہ مین انتہا کو پہونچے ہوے اور علوم طریقت کے اعلیٰ یادگار
اور استغراق مشاہدہ ذات مین کامل العیار اور ملاحظہ صفات سے
کنارہ کش تھے۔ آپ سے بین کرامات اور عمدہ اوصاف اور پسندیدہ
خصلتین اور بزرگ صفتین ظاہر ہوئین آپ کا احوال عربی
اور فارسی کتابون مین مندرج ہے جیسے کہ حبل متین مصنفہ شیخ
عبدالوہاب متقی شاذلی قادری اور اخبار الاخیار مصنفہ شیخ
عبدالحق دہلوی اور بعض رسایل مولفہ شیخ عارف محقق معنوی
سید وجیہ الدین علوی (قدس اسرارہم)

محقق کامل مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے اپنی قیمتی تصنیف تذکرہ
علمائے ہند مین فرمایا ہے کہ آپ کی تفسیر کو تفسیر مہایمی بھی کہتے ہین

اور آپ کی تصنیفات سے ایک رسالہ ہے جس مین آیہ کریمہ

الم ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين کے

۴۵۲۴۴۸۳۳۱۲ بارہ کرور تراسی لاکھہ چوالیس ہزار پانسو چوبیس وجوہ

اعراب بیان فرمائے ہین۔ صاحب اخبار الاخیار فی اسرار الابرار نے آپکو

شیخ علی پیرو سے موسوم کیا ہے اور آپ کے علوم ظاہری و باطنی

اور تصانیف کا تذکرہ فرماتے ہوے تفسیر رحمانی کے نسبت

فرمایا ہے کہ این بصفت ایجاز و تدقیق موصوف است و تفسیر را

بقران امتزاج دادہ است۔ حسان الہند مولانا غلام علی آزاد

بلگرامی نے بہی اپنی بے نظیر تصنیف سبحتہ المرجان مین آپ کا ذکر فرمایا ہے

اور آپ کی قومی تحقیق کے ضمن مین قوم نایط کا احوال بر سبیل اجمال

لکھا ہے (دیکھو خاتمہ کا ضمیمہ نشان ۴) آپ کا وصال جمادی الاول

۸۳۵ھ اٹھہ سو پینتیس ہجری مین واقع ہوا۔ مرزا حیرت دہلوی نے

اپنے نامی اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء نمبر ۴ مین

لکھا ہے کہ مزار مبارک ایک عالیشان گنبد مین ہے جس کی تعمیر آپکی

ارادت مندون نے کی ہے۔ جس کے مطلا کتبون سے آپ کی پیدایش

اور وفات کا سال اور مختصر احوال معلوم ہوتا ہے۔ مزار شریف کے جنوب مین آپکی والدہ ماجدہ (بی بی فاطمہ مغفورہ) وغیرہ اعزاء قوم کی قبرین ہین۔ سلاطین مغلیہ کے عہد مین اس درگاہ کی مرمتہ ہوئی تھی۔ عرس شریف کا مجمع ہمیشہ ۲ جنوری سے ۳ روز تک قایم رہتا ہے۔ ہزارہا مسلمان دور دور سے آتے ہین۔ شب مین کثرت کے ساتھ ہزارہا قندیلین روشن ہوتی ہین درگاہ مبارک سے ایک میل تک دورویہ دوکانین لگی ہوتی ہین۔ بھیڑ اس قدر ہوتی ہے کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہے سال حال مین لارڈ ولینگٹن گورنر بمبئی نے بھی زمانہ عرس مین درگاہ کا ملاحظہ فرمایا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان (متولی درگاہ) آپ کے ساتھ تھے۔ واپسی کے وقت متولی درگاہ کے مکانپر آپ نے ناشتہ کیا۔ حضرت ممدوح کی آل سے بعض افراد حیدرآباد مین بقید حیات ہین جو لوکھر لقب فرماتے ہین۔

(۸۶) **ملا علی قاری نایطی۔** کوکنی قدس سرہ علماء مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ باعتبار علم وفضل اپنے معاصرین مین بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو پیر طریقت کہا ہے مصنف

گلستان نسب نے بھی آپ کے حالات لکھے ہین اور آپ کے کمالات کا بیان کیا ہے۔ حقایق آگاہ مولانا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحۃ خیر البریہ مین فرمایا ہے کہ ومن ھذا القوم منھل فیض الباری مولنا الشیخ علی بن القاری المشھور بملا علی القاری الکوکنی وھو غیر الملا علی بن القاری الحنفی والمتاخر عنہ ومن مآثرہ البھیۃ الشرح العربی علی الغوثیہ وجدتہ فی غایۃ التھذیب والاتقان وقد بسط الکلام بالعلم والعرفان والذوق والوجدان والحجۃ والبرھان

(ترجمہ) اور اسی قوم سے ہین سرچشمہ فیض باری مولانا شیخ علی قاری جو کہ ملا علی قاری کے نام سے مشہور رہین اور کوکن کے رہنے والے ہین اور آپ ملا علی قاری حنفی کے سوا ہین اور آپ کا زمانہ ملا علی قاری حنفی سے بعد واقع ہے۔ اور آپ کی عمدہ نشانیون مین سے ایک عربی شرح ہے جو قصیدہ غوثیہ پر لکھی ہے۔ مین نے اسکو نہایت تہذیب اور تحقیق مین پایا۔ اور یہہ شرح نہایت مُدلّل اور مبسوط طریقہ پر علم اور معرفت اور ذوق وشوق کے ساتہہ لکھی گئی ہے۔

(۸۷) **علی دوست نایطی** - سعید لقب ذہین تخلص - بن حکیم
مہدی المخاطب بہ شفادوست خان بہادر سرکار والاجاہی کے نمکخوار
اور مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۴۵ھ بارہ سو پینتالیس ہجری مین
آپ بمقام مدراس متولد ہوے - اوایل عمر مین آپ نے تحصیل علوم
کے طرف توجہ کی آغاز شباب مین ذی استعداد ون مین آپ کا
شمار ہوا - آپ کی ذہانت خدا داد تھی - امیرا لہند نواب محمد غوث
خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے
کہ کلامش با وجود نومشقی لطفے دارد - زمانہ مابعد مین آپ کی ملازمت
کا تعلق مدراس گورنمنٹ کے صیغہ پولیس سے ہوا جہان آپکی کارگذاری
اور کارفرمائی نے خوب رنگ جمایا - مماثل عہدہ دارون مین آپکو
اعزاز خاص عطا ہوا - قیصر ہند دام اللہ اقبالہم کے صاحبزادگی کے
زمانہ مین جب آپنے پرنس آف ویلز کی حیثیت سے ہندوستان کا
سفر فرمایا اور مدراس پریسیڈنسی کو عزت بخشی تو علی دوست نایطی
بحیثیت پولیس افسر ذاتی اعزاز کی وجہ سے پرنس آف ویلز کی
آرڈلی قرار پائے - مولف تاریخ باتفاق اوس زمانہ مین مدراس

گیا تھا اور مجھکو صرف آپ کی صورت شناسی کا اعزاز حاصل تھا عالم پیری مین آپ نے رحلت کی۔ مصنف اشارات بنیش نے بھی آپ کی ذکاوت کا اعتراف فرمایا ہے۔ آپ کے فارسی کلام کے چند متفرق اشعار ملے جنکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مست می گشتی و پیغامی فرستادی مرا	گرد گل از شاخ مینائی گل شادی مرا
ریزد بجائے اشک سمندر ز چشم تر	از بسکه سوخت عشق بت آذری مرا
بدست نازکش آئینه را بده قاصد	اگر یقین نکند یار داستان مرا
جامه چاکی ہاے من از بسکه دارد شہرتے	جائے در دامن نمی بخشد زمین صحرا مرا
ز سرمستی درآمد آن پری و در برم امشب	مگر شد دخت رز و لاله ارزاہ کرم امشب
بباید که ز آرایش خود دست بشوئی	از شرم رخت آئینه در فکر گداز است
بطالعم نظر زہره را قرار دہند	چو بشنود صنم بدگمان چه دشوار است
پیش رخ نازمن ز رمپستان صبح	یک گل خود رو بود مہر درخشان صبح
چو گرم جلوه گردد ای زمین خورشید تابانم	پر پروانه ہا بر شمع محفل بادزن باشد
ہمچو اخگر خلعت منت نمی پوشد تنم	زانکه روید از درون خاکستری پیراہنم
برکشیدم دوش در یاد رخ او نالۀ	تا بگردون رفت و برگرد قمر شد ہالہ

(۸۸) **نواب علی دوست خان نایطی** - ابن غلام علیخان قلعدار ویلور رؤسائے قوم سے گزرے ہین۔ مصنف توزک والا جاہی نے لکہا ہے کہ نواب سعادت اللہ ناظم ارکاٹ کی رحلت کے بعد قوم نے بالاتفاق باقر علیخان ابن غلام علی خان نایطی کو مسند نشینی کے لئے منتخب کیا جب مراسم ادا ہوے اور اعیان دربار نے نذرین پیش کین تو اوسوقت باقر علی خان نے مسند چہوڑ کر اپنے بہائی علی دوست خان کو مسندنشین کیا۔ اور سب سے پہلے خود نذر گزرانی پہر حاضرین دربار نے اونکی پیروی کی نواب علی دوست خان نے اس قدر خوبصورتی کے ساتہہ ریاست کا انتظام کیا اور درباریون کے ساتہہ اونکا برتاو ایسا عمدہ تہا کہ مخالفین کے دلون مین بہی اونکی محبت پیدا ہوگئی۔ آپ انتظام ریاست مین نہایت نیک نام رہے۔ محمد حسین خان نایطی۔ طاہر لقب آپکے دیوان تہے۔ جب حاکم پونا نے وصول پیشکش کے لئے آرکاٹ پر چڑہائی کی تو آپ نہایت استقلال کے ساتہہ اوس کے مقابل ہوے اور اسی لڑائی مین آپ کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ مصنف مآثر الامرا

نے بضمن احوال نواب سعادت اللہ خان نایطی ناظم ارکاٹ آپ کا
اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب انساب النوایط نے لکھا ہے کہ نظامت
علی دوست خان در ارکاٹ پنجسال کسرے کم بود و بعد شہادت
خان معز خلف الصدقش نواب صفدر علی خان مامور بکار نظامت
شد و از سر نو انتظام آبادی منتشرہ بانضباط قوانین مرتبہ ترتیب
داد و قوم و عشایر خود را باندازہ مناسب آورد۔ محمد حسین خان
از دیوانی معزول شد و میر اسد اللہ خان اثنا عشری بدان عہدہ کامیاب
گردید و نتیجہ این عزل و نسب نامساعد شد تا بحدے کہ صفدر علیخان
بہادر در تاریخ ۱۵ شعبان ۱۱۵۵ھ جام شہادت چشانیدند۔

(۸۹) علی رضا خان نایطی۔ المخاطب بہ ضیاء الدولہ بہادر
آگاہ تخلص روسائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب
حسین دوست خان المخاطب بہ شمس الدولہ والمعروف بہ چندا صاحب
کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ حضرت آگاہ نے ابتدائے نواب
حیدر علی خان کی فوج مین بخشی گری کی خدمت پائی۔ صاحب تذکرہ
صبح وطن نے لکھا ہے کہ آپ ایک دن سواران فوج حیدری کا

داخلہ ملاخطہ فرمارہے تھے ایک ایسا سوار پیش ہوا جس کی سواری کا گھوڑا ناپ مین کم تہا جب آپ نے اوس پر اعتراض کیا اور کہا کہ فوج شاہی مین یابوُون کی بہرتی قایم نہین رہ سکتی تو دریدہ دہن سوار نے جواب دیا کہ زمانہ کے انقلاب نے میرے گہوڑے کو یابو بنا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ سوار نے کہا کہ اوسی طرح جسطرح زمانہ نے آپ کو حکومت مستقل سے فوج حیدری کا بخشی بنایا یہہ جواب آپ کو سخت ناگوار ہوا آپ نے ملک کرناٹک کو الوداع کہا اور پیشوا کی دارالحکومت کا ارادہ فرمایا پہلی ہی منزل مین قضا و قدر نے آپ کو ملک باقی مین پہونچادیا

مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از روسائے قوم نایطہ صاحب طبع سلیم و فکر رسا بود۔ اکثر سر معاملہ با شاہدان سخن داشت و شاہین اندیشہ را بہ تسخیر وحشیان معانی می گماشت۔ چراغ فکر روشنش ضیا افزائے بزم نازک خیالیست۔

از دہر آنچہ حاصل اسباب کردہ ایم	قصر بلند بر رہ سیلاب کردہ ایم
بہ ہفتاد و دہ ملت آشنا شد طبع آزادم	چراغ محفلم آئینہ ام حسن پریزادم

(۹۰) **مولوی علی موسی رضا نایطی** - مہاجر لقب ابن مولوی ابوالحسن نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین - دربار والاجاہی سے آپ کو احتشام خان رفعت جنگ بہادر کا خطاب اور بخشی فوج کی پیشکاری کا عہدہ عطا ہوا تہا - آپ نہایت ذی علم اور صاحب تقوی - قبیلہ پرور امیر تہے - والی ریاست کرناٹک آپ کو بلحاظ اعزاز خاندانی عزیز رکہتے تہے - برٹش گورنمنٹ کی حکومت مین بہی آپ والاجاہی پنشن سے کامیاب رہے - آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صبغۃ اللہ مہاجر کو مدراس گورنمنٹ نے ملازمت کا اعزاز بخشا ہے آپ نہایت قابل شخص ہین علوم دینی کے علاوہ علوم مغربی سے بہی ماہر ہین مولف تاریخ کو آپکی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے -

(۹۱) **قاضی عمر شہید نایطی** - بن حسین عرب مکّی قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہین - ٹیپو سلطان کی حکومت مین قضایت ادہونی کا عہدہ آپ سے تفویض تہا اور مدد معاشی جاگیر بہی آپکے نام عطا ہوئی تہی - آپ کا علم وفضل اور زہد وتقوی ملکون مین مشہور تہا - بعض بزرگان قوم اسوقت تک حیدرآباد مین موجود ہین جنکو

آپ کی بزرگیون کا اعتراف ہے آپ کے دو فرزند (۱) قاضی عبد اللہ (۲) قاضی حسین تک قضاوت کا سلسلہ جاری رہا پھر اس خاندان کا سلسلہ آگے نہ چلا۔

(۹۲) قاضی عمر نایطی۔ قاضی لقب بن محمد عتیق اللہ مشہور تاجرین قوم سے ہین۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام تعلقہ بھٹکلہ متعلقہ صوبہ بمبی۔ لک پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے۔ نہایت ذی خلق و مروت اصول تجارت سے کامل واقف شخص ہین۔

ردیف غ

(۹۳) مولوی۔ حکیم۔ غلام احمد نایطی۔ چودہری لقب ابن حکیم قادر محی الدین خان المخاطب بہ مہتمم الدولہ سربراہ خان مہتمم جنگ بہادر سربرآوردہ افراد قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جدا علے عبد اللہ خان فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے آپکا تعلق دربار والاجاہی سے تہا آپ کو ۱۱۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین بعہد حکومت امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس مسیح الدولہ حکمت آموز خان مسیح یار جنگ بہادر کا خطاب

عنایت ہوا۔ آپ فن طبابت مین نہایت باخبر اور ممتاز حکیم تھے
آپکا حلم اور آپ کی بردباری قابل تعریف تھی۔ مدت العمر آپ کو
پبلک کامون کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی۔ آخر زمانہ عمر مین آپ
حیدرآباد تشریف لائے۔ بیدار مغز اور قدردان علم وہنر وزیر
باخبر سرسالار جنگ اعظم نے آپ کو مدرسہ طبابت سرکار نظام کے
صدارت دینی چاہی عدم موافقت آب وہوا کی وجہ سے آپنے
حیدرآباد کا قیام منظور نہ فرمایا اور مدراس واپس گئے۔ اور وہین
رحلت فرمائی۔ مدراس کے محلہ میلاپور مین آپکی حویلی مشہور ہے۔

(۹۴) مولوی غلام احمد نایطی۔ المخاطب بہ مشاہرہ خان
قاسم یار جنگ بہادر ابن نواب مدار الامرائے مغفور مشاہیر قوم
سے گزرے ہین ۱۲۳۶ھ بارہ سو چھتیس ہجری مین بمقام مدراس آپ
متولد ہوے۔ اوایل شباب مین آپ نے فارسی اور عربی کے
کامل استعداد بہم پہونچائی۔ مولانا سید شاہ برہان الدین قادری
صبغۃ اللہی قدس سرہ کے دست مبارک پر بعیت فرمائی دربار
والا جاہی مین مہتممی تقسیم تنخواہ فوج کی خدمت آپ کے تفویض تھی

نہایت ذی مروت اور خلق مجسم تھے۔

(۹۵) مولانا حکیم غلام جیلانی نایطی۔ المخاطب بہ حکیم غلام جیلانی خان ابن حکیم قادر محی الدین خان مہتمم الدولہ مشہور اطبائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی سلسلہ عبداللہ خان فیروز جنگ بہادر عالمگیری تک پہونچتا ہے۔ دربار والا جاہی مین سرکاری حیثیت سے آپ کی تعیناتی نواب خیر النسا بیگم مغفورہ محل خاص والی ریاست کی دیوڑہی مبارک پر تہی۔ آپکا خانگی مطب نہایت شہرت پذیر تہا غربا، قوم کو آپ کے مطب سے ہر طرح پر آرام نصیب تہا۔ آپ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تہے۔ آپ کے فرزند کو مدراس گورنمنٹ مین پولیس سپرنڈنٹ کا عہدہ تفویض ہے۔

(۹۶) غلام حسین نایطی۔ الملقب بہ شہرا وستاد و المتخلص بہ جودت ابن محمد یار خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نتہر نگر مین آپ کی سکونت تہی۔ آپ کے فیضان علوم سے بہت سے لوگ بہرہ مند ہوے۔ قومی لقب کے لحاظ سے آپ اسم با مسمے تہے آخر عمر مین آپ نے دنیا داری کو ترک کر کے گوشہ تنہائی مین بسر کی

۱۳۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری مین وفات پائی امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کا تذکرہ اور صبح وطن مین آپ کو مجتہد اہل تشیع سے موسوم فرمایا ہے۔ بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ آپ نہایت نیک نفس غربا کے خدمت گزار اور حاجت روا تھے۔ عالم تنہائی مین فکر سخن کو فکر معاش پر مرجح سمجھتے تھے۔ جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح مین آپ نے ایک دلچسپ مثنوی لکھی ہے جسکی شہرت نے آپ کے کلام کو مشاعرہ اعظم تک پہونچایا اوسی مثنوی کا یہہ مطلع ہے

امام و قبلہ گاہ آل اطہر		پیمبر نسبت بل جان پیمبر	
	ولہ		
گل داغم بہار نخل آہ حسرت ایجادم		بدلہا سوز در دم برزبانہا شور فریادم	
چہ می پرسی ز ضعفم ناتوانی ننگ میدارد		فتد از سایہ مژگان موری نخل بنیادم	
ز دل تا لب سد صد جا سخن از پا ہمی لغزد		بدوش ناتوانی میرسد از ضعف فریادم	
چو آید در تصور نشتر خون ریز مژگانش		چکد خون از رگ نبض خیال وحشت ایجادم	

بہر جادستگاہ جلوہ عشقی شدم جو دست		سحاب گریہ مجنون بہار آہ فرہادم
	رباعی	
در ملک جہان چو ننگ و عاریم عزیز		چون شرم وحیا بروزگاریم غریب
از قحط تمیز بسکہ ارزان شدہ ایم		چون گوہر آبرو بہر دیاریم غریب

(۹۷) مولوی غلام حسین نایطی۔ مہکری لقب حیدری تخلص ابن محمد صادق نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کو نواب سعادت اللہ خان نایطی والی کرناٹک کے دربار مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ نواب بشیر الملک کے حسن توسط سے نواب نظام علی خان مغفور والی حیدرآباد کی بارگاہ مین بہی رسائی ہتی۔ آخر عمر مین آپ نے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین مقام فرمایا اور وہین آپ کی رحلت واقع ہوئی۔ بڑے طبّاع اور حاضر جواب تہے اپنے زمانہ عمر کو ہر ایک مقام پر کمال خود داری او بے غرضی کے ساتہہ بسر کی شعر و سخن کا بہی مشغلہ رکہتے تہے اور حیدری تخلص فرماتے تہے۔ مصنف تذکرہ صبح وطن نے آپ کا احوال لکہا ہے۔

صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ حیدر معرکہ سخنوری و شیر
صفدر رزمگاہ معنے پروری استعداد جیّد داشت و توسن اندیشہ
راگاہ و بیگاہ بدنبال صید سخن می گماشت۔ ذکاوت طبع صفا
جوششش از اندازہ بیان بیش و قوت حافظہ اش از ذکاوت
ہم یکقدم پیش۔ ذوالفقار خامہ اش باین آئین فتح خیبر معنے می نماید

نیست آئینہ ساختن کارے		صاف دل شو سکندرے اینست	

(۹۸) حاجی۔ غلام حسین خان نایطی۔ غریب لقب۔
المخاطب بہ نواب حسین یاور جنگ بہادر امرائے قوم سے گزرے
ہین۔ آپ کی حقیقی ہمشیرہ حضرت مغفرت منزل نواب سکندر جاہ مغفور
نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدر آباد سے منسوب ہتین آپ کے
جد اعلے الشیخ حسین کوکنی قدس سرہ مشاہیر قوم سے تھے جن کے
دوسرے پوتے نواب قطب الدین خان بہادر کو ارکاٹ کی
مدار المہامی کا عہدہ تفویض تہا۔ حاجی غلام حسین خان باعتبار
سواد علمی اور عملی معلومات کے فرد منتخب اور رنیک نفسی اور خدا
ترسی کی وجہ سے برگزیدہ خلایق سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے پوتے

محمد قطب الدین خان وغیرہ۔ اعزاز منصب سے سرفراز ہین۔

(۹۹) غلام حیدر خان نایطی۔ المخاطب بہ نواب اقتدار جنگ عمدۃ الدولہ بہادر امرائے حیدر آباد سے گزرے ہین۔ مصنف گلزار آصفیہ نے آپ کا احوال نہایت تفصیل کے ساتھہ لکھا ہے آپ کے بزرگون کو سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل تہا۔ اور مراتب جلیلہ سے سرفراز رہے حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدر آباد کے عہد میمنت مہد مین توشک خانہ۔ فیل خانہ۔ اور فراش خانہ کے خدمات آپ کے تفویض تہے۔ منصب چار ہزاری ودو ہزار سوار اور تعلقات کثیر المحاصل کا انتظام آپ کے سپرد تہا صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہین کہ از قوم نوایطا میر سیت کشیدہ مزاج کم گو۔ پر فکر۔ راست کردار راستی پسند۔ ہر کس کہ زبان داد مانند روز قیامت تغیر پذیر نیست۔ اخلاق حمیدہ واشفاق پسندیدہ اش عالمی را فرا گرفت۔ جو کام آپ کے تفویض ہوتا تہا۔ آپ اوس کو نہایت سلیقہ اور رونق کے ساتھہ

سرانجام دیتے تھے اور بڑے نیک نفس امیر تھے

(۱۰۰) مولوی غلام دستگیر نایطی ۔ قریشی لقب ابن مولوی غلام علی قریشی ابن حاجی عظمت اللہ قریشی ۔ کندا چار بخشی کے پرپوتون سے ہین جن کا احوال نمبر ۹ ۔ اپر لکھا گیا ہے ۔ آپ کو علوم مغربیہ مین اچھی مہارت ہے اور مالگزاری و عدالت کے کامون کا کامل تجربہ رکھتے ہین ۔ سرکار نظام کے امتحانات ملکی سے فارغ اور تحصیلداری کے عہدہ سے سرفراز ہین ۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے ۔ بڑے ملنسار اور خلیق شخص ہین ۔

(۱۰۱) مولوی غلام دستگیر نایطی ۔ ابن مولوی غلام حسین مرحوم مشاہیر قوم و عمایدین حیدرآباد سے گزرے ہین حضرت غفرانمنزل نواب ناصرالدولہ بہادر نوراللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد مبارک مین آپ عدالت بارادری کے ناظم تھے ۔ آخر زمانہ عمر مین ریاست بیگن پلی نے آپ کو عدالت دیوانی کی نظامت پر منتخب کیا صاحب کمالات ماہر علم و فن ۔ حاضر مزاج اور بلند خیال شخص تھے ۔ قانون دستگیری ۔ آپ کی تصانیف کا اعلے یادگار رہے ۔ آپکے چھوٹے فرزند

غلام جیلانی خان مرحوم کو ریاست حیدرآباد مین منصب داری کا اعزاز حاصل تھا۔

(۱۰۲) **نواب غلام دستگیر خان نایطی۔** المخاطب بہ نواب نصرت جنگ بہادر امرائے ریاست آصفیہ سے ہین آپ کے عم محترم نواب نظام الدین خان مغفور کو بہی نصرت جنگ بہادر کا خطاب حاصل تھا جن کو علاقہ صرف خاص کے آبائی خدمات اور جاگیرات کے علاوہ نظامت مداخل و تعلقات صرف خاص کا عہدہ جلیلہ بہی تفویض تھا۔ مولف تاریخ نے آپ کی نظامت کے زمانہ مین آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے دیندار اور نیک نفس غربا پرور امیر تھے۔ ہمیشہ افراد قوم کا اعزاز فرماتے تھے۔ نواب نصرت جنگ حال بہی نہایت حوصلہ مند اور نیک طینت امیر ہین۔ خاندانی خدمات اور اعزاز جاگیرات سے سرفراز ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف بہی حاصل ہے

(۱۰۳) **مولوی حکیم غلام دستگیر خان نایطی۔** غیاث لقب لایق تخلص۔ ابن مولوی غلام احمد مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین

آپ نہایت باکمال اور ذی تجربہ شخص تہے۔ اطباء مستندین مین آپکا شمار تہا۔ مہتمم الدولہ بہادر میر مجلس اطباء دربار والا جاہی نے بہی آپ کو سند عطا فرمائی تہی۔ نوابی مدراس کے سر رشتہ طبابت سے آپکی ملازمت کا تعلق تہا۔ صاحب تذکرہ اعظم نے آپ کے قوت حافظہ اور حاضر مزاجی کی تعریف کی ہے۔ اور تذکرہ صبح وطن مین بہی آپکا احوال لکہا ہے۔ مصنف اشارات بنیش نے بہی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپکے دولت سرا پر تعلیم فن طبابت کا خانگی مدرسہ قایم تہا جس سے فیض عام جاری تہا۔ فن سخن مین آپ کی تصنیف۔ تذکرۂ لایق کے نام سے شائع ہوچکی ہے جو آپ کی قابلیت کا اعلے یادگار ہے۔ آپکی طبعزاد سے ایک منتخبہ غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

صد خانہ غم چو گل بگریبانم آرزوست	چون لالہ داغ بر دل سوزانم آرزوست
آسودہ ام بہ بستر سوز و گداز ہا	روشن دلے چو شمع شبستانم آرزوست
ہم خندہ گشت آہ من از برق آتشین	اکنون چو ابر دیدہ گریانم آرزوست
اندر ہوائے آن بت لیلے منش مدام	مانند قیس سیر بیابانم آرزوست
لایق بزیر سایۂ زلف و عذار یار	ہر صبح و شام خواب پریشانم آرزوست

(۱۰۴) **ملک غلام رسول خان بہادر نایطی۔** ابن ملک غلام حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کے جداعلے محمد علیخان بہادر دہلی کے جاگیرداروں سے تہے۔ آپکو دربار والا جاہی مین نائب بخشی پادشاہی کا عہدہ تفویض تہا۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ طبیعت اور نیک بخت شخص تہے آپ کے فرزند مدراس گورنمنٹ مین سکونت پذیر ہین۔

(۱۰۵) **مولوی حافظ۔ حاجی۔ غلام رسول نایطی۔** ناگپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ابتداءً آپکو ریاست ناگپور کے افتار کی خدمت عطا ہوئی جس کے فرایض کو آپ نے نہایت خوبی کے ساتہہ ادا فرمایا۔ رعایائے ناگپور مین آپ شاہ واعظ کے نام سے معروف تہے۔ اور آپ کے مذہبی مواعیظ ملکون مشہور رہے آپ شہر ناگپور کے کوتوال مقرر ہوے۔ اور مدت العمر نیک نام اور کامیاب رہے۔

(۱۰۶) **نواب غلام زین العابدین خان نایطی۔** نوکہری المخاطب بہ نواب اعتصاد جنگ بہادر خلف الصدق نواب سالارالدولہ سالارالملک حسین دوست خان ارادت جنگ امرائے حیدرآباد سے

گزرے ہین۔ آپکا مختصر احوال مصنف گلیمسز اف دی نیظامس ڈومینینس نے لکھا ہے۔ والی ریاست سرکار نظام سے آپ کو منصب دو ہزاری اور علم و نقارہ کا لوازمہ عطا ہوا تھا۔ ضلع بندی سے پہلے انتظام امانی جاگیرات مین ہی آپ کا دخل رہا۔ اور انتظام ضلعبندی سرکار آصفیہ کی مجلس مین آپ شریک رہے۔ امرائے حیدر آباد سے نہایت متمول اور مالدار امیرون مین آپ کا شمار تھا آپ کی خلق و مروت اور قبیلہ پروری کی شہرت اتبک باقی ہے۔ آپ اپنی آبائی معاش جاگیرات سے مادام الحیات سرفراز رہے۔ مصنف گلزار آصفیہ نے لکھا ہے کہ نواب اعتضاد جنگ

امیریست جوان بخت جوان سال۔ کہن تدبیر۔ صاحب اخلاق

مسلوک با اقربا و احبا۔ رعایا پرور دادرس۔ ہموارہ حاضر دربار

می بود۔ نواب اکرام الدین خان اور نواب غلام جیلانی خان بہادر آپ کے صاحبزادے ہین اول الذکر نواب نے شباب مین رحلت فرمائی اور آخر الذکر نواب اپنے آبائی اعزاز کے ساتھہ بقید حیات ہین۔ اور علم سیر سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہین۔ جن کا تذکرہ مصنف

تزک محبوبیہ نے بھی فرمایا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۷) نواب غلام زین العابدین خان نایطی لوکہری

خلف الصدق نواب اکرام الدین خان بہادر بن نواب غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ بہادر بن نواب سالار الدولہ سالار الملک حسین دوست خان ارادت جنگ مشاہیر قوم اور امراے حیدر آباد سے ہین۔ آپ کے جداعلےٰ نواب سالار الملک مغفور کا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے جس سے آپ کی ذاتی خوبیان اور محامد صفات او رمراتب و اعزازات اور خاندانی منزلت ظاہر ہے۔ آپ کے جد غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ کے مناصب عالیہ او مکارم اخلاق کا احوال اور آپ کی نسبت اہل تاریخ کا خیال گزشتہ نمبر پر بیان ہو چکا ہے۔ جن کے دو صاحبزادون سے ایک نواب غلام جیلانی خان بہادر ہین جو ضلع اندور مین مواضع سالورہ وغیرہ محاصلی تقریباً مبلغ ــــ کے جاگیر سے سرفراز او رمحاسن اخلاق سے ممتاز ہین۔ دوسرے نواب اکرام الدین خان مغفور گزرے ہین

جو صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے جن کی وجاہت اور نیک بختی اور
نیک نفسی کا نقش معاصرین کے قلوب پر اتبک قایم ہے۔ نواب
زین العابدین خان بہادر کو امیر ابن امیر کہنا چاہیئے۔ آپ کے اعزاز
ومنزلت کے سوا خاندانی ثروت کے اعتبار سے بہی آپ کی امارت
مسلمہ ہے۔ آپ بمقام حیدرآباد متولد ہوے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم
کا آغاز امیرانہ طریقہ پر ہونے کے بعد مدرسہ اعزہ مین شریک
کیئے گئے۔ بہت تہوڑے عرصہ مین مدرسہ عالیہ یعنے نظام کالج مین
منتقل ہوکر حیدرآباد سیول سروس کلاس مین شریک ہوے جہان
اعلےٰ درجہ مین آپ کو کامیابی ہوئی پہر قانون کے طرف آپنے توجہ فرمائی
تو سرکار عالی کے جوڈیشل امتحان مین اول درجہ کی سند حاصل کی۔
قدر دان گورنمنٹ نے ضلع کی مددگاری عدالت کا عہدہ آپ کو
عطا فرمایا پہر صدر مددگاری صوبہ پر آپ کی ترقی ہوئی۔ بالآخر
عدالت العالیہ دولت آصفیہ نے آپ کو معتمد مجلس کا مددگار
مقرر کیا جس عہدہ پر اسوقت تک آپ کارگزار ہین۔ آپ نے
ملازمت کے ہر ایک درجہ مین نہایت قابلیت اور راست بازی

کے ساتھہ اپنے عہدہ کے فرایض کو ادا فرمایا۔ رعایائے حیدرآباد کے بڑے حصہ کے پاس آپ ہردلعزیز افسر ہین آپ کے مافوق حکام آپ کو منتخب عہدہ دار خیال فرماتے ہین۔ تین سال کے لئے فرقۂ جاگیرداران ریاست کے جانب سے آپ لیجسلیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے ہین۔ اور اکثر سالون مین آپکو عدالتی امتحانات کے ممتحن قرار پانیکا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آبائی معاش جاگیری سے بہی سرفراز ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۸) مولوی غلام عبد القادر نایطی المخاطب بہ قادر عظیم خان بہادر ناظر تخلص ابن غلام محی الدین خان امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ سنہ ۱۲۰۰ بارہ سو ہجری مین آپ بمقام مدراس متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور پہر علوم دینیہ کی تحصیل مین مختلف فضلاء وقت سے بہرہ اندوز ہوئے عربی و فارسی مین کامل استعداد رکہتے تہے۔ جب آپ کو سرکار والاجاہی مین کتب خانہ شاہی کی مہتممی اور میر سامانی کی خدمت ملی تو قادر عظیم خان بہادر سے مخاطب ہوے آخر پر وقایع نگاری ریاست

کا عہدہ بہی آپ کے تفویض ہوا۔ مدت العمر تصنیف و تالیف کا شغل رکہتے تہے ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی آپکی تصانیف کثیرہ سے۔ بہار اعظم جاہی۔ خلدستان شرح بوستان روضۂ دلکشا شرح یوسف زلیخا۔ شرح سکندر نامہ۔ گلستان نسب آپکی قابلیت کے اعلے یادگار ہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مختصر سوانح عمری کے ساتہہ فارسی کلام کا انتخاب بہی لکہا ہے جو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

زہد بہتر ز شباب است تو ہم میدانی	عمر خود پا بر کاب است تو ہم میدانی
تکیہ بر ہستی فانی مکن اے باد فروش	زندگی مثل حباب است تو ہم میدانی
غرہ زنہار مشو یار براف سانۂ دہر	این جہان صورت خواب است تو ہم میدانی
مصحف چہرہ خوش بنظر دار مدام	مونس دل کتاب است تو ہم میدانی
ناظرا بر سخن یار چرا دل بستی	وعدہ اش نقش بر آب است تو ہم میدانی

(۱۰۹) مولوی غلام علی نایطی۔ قریشی لقب المعروف بہ بخشی صاحب ناظم تخلص۔ بن حاجی عظمت اللہ قریشی مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے جداعلے غلام علیخان قریشی المعروف بہ کنّا چار بخشی

ٹیپو سلطانی پیدل فوج کے وزیر تھے۔ کنداچار کنڑی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنے جمعیت پیدل کے ہین۔ سرنگ پٹن کے حملہ کے زمانہ مین آپ محلات سلطانی کے محافظ قرار پائے تھے۔ آپکو جاگیری معاش کا اعزاز بہی حاصل تہا۔ مصنف نشان حیدری نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جب ٹیپو سلطان کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو محلات سلطانی کے ساتھہ آپ رائے ویلور تشریف لائے اور پہر محمدپور ارکاٹ کو واپس ہوکر بقیتہ العمر وہین رہے۔ آپ کی زندگی تک ایکہزار روپیہ کی ماہواری پنشن اور زمینداری بمعاوضۂ جاگیر آپکے نام جاری ہی اور آپکی سکونت کیلئے حکومت وقت نے دو باغ عنایت فرمائے پنشن اور زمین کا سلسلہ الی الآن آپ کے خاندان مین قایم ہے۔ مولوی غلام علی ثانی آپ کے حقیقی پروتے ہین۔ آپ محمدپور ارکاٹ مین متولد ہوے۔ آپ کے اکتساب علوم کا زمانہ مدراس مین گزرا۔ علوم عربیہ مین کامل اور زبان فارسی مین فرد لاثانی ہیں سخن مین بلیغ الکلام ناظم تخلص فرماتے ہین اوایل شباب مین آپ نے سرکار نظام کی نمکخواری کا اعزاز حاصل کیا اواخر زمانہ ملازمت مین اول تعلقدار ضلع رہے۔ اور اسوقت محسن جنگ مینت

کا چار سو روپیہ وظیفہ پاتے ہین باوجود وظیفہ یابی ایک عرصہ تک آپ کو ڈپٹی کمشنری اور کمشنری صیغہ عطیات کے اقتدارات حاصل تھے۔ آپ نہایت متین غیور نیک طبیعت اور سنجیدہ مزاج بزرگ ہین۔ مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ دیوان اور کلیات نظم آپ کے فارسی کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جامہ خود چون بدین عقل پریشان دوختم	جائے دامان جیب و جائے جیب دامان دوختم
تا مگر دوزم دہان بدسگال و چارہ گر	چاک صد رہ کردم و صد رہ گریبان دوختم
راز عشق من مباد از پردہ افتد بر ملا	چشم بر پیراہن آن شوخ پنہان دوختم
مدعایم بود ضمن چارہ تکلف دگر	زخم دل از سوزن خار مغیلان دوختم
فن خیاطی کہ می داند چو من در روزگار	سینہ صد چاک را از نوک پیکان دوختم
بے تعرض داخل بزمت شدم از لاغری	گوئیا از تار پیکر چشم دربان دوختم

ولہ

تا پائے بخاک من افسردہ جگر زد	دامان ز بدآموزی دشمن بکمر زد
بیہودہ طرف بالب شیرین تو گردد	ما را شکر آب است ہمانا بہ تبر زد
در کار خودم بود تمنائے کشادے	شمشیر بکف آمد و زخمے بجگر زد

از کوچهٔ او برد زر شکم سوئے ناصح — فریاد که راه من شوریده خضر زد

مطلوب شب ہجر تو یعنی ملک الموت — در روز وصالت بدرم آمد و در زد

برداشتی ایکاش دل خسته ام از خاک — زان سست که ہنگام تماشا به کمر زد

زان بیش که از بهر دعا دست برآرم — گویم که یکے خنده تحقیر اثر زد

ولہ

نو بہار حسن او ہر جا گل افشانی کند — پرده ہائے چشم من از شوق دامانی کند

فرض دربانان بجائے خواب بیداری بود — طالع خوابیده ام ایکاش دربانی کند

می ستیزد با من آن کافر زرشک حوریان — صد جفا بر حال زار من مسلمانی کند

جامه خاکستری پوشم زدست گردہا — تا مبادا راز من بے پرده عریانی کند

بهر خلق جبینیان باقی نماند یک شرر — بحر اشک من اگر این مایه طغیانی کند

مردم و رستم ز بیدادش چه باد و ن همتم — در ته خاکم فرو حیف این پشیمانی کند

مایه ناز سکندر پیش او آرید زود — ورنه جنبش را کف مشاطه لاثانی کند

سجده کروبیان بهر سلامش میرسد — آنکه وقف آستان یار پیشانی کند

زلف او با این سیه کاری ندارد جاش — آنچه با جان حزین من پریشانی کند

دشمن نااہل را باشد مسخر آن پری — آوخ آوخ دیو افسون گر سلیمانی کند

تا کشاید لب بہ محفل ناظم شیوا بیان	ہر یکے در بزم دعوائے سخندانی کند

ولہ

پاشنہ کوبان دود جانب دامان من	جادہ دست جنون تار گریبان من
عشق جنون آفرین کرد ز دل سوزیم	کرمک شب تاب را شمع شبستان من
خلق ز جوش جنون خانہ خرابی کند	مایہ خلق ار شود خاک بیابان من
در سفر از رہزنان ہیچ ندارم خطر	بے سر و سامانیم ہست نگہبان من
از غم عشق تو شد بسکہ تنم خشک تر	گردن لاغر بود خار گریبان من
عمر عزیزم گذشت آہ بفکر سخن	کاتب دشمن بود ناقل دیوان من
وقف درش کردہ ام جبہہ فرسودہ را	تا دم محشر بود بر سر احسان من
حسن ملیحش مرا تشنہ آزار کرد	زخم دل من بود وقف نمکدان من
پاز درخود برون می نتوانم نہاد	ہست دل تنگ من گوشہ زندان من
ہم بغزل گوئی و ہم بہ ثنا گستری	نیست چو ناظم کسی در ہمہ اقران من

قصیدہ

از ناز گر بپائے تو دامان فتادہ است	بر پائے من ز رشک گریبان فتادہ است
شکر خدا کہ چشم بتان از مرض شدم	یعنے کہ کار بندہ ز درمان فتادہ است

برجستہ از فلک بدر کبریا رسید — فریاد من چہ بے ادبلان فتادہ است

از خنجر نگہ کہ زدستی بسینہ ام — دل پارہ پارہ در برم ایجان فتادہ است

جا کردہ است در دل تنگم بصد فریب — شادم کہ غمگسار بزندان فتادہ است

زانرو کہ چہرہ تو زمے آتشین بود — آتش پرست شمع شبستان فتادہ است

ترسم کہ شاخ گاؤ زمین خرد بشکند — بار محبتش بسرمان فتادہ است

می گفتم آنچہ کرد زخش با دل حزین — آوخ کہ درمیان خط جانان فتادہ است

از خجلتے کہ مہر ز روئے تو می کشد — خون در نہاد لعل بدخشان فتادہ است

نام و نشان خاک ز چشم ترم نماند — زین پس محال خلقت انسان فتادہ است

ہر محشری بفکر تلاش سفینہ غرق — یعنی بحشر چشم گریان فتادہ است

زان دم کہ شد جمال تو نامی بروزگار — در چاہ نام یوسف کنعان فتادہ است

عشق تو کرد جوش جنون عام در جہان — ہر خانہ جانشین بیابان فتادہ است

یابد چگونہ بار ببزم تو ہیچ کس — حیرت بر آستان تو دربان فتادہ است

می ماند اگر بعد وے شہ دکن — مارا کہ زیر پاے بیابان فتادہ است

در عہد او بہاے سرشک آنقدر گران — چندانکہ قیمت گہر ارزان فتادہ است

تیرش اگر بہ ہند رہا گردد از کمان — دشمن بروئے خاک در ایران فتادہ است

افتاد نیست بر صف اعدائے او شکست	نصرت بر زمگاہ رجز خوان فتادہ است
ویرا نہا ز دست وے آباد ہر طرف	یک کان گوہر است کہ ویران فتادہ است
زیر محل سرائیش ہنہ گنبد سپہر	تہہ خانہ کہ در تہہ ایوان فتادہ است
اعلان کفر کس نکند در زمان او	زنار شمع بنگر پنہان فتادہ است
امین ز چشم زخم بود خسرو دکن	پروردگار زخلق نگہبان فتادہ است
پا ینده رسم سالگرہ پادشاہ را	از گوے تا گرہ بگریبان فتادہ است

(۱۱۰) مولوی غلام علی نایطی - پتور لقب - صاحب تخلص المخاطب بہ منشی الملک دبیر الدولہ اعتماد خان - عطارد جنگ ابن دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ امراے دربار والاجاہی سے گزرے ہین - آپ کی ولادت ۱۱۷۰ھ بارہ سو سترہ ہجری مین بمقام مدراس واقع ہوئی - ابتداء عمر سے آپ کی ذہانت - سالے کہ نکوست از بہارش پیدا کی مصداق تہی - اوایل شباب مین آپ نے معقولات اور منقولات سے فراغ حاصل کیا - اگرچہ تعلیم کا سلسلہ ۲۰ سال کی عمر مین باسباب خاص منقطع ہوا مگر مطالعہ کتب کے ذریعہ سے آپنے اپنی قابلیت مین اس درجہ تک ترقی کی کہ فضلاء معاصر کی نظر آپ کی

پڑہنے لگی خصوصاً فن ادب اور فقہ شافعی مین آپ فرد فرید تھے
فن سخن سے بہی خاص دلچسپی رکہتے تھے صایب شیرازی کے
ہم خیال وہم قدم اور صاحب تخلص فرماتے تہے۔ امیرالہند نواب
محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی بیش بہا
تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے۔ زور مطالعہ اش بجائے
رسیدہ کہ بر مطولات ہم قدر سے واکثر اشعار برجستہ برزبان از
وہمت خود پیوستہ بر ملاحظہ آن می گمارد۔ گاہ گاہ بفکر سخن می پردازد
وخود را شریک محفل فصاحت منزل مشاعرۂ اعظم میسازد۔ برسائی
فکر وجودت طبع معروفست وبہ تیزی ذہن وذکاوت مزاج
موصوف ہو۔ والی ریاست نے آپ کو اپنے دربار کا میر منشی خاص
مقرر فرمایا اور پہر بخشی گری فوج کا عہدہ تفویض ہوا۔ مولف
تاریخ کے ننہال کو آپ کے وجود باجود سے شرف حاصل ہے
مولف نے اپنی اوایل عمر مین اوسوقت آپکی بزرگانہ محبت کو
بچشم خود دیکہا ہے جب کہ آپ عمر طبعی کو پہونچ چکے تہے بزرگی
کے آثار اور علم وفضل کا وقار آپ کے چہرہ سے ظاہر تہا۔ نہایت

کم سخن اور آہستہ گو تھے اور ہر ایک بات کا جواب آہستگی اور تامل کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔ فقراء اور معذورین کے ساتھہ آپکو نہایت انس تھا گروہا گروہ آپ کی ملاقات سے مسرور ہوتے تھے۔ لیکن کسی نے دیکھا نہ سنا کہ آپ کا سلوک اون کے ساتھہ کیا تھا۔ نوابی کرناٹک کے خاتمہ پر مدراس گورنمنٹ نے معتدبہ پنشن آپ کے نام جاری فرمائی جسکا سلسلہ الی الان آپ کے خاندان مین موجود ہے۔ املاک غیر منقولہ کی آمدنی کی بدولت آپ نے مدت العمر امیرانہ بسر کی آپ کی رحلت کا صدمہ ذوی الاحتیاج کے اضطراب سے ظاہر ہوتا تھا۔ عجیب بات ہے کہ آپ کی وفات کے بعد بہی کسی نے اپنی زبان سے آپ کے سلوک کا اندازہ ظاہر نہین کیا۔ مدراس پریسیڈنسی مین آپ کا نام اتبک زندہ ہے نواب احتشام الدولہ بہادر آپ کے فرزند رشید اپنے نام آور باپ کے حقیقی یادگار ہین۔

		وله	
خال روی تو نقش جان منست			در دلم نقطہ سویدا نیست

	عہد کردم بکوئے تو نروم		شوق زلف تو موکشان ہست	
		وله		
	بر تہی مایگی سے نالم راہ پیچیدہ خطش پویم		نے بے برگ بانوائی ہست چون قلم تا شکستہ پائی ہست	
		وله		
	گریہ را از دلم مدد باشد ثمرہ زہد خشک زاہد را		خیر جاریش تا ابد باشد گرہ دل چو سبحہ صد باشد	
		وله		
	لایق روے گہر کردیتیمی باشد ہرکسی متفق مذہب سلطان باشد		خاکساریست سزوار صفاکاری دل شد گرفتاری صاحب زگرفتاری دل	
		وله		
	دور افتادم زخلد عشق حسن گندمین رو بہ محراب حریم کعبہ مقصد بود بر روی خویش آب حیا خشک کردہ است بتان گیسو بروے خود کشید ند		دستیاب انیست از میراث اجدادے مرا دل بیاد ابروش طاق نسیان داد را آئینہ کز ملاحظات شرمسار نیست امید صبح را در شام کردند	

دلم جز خواب و ز و شب دگر شغلے نمیدارد	که شاید چون زلیخا حسن کار از فیض خواب آید
لخت دل رابستہ بر بازوئے طفل اشک من	خیر باد شس کرد چشم تر نمیدانم چہ شد
آئینہ دیدن تو تماشائے دیگر است	دارد ہزار جلوہ در آئینہ آئینہ

سجع

بمجاز است نام من صاحب	در حقیقت منم غلام علی

(۱۱۱) **غلام علی خان نایطی**۔ کوکنی برادر سعد اللہ خان نایطی امرائے دربار عالمگیری سے گزرے ہین۔ آپ کو بلدہ ویلور کی جاگیرداری کا اعزاز حاصل تہا اور خطاب خانی سے سرفراز تھے۔ صاحب تزک والا جاہی نے آپ کے محامد صفات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تھے۔

(۱۱۲) **غلام علی موسی رضا نایطی**۔ مڑکے لقب۔ المخاطب بہ حکیم باقر حسین خان بہادر۔ رایق تخلص بن حکیم رکن الدین خان مغفور شافعی المذہب عمایدین قوم سے گزرے ہین۔ ۱۱۸۰ھ گیارہ سو اسی ہجری مین بمقام محمد پور پیدا ہوے۔ آغاز شباب مین آپ نے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔ فن طبابت مین طبیب حاذق سے

مشہور ہوے نواب عمدۃ الامرا بہادر نے آپ کو درباری اطبا میں
شریک کیا اور خطاب خانی و بہادری سے اعزاز بخشا مصنف نتایج
الافکار فرماتے ہیں کہ او از اعیان قوم نایطہ است ذات برگزیدہ
صفاتش در خطہ دلکشائے مدراس جلوۂ ظہور یافتہ در اوایل بقصبہ
او دگیر کہ از الکاے مدراس است مدتے بخوبی قیام پذیر گردید
و پیش امیر الدین علی کہ منتخب مدرسان آنعہد بود کتب متداولہ فارسی
گزرانید پستر عنان توسن عزیمت بجانب مدراس معطوف ساختہ
بخدمت مولوی محمد باقر آگاہ بہ تحصیل علوم و فنون پرداختہ۔ وے
صاحب طبع ارجمند و فکر بلند بود و در شعر و سخن گوئے مسابقت از
معاصرین می ربود۔ نثرش در فصاحت و بلاغت بیک تراز و میتوان
سنجید و گلہائے اشعار رنگین از بہارستان طبعش گلچینان سخن بکرنگ
خواہند چید در فن طبابت ہم مہارت تمام و استعداد مالا کلام داشت
و باوصاف حمیدہ و روش پسندیدہ علم شہرت می افراشت و
نظر بہ قابلیت ذاتی منظور نظر اکسیر اثر حضرت نواب رضوان مآب
اعظم جاہ بہادر گشتہ بشرف مصاحبت ذخیرہ اندوز جمعیت و کامرانی

گردیدو در چشمان عزت و احترام فراوان بہم رسانید الخ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیفات صبح وطن و تذکرہ گلزار اعظم مین لکہا ہے کہ زبان فارسی مین آپ کی نثر بیدل اور ظہوری کا پایہ رکہتی تہی مشق سخن مین موسوی خان فطرت کا طرز آپ کو پسند تہا صاحب اشارات بنش نے بہی آپ کی مختصر سوانح عمری کا تذکرہ فرمایا ہے۔ گلدستہ کرناٹک آپ کی نظم و نثر کا اعلیٰ یادگار ہے۔ ۱۲۴۷ھ بارا سو سینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپکے فارسی کلام سے صرف دو غزل ہدیہ ناظرین ہین۔

صد فغان ز آتش عشق تو کند جان نمک	آب از حسن ملیح تو شود کان نمک
آمد آن کان ملاحت عرق افشان بچمن	سبزہ گردید نمک ریز ز باران نمک
گر شود لعل شکر ریز تو شیرین گفتار	چاشنی گیر مذاق است ازاین خوان نمک
نا نمک ریزی حسن تو بخاطر آمد	کشت دل کان نمک دیدہ نمکدان نمک
خط سبز بنود بر نگین لعل کسے	کاروانیست ز ہند آمدہ خواہان نمک
آب بازی مکن اے کان ملاحت بسیار	بارش آب بود باعث نقصان نمک
خور دنش بر ہمہ چیز است مقدم ریاض حق	میتوان یافت از اینجا شرف و شان نمک

ولہ

تنگ دل بینم سراسر در گلستان غنچہ را	گشت شاید سینہ خون زان لعل خندان غنچہ را
دید تامشت زر خود کرد گل صرف بہار	قبض از بخل طبیعت شد نمایان غنچہ را
چون نہ بندد خواب چشم پیش او چو نوزدان عصر	شاخ گل از باد باشد مہد جنبان غنچہ را
میشود آخر پریشانی بہار عشرتی	کرد بس گلگون قبا چاک گریبان غنچہ را
از حدیث لعل رنگین کہ حسرت میخورد	دمبدم جو شد زلب خون فراوان غنچہ را
لاف کم حرفی چوزد پیش دہان تنگ او	آنچنان ضربے صبا زد ریخت دندان غنچہ را
حرف خوش رایق بدلہا انبساط آرد تمام	کرد گل در دم نسیم آخر ہزاران غنچہ را

(۱۱۴) **نواب غلام محبوب خان نایطی** - قاری لقب المخاطب باقتدار نواز جنگ بہادر بن غلام محی الدین خان مستقل نواز جنگ مغفور امرائے حیدر آباد سے ہین آپ کے جد اعلےٰ حافظ محمد حسین خان نایطی اورنگ اباد کے مشاہیر قوم سے تھے جن کو بارگاہ خسروی سے متعدد خدمات تفویض تھین۔ اس خاندان کے بزرگان ذکور و اناث سے ہر ایک فرد حافظ قرآن ہوا ہے۔ قاری کا لقب جو قوم نایط مین مشہور و معروف ہے غالبًا اوس کا واضع یہی خاندان ہے۔ آپکی

جدہ عالیہ کالی بیگم مغفورہ کو شہنشاہ عالمگیر نے قاریہ بیگم کا خطاب عطا فرمایا تہا اور آپ کی قرارت اور خوش الحانی کو شہنشاہی بیگمات صدق دل سے سنا کرتی تہین۔ اسی خاندان مین یہہ واقعہ مشہور ہے جس کی تصدیق سال خوردہ افراد ذکور خاندان نے فرمائی کہ بی بی قاریہ بیگم کی محلسرا مین بی بیون کی جماعت کثیرہ تراویح کے لئے قایم ہوتی تہی نماز سے فارغ ہونے پر حاضرین کی تعداد بہ نسبت اندازہ جماعت بہت کم نظر آتی تہی اور خانہ باغ کے پہول صبح مین غائب رہتے تہے بی بی قاریہ بیگم کے خاص اہتمام کی وجہ سے دوسری صبح نئی چمن بندی ہوا کرتی تہی۔ اکثر افراد خاندان کا یہہ خیال تہا کہ تراویح مین جنات شریک ہوتے ہین۔ بعض افراد قوم نے اسکے اور آثار بہی پائے لیکن کسی کو کوئی نقصان نہین پہونچا رفتہ رفتہ اس خبر کی شہرت کی وجہ سے بعض ضعیف الخیال بی بیون نے آنا ترک کر دیا۔ لیکن حیرت اس پر ہوتی تہی کہ جماعت کی کثرت علے حالہ قایم نظر آتی تہی جب اس خاندان کے مورث حیدر آباد آئے تو حضرت (غفرانمنزل) نواب ناصرالدولہ بہادر نوراللہ مرقدہ والی ریاست کے مورد

الطاف رہے۔ علاقہ صرفخاص سے جاگیر عطا ہوئی بار ہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ جب سواری مبارک باغراض شکار آپکی جاگیر سے متصل رونق افروز ہوتی تھی تو حافظ محمد حسین خان نایطی کے والدہ مکرمہ سے جوار کی روٹی اور بھاجی کا سالن خاصہ کے لئے طلب ہوتا تھا اور خود بدولت فرمایا کرتے تھے کہ یہہ میری غریب رعایا کی روزمرہ غذا ہے زمانہ آخر مین اس خاندان کا نشان نواب مستقل نوازجنگ مرحوم اور آپ کے حقیقی بھائی مولوی غلام محمد مغفور سے قایم تھا دونون برادر مدت العمر اپنے آبائی معاش جاگیری اور خدمات خاص سے سرفراز رہے۔ اول الذکر نواب کے فرزند ارجمند نواب اقتدار نوازجنگ بہادر اور دوسرے بزرگ کے صاحبزادے غلام رسول نایطی بقید حیات اور آبائی معاش سے بہرہ یاب ہین۔ مولف کو دونون حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج ذی خلق و مروت اور سلیقہ مند افراد ہین نمبر (۱) کو علاقہ صرفخاص شاہی مین کوٹھہ کی خدمت تفویض ہے۔

(۱۱۴) مولوی حاجی غلام محمد نایطی۔ المخاطب بہ شرف الدولہ

غلام محمد خان غالب جنگ امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین آپ کے والد ماجد نواب مدارالامراء بہادر کا تذکرہ اس کتاب مین جداگانہ لکہا گیا ہے۔ مولوی غلام محمد کی ولادت ۱۲۴۸ھ بارہ سو اڑتالیس ہجری مین بمقام مدراس واقع ہوئی۔ آپ نے اوایل شباب مین فارسی عربی کی تحصیل کی۔ پہر زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف یاب ہوے۔ شاہ عبدالغفار نقشبندی اور ملا محمد جان نقشبندی قدس اللہ سرہما سے آپ کو بیعت حاصل تہی۔ دربار والاجاہی مین آپ کو دبیر خاص کا عہدہ تفویض تہا۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر گورنمنٹ مدراس نے معتد بہ پنشن سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اپ اپنے قوم کے حالات متعلقہ دربار کرناٹک کے لئے زندہ تاریخ ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱۵) غلام محمد نایطی۔ نایل لقب المخاطب بہ رضا حسین خان بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ آپ کو زمانہ سابق مین ویلور کی قلعداری کا عہدہ تفویض تہا۔ والی ریاست کی توجہ

خاص آپ پر ہمیشہ مبذول رہتی تھی۔ آپ کی اعلےٰ قابلیت سے امور مفوضہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی اور خوبی کے ساتھہ ہوا کرتا تہا۔ آپ کے خاندان کا نشان آپکے پوتے مولوی محمد اعظم مایل سے قایم ہے جو حیدرآباد مین موجود ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ نہایت بردبار ذی استعداد صائب رائے اور خلیق شخص ہین۔

(۱۱۶) **نواب غلام محمد تقی خان نایطی**۔ لوکہری لقب المخاطب بہ لشکر جنگ بہادر ابن غلام محمد تقی خان لشکر جنگ حیدرآباد کے مشہور امراء سے گزرے ہین۔ آپ کے جد نواب حسین دوست خان سالار الملک کا احوال جداگانہ ہدیہ ناظرین ہوچکا ہے آپکے والد ماجد کو حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ علیہ الرحمۃ والی ریاست کے دربار مین تقرب خاص حاصل تہا۔ معاش جاگیری سے سرفراز تہے۔ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم حیدرآباد کے حضور مین آپکی منزلت بڑہی ہوئی تہی۔ نہایت روشن خیال اور معاملہ دان امیر تہے۔ افراد خاندان کے ساتہہ آپکا سلوک قابل

یادگار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل تھا۔
آپ کے فرزند ارجمند نواب غلام محمد تقی خان حیدرآباد مین پیدا
ہوے۔ آپ اپنے والد ماجد کے اکلوتے فرزند تھے اگرچہ باپ نے
بڑے آرزوؤن کے ساتھہ اپنے ہونہار لڑکے کی پرورش مین نگرانی
صرف کی۔ مگر تقدیر ربانی نے آپ کی کم سنی مین سایہ پدری کو آپکے
سر سے ہٹا لیا۔ آپ نے خود مختاری مین ہوش سنبھالا۔ توفیق خیر نے
آپ کو اکتساب علوم کے جانب توجہ دلائی۔ اوایل شباب مین آپکی
صلاحیت اور قابلیت محض خدا داد تھی بہت ہی کم مدت مین آپنے
امتحانات مالی و عدالتی مین کامیابی حاصل کرکے اپنے آپ کو سرکار
کی خدمت گزاری کے قابل ثابت کیا سرکار نظام نے آپ کو ابتداً
سررشتہ عدالت مین ضلع کی نظامت عطا فرمائی اور پھر سررشتہ مال
کا اول تعلقدار اور ناظم ضلع مقرر فرما دیا۔ آپ کی ملازمت کا
زمانہ نیک نامی اور راست بازی کے ساتھہ گزرا۔ آپ اپنے عہدہ
کے فرایض کو نہایت قابلیت اور دل سوزی کے ساتھہ انجام
دیتے رہے اہل غرض کے دلون مین آپ کی سچائی کا بھروسہ تھا۔

افسوس ہے کہ عالم شباب مین دفعتہً آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک کم سن لڑکا آپکے گہر کا چراغ ہے۔ آپ کے بنی عم نواب غلام زین العابدین خان نایطی کے حسن توجہ سے آپ کی معاش جاگیری اور کاروبار خانگی کا سارا انتظام ایک خاص کمیٹی کی نگرانی مین ہے۔ مولف تاریخ کو آپ سے ملاقات اور محبت تہی۔ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت امیر تہے۔

(۱۱۷) حاجی۔ مولوی۔ غلام محمود نایطی المخاطب بہ مستوفی الدولہ شرف الملک محاسب خان محتسب جنگ بہادر خلف الصدق نواب مدارالامرا بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بتاریخ ۱۶ رمضان ۱۲۲۹ھ بارہ سو انتیس ہجری بہ مقام مدراس متولد ہوے علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور عم محترم سے فرماکر سفر حجاز شرف حاصل کرنے کے بعد دربار والاجاہی مین آپ انتہا کیے کامیاب ہوے والی مدراس نے آپ کو مستوفی الدولہ شرف الملک محاسب خان محتسب جنگ بہادر سے مخاطب فرماکر نائب مدارالمہام ریاست کا عہدہ عطا فرمایا۔ آپ بڑے حوصلہ مند امیر اور راست باز

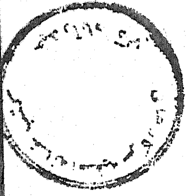
شخص تھے اپنے فرایض منصب کو نہایت سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔

(۱۱۸) خان بہادر مولوی غلام محمود نایطی۔ مہاجر لقب ہیں مشاہیر قوم سے ہین آپ کے والد ماجد مولوی احمد حسین مہاجر سرکار کرناٹک کے ڈپٹی سکرٹری تھے۔ آپ کے جد امجد حامد سعید خان بہادر کو ٹیپو سلطان والی ریاست میسور کے دربار مین اعزاز خاص حاصل تھا۔ آپ علوم متعارفہ زبان فارسی وعربی مین فارغ التحصیل اور علوم دینیہ کے ساتھہ خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ انگریزی زبان مین آپ کی قابلیت مسلمہ ہے۔ شعر وسخن کا بھی آپ کو مذاق حاصل ہے۔ تابان تخلص فرماتے ہین۔ فی زمانا مدراس گورنمنٹ کے صیغہ طبابت مین عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہین۔ ملکی معاملات کے ساتھہ آپکی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ پبلک کامون مین آپکا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے ۱۸۹۷ء اٹھارہ سو ستانوے عیسوی مین برٹش انڈیا نے آپ کو بصلہ خدمات۔ خان صاحب کا خطاب عنایت فرمایا اور ۱۹۰۱ء انیس سو ایک عیسوی مین خان بہادر کے آنر سے

سرفراز ہوے۔ طاعون کے متعلق ایک نہایت مفید اور دلچسپ تصنیف آپ نے شائع فرمائی ہے جو پبلک کے لئے نہایت فائدہ رسان ثابت ہوی۔ مصنف صحیفۂ زرین نے آپ کا تذکرہ لکھاہی مولف کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔

(۱۱۹) غلام محی الدین نایطی۔ ملی لقب ابن فقیہہ حسن ملی بن شیخ محمد مکی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ پرانے نسب نامون سے آپکی اتقا اور پرہیزگاری کا پتہ ملتا ہے۔ ذی علم بزرگ نوکری کو پسند نہین فرماتے تھے۔ سنہ ۱۱۰۹ گیارہ سو نو ہجری مین بمقام ترچنی آپکی تجارت کو فروغ رہا اثنائے سفر مین جب کہ ٹھگی ڈکیتی کا بازار گرم تہا دفعتہً آپ غائب ہوگئے۔ اہل خاندان نے آپ کی تلاش مین سرگرمی کے ساتھہ کوشش کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۱۲۰) غلام محی الدین نایطی۔ چومکر و لقب مشہور تاجران قوم سے گزرے ہین جن کی تجارت کا صدر مقام کڑپہ مین واقع تہا۔ توت کے باغات مین آپ نے ریشم کا کارخانہ جاری کر رکہا تہا



۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس ہجری مین اوسی مقام پر آپ نے وفات پائی۔ مولف کے والد ماجد اپنے جد امجد سے روایت فرماتے تھے کہ آپ نہایت سرخ وسپید بلند۔ بالا اور زورآور شخص تھے۔ فن بنوٹ مین آپ کو اعلےٰ مہارت تھی عربی بول چال مین مشاق اور تجارتی کاروبار مین لاثانی تھے۔

(۱۲۱) غلام محی الدین نایطی۔ دلوی لقب ابن شیخ بڈہن نایطی شرفائے میسور سے ہین۔ آپ کے بزرگون کو سلطانی عمل مین دربار سے تعلق تہا۔ فی زماننا آپ تقریباً بارہ ہزار روپیہ سال کے زمیندار ہین۔ کافی کے متعدد باغات رکھتے ہین۔ مولف نے اکثر بزرگان قوم سے آپ کے علم وفضل اور دینداری کی تعریف سنی ہے۔

(۱۲۲) مولوی غلام محی الدینخان نایطی۔ الملقب بہ بہاندکے بہونڈے والمتخلص بہ معجز ابن مولوی محمد ندیم اللہ نایطی۔ شافعی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت محمد پورار کاٹ مین واقع ہوئی۔ اوایل شباب مین آپ مدراس تشریف لائے

امیرالہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کے فضایل وکمالات کا تذکرہ فرمایا ہے
صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از قوم نایط و برنگین
خیالی و معنے یابی در سرحد قلم و سخن مرابط است با فکر رسا و تلاش
بجا و طبع وقاد و مواد دل نہاد امتیاز نمایان در زمرۂ سخن سنجان
دارد اکثر کتب متداولہ فارسی را از خدمت صاحب کمالان
این ملک خوانده در سواد آشنائی عربی مرحلہ موادرا تا سر منزل
قطبی و میر رسانده از دیرباز ہمت را مصروف درس کتب فارسی
دارد و گاه گاه خاطر را بہ تسخیر غزالان معنے می گمارد۔ نواب امیرالدولہ
بہادر والی ریاست نے آپ کو صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی
کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ جب صاحبزادہ کی مسند نشینی کا زمانہ آیا
تو حضرت معجز کی منزلت دوبالا ہوئی۔ کئی بار آپ کے لئے
مدارالمہامی کا عہدہ تجویز ہوا۔ لیکن آپ نے اُس سے معافی
چاہی آخر زمانہ عمر مین آپ گوشہ نشین ہے۔ آپ کی ذات ستودہ
صفات سے شایقین علوم و فنون کو ایک عرصہ دراز تک فیض

پہونچتا رہا آخر پر پبلک نے آپکو شہر اوستاد سے ملقب کیا سنہ ۲۰ ۱۲ لہ بارہ سو بیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبعزاد کا بڑا حصہ نعت و منقبت مین ہے۔ مثنوی مناجات۔ دیوان معجز۔ قصاید معجز یہہ تین تصانیف آپکی اعلیٰ یادگار ہین صاحب گلستان نسب نے آپکا مفصل احوال لکہا ہے۔ آپ کے کلام کا متفرق انتخاب تذکرہ صبح وطن سے لیا گیا ہے۔

با وج مدعا خواہی گرا ز امداد او دستے		برنگ آستین کوتہ کن از ہر آرزو دستے
زچاک سینہ پروائے ندارم اے مسیحا دم		کہ دارد تیر مژگانت چو چاک اندر رفو دستے
تمیز حق و باطل کے بود در مشرب وحدت		بو د مصحف بیکدست من و اندر سبو دستے
شہو د منت ارباب کرم را منفعل دارد		کہ از کف میگزارد موجۂ دریا برو دستے
ز پا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز		کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہ رو دستے
چسان بالا نگرد منصب شمشیر آن قاتل		کہ دارد معجز ما ور دعا یش موبمو دستے
	ولہ	
کشیدم سر ز اوج عرش ہم یک نیزہ بالاتر		بخاک آل احمد تا چو معجز جبہہ سا گشتم

(۱۲۳) حاجی مولوی۔ غلام نقی نایطی۔ پتو رلقب المخاطب

بہ بخشی الدولہ بخشی الملک میر عسکر خان سالار جنگ بہادر امراے دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ نہایت سلیم الطبع۔ خلیق۔ ذی علم۔ صاحب مروت امیر تھے۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو وظیفہ لائقہ سے ممتاز کیا۔ آپ کی صحبت مین ہمیشہ علماء اور فضلاء جمع رہتے تھے مولف نے جب کبھی آپ سے ملاقات کی ہے۔ آپ کو نہایت خیر و برکت کے ساتھہ پایا ہے۔ ۷۰ سال کی عمر مین آپنے رحلت فرمائی۔

ردیف ف

(۱۲۴) فاضل خان نایطی۔ بن مولانا حید ر مرحوم بن مولانا محمود مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو فضایل خان سے موسوم کیا ہے۔ آپ کو سلطنت بیجاپور مین وزارت کا عہدہ حاصل تہا۔ اور پہر ریاست کرنول مین بزمانۂ حکومت الف خان بہادر۔ صدر الصدور مقرر ہوے۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت آب و تاب کے ساتھہ ختم فرمایا انشائے فضایل خانی آپ کی قابلیت کی اعلٰے یادگار ہے۔ آپکے فرزند

قاضی احمد کبیر نایطی کو ریاست بیگن پلی کی قضاءت کا عہدہ تفویض ہوا جن کے فرزند قاضی محمود بھی اوسی مقام کے قاضی رہ چکے ہین۔ آپ کے گہر کے چراغ قاضی احمد صغیر اور آپ کے صاحبزادے قاضی شاہ محمد صبغۃ اللہ یکے بعد دیگرے برابر اوسی عہدہ سے سرفراز رہے۔ مولوی محمد عیدروس قاضی القضاۃ بیگن پلی شاہ محمد صبغۃ اللہ کے فرزند تہے۔ آپ کے سلسلہ اولاد مین قاضی محمد عباس نایطی کے نام ابتک قضاءت کی جاگیر مسمے بہ سرفراز پور بحال اور برقرار ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) محمد صبغۃ اللہ نایطی (۲) محمد حبیب اللہ نایطی سرکار نظام کے سررشتہ صرف خاص مین ملازمت کا اعزاز رکھتے ہین جن کے ساتھہ نواب صولت جنگ بہادر کے بہنین منسوب ہین۔ مولف تاریخ کو ہر سہ حضرات آخر الذکر کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ قاضی محمد عباس نایطی نہایت بزرگ اور خلیق شخص ہین اور اپنے خاندان کے لئے زندہ تاریخ کا حکم رکھتے ہین۔ مولف کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے حالات کی دریافت مین مدد ملی۔

(۱۲۵) مولانا فخر الدین نایطی الملقب بہ مہکری دیلوری قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے فضایل کا تذکرہ مصنف گلدستہ کرناٹک نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ذات مقدس ایشان ملجاء عرفا وارشاد فیض رشادش سند علما و حکماست جامع اقسام فضایل معنوی وصوری ومصدر کمالات باطنی وظاہری بود در بلدہ ویلور سکونت داشت وہمت والا نہمت خود را بہ ترویج دقایق اسرار علم وحکمت ولطایف حقایق ومعرفت می گماشت از قوم نایطہ بود وعرفاء این طایفہ۔ بسیارے از مردمان از انفاس تقدس اقتباسش بہرہ ور مدارج کمال گردیدند وراہ یاب جادہ سلوک وطریقت وارشاد شدند۔ بعض بزرگان قوم اپنے چشمدید واقعات کو بیان فرماتے ہین کہ مولانا فخر الدین مغفور ایک شب زندہ دار بزرگ تھے۔ رات اور دن مین کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تھا جس مین طالبان حقیقت اور سالکان طریقت سے ایک دو بزرگ آپ کی خدمت مین حاضر نہ رہتے ہون حاضران بارگاہ مین ہمیشہ خاموشی نظر آتی تھی۔ بہت کم لوگون نے آپ کو گفتگو فرماتے دیکھا ہے۔

چہرہ مبارک سے ہمیشہ بیخودی کے آثار عیان تھے۔ جذبہ مین کبھی کبھی کچھہ نظم بہی ارشاد فرما دیتے تھے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے آپ کا تخلص بیخود لکھا ہے۔

(۱۲۶) فخر الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ امین الدولہ امانت خان نگہدار جنگ بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین آپ کو سرکار ممدوح مین نیازات اور باورچیخانہ کی مہتممی کا عہدہ تفویض تہا اور میر سامان کہلاتے تہے۔ آپ کی امانت داری اور کفایت شعاری پر والی ریاست کو ہر طرح پر بہروسہ تہا۔ سفر وحضر مین آپ ہمیشہ اپنے اقائے نعمت کے ہمرکاب رہتے تہے آپکی حوصلہ مندی اسوقت ظاہر ہوتی تہی جب کہ کسی عالیشان تقریب مین شاہی کر و فر کے ساتہہ ضیافت کا دسترخوان وسیع ہوتا تہا بعض بزرگان قوم فرماتے ہین کہ جس خاموشی اور سلیقہ کے ساتہہ خاصہ چنا جاتا تہا اور جس تکلف اور سیر چشمی کے ساتہہ اوس کا سامان مہیا رہتا تہا اوسکی لذت صرف تاریخی اوراق اور زندہ تاریخ کی زبانون پر باقی ہے۔ زمانہ حال کی پر تکلف تقاریب مین

بھی وہ حلاوت نظر نہین آتی۔ نواب مغفور کو ان چیزون کے ساتھ خاص دلچسپی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کے دربار مین بعض ایسے افراد بھی جمع تھے جیسے فخر الدین خان نایطی۔ جو اپنی ہی آپ مثال تھے۔ آپ نہایت کم سخن اور متین اور کار فرمائی مین ممتاز بڑے باریک بین اور عجیب انداز کے شخص تھے۔

ردیف ق

(۱۲۷) **مولوی حکیم قادر علی نایطی بیہوش تخلص بن محی الدین** احمد خان بن محمد عبد اللہ المخاطب بہ قادر علی خان مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ ۱۲۲۷ھ بارہ سو ستائیس ہجری مین بمقام مدراس متولد ہوے۔ جناب مولانا قاضی ارتضا علیخان مغفور کے فیضان صحبت سے آپ کی علمی معلومات نے نمایان ترقی کی عربی مین فارغ التحصیل اور علم طب مین مستند مانے گئے۔ آپ کی خداداد قابلیت اور تلاش طبیعت نے علماء وقت کے دل پر آپ کا نقش قایم کر دیا تھا امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس اپنی بے بہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرماتے ہین کہ بر ذکاوت طبعش

ہمہ ارباب کمال اتفاق دارند و روشن مزاجی او را مسلم میدانند
نیز و طبع در فنون جداگانہ مہارت میداشت و نظم فارسی را بر طرز
بیدل می نگاشت سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین آپ نے رحلت
فرمائی مصنف اشارات بنیش نے بہی آپ کا احوال لکھا ہے۔
آپکے فارسی کلام کا انتخاب مولف تاریخ نے تذکرہ صبح وطن سے
لیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی حاجی احمد علی نایطی۔ پرنس
آف آرکاٹ کے مدار المہام ہین۔ جنکا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔

نہ قصاص از بت ما طلب نہ نزاز عدل خدا طلب		دیت شہادت ما دلا ز کشاد دست حنا طلب
بخیال دست حنائی تو ہزار آئینہ خون شدہ		تو چو عکس جلوہ کہ اے پری بہ تجمل دل ما طلب
اگرت بود ہوس شفائی دفع علت غم دلا		ز طبیب عشق دوا طلب بشتاب راہ فنا طلب
ہمہ نقش پائے علم بود بدل شہید تو داغہا		تو سواد غم طلبی بیا ز سواد وادی ما طلب
ز کلام پست گمان بری کہ بلند نام جہان شوی		تو چہ بیہشی کہ ہمیکنی ز پر کلاغ ہما طلب
	ولہ	
بی پردہ واز ما بکناری عجب از تو		دلجوئی و بیگانہ شعاری عجب از تو
لب گشت بہ تیغ تو سراپای و ہنوزم		محروم ز یک بوسہ گزاری عجب از تو

سرگشتہ بیرحمی خود کردی و از من	چون سنگ فلاخن بکناری عجب از تو
دل خاک درت گشت و گمان ہاست ہنوزت	جویائے سراغ دل زاری عجب از تو
پہر تو چسان ساقی ما گرم مدارست	بیہوش تو مست چہ خماری عجب از تو

(۱۲۸) حکیم قادر علی خان بہادر سرکار رامپور کے مشاہیر سے گزرے ہین۔ جن کو چارسو سوار کی رسالداری کا عہدہ تفویض تہا اور اپنے ذاتی سو گہورون کے سلحدار رہتے تہے۔ فن طبابت اور خصوص نباضی مین آپ کو ید طولے حاصل تہا۔ آپ کی شجاعت اور حذاقت کا تذکرہ الی الان بعض بزرگان قوم کی زبان پر ہے اس سے زیادہ آپ کے حالات مولف تاریخ کو دستیاب نہین ہوے۔

(۱۲۹) حکیم قادر محی الدین نایطی۔ چودہری لقب المخاطب بہ قادر احمد خان مہتمم الدولہ وسر براہ خان مہتمم جنگ بن محمد عبد اللہ نایطی المخاطب بہ حذاقت علیخان بہادر بن حکیم محمد سعید خان مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد اعلے نواب عبد اللہ خان عالمگیری المخاطب بہ فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کے جد امجد نواب عظیم الدولہ بہادر والی ریاست مدراس کے طبیب خاص تہے

اور آپ کے والد ماجد کو نواب اعظم جاہ بہادر والی ریاست موصوف کے اسٹاف سرجنی کا اعزاز حاصل تہا۔ آپ کو امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر فرمانروائے ریاست نے اپنا طبیب خاص مقرر فرمایا تہا۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کو علم وفضل ومراتب ذاتی اور اعزاز خاندانی کے لحاظ سے باعث افتخار قوم خیال کرنا چاہئے۔ اطبار دربار کی میر مجلسی کا عہدہ اور فوج کی میر سامانی کی خدمت بہی آپ کے تفویض تہی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کے نام بیش قرار پنشن مقرر فرمائی جس کا سلسلہ ابتک جاری ہے۔ مولوی سلطان محمود نایطی میلاپوری آپ کی یادگار ہین جنکا تعلق مدراس گورنمنٹ کے اکونٹنٹ آفس سے ہے علوم مشرقی ومغربی مین آپ کی مسلمہ قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے نیک طبیعت صحیح الدماغ اور دیندار شخص ہین۔ مدراس پریسیڈنسی بلکہ سارے ہندوستان کے باخبر افراد مین بہت کم ایسے لوگ ہون گے جنکو آپ کے پرزور قلم اور شائستہ خیالات سے آگاہی نہ ہوا گرچہ

آپ بمقام مدراس گوشہ عافیت مین خموشانہ زندگی بسر کرتے ہین لیکن آپ کی قابلیت عطر خود میبوید کا مصداق ہے۔

(۱۳۰) مولانا۔ حاجی۔ قادر مرتضیٰ حسین نایطی۔ المخاطب به محتشم الدوله سالار الملک میر آتش خان محتشم جنگ ابن مولوی محمد صفی الدین محمد خان بہادر۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بتاریخ ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری بمقام مدراس متولد ہوے۔ جب سن شعور کو پہونچے تو تحصیل علوم دینی کے شوق مین متعدد علمائے مدراس سے آپ نے تلمذ کا افتخار حاصل فرمایا جس کے بعد علم طب اور پھر تصوف مین کامل مہارت پیدا کی سید محمد صبغۃ اللہی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بعیت تھی۔ سرکار والا جاہ نے ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین آپ کو لوازمہ افتاب گیری کے ساتھ بخشی فوج کا عہدہ اور سالار الملک محتشم الدوله میر آتش خان محتشم جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور بلحاظ علم و فضل مدرسہ اعظم کی میر مجلسی کا اعزاز بھی عنایت ہوا۔ بدینوجہ کہ والی ریاست کے مصاحب خاص تھے۔ اور کریم النفسی کی

صفت خداوند کریم نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ خلایق کی حاجت برآری
مین ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ آپ کی مخفی داد و دہش سے غربا کو
بڑی مدد ملتی تھی۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری مین
آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مقامی یادگار (مہمان سرا) پلی
مادورم کے مقام پر اب تک موجود ہے۔ جو مقامی زبان مین مرتضی
صاحب کا چھتر کہلاتا ہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال
لکھا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صفی الدین نایطی سرکار
نظام کے تنخواہ دار اور نہایت صالح اور نیک نفس اور ذی علم شخص ہین

ردیف ک

(۱۳۱) خواجہ کریم الدین خان نایطی ابن خواجہ بہاؤالدین خان
مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا ننہالی سلسلہ محمد ابن مولانا محمد سعید
مغفور تپو رلقب تک پہونچتا ہے۔ سرکار نظام کی ریاست مین آپ کو
سررشتہ عدالت کے نظامت اول دیوانی بلدہ کا عہدہ
تفویض تھا۔ اور پھر صدر مددگار صوبہ ہوے۔ فی الحال حسن خدمت
کے وظیفہ خوار اور منصبدار ہین۔ آپ کے حقیقی برادر خواجہ

شمس الدین خان مرحوم بھی سرکار نظام کے تعلقہ دار رہتے۔ مولف تاریخ کو دونون حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ خواجہ کریم الدین خان کے خلف ارجمند خواجہ محی الدین خان نایطی سرکار نظام کے سررشتہ مال مین تعلقہ کے تحصیلدار اور بڑے نیک نفس اور لایق عہدہ دار ہین۔

ردیف م

(۱۳۲) **حاجی محمدؐ نایطی** - بن اسمعیل نایطی طاہر لقب مشاہیر قوم سے ہین۔ مقام کلیکوٹ کے لک پتی تاجرین مین آپکا شمار ہے مولف تاریخ نے تجّار مدراس سے آپ کے مکارم اخلاق اور نیک معاملگی اور واقفیت و تجربہ کاری کی تعریف سنی ہے۔ پارچہ کی تجارت مین خداوند کریم نے آپ کو برکت عطا فرمائی ہے ذی سواد شخص ہین۔

(۱۳۳) **مولوی محمدؐ احمدؐ اللہ نایطی** - تانتلی لقب بن مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور مولف تاریخ کے حقیقی برادر مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب وحسب ادریس

عرب کے توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہی
آپ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع نلور مین متولد ہوے اور اپنے والد
ماجد کے ساتھہ تین سال کی عمر مین حیدرآباد آئے آپ کی ابتدائی تعلیم
مدرسۂ اعزہ مین ہوئی اور پھر مدرسہ عالیہ مین منتقل ہوے آغاز شباب
مین فارسی اور عربی کی کتب متداولہ سے فارغ ہو کر انگریزی
زبان کے طرف آپ نے توجہ کی اور استعداد کافی بہم پہونچائی
اور زبان تلنگی مین نوشت و خواند کی کامل مہارت حاصل کرنیکے
بعد سرکار عالی کے سررشتہ مالگزاری کے امتحان مین کامیاب
ہوے اور پھر سرکار نظام کے جوڈیشل امتحان مین اعلے درجہ
کی سند پائی ابتداءً آپ کو سرسالارجنگ ثانی وزیر اعظم حیدرآباد
کے تقرب اور مصاحبت کا اعزاز ملا اور پھر وظیفہ کارآموزی
کے ساتھہ سررشتہ عدالت مین اٹاچی مقرر کئے گئے۔ مختلف مواقع
مین منصرمانہ طور پر منصفی عدالت پر کارگزار رہ کر آخر کار اپنے
والد ماجد کے پنشن پانے کے بعد اون کے عہدہ نظامت سوم عدالت
دیوانی بلدہ پر مقرر کئے گئے اور تھوڑے عرصہ تک عدالت

ضلع اطراف بلدہ کی مددگاری پر کارگزار رہے اورمین بعدسٹی مجسٹریٹ
درجہ سوم کے عہدہ پر منتقل اورتاریخ انتقال تک اوسی عہدہ پر کار
فرمارہے۔ رعایائے شہرحیدرآباد کا بڑا حصہ آپ کی نیک نفسی اور
راست بازی سے واقف ہے۔ سلوک وطریقیت مین نہایت ثابت
قدم ریاضت کش شب بیدار۔ عمر کے آخری حصہ مین دینوی کاروبار
سے سخت تنفرا ورتعلق ملازمت سے برداشتہ خاطر تہے۔ افسوس
ہزار افسوس ایک غافل طبیب نے کونین کے دہوکے مین روح
افیون کا سفوف آپکو کہلا دیا۔ چون طبیب ابلہ شود آید قضا کا مقولہ
صادق آیا۔ آپ کے علاتی برادر ڈاکٹر عبدالرحمن اورآپ کے
محب صادق ڈاکٹر نواب تفضل یاب جنگ بہادر اور مولف کے دلی
دوست ڈاکٹر لاری ناظم طبابت سرکار نظام و رزیڈنسی ان تینون
حکیمون نے تریاقی تدابیر مین بہت کچہہ کوشش کی لیکن کوئی تدبیر موثر
نہ ہوئی تین گہنٹہ کے گزرنے پر شب ہفدہم ماہ شعبان ۱۳۱۷ھ تیرہ سو
سترہ ہجری مین آپ دنیا سے چل بسے اوراپنے خاندان کو مفارقت
دایمی کا صدمہ پہونچا گئے جمعہ کے صبح نماز جمعہ سے پہلے حیدرآباد کے

محلہ چادر گھاٹ مسجد الماس مین دفن کئے گئے آپ کی رحلت کے جانکاہ صدمہ نے ۴ دن کے عرصہ مین وجع القلب کے عارضہ سے والد ماجد کا کام تمام کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے پانچ صاحبزادے حبیب اللہ۔ اسد اللہ۔ ولی اللہ۔ زین العابدین۔ محمد احمد صغیر سن ہین۔ خداوند کریم مرحوم مظلوم کی مغفرت کرے اور یتیمون پر اپنا فضل و کرم فرماوے۔ مرحوم کی تالیفات سے دو کتاب (۱) احسن النظایر۔ (ڈیجسٹ ہائی کورٹ سرکار نظام) (۲) شرح قانون قمار بازی ملک سرکار عالی شایع ہو چکی ہین۔ حقیقت نجات کے نام سے فن تصوف مین ایک رسالہ ناتمام ہے۔

(۱۳۴) محمد اسد اللہ نایطی۔ کوکنی المقلب بہ کلان تر۔ ابن ملا احمد نایتہ مدار المہام ریاست بیجاپور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ شہنشاہ عالم گیر کے دربار مین اکرام خان عالم گیری کے خطاب سے ممتاز اور منصب ہزار و پانصدی و ہزار سوار سے سرفراز تھے۔ شہنشاہ جہان پناہ نے مختلف مواقع پر حسن خدمات کے صلہ مین آپ کو عطایائے بیش بہا سے کامیاب فرمایا ہے معززین

دربار مین آپ کا رتبہ فایق تھا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے ماثر الامرا مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱۳۵) محمد اسد اللہ نایطی۔ کوکنی قدس سرہ ابن محمد مخدوم سونجے لقب بن محمد قطب نایطی مشاہیر کوکن سے گزرے ہین آپ ۱۱۷۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری مین ریاست کالہتری من مضافات مدراس پریسیڈنسی مین تشریف لائے جہان آپ کی معیشت کا کوئی ذریعہ نہ تہا۔ فن تصوف مین کامل العیار اور نہایت متقی و پرہیزگار تہے معاصرین مقامی کو آپ کے ساتہہ خاص عقیدت تہی مدت العمر اسی مقام پر رہے اور وہین رحلت فرمائی۔

(۱۳۶) محمد اکرم خان نایطی نام ملا احمد عربی کے خاندان سے ایک بزرگ گزرے ہین جنہون نے اپنے نام کے ساتہہ جعفری العلوی اور نوایط کے الفاظ کا استعمال فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی ایک مختصر سی تصنیف (احوال القوم) مین اپنے نسب کا سلسلہ سیدنا امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ تک پہونچایا ہے۔ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن سیدنا جعفر صادق رضی اللہ

تعالے عنہم سے آپ کا نسبی سلسلہ ملتا ہے۔ حسب کے متعلق آپ
فرماتے ہین کہ مادرم کہ بہدایت رب قدیر از لوث کفر اجتناب نمودہ
بفرقہ طیبہ اسلامیہ راغب گشتہ از خواہش و مسرت خود خواہان
کنیز یت گشتہ عقد ساخت اگر بغور نظر بہ بنید و کار با سلام پرستی
ساز ند افضل و اکمل است شرعاً بحکم اتقاکم افضلکم۔ بعض نے آپکو
شاہ جہان آباد سے منسوب کیا ہے۔ اور بعض نے ارکاٹ سے۔
آپ کی صرف یہی ایک تصنیف مولف کی نگاہ سے گزری ہے
جو زبان فارسی مین لکھی گئی ہے۔ جس مین بعض القاب قوم کے
تعریفات ہین۔ مولف نے اکثر افراد قوم کو ان بزرگوار سے
ناراض اور اون کی تصنیف پر نکتہ چین اور اون کی تحقیق پر معترض پایا ہے
لیکن مقتضائے انصاف یہہ ہے کہ قوم کو ایک ایسے شخص کا شکر گزار
ہونا چاہیئے جس نے القاب قوم کی تعریفات ہین ایک مختصر سا
رسالہ لکھنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ طرز بیان مصنف کی قابلیت
کا نمونہ ہے اگر لایق مصنف نے زیادہ تحقیق سے کام نہ لیا ہو تو
اوسکو اسلئے مجبور سمجھنا چاہیے کہ اوسکی معلومات کی حد اوسی قدر تھی

ایک مورخ سے یہہ امید نہ کرنی چاہیئے کہ وہ صرف محامد کے بیان پر اکتفا کرے۔ طرز بیان اور تحقیق کا پایہ تالیف کی منزلت کو خود ظاہر کر دیتا ہے۔ انسان سے کسی غلطی کا سرزد ہونا کچہہ تعجب خیز نہین ہے۔

(۱۳۷) محمدؐ اکرم خان نایطی آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہین حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ اول نوراللہ مرقدہ کے زمانہ حکومت مین آپ مراتب عالیہ سے سرفراز اور خانی کے خطاب سے ممتاز تہے۔ ہفتصدی کا منصب آپکو عطا ہوا تہا مولف نے آپکی خطابی سند کو ایک بزرگ قوم کے قبضہ مین دیکہا ہے۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ مین جو صفت قابل تعریف تہی وہ راست بازی اور اپنے مالک پر جان نثاری کی صفت تہی اسی خاص صفت کی بدولت آپ نواب مغفرت مآب کی مصاحبت سے معزز ہوے۔ آپ کا علمی سواد معمولی تہا فنون سپہ گری مین عدیم المثال تہے۔

(۱۳۸) مولوی محمدؐ امین نایطی۔ اکرم لقب بن قاضی احمدؐ نایطی

مشہور تاجرین سے ہین۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام بمبئی پریسیڈنسی
کے تعلقہ بھٹکلہ پر قایم ہے۔ لک پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے
اگرچہ آپ کا علمی سواد بہت کم ہے۔ مگر تجارت کے عملی معلومات
بہت بڑے ہوے ہین آپ کے مداخل کی برکت اس سے ثابت
ہے کہ مخارج کا موازنہ بہت وسیع ہے۔ للہی کامون مین آپ
ہمیشہ حصہ لیا کرتے ہین اور بڑے خلیق اور دیندار شخص ہین۔

(۱۳۹) **محمد امین عرب نایطی**۔ بن محمد طاہر بن قاضی قضی
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ قاضی قضی کے دو فرزندون سے
محمد طاہر مغفور کا تعلق حکومت ادہونی سے تہا جہان آپ ۔
سوارکے جمعدار رہتے۔ جنکے فرزند محمد امین خان ثانی کو ٹیپو سلطانی
دربار سے ڈہائی سو سوار اور ڈہائی سو جوانان بار کی افسری
حاصل اور ادہونی کے مقام پر آپ کی تعیناتی تہی۔ جن کے فرزند
محمد عیدروس خان اور آپ کے صاحبزادے محمد امین خان ثالث
حیدرآباد مین گزرے ہین اور ان کے گہر کے چراغ غلام احمد خان
نایطی بقید حیات اور معاش جاگیری سے سرفراز ہین مواضع

کلوا کول وغیرہ محاصلی تقریباً دس ہزار روپیہ اسلے الآن آپکے نام بحال وبرقرار ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت فہمیدہ اور ذی خُلق شخص ہین۔ آپ کو خداوندکریم نے دو صاحبزادے عطا فرمائے ہین (۱) محمدؐ امین خان رابع (۲) غلام محمدؐ خان۔ مصنف تاریخ نگارستان آصفی نے محمدؐ عیدروس خان نایطی کا مفصل احوال لکھا ہے۔ اور یادگار مکھن لال مین محمدؐ امین خان عرب اور اون کے فرزندون کا تذکرہ ہے۔ قاضی قضلی کے دوسرے فرزند عرب صاحب کے پروتے خواجہ عالم علی خان نایطی سرکار نظام کے علاقہ نظم جمعیت مین اتبک ایک ہاتی اور پالکی کے اعزاز کے ساتھہ ۷ سوارون کے جمعدار ہین۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے آن بان کے شخص ہین اور سپاہیانہ خیالات رکھتے ہین۔ آپ کا خلق اور انکسار خاندانی شرافت کی خبر دیتا ہے۔ فیض محمدؐ خان۔ اور محمدؐ ناصر خان آپ کے دو فرزند ہین۔

(۱۴۰) حقایق دستگاہ مولانا مولوی محمدؐ باقر آگاہ نایطی

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن محمد مرتضی مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین
آپ کے والد ماجد کا وطن دار السرور بیجاپور اور آپ کا مولد
بلدہ ویلور ہے۔ آپ ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین متولد ہوے
ابتدائی تعلیم سید ابو الحسن قربی قدس سرہ سے پائی اور پھر طالب العلمی
کے ارادہ سے ترچناپلی گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
کے فیضان صحبت سے کامیاب ہوکر سلسلہ تحصیل علوم کو آپنے
منقطع فرمایا اور صرف مطالعہ کتب پر قناعت کی۔ اونیس سال
کے سن مین حضرت ممدوح کے اشارہ پر بار دوم ترچناپلی کا سفر
فرمایا اور بیعت سے مشرف ہوکر علوم اسرار باطنی سے بہرہ اندوز
ہوے۔ قصاید نعتیہ اور منقبت نگاری سے آپ کو بہت دلچسپی
تھی۔ مرشد کے وفات کے بعد آپ کے ذاتی فضایل اور کمالات
کی شہرت ہوئی۔ والی مدراس نے آپ سے ملاقات فرمائی اور اپنے
صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی کے لئے آپ کو منتخب فرمایا
جاگیری معاش سے سرفرازی بخشی۔ دربار والا جاہی سے علمائے
حجاز کی خدمت مین جو مراسلت عربی زبان مین ہوا کرتی تھی

اوس کی کتابت اور اہتمام آپ سے متعلق تہا۔ فصحائے عرب
نے والی مدراس کو مطلع کیا کہ کاتب مراسلات کے علم ادب
سے وہ بہت محظوظ ہین اور اپنا تعجب ظاہر کرتے ہین کہ علماء
ہند مین اس پایہ کے ادیب ہین۔ آپ کا علم خدا داد تہا۔ آپ کی
روشن ضمیری کا ثبوت مختلف مقامات اور مواقع پر ظاہر ہوتا تہا
امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر مصنف تذکرہ گلزار اعظم
نے آپ کی بزرگی اور فضایل کا احوال نہایت شرح وبسط کے
ساتہہ لکہا ہے۔ مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے بہی اپنی
تالیف تذکرہ علمائے ہند مین آپ کی تعریف کی ہے فرماتے ہین
کہ مولوی محمد باقر مدراسی علوم عجیبہ اور فنون غریبہ کے ماہر تہے
علم ادب مین ید طولے رکہتے تہے فیوض ظاہر و باطن سے آگاہ
اور آگاہ تخلص فرماتے تہے مصنف نتایج الافکار نے لکہا ہے کہ ذات
ہمایونش بحلیۂ فضایل وکمالات آراستہ بود و وجود باجودش
بفنون عجیبہ و غریبہ پیراستہ سر دفتر ارباب فضل وکمال سر حلقہ
بلند طبعان خوش خیال صاحب تصنیفات متکاثرہ وکمالات

ضمیمہ جات و تقریظات

باہرہ مرد میدان سخنوری و شمع ایوان نظم گستری۔ الحق در خیابان
کرناٹک ہیچو وے سرو سے سر بر نہ کشیدہ و از گل زمین مدراس
مثل او گلی رنگ افروز نگر دیدہ بطبع نقاد داد سخن پردازی درداده و ابواب
فیوض نامتناہی بر روے طالبان این فن کشادہ۔ مصنف گلدستہ
کرناٹک فرماتے ہیں کہ شرح بود و باش حضرت علامی درین جناب
و التزام طریقہ انیقہ محبت و آداب طولی دارد کہ درین مختصر نگنجد
بہ یمن نظر کیمیا اثر مرشد کامل بکمال مطلوب فایز گردید و رسید
بانچہ رسید در نعت و مناقب قصاید بسیار تخمیناً یکصد غزلیات و
مثنویات مختصر بعید گفتہ بود و بعد وفات حضرت مرشد قدس سرہ
ہمہ را آشنای آب نمود و بعد از آن فکر سخن یک قلم ترک فرمودہ
تا مدتی باختیار تخلص ہم سرے نداشت و در ابتداے سنہ
یکہزار و یکصد و نود و شش بہ ایثار تخلص بنظم عربی و فارسی ہمت
گماشت تصانیف فایقہ براعت اثاثہ در السنۂ ثلاثہ بسلک
تدوین منسلک گردانید۔ الحاصل امروز در دار الملک سخنوری
خطبہ خلافت بنام شریفش میخوانند و زیباست و در اقلیم معانی

پروری سکہ فرمان روائی باسم عالیش میزنند وبجاست۔ ہمائے فکر رسایش آسمان پرواز وشاہین اندیشہ اش فلک تازنجگی باندیشہ رسایش توام ورنگینی باطبیعت شریفش منضم دراقسام سخن دستگاہ قدرتش بلند ودر السنہ ثلاثہ فکر بالا دستش اعجاز کمند ساحت جناب والایش ازآن مبراست کہ کسی اورا بشعر وشاعری ستاید۔ بارگاہ رفیع المکانش ازآن منزہ کہ ناوقفی پایہ سخن سنجی اوراسراید الخ ۴ ۲ ذیحجہ ۱۲۲۰ھ بارہ سوبیس ہجری کو آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تصانیف کثیرہ سے مندرجہ ذیل کتب کے نام بعض کتب تاریخ سے مولف کو ملے ہین جوذیل مین لکھی جاتی ہین۔

تصانیف عربیہ

تنویر البصیر والبصر فی الصلوۃ علی النبی بذکر السیر۔ نفائس النکات فی ارسالہ علیہ السلام الے جمیع المکونات۔ القول المبین فی زیارۃ المشرکین۔ الدر النفیس فی شرح قول محمد بن ادریس دیوان عربی مسمی بالنفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ۔ تلک

عشرۃ کاملہ ہندیہ درجواب سبعہ معلقہ وغیرہ۔ دیوان غزلیات۔ مقامتہ الشمامہ الکافوریہ فی وصف المعاہد الایلوریہ۔ مقامتہ الخطفیہ العقابیہ للفارۃ المسکینہ۔ مقامتہ ترشنافلیہ۔ مقامہ ارکاتیہ۔ شمایم الشمایل فی نظام الرسایل در مکاتیب عربیہ۔ مقامتہ حیدرآبادیہ ہرسہ بر نہج مقامات حریری۔

تصانیف فارسیہ

سعادت سرمدیہ در وجوب محبت محمدیہ۔ کشف الغطاء عن اشراط یوم الجزاء۔ شرح دیباچہ مثنوی معنوی۔ افغان نے شرح۔ غزل اول حضرت خواجہ حافظ و دو رسالہ دیگر کہ بہ بیتین اولین مثنوی تعلق دارد۔ رسالہ اتحاف السالک فی شرح کلمات خطر ببالک بیان دل نہاد شرح رباعی مستزاد۔ ایقاظ العاقلین۔ ارشاد الجاہلین نغمہ بیدل نواز۔ سحر الحلال فی ذکر الہلال۔ جلاء البصایر فی نقض دلایل المناظر۔ کحل الجواہر فی شرح جلاء البصایر۔ چار صد ایراد بر کلام آزاد۔ کتاب الرسایل فیما یتعلق بالامامتہ من المسایل رسالتہ الاعلان بالاذان عند تغول الغیلان۔ الاستعاذۃ

باللہ الواحد القہار عند سماع نہیق الحمار۔ تبئین الانصاف لتوہمن الاعتساف فیما ثبت فی اخبار الشیعۃ من الاختلاف۔ رد الکذب علی الکاذب المنکر بشرف الملقب بالصاحب۔ کمال العدل والانصاف الدال علی العدول عن الاعتساف۔ رسالہ النقول البدیعہ فی اقسام الشیعہ۔ دلایل اثنا عشریہ فی رد بعض ہفوات الامامیہ۔ رسالہ دیگر کہ با بعض روایات شیعہ تعلق دارد۔ رسالہ حدیث انتم علم رسالہ کہ بہ بیت سہ ذو شہادہ شد لقب الخ تعلق دارد۔ رسالہ الحجۃ المنیعہ فی الزام الشیعہ۔ رباعیات بدیعہ در مناقب شیعیہ۔ عین الانصاف کمال الانصاف۔ معذرت نامہ آگاہی۔ دیوان فارسی۔

تصانیف ہندیہ

ہشت بہشت معنوی در سیر شریفہ مصطفوی۔ ریاض الجنان در مناقب عترت عالیشان۔ تحفۃ الاحباب فی مناقب الاصحاب فراید در بیان فواید۔ محبوب القلوب فی مناقب المحبوب۔ تحفۃ النسا۔ روضۃ السلام در فقہ مذہب امام الائمہ کاشف الغمہ وارث علوم و مقامات حضرت نبی جناب امام شافعی مطلبی رضی اللہ

عنہ۔ فرایددرعقاید۔ گلزار عشق۔ قصہ رضوان شاہ۔ روح افزا خمسۂ متحیرہ اوج آگاہی جس مین (۱) صبح نو بہار عشق (۲) ندرت عشق (۳) غرقاب عشق (۴) حیرت عشق (۵) حسرت عشق ہے مثنوی روپ سنگار۔ دیوان قصاید وغزلیات وغیرہ آپکا فارسی کلام متفرق مقامات سے منتخب کرکے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

ملک الملوک فضلم بفصاحت معانی		دوجہان گرفتہ کلکم چولوائے خسروانی
	ولہ	
نہان درچشم خود تا جائے آن گل پیرہن کردم		نگہ تا واشود ہر لحظہ سیر صد چمن کردم
زدست عشق آن سنگین دل شیرین دہن آخر		زدم بر شیشۂ دل سنگ وکار کوہکن کردم
	رباعی	
ایران بقیاس ہر سقیم الافکار		رجحان دارد بہ ہند جنت آثار
نشنید کہ بر طبق احادیث آدم		در ہند فرود آمد و در ایران مار
	غزل	
بدل از شعلہ عشق تو شمعے روشن است امشب		ہوا سینہ ام تابان چو وشت امین ست امشب
نگنجد در قبا چون غنچہ دل از جوش بالیدن		کہ در آغوش من آن ماہ گل پیراہن ست امشب

سر خود گیر اے زاہد اگر خواہی سر خود را		کہ اندر بزم رندان شور بشکن بشکن است امشب
کدامی شمع رو باشد نہان در پردہ چشم		کہ فانوس خیالش گوہر اشک من است امشب
برغم زاہدان خشک مغز از فیض میخواران		زلال بادہ آگاہ حزین تر دامن است امشب
	ولہ	
زبسکہ آتش ہجر تو چون شرارم سوخت		بیا بگرد تو گردم کہ انتظارم سوخت
زشعلہ ریزی سوز دلم چہ می پرسی		کہ از حرارت غم چشم اشکبارم سوخت
شب فراق تو مانند کاغذ گلریز		ترا وش شرہ اے جان تن نزارم سوخت
برنگ غنچہ شاخ بریدہ دل تنگم		کہ داغ آن گل رعنا بہ نو بہارم سوخت
طپد باتش حسرت دلم سپند آسا		ندانم از تپ عشقت چہ اضطرارم سوخت
ز داغہا پر طاؤس شد سراپایم		فلک بشعلہ ہجران ہزار بارم سوخت
چگونہ دم زند آگاہ چون کلیم آسا		فراق ہم نفسان جان بیقرارم سوخت

(۱۴۱) محمدؐ باقر نایطی۔ دلوی لقب۔ برق تخلص مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ ریاست میسور کے نواح ہاسن مین کافی پلانٹری (بون کی کاشتکاری) کا کاروبار زمیندارانہ حیثیت سے فرماتے ہین۔ آپ کے باغات کے خالص محاصل کا سالانہ اندازہ

تقریباً بارہ ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔ عربی اور فارسی زبان مین ذی استعداد ہونے کے علاوہ فن سخن سے بہی خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ دیوان برق آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ مولف کے بعض احباب نے کہا کہ آپ خلق مجسم اور بڑے ملنسار شخص ہین۔

(۱۴۲) محمد باقر خان نایطی المتخلص بہ گوہر ابن نور الدین علیخان مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ دربار والا جاہی کے عمایدین مین آپ کا شمار تہا۔ والی ریاست نے ایک قصیدہ کے صلہ مین جو آپ کی فکر سخن کا نتیجہ تہا آپ کو جاگیر آل تمغا سے سرفرازی بخشی تہی۔ آل تمغائی عطیہ ایک نہایت معزز عطیہ ہے جسکی بحالی کا وعدہ نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ خیال کیا گیا ہے بعض محققین نے اسکی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ آل سے آل اولاد مراد ہے۔ اور تمغہ زبان ترکی مین بمعنی مہر۔ بعض کی تحقیق ہے کہ آل کے معنے ترکی بول چال مین سرخ نیم رنگ کے ہین۔ پس شاہان سلف کو جس جاگیر کی عطا اعزاز خاص کے ساتھہ مقصود ہوتی تہی اوسکی سند پر شنجرف یا سرخ لاکہہ سے مہر

کی جاتی تہی اور مضمون سند مین آل تمغا کے الفاظ مستعمل ہوتے تھے
مولف تاریخ نے سلطنت آصفیہ کے صیغہ عطیات مین صدہا
اسناد معاش آل تمغا کے دیکہی ہین۔ جن سے اکثر اسناد شہنشاہ
عالمگیر کے زمانہ کے ہین الغرض محمد باقر خان نایطی کو حیدر علیخان
کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری کی خدمت عطا ہوئی۔
آپ بڑے روشن مزاج اور قابل شخص تہے۔ مصنف تذکرہ اعظم
نے آپ کا احوال لکہا ہے۔ صاحب اشارات بنیش نے بہی آپکی
تعریف کی ہے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ صبح وطن
سے ناظرین کے ملاحظہ مین پیش کیا جاتا ہے۔

آشفتہ جلوہ ات ادا ہا		سرگشتہ قامتت بلاہا	
دل در خم تیغ ناز بندد		انداز سلام میرزا ہا	
قانون تکلم کہ دارد		آہنگ اشارت سفاہا	
سرخوش چمن از تبسم کیست		گل کرد زغنچہ ہا نوا ہا	
آئینہ حسن آن پری روست		آبی کہ گہر شد از حیا ہا	
	ولہ		

نوائے آفت وقت است ساز بینوائی را	بود آہنگ کثرت پردہ وحدت سرائی را
بہ قانون فا محو سرود ہستی خویشم	کہ دارد وصل او در پردہ آہنگ خدائی را
گریبان ہوس گر چاک از دست جنون سازم	حریر بیخودی گردد قبائے خود نمائی را
بگلشن از لب ہر غنچہ سر زد صوت داودی	صبا تا کرد از لعل تو مشق خوشنوائی را
پس از طوف حریم دل بہ بیت اسد آمیم	کنون حاجی توان گفتن غریب کربلائی را
گہر از ساغر نظم اسیر خویشتن رفتم	کہ موج بادہ شوید سر نوشت پارسائی را

(۱۴۳) محمد باقر علیخان نایطی۔ مہکری لقب ابن اسد علیخان مرحوم مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ ۱۲۱۱ھ بارہ سو گیارہ ہجری مین بمقام ترچناپلی متولد ہوے اوایل شباب مین کتب متداولہ زبان فارسی سے فارغ ہوکر مشق سخن کے طرف توجہ کی۔ حضرت رونق کی شاگردی کا اعزاز آپ کو حاصل تہا۔ نہایت روشن مزاج اور سلیم الطبع تہے۔ آپ کی طبعزاد سے صرف ایک شعر تذکرہ اشارات بینش سے مولف کو ملا۔

چہ وحشت ناک منزل بود شب جائیکہ من بودم	بہر سو غارت دل بود شب جائیکہ من بودم

(۱۴۴) محمد باقر علیخان نایطی۔ ریاست میسور کے مشاہیر

سے گزرے ہین ٹیپو سلطانی حکومت مین وزیر افواج کا عہدہ آپکے
تفویض تہا۔ گلور محل کڑپہ کی جاگیر آپ کو عطا ہوئی تہی۔ برٹش انڈیا
کی عملداری مین بہی آپ کی جاگیرداری قایم رہی۔ بڑے دولتمند
شخص تہے۔ قبیلہ پروری آپ کی اعلےٰ صفت تہی انسانی ہمدردی
آپ کی فطرت مین کوٹ کوٹ کر بہری تہی۔ آپکی اولاد الی الآن
ریاست میسور مین مرفہ الحالی کے ساتہہ بسر کرتی ہے

(۱۴۵) مولوی محمد تقی حسین نایطی۔ مہاجر لقب رفعت تخلص بن
معین الدین محمود المخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے
گزرے ہین۔ عربی و فارسی مین آپ نہایت ذی سواد اور فن
سخن مین نہایت پختہ کلام تہے۔ سرکار نظام کے سررشتہ مذہبی سے
آپ کی ملازمت کا تعلق تہا۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا
شرف حاصل ہے۔ بڑے نیک بخت اور متقی شخص تہے۔ ۱۳۱۵ھ
تیرہ سو پندرہ ہجری مین بہ مقام حیدرآباد آپ نے وفات پائی
آپ کی نازک خیالی کا پایہ مندرجہ ذیل فارسی کلام سے ظاہر
ہے۔ آپ کی رحلت کا ایک تاریخی مرثیہ بہی ہدیہ ناظرین ہوتا ہے

جو حضرت مایل کی فکر کا نتیجہ ہے۔

قصیدۂ نعتیہ

اے جسم لطیف تو بود جان تجلے — باشد بخدا جان تو ایمان تجلے

دندان محمد دُر عمان تجلے — باشد لب او لعل بدخشان تجلے

بگزشت بسان نظر از عینک افلاک — درچشم زدن جسم تو اے جان تجلے

اے نور خدا عکس تو زینو جہ نیفتاد — حق کردہ بتو سایہ دامان تجلے

باشد کف پا داغ نمائے ید بیضا — ساق تو بود شمع شبستان تجلے

اے مصحف ناطق بخدا صورت خوبت — یک سورت نور است قران تجلے

رفعت چو نوشتم صفت روی محمد — شد مقطع من مطلع دیوان تجلے

ولہ

هنوز زندہ ام و دل بوصل پیوند است — بوعدہ ہاے دروغت کہ ہست مانند است

درین نورد کہ دل مبتلائے زلف کسی است — بکار من گرہ چند و عقدۂ چند است

چہ عیب زاہد اگر پارہ پارہ شد جیبم — بہم چو دوختہ گردد بخرقہ مانند است

چہ سادہ ام چو نگاہے نمیکند بر من — کنم تسلی خاطر کہ دیر پیوند است

وزد نسیم و نیامد بگوش گلبانگے — درون باغ ز شوریکہ زان شکر خند است

ز سادگی کنم اظہار آرزو ہے ہے	بہ پیش او کہ بہ مرگ من آرزومند است
امید نیست کہ صحرا دگر شود آباد	بہار آمد و دیوانہ تو در بند است
یکے بپرس ز رفعت کہ آرزوی تو چند	شب وصال چہ پرسی کہ تا سحر چند است

مرثیہ تاریخی متضمن رحلت حضرت رفعت

مایل سنی یہہ ہمنے خبر کیسی دردناک	نکلی بدن سے جان محمد تقی حسین
پہلی ربیع کی وہ ہے تاریخ دوسری	ایک خاص نوحہ خوان محمد تقی حسین
یارب پاک رافت و واصل کو صبر دے	دونون یہہ ہین نشان محمد تقی حسین
حضرت کے زیر پا تہی رہ زہد و اتقا	تہا اور ہی جہان محمد تقی حسین
کس کس طرح سے ذکر خدا کے مزے لئے	جب تک چلی زبان محمد تقی حسین
دنیا مین تہے تو اور ہی کچہہ اونکی شان تہی	اب بڑہ گئی ہے شان محمد تقی حسین
زاہد تہے مولوی تہے سخندان تہے خوش بیان	ہے خلق رتبہ دان محمد تقی حسین
دنیا کا گہر چہٹا تو یہہ حاصل ہوا عروج	ہے عرش سائبان محمد تقی حسین
خلد برین کی اونکو مبارک ہو نعمتین	حورین ہین میزبان محمد تقی حسین
کی فکر سال مرگ تو ہاتف نے دی ندا	جنت ہوئی مکان محمد تقی حسین
	۱۳۱۰ ھ

(۱۴۶) **محمد جعفر خان نایطی** - رحمانی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کا مقام بیجاپور کے قصبہ رحمت آباد مین تہا جسکی آبادی آپ ہی سے منسوب کیجاتی ہے اور لقب کی یہی وجہ تسمیہ ہے - آپکے بعد کی نسلون نے بہی اسی لقب کو اپنے نام پر قایم رکہا - محمد سعید نایطی شہر استاد لقب نے اپنی مختصر سی تالیف **نایط** مین لکہا ہے کہ جب ملا احمد کوکنی کی دامادی کا شرف آپ کو حاصل ہوا تو آپ منصب ہزاری سے سرفراز ہوے بعض نے لکہا ہے کہ آپ کی طبیعت مین دولت و مال کی وجہ سے رعونت پیدا ہوگئی تہی اہل قوم کے ساتہہ آپ کو اتفاق نہ تہا -

(۱۴۷) **محمد جمال الدین خان نایطی** - صبی لقب ابن محمد حیدر مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کے قومی لقب کا املا صاد مہملہ سے بیان ہوا ہے اسی خاندان کے افراد کا خیال ہے کہ آپ کے مورث اعلیٰ نے شیر خواری کے زمانہ مین بتاریخ دہم محرم باوجود صحت مزاج دن بہر دودہ نہین پیا تہا اون کے والد نے اوس لڑکی کو صبیِؔ سے موسوم کیا - صاحب غیاث اللغات

فرماتے ہین کہ صبی بفتح اول وکسر باء موحدہ وتشدید یای تحتانی در زبان عربی کودکے کہ از شیر مادر باز شدہ باشد۔ آپ کے بعد کی نسلون نے بہی یہی لقب اختیار کیا اور یہی وجہ تسمیہ اس لقب کی ہے۔ محمدؐ جمال الدین خان نایطی کو ریاست ناکپور مین چارسو سوارون کی رسالداری کا عہدہ تفویض تہا۔ اور اتنی گہوڑونکے ذاتی سلحدار تہے۔ بڑے شجیع اور نام آور شخص تہے۔ مہاراجہ ناکپور آپ کو دل سے چاہتے تہے۔ برٹش رزیدنٹ اور مہاراجہ کے درمیان وکالت کی خدمت بہی آپ کے تفویض ہتی آخر زمانہ عمر مین آپ حسن خدمت کے وظیفہ یاب رہے۔

(۱۴۸) **شاہ محمدؐ حسن علی نایطی۔ المعروف بہ ڈولچی شاہ** قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ مرحوم بن حافظ محمد درویش مغفور بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ حاجی محمدؐ مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تہے۔ آپ کی ذات بابرکات سے علی عادل شاہ کو خاص عقیدت تہی۔ متعدد مواقع پر پادشاہ وقت نے آپ کے مراتب جلیلہ کی آزمایش فرمائی تہی۔

آپ کا سلسلہ نسب خلیل عرب کے توسط سے سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق
علیہما الصلواۃ والسلام تک پہونچتا ہے۔ شاہ محمد حسن علی نایطی قدس
سرہ کا زمانہ حضرت مغفرت منزل نواب ناصرالدولہ بہادر نوراللہ مرقدہ
والی ریاست حیدرآباد کے عہد حکومت مین واقع تہا۔ پادشاہ وقت
شاہ صاحب ممدوح کے نہایت معتقد تہے اور ہمیشہ اپنی عقیدت کا
اظہار فرمایا کرتے تہے حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ
بہادر آصف جاہ خامس نے بہی آپ سے فیض پایا ہے۔ آپ کے
خرق عادات اور کشف و کرامات کے چشم دید واقعات الی یومنا
ہذا بعض سالخوردہ افراد کے زبان پر باقی ہین۔ مصنف تاریخ
خورشید جاہی نے بہی آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ مدت العمر اپنے
وضو کا پانی دست مبارک سے لینے کے پابند تہے۔ اور کسی غیر سے
مدد نہ لیتے تہے۔ اسی غرض سے ہمیشہ ایک چرمی ڈولچی اپنے ساتھہ
رکہا کرتے تہے۔ اسی ڈولچی کی وجہ سے عامۂ خلایق نے آپ کو ڈولچی
شاہ سے مشہور کیا۔ یہہ قصہ مشہور ہے کہ جب آپ قصبۂ الپور سے
تشریف لانے لگے تو اثنائے سفر مین نماز کے لئے ایک نالہ پر ٹہرے

جہان دفعتاً ایک صحرائی شیر سے مقابلہ ہوا۔ جب وہ آپ سے قریب ہوا تو آپ نے پانی بہری ہوئی ڈولچی کو شیر پر دے مارا اور فرمایا کہ تیرا خوف وہی لوگ کرتے ہین جو تیری حقیقت سے واقف نہین ہین۔ خداوند کریم کی شان ہے کہ آپ کو اوس درندہ سے کوئی صدمہ نہین پہونچا وہ واپس لوٹ گیا۔ ہر دو والیان ریاست نور اللہ مرقدہما آپ کو اپنی جان کا محافظ خیال کرتے تہے جہان کہین پادشاہی سواری جاتی تہی کسی نہ کسی پیرایہ مین اخفا کے ساتہہ لشکر شاہی مین آپ شریک رہتے تہے۔ جب کبہی پادشاہ کو اسکی خبر ہوتی تہی تو تلاش پر بہی آپ کا پتہ نہ ملتا تہا۔ مدت العمر آپ نے فقیرانہ طریقہ پر زندگی بسر کی۔ اگرچہ سامان تمول بہت کچہہ حاصل تہا مگر کچہہ اوسکی پروا نہین کی ۱۲۸۴ھ بارہ سو چوراسی ہجری مین بہ مقام حیدرآباد آپ کا وصال ہوا۔ نامپلی مین آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ نے فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا ہے احاطۂ مقبرہ پر نور برستا ہے۔ مزار مبارک پر سنگ مرمر کی چار دیواری قایم ہے جس پر چارون جانب آپ کی رحلت کی تواریخ کا نقش علی الجلی

کا لطف دکھلاتی ہین۔ کسی نازک خیال نے آپ کی رحلت کی تاریخ فارسی زبان مین کیا خوب لکھی ہے۔

روح پاک پیر و مرشد قبلہ دین شہ حسن	بر مقدس منزل لاہوت رفت از جسم پاک
از سروش غیب سال وصل او شد منکشف	شد برون از دلو جسمی آفتاب جان پاک
	۱۲۸۴ھ

مولوی محمد عبد القادر نایطی نے بھی ایک تاریخی رباعی کہی ہے جو صوری و معنوی صنعت سے موصوف ہے۔

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد	شد واصل رب لم یلد لم یولد
بین صوری و معنویت تاریخ وفات	ہشتاد و چہار و یک ہزار و دو صد
	۱۲۸۴ھ

آپ کی باقیات الصالحات سے اسوقت نواب عابد علیخان بہادر صولت جنگ اور نواب حافظ علی خان بہادر انتخاب جنگ بقید حیات ہین جو آپ کے حقیقی پوتے ہونے کے علاوہ جد مغفور کے بزرگیون کے اعلےٰ یادگار بھی ہین۔ ان دونون نوابون کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے عرس شریف کے مصارف

سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے خزانہ شاہی سے اتبک جاری ہین۔

(۱۴۹) مولوی محمد حسین نایطی۔ المخاطب بہ حیدر حسین خان بہادر بن حکیم محمد عسکری خان بہادر طبیب خاص نواب عظیم الدولہ مغفور رئیس کرناٹک بن حیدر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو دربار والا جاہی سے تعلق تہا۔ ابتداءً مہتمم باغات سرکاری رہے۔ اور پہر نائب ناظم محمد پور مقرر ہوے۔ نہایت ذکی الحواس اور محتاط شخص تہے۔ آپکا سواد علمی معمولی تہا۔ بتاریخ ۲۹ ء صفر ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مقام محمد پور پر آپ نے رحلت فرمائی۔

(۱۵۰) امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید المیدری نایطی۔ قدس سرہ ابن مولانا خلیل اللہ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو محمد بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ صاحب تاریخ احمدی اور مصنف گلستان نسب نے آپ کی ذات بابرکات کے فضایل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مولانا غلام محی الدین شایق نے روضہ قدسیان کے

نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو تمامتر آپ اور آپ کے
خاندان سے متعلق ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ سیدنا اسمعیل بن جعفر
صادق علیہما السلام تک پہونچتا ہے۔ فقیہ مخدوم اسمعیل شکری آپکے
جد اعلےٰ تھے۔ جو ابتدائے عرب سے سواحل کوکن پر تشریف لائے تھے
ابن بطوطانے آپ کا احوال لکھا ہے۔ روضتہ الاولیا مین بھی بضمن
تذکرۂ ملا زبیر ثانی آپکا مختصر احوال بیان ہوا ہے۔ آپ مادرزاد
اولیاء کرام سے تھے۔ شہر بیجاپور مین متولد ہوے اور پھر گلبرگہ
تشریف لائے اور آخر پر شہنشاہ عالم گیر کی درخواست پر سنہ ۱۰۹۸
ایکہزار اٹھانوے ہجری مین محمد آباد بیدر آئے۔ اوایل عمر مین آپکو ملا
محمد زبیر بیجاپوری سے تلمذ تہا ۱۴ سال کے سن مین جب کہ مصباح
کا درس جاری تہا تو آپ کی توجہ ظاہری اپنے درس کی نسبت
کم معلوم ہونے لگی۔ آپ کے والد ماجد نے ملا صاحب سے اپنے
شاگرد پر توجہ مزید فرمانے کی استدعا کی ملا صاحب نے امتثالاً
للامر بسبیل امتحان اپنے شاگرد رشید سے چند سوالات کئے
جب اون کے جوابات استعداد سے زیادہ پائے تو ملا صاحب

کو سخت تعجب ہوا اور سوالات کا سلسلہ ترقی مطالب کے ساتہہ جاری رہا۔ جب جوابات درست ملتے گئے تو اوستاد کے استعجاب کو اور ترقی ہوئی۔ حاضرین خانقاہ مین کھل بلی مچی رفتہ رفتہ یہہ خبر سارے شہر مین پہیلی۔ علماء اور امرائے ذی علم کا مجمع بڑہنے لگا ایک خاصے مناظرے اور مقابلہ کی شکل پیدا ہوئی۔ تمام حضار مجلس جنکو شاگرد کی عمر اور مصباح خوانی کی اطلاع تہی اس واقعہ سے متحیر تہے۔ جب ملا محمد زبیر نے اپنے شاگرد رشید کی یہہ حالت دیکہی اور تمام علوم مین کامل العیار پایا تو وہ از خود رفتہ بن گئے اور مسایل سلوک سے بحث چہیڑی۔ وہان کسی بات کی کمی نہ تہی پہر کیا تہا ہر ایک سوال کا جواب اس خوبصورتی سے دیا کہ اوستاد کو اپنی ہیچدانی پر کامل یقین ہو گیا۔ شام تک جب مجلس کی یہہ صورت رہی تو ملا محمد زبیر نے بے ساختہ اپنی مسند کو چہوڑ کر شاگرد کے قدم لئے اور شاگرد کے ہاتہہ پر بیعت کی اور فرمایا کہ جس کو علم لُدنّی حاصل ہوا اوس کے ساتہہ کیا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس راز سربستہ کے افشا نے آپ کو بیجاپور سے برداشتہ خاطر کر دیا۔

دوسرے ہی دن آپ نے گلبرگہ کا ارادہ کیا جہان نہایت خاموشی
کے ساتھہ گوشۂ عزلت مین بسر فرماتے رہے۔ جب شہنشاہ عالمگیر
گلبرگہ آئے تو سب سے پہلے آپ کی تلاش کا حکم صادر فرمایا
اور آپ کا پتا لگ گیا۔ جب شہنشاہ کی آمد کی خبر آپ کو ملی تو
آپ سخت پریشان ہوکر نکل پڑے اور راستہ مین شہنشاہ سے
ملاقات کی اور فرمایا کہ میرا مقام آپ کے قابل نہین ہے۔
شہنشاہ عالمگیر آپ کو اپنے ساتھہ لے آئے اور کہا کہ محمدآباد
بیدر کا مقام آپ قبول فرمائین جہان شاہی مدرسہ خالی ہے
آپ نے شہنشاہ کے اصرار پر فوراً رخصت لی اور گلبرگہ
سے بیدر آئے۔ ساتھہ ہی شہنشاہ نے فرامین کے ذریعہ سے
حاکم بیدر کو اسکی اطلاع دی اور مدرسہ و خانقاہ کے مصارف
کے لئے جاگیرات تجویز فرمائین اور آپکو امام المدرسین سے مخاطب
فرمایا۔ پھر بیدر کے مدرسہ شاہی مین آپ کے علم وفضل کا چرچا
ہوا دور دور سے طلبائے علوم آتے تھے اور کامیاب ہوکر
جاتے تھے۔ طلباء کے خواب وخور کا سارا انتظام مدرسہ کے

جانب سے ہوا کرتا تہا شنالہ گیارہ سو آٹہہ ہجری تک بیدر کے
حصہ مین یہہ نعمت غیر مترقبہ رہی جس کا خاتمہ رمضان سنہ الیہ
مین ہوا۔ واقفین حقیقت نے لکہا ہے کہ آپ نے اوایل ماہ صیام
مین بعد نماز جمعہ مجلس وعظ کو برخلاف معمول نماز عصر تک جاری
رکہا اور علے رؤس الاشہاد فرمایا کہ یہہ آپ کا آخری وعظ ہے
حاضرین مجلس مین کہرام مچگیا دور دور تک اس خبر وحشت اثر
کی شہرت ہوئی تا اینکہ ۱۱ رمضان کو آپ نے اپنے گہر اور
بچون سے الوداعی رخصت حاصل کی اور دروازہ مدرسہ پر
کہڑے ہوکر مصلیئن تراویح کو آپ مطلع فرماتے رہے کہ مدرسہ
سے نکل جاوین اور اپنے آپ کو آفت آسمانی سے بچاوین۔
معتقدین خاص سے صرف معدودے چند آپ کے ساتہہ نماز
مین شریک رہے۔ پہلے دوگانہ کے آخر مین بجلی گری۔ شاہی
مخزن جو مدرسہ سے متصل تہا اوڑ گیا جس کے صدمہ سے مدرسہ
کی عمارت کے ایک حصہ کو سخت نقصان پہونچا۔ اس سانحہ جانگاہ
مین آپ اور آپ کے ہمراہی مصلیئن کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا

آپ کی لاش مبارک دوسری صبح نکالی گئی حالت تشہد میں وصال ہو چکا تھا۔ بیدر ہی میں دفن فرمائے گئے۔

مصنف تاریخ روضۃ الاولیائے بیجاپور نے شہنشاہ عالمگیر کے ایک مقولہ کی نقل کی ہے جو آپ سے متعلق ہے۔ شہنشاہ نے فرمایا

مرا از دکن تحفہ کہ بدست آمد ہمین یک ذات امام المدرسین مولانا

محمد حسین است وبس۔ حقایق دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متبرک تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ میں لکھا ہے کہ وقد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماً ومشاھیر العرفاء وسارت بذکرھم الرکبان وتقرطت بفرائد اوصافھم الاذان ومنھم موسس بنیان التعلیم والتدریس ومدرس تبیان التلقین والتقدیس مولانا الشھید محمد حسین المعروف بامام صاحب مدرس کان جامعا للمنقول والمعقول وحاویاً للفروع والاصول متحلیا بالفتح السنی ومتخلیا بالسر اللدنی فحوی من الاستقامۃ اقصاھا ومن الکرامۃ اجلاھا ومن المعارف اسناھا

ومنها لمكاشف اسماها (ترجمہ) بے شک اس قوم سے
علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوئے ہین کہ جنکا ذکر خیر عالم مین
مشہور رہے اور جن کے اوصاف کے یکتا موتیون سے کان
آراستہ ہوگئے ہین۔ اونہین مین سے ہین تعلیم اور تدریس کی
بنا قایم کرنے والے اور تلقین اور پاکیزگی کا سبق پڑہانے والے
مولانا محمد حسین شہید جو کہ امام صاحب مدرس کے لقب سے
مشہور رہتے۔ آپ منقول و معقول کے جامع اور فروع واصول
پر حاوی۔ اور برگزیدہ فتوح سے آراستہ اور علم لدنی سے پیراستہ
تھے۔ استقامت کے انتہائی درجہ کو پہونچ گئے اور روشن تر
کرامات اور اعلےٰ تر معارف اور بلند تر مکاشفات سے موصوف تھے
آپ کے تصانیف کے متعلق بعض مصنفین نے لکہا ہے کہ آپکی
شہادت کے بعد صاحبزادون کی کم سنی کی وجہ سے اون کا
بڑا حصہ تلف ہوگیا۔ بعض کتابین جو بچ رہین وہ افراد خاندان
کے پاس ہین۔ مولانا باقر آگاہ اور صاحب روضۂ قدسیان نے
چند کتابون کے نام لکھے ہین جو اُن حضرات کی نظر سے گزرے

جیسے سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر جو ازہار الفایحہ سے موسوم ہے
تجیب الطیب والنسا الی حضرت سید الانبیا۔ انتخاب فن ریاضی
خلاصہ شرح مواقف و مقاصد۔ شرح عقاید۔ ملا سعد الدین تفتازانی
و ملا جلال دوانی مع حاشیہ۔ توحید وجودی۔ عقاید حسینی۔
رسم الخط عربی۔ خلاصہ کافیہ الموسوم بہ کافی۔

(۱۵۱) مولوی حافظ۔ شیخ محمد حسین احمد نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ ذی استعداد شخص تہے۔ شہنشاہ عالمگیر کے زمانے مین ولی عہد سلطنت کے اتالیق اور منصبدار ریاست قرار پائے۔ پہر سوانح نگاری گلبرگہ کا کام آپ کے تفویض ہوا۔ اوسکے بعد خفیہ نویسی اور میر سامانی کی خدمت آپ کو عطا ہوئی اور راوسی کے ساتہہ بسواپٹن کی فوجداری بہی آپ سے متعلق رہی۔ امرائے معاصرین مین ممتاز اور جعفرآباد کی جاگیر سے سرفراز تہے۔ صاحب گلستان نسب نے لکہا ہے کہ جب یار علی بیگ خان بخشی سوانح نگاران کو بارگاہ خسروی مین باریابی نصیب ہوتی تہی۔ اور وہ اخبار نویسون کے مراسلات

ملاحظہ اقدس مین پیش کرتے تھے تو شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ محمد حسین کا روزنامچہ کہان ہے جسکو مین پہلے دیکھنا چاہتا ہون۔ آپ نہایت سادہ روش اور فقیر مشرب تھے۔ باوجود ارشاد شاہی مدت العمر قبول خطاب سے کنارہ کش رہے۔ ایک برنجی تختہ پر خاکپائے احمد کے الفاظ کندہ تھے جسکو آپ بطریق مہر استعمال فرماتے تھے۔ آپ کی ملازمت کا زمانہ بہت تہوڑے عرصہ مین ختم ہوا یعنے حضرت امام المیدر اسین کے عنایت نامہ کی بنیاد پر آپ نے استعفا پیش کردیا۔ خانہ نشینی کے زمانہ مین آپ نے نہایت مرفہ الحالی مین بسر کی بہت مالدار شخص تھے۔ آپ کی داد و دہش مشہور تہی۔ بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۱۱۳۴ھ گیارہ سو چونتیس ہجری ستر سال کی عمر مین رحلت فرمائی۔ محمدپور مین آپ کا مزار ہے۔

(۱۵۲) محمد حیدر نایطی۔ ناکپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو مہاراجہ ناکپور نے کوتوال شہر مقرر کیا تہا۔ مدت العمر نہایت نیک نامی کے ساتہہ زندگی بسر کی اور فرائض

عہدہ مین کامیاب رہے۔ فنون سپہ گری مین کامل مہارت رکھتے تھے
اس سے زیادہ آپ کا احوال نہین ملا۔

(۱۵۳) محمد رضا نایطی۔ دلوی لقب ابن محمد غوث مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین آپ کے والد نامدار کو ریاست میسور مین ہاسن کی قلعداری کا عہدہ تفویض تھا فی زماننا آپ تحصیل چکمکور کے تحصیلدار اور نہایت لایق اور سمجھہ دار شخص ہین۔ میسور کے بعض عمایدین نے فرمایا کہ آپکے خاندان سے اتبک قلعداری کا تعلق قایم ہے اور معاش متعلقہ سے بہی کامیاب ہین۔

(۱۵۴) محمد سبحان علی خان نایطی۔ مہاجر لقب ابن حاجی محمد فخر الدین خان بن حاجی حافظ محمد صادق علی خان مہاجر مشاہیر اورنگ آباد سے گزرے ہین۔ آپ کو اورنگ آباد کی قلعداری کا عہدہ تفویض تہا۔ بڑی بہادری۔ ناموری اور جوانمردی کے ساتھہ آپنے اپنی زندگی بسر کی۔ افراد قوم کے ساتھہ آپ کو دلی محبت اور ہمدردی تہی۔ غرباء قوم کے ہمیشہ خبر گیر رہتے تھے

اللہم اغفر وارحم۔

(۱۵۵) مولوی حاجی مفتی۔ محمد سعید خان۔ نایطی۔

المعروف بہ نانا میان ابن امام العلما قاضی الاسلام مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ المخاطب بہ بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان مستعد جنگ۔ نایطی شافعی۔ مشاہیر مدراس وحیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۳ جمادی الاول ۱۲۴۷ھ بارہ سو سنتالیس ہجری مین بمقام مدراس کنارہ دریا پر واقع ہوئی تعلیم ابتدائی کے بعد عربی کی صرف ونحو بخشی الملک مولانا محمد عبداللہ مغفور سے اور فارسی کے اکثر کتب درسیہ مولوی محمد حسین خان راقم المخاطب بہ افضل الشعرا شیرین سخن خان بہادر میر مجلس شعراء دربار کرناٹک سے پڑھین۔ علم معقول و منقول کی تحصیل اپنے والد ماجد سے فرمائی۔ حدیث کی سند بھی اپنے باپ سے پائی۔ اصول حدیث و فقہ مین آپ اپنے عم بزرگوار کے شاگرد رشید تھے۔ منطق اور دیگر علوم عربیہ کو افضل العلماء جناب مولانا قاضی ارتضا علیخان خوشنود گوپاموی سے حاصل کیا

مطالعہ کتب کا مذاق آپ کے پایہ علم کو دوبالا کرتا گیا خصوصاً تفسیر و حدیث مین آپ اپنے معزز استادون کے پاس مستند اور فرد منتخب مانے گئے۔ آپ کا منتخب کتب خانہ مدت العمر آپ کا ہادی اور رہبر رہا۔ آپ کی آمدنی کی چوتھائی ہمیشہ کتب خانہ کے تکمیل مین صرف ہوا کرتی تہی بلاد مصر روم۔ شام۔ مکہ معظمہ مدینہ مطہرہ اور ہندوستان کے مشہور شہرون مین آپکے کاتب مقرر رہتے تہے۔ نایاب کتابون کے بہت سی جلدین نقل کے ذریعہ سے آپ کے کتب خانہ مین پہونچ جاتی تہین۔ ملازمت کا ابتدائی تعلق نواب کرناٹک کے دربار سے قایم ہوا لیکن آخر پر نواب سرسالار جنگ بہادر وزیر اعظم ریاست حیدرآباد نے آپ کے فضایل علوم کے لحاظ سے آپ کو حیدرآباد طلب فرمایا۔ یکم جمادی الاول ۱۲۸۶ھ بارہ سو چہیاسی ہجری سے آپکا تقرر مجلس مرافعہ صدر کی رکنیت پر ہوا۔ عرصہ تک آپ عدالت دیوانی بزرگ کے ناظم بہی رہے۔ اور چندے مجلس مرافعہ صدر کی میر مجلسی کی خدمت بہی بجالائی۔ لیکن یہہ تمام

خدمات آپ کے پسند خاطر نہ تہین نواب سر سالار جنگ مغفور سے ہمیشہ اپنا تنفر احکام مخالف شرع متین کے نفاذ پر ظاہر فرمایا کرتے تہے حتے کہ دانشمند وزیر نے آپ کے لئے مجلس موصوف کی افتار کی خدمت تجویز فرمائی اور یہہ خدمت آپ کو بہت پسند آئی آپ کے احکام ہمیشہ احکام شرع محمدی کی پابندی کے ساتہہ نافذ ہوتے تہے۔ تادم زیست آپ اسی عہدہ جلیلہ پر قایم رہے اور نہایت آب و تاب کے ساتہہ اپنے فرایض ادا کئے۔ آپ کی فطرتی احتیاط قابل تعریف تہی معمولی اور جزئی مسایل مین بہی کتابی عبارت نقل کر دیتے تہے۔ اور اپنی رائے سے احتراز فرماتے تہے۔ مولف تاریخ نے اکثر علماء کو یہہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ مفتی محمد سعید کا علم اون کے بے بدل کتب خانہ کی وجہ سے آخر عمر تک ترقی پذیر رہے گا۔ اوقات معینہ خدمت کے سوا اور وقتون مین علم حدیث کی تدریس جدا جاری رہتی تہی۔ سالکان طریقت کے ساتہہ جدا اشتغال تہے۔ کتابت حدیث کا کام اپنے قلم سے جدا جاری رکہا تہا

اتقا اور پرہیزگاری کے ساتھہ ریاضت کش۔ تہجد گزار پابند اشغال و اذکار رہتے۔ دنیوی مراتب کے ساتھہ دینی مشاغل مین توغل درحقیقت آپ ہی کا حصہ تہا۔ آپ کی باقیات الصالحات سے اسوقت جوکچھہ ہین وہ آپ کے تصانیف ہین جن کی فہرست ذیل مین لکھی گئی ہے۔

(۱) التنبیہ بالتنزیہ	زبان عربی	عقاید مین
(۲) رسالہ اثبات علم غیب انبیا	اردو	"
(۳) اعجاز محمدی	"	"
(۴) منہاج العدالت	فارسی	فقہ مین
(۵) ترجمہ شروط اقتدا	اردو	"
(۶) ہدایتہ الثقاۃ الی نصاب الزکوۃ	عربی	"
(۷) نور الکریمتین فی رفع الیدین	"	"
" بین الخطبتین		
(۸) رسالہ دربحث ختمنان	اردو	"
(۹) تشئید المبانی فی تخریج احادیث	عربی	حدیث مین

مکتوبات امام ربانی

(۱۰)	تخریج احادیث اطراف	عربی	حدیث مین
(۱۱)	تفسیر فیض الکریم	"	تفسیر مین
(۱۲)	رسالہ دراثبات عمل مولود شریف	اردو	سیر مین
(۱۳)	سرورالمومنین فی میلاد سید المرسلین	"	"
(۱۴)	رسالہ درامتناع نظیر	"	"
(۱۵)	احوال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	"	"
(۱۶)	رسالہ شق القمر	فارسی	"
(۱۷)	القول الجلی فی معنی قدمی علی رقبتہ کل ولی	عربی	"
(۱۸)	نعت اردو	اردو	نعت

بتاریخ ۱۰ ر شعبان ۱۳۱۴ھ تیرا سو چودہ ہجری روز چہارشنبہ آپ نے حیدرآباد مین رحلت فرمائی۔ سرکار نظام نے جریدۂ اعلامیہ مین آپ کی رحلت پر اپنا تاسف ظاہر فرمایا اور بلدۂ حیدرآباد کے کل محکمہ جات عدالتی کو ایک دن کے لئے بند

رہنے کا حکم دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی تاریخ مولف کی طبعزاد ہے۔

افتخار قوم و ملت فاضل عالی صفات	شد ازین دنیائے فانی رہرو ملک بقا
خامہ فکر رسا بنوشت سال انتقال	عالم یکتا شد از عالم جناب کبریا
	۱۴ ۱۳ ھ

(۱۵۶) شاہ محمد سعید نایطی۔ پتّر لقب ابن محمد محی الدین مغفور قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ متمول اور مالدار شخص تھے۔ لیکن کاروبار دنیوی سے بالکل کنارہ کش ونگول تعلقہ ضلع نلور کے مستقر پر آپ کا مقام تھا مشایخین پتّر سے آپکی شہرت تھی آپ کے جد اعلےٰ سعید عرب کوکنی تھے۔ جنکا سلسلۂ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ کی اولاد مین متعدد افراد بڑے نام آور اور ذی مراتب صاحبان علم وفضیلت گزرے ہین۔ جیسے نواب بدر الدولہ منشی الملک مغفور۔ اور نواب رئیس الامرا مرحوم۔ اور نواب احتشام الدولہ بہادر حیدرآباد مین آپکے سلسلہ اولاد سے

مولوی محمدؐ دستگیر و مولوی محمدؐ سعید عاجز تخلص سرکار نظام کے
نمکخوار ہین۔ اور آل کے سلسلہ مین خواجہ محمد کریم الدین خان
وظیفہ خوار حسن خدمت نظامت صوبہ۔ شاہ محمدؐ سعید مغفور کی وفات
بتاریخ دوم جمادی الثانی سنہ۱۲۰۰ بارہ سو ہجری بہ مقام دنگول
واقع ہوئی۔ جامع مسجد کا صحن آپ کا مدفن ہے۔ مولف تاریخ کی
نہال کو آپ کے سلسلہ سے شرف حاصل ہے۔

(۱۵۷) محمدؐ سیف الدین خان نایطی با جتری لقب
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ مصنف رسالہ نایط نے لکہا ہے
کہ آپ حکومت کوکن مین امیر کبیر اور پادشاہ وقت کے
دربار مین رتبہ فایقہ سے باتوقیر تہے آپ کے بزرگونکو
بہی شہنشاہ ہمایون کی عہد میمنت مہد مین شاہی ملازمت
کا اعزاز حاصل تہا

(۱۵۸) مولوی۔ حافظ محمدؐ سعید اسلمی نایطی۔
سعید لقب المخاطب بسراج العلماء حافظ محمد اسلم خان بہادر علمائے
دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ آپ کا علم وفضل آپ کا

تقدس اور تقوی اظہر من الشمس تہا والی ریاست آپ کو اپنے اہل دربار مین فرد لاثانی خیال فرماتے تہے اور آپ کی تعظیم و تکریم مین ہمیشہ ساعی رہتے تہے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی وکالت کا عہدہ متبرکہ آپ کے تفویض تہا جسقدر وظایف اور نذر و نیازات ریاست کے جانب سے مقامات متبرکہ پر بہیجے جاتی تہین اون سب کا انتظام آپ ہی سے متعلق تہا سنہ ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین آپ کو سراج العلماء حافظ محمد اسلم خان بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ اور بتاریخ ۸ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری آپ نے دنیائے فانی سے رحلت کی۔ آپ کی تصانیف سے تفسیر الفرقان زبان فارسی مین آٹہہ جلدون پر شامل ہے۔ اور سفینۃ النجات کے نام سے عقاید مین ایک مبسوط کتاب ہے۔

(۱۵۹) محمد شاہ طاہر دکہنی نایطی۔ اولاد سلاطین عبیدیہ سے گزرے ہین جن کا سلسلہ نسب عبداللہ بن محمد بن سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہم السلام تک پہونچتا ہے مصنف

نتایج الافکار نے لکھا ہے کہ شاہ طاہر کہ ظہورش در ہمدان رہ نمود بعد فوز بسن شعور بکسب کمالات گرائید و در مدت قلیل استعداد شایستہ در جمیع علوم بہم رسانیدہ بفرط شہرت بخدمت شاہ اسمعیل صفوی بہرہ اندوز گشتہ بتدریس کاشان مامور گردید و آخر الامر بنا خوشی کہ شاہ را با او روداد جلا وطن گشتہ عجالتًا با اہل و عیال بارادہ دار الامان ہندوستان بر آمد و رفتہ رفتہ بساحل یکے از بنادر دکن برخورد و باشتہار کمالات وے برہان نظام شاہ ولد احمد شاہ بحری مشتاق ملاقات او گردیدہ او را باحمد نگر طلبید و باعزاز و احترام تمام از خاصان خود گردانید چون بعد مرور دھور کارش استقلال گرفت و استحکام تمام پذیرفت باعلان مذہب تشیع کوشید و نظام شاہ و توابع او را از راہ راست بہ تنگنائے ضلالت کشید الخ مصنف نتایج الافکار نے اسی تذکرہ مین عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل کے نسب پر حملہ کیا ہے یہہ وہی جھگڑہ ہے جس مین متعدد اہل تصانیف سلف نے طبع آزمائی کی ہے۔ اور اپنی اپنی تحقیق سے کام لیکر آخر پر عبد اللہ

بن محمدؐ کو سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہما الصلوۃ والسلام کا حقیقی پوتا تسلیم کیا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ کسی مورخ کو اپنے مذہبی تعصب کا اظہار اس زور وشور کے ساتھہ ہرگز زیبا نہین ہے جیسا کہ صاحب نتایج الافکار نے کیا ہے مذہب تشیع کی بنیاد اہل بیت کی محبت اور اعتراف فضیلت پر قایم ہے اہل سنت کو جزو اول کا نہ صرف اعتراف ہے بلکہ یہ بات اون کے عقیدہ مین داخل ہے کہ جس فرد مذہب کا دل محبت اہل بیت سے خالی ہے وہ مذہب سنت سے خارج ہے۔ پس ہمارا مذہب ہمکو ہرگز اسبات کی اجازت نہین دیتا کہ ہم شیعیان اہل بیت کو برا بہلا کہین اور اون کا دل دکہاوین مولف کا ذاتی عقیدہ یہہ ہے کہ اعتبارات خاص کے لحاظ سے پیمبر برحق علیہ الصلواۃ والسلام کے جگر گوشون کو بلاشک وشبہ فضیلت حاصل ہے۔ مسئلہ خلافت اور چیز ہے۔ اور اسکے لحاظ سے ہمارا ترجیحی خیال اوس فضیلت خاص کے منافی نہین ہوسکتا۔ ہمارے اس راے کے لحاظ سے اگر معزز ناظرین

ہمکو بایں سے ملقب کرین یا تفضیلیہ سے مخاطب فرماوین توہم کو اونکا احسان ماننا چاہیے اور شکرگزار ہونا چاہیئے۔ ہمارے امام برحق ابو محمد شافعی علیہ الرحمۃ کا خیال جن کے ہم پیرو ہین اس خاص مسئلہ محبت اور فضیلت مین ہمارے لئے ہادی کا حکم رکھتا ہے۔ دیکھو ہمارے امام کے متعدد قول ایک موقع پر آپ نے فرمایا ہے کہ۔

یاراکبا قف بالمحصب من منیٰ ای شترسوار منا کے مقام محصب مین ٹہر	واھتف بقاعد جمعھا والناھض اور پکار کر کہدے وہانکے بیٹھے اور کہڑے ہوؤن سے
سحرا اذا فاض الحجیج من الصفا صبح کو جبکہ حاجی صفا سے لوٹین	فیضا کملتطم الفرات الفایض لوٹنا کرکے جسطرح کہ لبریز فرات کی موج
واعلمھم ان التشیع مذھبی اور جتادے اونکو کہ تشیع میرا مذہب ہے	حقا ولیس لما اقول بناقض مین سچ کہتا ہون اور البتہ خلاف نہین کہتا
ان کان رفضا حب ال محمد اگر آل محمد کی محبت ہی رفض ہے	فلیشھد الثقلان انی رافض تو جن و انس گواہ رہین کہ مین رافضی ہون

ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا ہے۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لوگون نے کہا کہ تو رافضی ہوگیا مین کہا ہرگز نہین	رفض میرا دین ہے اور نہ میرا اعتقاد
لکن توالیت من غیر شک	خیر امام وخیر ھادی
لیکن دوست رکھتا ہون مین بلا شک	سب سے اچھے امام اور بہترین ہادی کو
ان کان حب الولی رفضا	فاننی ارفض العباد
اگر علی ولی کی محبت کا نام رفض ہے	تو کچھ شک نہین کہ مین سب سے بڑا رافضی ہون

پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اصول مذہب پر غور نہ کرین اور محض جہلا سے سُنی سُنائی باتون پر کسی مذہب کی نکتہ چینی اور اہل مذہب کو سخت سست الفاظ سے منسوب کرین اور مذہب تشیع پر ضلالت کا حکم لگا دین آمدم بر سر مطلب۔

شاہ طاہر نایطی نے ۹۷۰ھ نو سو ستر ہجری مین رحلت کی۔آپ کے فارسی کلام کا انتخاب بلاشک لاجواب ہے۔

وهو هذا

جلوهٔ زلف شاہدی بردہ دل رمیدہ را	پے بکجا برد کسے مرغ بشب پریدہ را
وہ چہ شود اگر شبی برلب من نہی لبے	تا بلب تو بسپرم جان بلب رسیدہ را

ولہ رباعی

ما ایم کہ ہرگز دم بےغمیم نزدیم	خوردیم بسے خون دل و دم نزدیم
بے شعلہ آہ لب زہم نکشودیم	بے قطرہ اشک چشم برہم نزدیم

(۱۶۰) **مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی** ٹیپو لقب۔ المخاطب بہ اقتشام الدولہ نگارش خان احتشام جنگ بہادر مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی علمی قابلیت۔ محامد اخلاق۔ اور داد و دہش۔ مدراس پریسیڈنسی مین مشہور رہے ہے۔ دربار والاجاہی مین ابتداً آپ منشی خاص تھے اور پہر میر احتشام مقرر ہوے۔ نوابی کے خاتمہ پر برٹش انڈیا نے آپ کے نام والاجاہی پنشن مقرر فرما دی۔ فی زماننا خانہ نشین ہین اور اپنی املاک غیر منقولہ کی بدولت معتد بہ آمدنی رکہتے ہین غربا اہل اسلام کے ساتہہ آپ کا حسن سلوک زادالآخرت کا حکم رکہتا ہے۔ آپ کی خاموشانہ زندگی اور آپکا خاندانی رویہ مقام سکونت پر ضرب المثل ہے۔ امرائے قدیم سے آپ کا وجود باجود مغتنم خیال کیا جاتا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ درود شریف کا ورد صبح و شام آپ کی زبان پر

رہتا ہے۔

(۱۶۱) محمد صبغۃ اللہ نایطی۔ مہاجر لقب۔ رافت تخلص ابن محمد تقی حسین مغفور۔ رفعت تخلص ابن معین الدین محمود المخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا ننہالی سلسلہ ملا علی المہائمی قدس سرہ تک پہونچتا ہے۔ جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی علمی قابلیت اور خصوصًا فن سخن کے ساتھہ دلچسپی قابل تعریف ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے بڑے خلیق اور متین شخص ہین۔ اور علاقہ صفائی سرکار نظام مین ملازمت سے ممتاز ہین۔ آپ کے فارسی کلام سے ایک غزل ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

کہ آموزد حسینان را چنین رسم مسلمانی	کہ میخواہند از عشاق دلہا بہر قربانی
نقاب روے صاف خود اگر از ناز بردارد	بگیرد دیدہ من وام از آئینہ حیرانی
میانہ قامتی گیسو درازی فتنہ پردازی	حسینی شوخ چشمی دلربائی آفت جانی
ترا از جلوہ حسنش خبر گی گردد اے زاہد	تو در مسجد نشستہ دانہ تسبیح گردانی
بپرس از غمزہ خود از نگاہ خود ادا خود	کہ بردہ دل ز پہلویم نہ من دانم تو دانی

توئی در این توئی در آن توئی در دل توئی مسجا — ترا ہرجا ہمی بینیم بہ پردہ گرچہ پنہانی
سر دوش بت من لف پرخم در رکوع آرد — تماشا بین کہ این کافر کند کار مسلمانی
شود صد جان من قربان این رسم تغافل ہا — بگردن تیغ می رانی و رافت را نمیدانی

(۱۶۲) محمد صبغۃ اللہ نایطی ۔ فرحت تخلص بن محمد جعفر نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۳۳ھ بارہ سوتینتیس ہجری مین آپ متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم پانے کے بعد زبان فارسی کی کتب متداولہ سے فراغ حاصل کرکے فن سخن کے طرف توجہ کی اور مشاعرہ اعظم تک رسائی پائی مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کے فارسی کلام کی تعریف کی ہے۔ زبان دانان عجم کا اکثر کلام آپ کے نوک زبان تہا معترضین کا فی البدیہ جواب اہل لسان کے کلام سے دیا کرتے تہے۔ نہایت تیز فہم اور حاضر جواب شخص تہے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ گلزار اعظم سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

تا برآمد سبزۂ خط بوسہ دادی مرا — خضر گوئی شد بآب زندگی ہادی مرا
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام — از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

(۱۶۳) مولانا مولوی۔ حاجی محمد صبغۃ اللہ نایطی المخاطب به امام العلما۔ قاضی الاسلام۔ بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان مستعد جنگ بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ علم معقول و منقول ریاضی فقہ۔ حدیث اور تفسیر مین آپ فرد لاثانی تھے۔ حجاز کے سفر مین آپ نے بمقام مکہ معظمہ مولانا شیخ محمد جان مکی سے توجہات باطنی حاصل کین۔ ابتداءً آپ کو دربار والا جاہی مین صدارت کی خدمت عطا ہوئی اور پھر افتاء کا عہدہ ملا۔ والی مدراس آپ کے معتقد تھے اور ہمیشہ آپ کے حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو والاجاہی پنشن عطا فرمائی۔ ستر برس کی عمر مین بتاریخ ۲۵ محرم ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری آپ نے وفات پائی۔ بڑے باخدا شخص تھے۔ آپکی پرہیزگاری۔ اتقا۔ انکسار طبیعت۔ خلق و مروت۔ خدا ترسی زمانہ مین مشہور رہے۔ آپ کے فضایل علوم کا اندازہ آپ کی تصانیف زبان عربی سے ہو سکتا ہے جن کی فہرست ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

(۱) ہدایت السالک لموطا امام مالک رضی اللہ عنہ (۲) نور العین فی مناقب الحسین علیہ السلام (۳) الاربعین فی معجزات سید المرسلین (۴) غنیۃ الحساب لم یتم (۵) الہام الی من ضعف کل مسکر حرام (۶) ازالۃ الصمہ فی اختلاف الائمہ (۷) عمدۃ الرایض فی فن الفرایض (۸) تعلیم النساء الکتابۃ (۹) رسالۃ فی حلیۃ الخضر تسمی قفاء العین لمن ابدع باشین (۱۰) رسالۃ فی اثبات کفر ہمت رای (۱۱) رسالۃ اعراب الرب فی اللہم رب ہذہ (۱۲) رسالۃ فی صلاۃ الوتر تسمی الطارق فی رد المارق (۱۳) رسالۃ فی تعین صداق فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا (۱۴) رسالۃ فی تعیین الصلوۃ الوسطی (۱۵) شرح حاشیہ شرح مواقف (۱۶) رسالۃ فی صوم الستۃ من شوال (۱۷) رسالہ فی تحریم الخضاب (۱۸) رسالہ فی تحریم المتعہ (۱۹) رسالہ فی السیر و مناقب الائمہ (۲۰) رسالہ صغری فی السیر و مناقب الائمہ۔ (۲۱) مناہج الرشاد شرح زواجر الارشاد (۲۲) المطالع البدریہ (۲۳) شرح کواکب الدریہ لم تیم (۲۴) ثبت فی اسانید الاحادیث (۲۵) مکتوبات عربیہ

(۲۶) فہرست احادیث معجم الصغیر (۲۷) ذیل علی قول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد رضی اللہ عنہ (۲۸) داستان غم فارسی (۲۹) ترجمۂ شصت و یک حدیث فارسی (۳۰) رسالہ شروط اقتدا فارسی (۳۱) نور الابصار فی سیر سید الابرار (۳۲) تحفہ اعظمیہ فارسی (۳۳) ارشاد الضال در صوم ستہ شوال فارسی (۳۴) اعظم الاجر فی صلوۃ الفجر (۳۵) تنبیہ الاغبیار بحیوٰۃ الانبیا (۳۶) رد فتوی مولوی ارتضا علیخان در تلویث مساجد (۳۷) ایضاً در اجتہاد مستقبل وغیرہ (۳۸) روزنامچہ سفر حجاز فارسی (۳۹) رسالہ در جواز گفتن قول انا مومن انشاء اللہ فارسی (۴۰) رسالہ در رویت ہلال فارسی (۴۱) خلاصہ عین المصادر فارسی (۴۲) رسالہ در تحریم لہو ولعب فارسی (۴۳) رسالہ شق القمر فارسی (۴۴) منہج الصواب فی حکم الغراب (۴۵) فتاوی فی الخبز یعنی نان فرنگی (۴۶) فیض الوہاب شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴۷) کتاب فقہ شافعی (ہندی) (۴۸) فواید بدریہ فی السیر النبویہ ہندی (۴۹) ہشت گلزار فی مناقب رفیق الغار

اردو (۵۰) فیض الکریم تفسیر قرآن العظیم اردو (۵۱) نثر الجواہر فی مناقب سید عبد القادر اردو (۵۲) ریاض النسوان در فقہ شافعی اردو (۵۳) خزانہ معدلت اردو (۵۴) رسالہ در احکام عدۃ و وفات اردو (۵۵) توشہ فلاح ترجمہ مناسک الایضاح (۵۶) قوت الارواح شرح توشہ فلاح (۵۷) سیف المسلمین لہدایۃ الکافرین (۵۸) گلزار ہدایت اردو (۵۹) ترجمہ حصن حصین (۶۰) حواشی بر صحیح مسلم ومنتقی لابن الجارود وسنن ترمذی وشمائل ترمذی (منقول از تاریخ احمدی۔)

(۴۱۶) مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈے۔ بن محمد حبیب اللہ بن محمد ندیم اللہ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے۔ آپ نہایت مدبر اور ذی علم شخص تھے۔ ٹیپو سلطان کی حکومت کے زمانہ مین آپ کو نواب عیدروس خان نایطی حاکم قلعہ پالکٹور کے پاس مدار المہامی کی خدمت تفویض تھی آپ نے اپنی زمانہ عمر کو نہایت نیک نامی کے ساتھہ ختم کیا آپ کے صاحبزادے

مولوی محمد شمس الدین کے سلسلہ مین آپکی یادگار ریاست آصفیہ
مین ابتک قایم ہے۔ یعنے آپ کے پر وتون سے (۱) مولوی محی الدین
احمد (۲) مولوی محمد صبغۃ اللہ سرکار نظام کے نمکخوار ہین۔ اول الذکر
بزرگ کو علوم عربیہ سے فراغ حاصل ہے۔ فن نحو سے خاص دلچسپی
رکھتے ہین اور نہایت تدین کے ساتھہ اپنے فرایض خدمت کو
بجالاتے ہین۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت کے حضور
مین منتظم خاص سے نام زد ہین۔ آپ کے ہو نہار فرزند کا نام
محمد شمس الدین ہے۔

(۱۶۵) **مولوی محمد صدیق حسین نایطی** - لوکھری المہاجر
عاشق تخلص بن غلام دستگیر بن شاہ محمد ابو الحسن چشتی کلیم الہی قدس
سرہ مشاہیر قوم سے ہین۔ علوم عربیہ مین ذی سواد اور فارسی
مین فارغ التحصیل۔ فن سخن سے خاص دلچسپی رکھتے ہین سرکار نظام
کے مدرسہ عالیہ مین پروفیسری کا عہدہ آپ کے تفویض ہے۔
مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت
خلیق اور منکسر المزاج شخص ہین۔ آپ کے حقیقی برادر مولوی

غوث محی الدین نایطی کو بھی سرکار عالی کے سر رشتۂ عدالت میں ملازمت کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت عاشق کے فارسی کلام سے تین غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

گلم کہ وقف رہ مونس و عدو ہستم ۔۔۔ صلا۔ خزان و صبا را برنگ بو ہستم
تصور تو ندانم چہ رنگ می ریزد ۔۔۔ کہ من ز سادگی خویش روبرو ہستم
ادا شناس مرا خوش مذاق می نامد ۔۔۔ نمک حلال لب بوسہ بخش او ہستم
بپائے ہندی عزلت سفر نصیب منست ۔۔۔ بسلسلہ چو صدایم بگل چو بو ہستم
چو زلف یار بود انکسار فطرت من ۔۔۔ بہر قدر کہ ترقی کنم فرو ہستم
نظر بفند تو ردّ خودم قبول شود ۔۔۔ گزشتہ از لب کام تو کامجو ہستم
نگر چہ کرد ہوایت بکام تمکینم ۔۔۔ چو گرد در طلب آوارہ کو بکو ہستم
ز ہست و نیست دہان ترا چہ خواہم گفت ۔۔۔ رہین حسرت و در بند گو مگو ہستم
چہ روی جلوہ کہ من شرمناکسی دارم ۔۔۔ فرو گزار کہ در خویشتن فرو ہستم
ز کوی خویش چو نقش قدم نمیراند ۔۔۔ چنان بہ خاک نشینی بہ آبرو ہستم
بہ بزم آرزو خویش خواند عاشق را ۔۔۔ بزم آن کہ برایم چو آرزو ہستم

ولہ

بازنگش نگاہ نازاے بت نازنین چنین		تاب کرا کہ پس کشی ناوک دلنشین چنین
تاب جمال آفتاب خود پئے آن بود حجاب		پس تو مہل برخ نقاب اے بت شیرگین چنین
زد بجگر یکے سنان بست بلب یکے فغان		غمزہ نازت آنچنان سرمہ سحرت اینچنین
دست فراز شوق رست کار بپردہ غبار		از سر خاک عاشقان دامن خود مچین چنین
چون لقب است دلستان لدہ از وفا جسان		حیف بدل سپردگان مایہ چنان این چنین
جنس وان و در اشک بہر نثار عشق او		آن بہو دگران چنان این بہو دثمین چنین
برد چو نامم آن نگار گفت زہے وفا شعار		بوی شہادت آشکار مید بد آفرین چنین
دعوی فلسفی غلط خرق فلک عیان نگر		نالہ من کہ بگزرد از فلک برین چنین
ہمت مرگ پیش کن عیسی عہد خویش باش		دور نہ آسمان چنان سخت نہ این زمین چنین
عاشق گیسو و مژہ جامہ چسان نمی گزاشت		خار بہ پیرہن چنان مار بہ آستین چنین
	ولہ	

روی تو کہ از مقنعۂ زلف عیان شد		از باد بیکبار	ای پردگی ناز
برقی ست کہ از ابر درخشید و نہان شد		تا شوق بدیدار	پیدا بشود باز
از عمر پریشانی و معدومی انجام		من با تو چگویم	ای دلبر خود کام
بگزشتہ ز زلف تو مرا عشق دہان شد		ہست این سخن کار	الطناب ہم ایجاز

همساز تو یکدستم و دمساز تو یک لخت
شمشیر تراسختی من سنگ فسان شد
با وصف نگہبانی بسیار برون تاخت
مانند نگہ رفت و بر فتار نہان شد
نطق دہنش ز دمتشابہ ہمہ محکم
گردید سخن ساز و زبان بند جہان شد
افسانہ اشک ترم از درد کشیدن
کن گوش کہ زیبای بنا گوش تیان شد
گر زار خروشی بُود و قہقہہ خندی
ہر غنچہ و بلبل کہ بگلبانگ و فغان شد
مفہوم لطیف است کہ مقبوض و بسیطی
دائر تو بجان ہستی و سائر بتو جان شد

خوی تو اگر تند | در عشق تو من سخت
صبر است نہ دشوار | ہین تیز مکن ناز
در چشم نظر بار | گر دست فرا نداخت
آن دلبر عیار | آن یار فسون ساز
جز دم بجودی کس | نبود کہ زند دم
دارد بت پرکار | ہم سحر و ہم اعجاز
در شوق وصالت | ارزو بہ شنیدن
از لولو شہوار | آویزۂ ممتاز
ای فرد یگانہ | غوغا تو فگندی
گوید ز تو اسرار | دارد ز تو آواز
حیران تو عاشق | محصور و محیطی
ای نقطہ و پرکار | در گردۂ احراز

(۱۶۶) نواب محمد صدیق علی خان نایطی - صبی لقب ابن محمد ابراہیم نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین - راجہ ناگپور کے زمانہ

حکومت مین ابتدائً آپ سررشتہ ملازمت مین شریک ہوے اور پہر بتدریج ترقی کرتے ہوے مدار المہامی اور سپہ سالاری فوج کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوگئے۔ صاحب منصب و جاگیر تہے مصنف تاریخ (تاج الاقبال وقائع بہوپال) نے لکہا ہے کہ جب راجہ ناگپور نے بہوپال پر لشکرکشی کی تو آپ تیس ہزار فوج کے ساتہ موجود تہے۔ آپ کے دولت سراپر لوازم اعزازی سے نوبت اور نشان قایم تہا۔ مدت العمر آپ نے نہایت نیک نامی اور دلاوری کے ساتہ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزندون سے محمد حسن علی خان نایطی نامور شخص گزرے ہین جو اپنے باپ کی رحلت کے بعد منصب نوابی پر جلوہ افروز ہوے۔ آپ بہی صاحب نوبت و نقارہ تہے۔ جاگیرات آبائی بہی آپ کے نام بحال و برقرار ہتین۔ آپ کی رحلت کے بعد اس خاندان کا عروج باقی نرہا۔

(۱۶۷) **مولوی محمد صفدر نایطی**۔ المخاطب بہ فخرالاسلام خان بن حافظ محمد حسین خان اورنگ آبادی بن حافظ محمد صادق علیخان

مہاجر لقب۔ علماء قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد امجد کو نواب
نظام علی خان مغفور والی ریاست حیدرآباد کے عہد میمنت مہد
مین بخشی فوج کا عہدہ تفویض تہا۔ آپ عالم باعمل اور فاضل اکمل
تہے۔ مرشدزادہ آفاق عالیجاہ بہادر کو آپ سے عقیدت خاص
حاصل تہی۔ صاحب گلزار آصفیہ نے آپ کے فضایل کا
تذکرہ فرماتے ہوے لکہا ہے کہ ہیچکس بہ مذاق گفتار و لطف
تکرارش بمیر سید در علم حدیث فرد کامل عہد خویش بود ۱۲۱۲ھ
بارہ سو بارہ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ خلایق کے رفع
حاجات مین آپ کی سعی بلیغ آپ کی اعلےٰ یادگار رہے۔ آپ کے
فرزند مولوی احمد عبد اللہ نایطی کے نام جاگیر کی شاہی عطا جاری
تہی۔ دونون کا مزار حیدرآباد کے محلہ شکر گنج مین واقع ہے۔
(۱۶۸) **نواب حافظ محمد صفدر نایطی**۔ رئیس لقب المخاطب
بہ خان بہادر صفدر نواز جنگ بن حافظ محمد ابراہیم نایطی
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا اجدادی وطن کوکن۔
اور مولد اورنگ آباد ہے۔ حضرت (غفران مآب) نواب

نظام علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ کی مصاحبت اور نوبت ونقارہ
اور عماری سے سرفراز تہے۔ تعلقہ بہینسہ کا مالی انتظام اور فیلخانہ
حضوری کا اہتمام آپ کے تفویض تہا۔ حیدرآباد کے محلہ شکر گنج
مین آپ کی تعمیر کی ہوئی پختہ مسجد آپ کی دینداری کی اعلےٰ
یادگار ہے۔ آپکی نمک حلالی اور جان نثاری پر حضرت (مغفرت
منزل) نواب سکندر جاہ مغفور کو کامل بہروسہ تہا کہرکے کی لڑائی
مین محلات شاہی کی حفاظت آپ کے تفویض تہی آپکے پوتے۔
یوسف الدین احمد نایطی زمانہ حال مین مہتمم فیل خانہ کی اجدادی
خدمت سے سرفراز ہین۔

(۱۶۹) مولوی محمدؐ عبد العزیز نایطی۔ الملقب بہ لوکہری المہاجر
ابن محمد علی مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپکا مولد رائے ویلور اور مسکن
حیدرآباد ہے۔ آپ کے جد اعلےٰ محمدؐ حامد سعید مغفور حیدرآباد مین
گزرے ہین۔ جنکو ٹیپو سلطان کے جانب سے ایران کی سفارت
کا عہدہ تفویض تہا۔ اختتام حکومت ٹیپو سلطانی کے بعد آپنے
ناکپور کو اپنا مستقر قرار دیا۔ برٹش انڈیا نے سلطان فنڈ سے آپکا

وظیفہ مقرر فرمایا۔ تادم زیست آپ اوسی مقام پر سکونت پذیر رہے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند مولوی محمد علی مرحوم کے نام بہی اوسی وظیفہ کا سلسلہ جاری رہا۔ مولوی محمد عبد العزیز ریاست سرکار نظام کے نمکخوار اور نہایت خوش فکر اور خوش سواد شخص ہین۔ آپ کی تصانیف سے فن طریقت مین (۱) رسالہ تشبیہ وتنزیہہ (۲) رسالہ وحدت الوجود۔ اور اخلاق مین (۱) الانسان (۲) مظہر انسانی۔ نہایت دلچسپ رسایل ہین میلاد خیر البریہ کے نام سے آپ کی تصنیف منبر(۵) بہی شائع ہو چکی ہے۔ مولف کو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔

(۱۷۰) مولوی۔ حاجی۔ محمد عبد العزیز نایطی۔ الملقب بہ نعت گر بن مولوی غلام محمد مرحوم بن مولوی محمد علی مغفور مشاہیر قوم سے ہین آپ کا وطن گلشن آباد میسور رہے۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین امیر البحر کوڑیال کی خدمت آپکے جد امجد کے تفویض تہی۔ آپ نے اپنے زندگی تک نہایت مرفہ الحالی کے ساتہہ بسر کی آپ کے فرزند ارجمند یعنے صاحب تذکرہ کے والد ماجد کو تجارت مین بڑا

فروغ رہا۔ مہاراجہ میسور نے ہر چند آپ سے قبول ملازمت پر اصرار کیا لیکن آپ نے اوسکو اپنی کسر شان خیال کیا اسلئے کہ مہاراجہ والی ریاست کو اون کے والد ماجد نے ارادتاً مولوی محمد علی نایطی کا تبنیٰ کر دیا تہا۔ مولوی محمد عبد العزیز نے اوایل عمر مین سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی۔ اسوقت دار الطبع سرکار عالی کے مینجر ہین آپ کو علوم متعارفہ کے سوا طریقت کا مذاق بہی حاصل ہے۔ حضرت مولوی۔ حاجی۔ سید عمر علیشاہ دام ظلہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی ہے۔ اپنی اوقات عزیز کو ہمیشہ اوراد و اذکار مین مصروف رکھتے ہین۔ سفر حجاز کے سوا ہندوستان کے مختلف مقامات کی سیر فرما چکے ہین بزرگان دین کی زیارات متبرکہ سے شرف اندوز اور مذہبی کامون مین صدق دل کے ساتھ ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہین۔ توجہ کے ایک روحانی عمل کی آپ کو کامل مشق ہے جس سے ضرورت پر بہت بڑی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی تصانیف (۱) نصایح عزیزیہ فارسی (۲) عزیز الاخلاق (۳) باغ و بہار عزیزی۔ فن اخلاق و تصوف مین

شائع ہو کر مقبول عام و خاص ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات
کا شرف حاصل ہے۔ محمد عبد الرحمن اور احمد عبد اللہ آپ کے دو
ہونہار صاحبزادے ہین۔

(۱۷۱) محمد عبد القادر نایطی۔ قریشی لقب بن مولوی محمد
غوث قریشی میر الصدر ریاست ٹیپو سلطانی کے پر وتون
سے ہین۔ آپ کا علمی اور عملی سواد بہت درست ہے سرکار
نظام کے نکلو ار اور ایک مستقل تعلقہ کے تحصیلدار ہین مولف
تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے

(۱۷۲) مولوی محمد عبد القادر نایطی بطاہر لقب طاہر
تخلص بن محمد حبیب اللہ بن محمد باقر بن غلام رسول علماء
مشاہیر قوم سے ہین آپ کا نشو و نما ریاست حیدر آباد مین
ہوا۔ علوم عربیہ مین فارغ التحصیل اور سرکار نظام کے زمرہ
منصبداران مین شریک ہین۔ آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ
آپ کی تصانیف سے ہو سکتا ہے۔ جو ضوابط شافعیہ معروف
بہ بیان ضروریہ اور لذات مسکین کے نام سے شائع ہو چکی ہین

مصنف تاریخ نظام اردو اور تذکرہ علمائے ہند نے آپکا احوال برسبیل اجمال لکھا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔ آپ بڑے مقرر اور طبّاع شخص ہین۔ فن سخن سے بہی دلچسپی رکہتے ہین (۱) ابو طیب محمدؐ یحییٰ اور (۲) ابو الخیر محمدؐ عیسیٰ آپ کے ہونہار فرزندون کے نام ہین۔

(۱۷۳) حاجی مولوی محمدؐ عبد اللہ نایطی المخاطب بہ صدارت خان بہادر ابن بدر الدولہ قاضی الملک بہادر علماء مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ علم معقول اور منقول خصوصًا حدیث مین آپ فرد لاثانی تہے۔ امیر الہند نواب محمدؐ غوث خان بہادر والی مدراس نے آپ کو صدارت کا معزز عہدہ عطا فرمایا تہا جس کی مناسبت سے آپ کو صدارت خان کا خطاب عنایت ہوا نواب مغفور آپ کا ادب فرماتے تہے۔ اور آپ کے ساتہہ اعزاز خاص کا استعمال کرتے تہے۔ حجاز کے چوتہے سفر مین واپسی کے وقت گلبرگہ کے مقام پر آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدسہ سے متصل آپکا مدفن ہے

آپ کی تالیفات سے زبان عربی مین رسایل فوایدالغوثیہ فی فروع الشافعیہ۔ تعلیقات علی مختصر ابی شجاع۔ تخریج احادیث بیضاوی اور زبان فارسی مین تحفۃ الاجبہ فی بیان استحباب قتل الوزغہ۔ تحفۃ المحبین لمولد حبیب رب العالمین۔ کتاب الزجر الی منکر شق القمر۔ اوضح المناسک۔ آپکی مبارک یادگار ہین۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کے حالات تفصیل کے ساتھہ لکھے ہین۔

(۴۷۱) مولوی محمد عبداللہ نایطی المخاطب بہ حکیم حذاقت علیخان بہادر ابن محمد سعید نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ مدراس کے دربار والاجاہی مین نہایت معزز اور والی ریاست کے حکیم خاص تھے۔ اور حکیم حذاقت علی خان بہادر کے خطاب سے ممتاز۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی۔ بڑے ہی نیک بخت شخص تھے آپ کا انتقال بتاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری واقع ہوا۔ آپ کے فرزند ارجمند حکیم قادر احمد خان المخاطب بہ مہتم الدولہ سربراہ خان مہتم جنگ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۷۵) **نواب محمد عسکری خان نایطی لوکہری۔** المخاطب بہ شیرافگن جنگ بہادر۔ ابن نواب حسین دوست خان سالارالملک مغفور۔ امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد کی خوبیان اور مراتب اعلےٰ کا تذکرہ جداگانہ لکہا گیا ہے آپ باوجود اپنی امارت کے نہایت منکسرالمزاج اور فقیر دوست تہے۔ آپکی علمی قابلیت اور روشن خیالی قابل قدر تہی۔ والی ریاست نے آپ کے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے خانی اور بہادری کے سوا شیرافگن جنگ کا خطاب آپ کو عطا فرمایا تہا اور آبائی جاگیرات سے بہی سرفرازی بخشی تہی۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے تمام اعزازات آپ کے دونون صاحبزادون کے نام بحال و برقرار رہے۔ جن کا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے۔

(۱۷۶) **محمد علوی الدلوی نایطی۔** ریاست میسور کے مشاہیر قوم سے ہین۔ جن کے مکارم اخلاق اور فضایل علوم کا احوال مولف نے بزرگان قوم سے سنا ہے۔ آپ کے اجداد سلطانی عملداری مین مراتب شایان سے سرفراز تہے۔ فی زماننا آپ

مرفہ الحالی مین بسر فرماتے ہین۔

(۱۷۷) **مولوی محمدؐ علی نایطی**۔ سعید لقب المخاطب بہ حکیم حاذق یارخان بہادر دربار والا جاہی کے معززین سے گزرے۔ فن طبابت مین آپ کی قابلیت اعلےٰ درجہ کی تہی۔ والی مدراس نے مدرسہ طبابت کی پروفیسری کا عہدہ آپ کو عنایت اور حکیم حاذق یارخان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا تہا۔ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تہے۔ ہر ایک سوال کا جواب نہایت غور کے ساہتہ دیا کرتے تہے۔ بتاریخ ۵ شعبان ۱۲۹۰ھ بارہ سو نوّد ہجری آپ نے رحلت کی حکیم اسد اللہ نایطی آپکے یادگار ہین۔

(۱۷۸) **ملا محمد علی نایطی**۔ روگہے لقب مشاہیر صوبہ بمبئی سے ہین۔ اور بالفعل ایک سخت مرض مین مبتلا ہین۔ آپ کی حالت صحت مین مولف نے آپ سے ملاقات کی تہی۔ بڑے خلیق ملنسار بے نفس اور علوم دینیہ کے کامل ماہر ہین۔ آپ کی تجارت مین خداوند کریم نے برکت دی ہے۔ متعدد جہازون کے آپ مالک ہین۔ بمبئی مین ناوخدا سے بہی آپ کی شہرت ہے

آپ کا خاندان کفو کا سخت پابند ہے۔

(۱۷۹) **مولوی محمد علی خان نایطی** بہ لقب المخاطب بہ رئیس الامرا امدار الدولہ مدار الملک معزز خان معتمد جنگ بمشاہیر ریاست کرناٹک سے گزرے ہین۔ مولف نے بمقام مدراس آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ نہایت فریس اور تیز فہم علمی اور عملی قابلیت سے موصوف تھے۔ سرکار والاجاہ نے آپکو رئیس الامرا امدار الملک مدار الدولہ معزز خان معتمد جنگ کا خطاب عنایت فرماکر اپنا مدار المہام دوم مقرر فرمایا تہا دیوانی مال کی خدمت فائقہ آپ کے تفویض تہی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے چار سو روپیہ کا وظیفہ آپکے نام جاری فرمایا۔ بتاریخ ۲۵ صفر ۱۲۹۱ھ بارہ سو اکانوے ہجری آپ نے انتقال فرمایا۔

(۱۸۰) **خان بہادر محمد علی خان نایطی**۔ رتنہ سبہا مشاہیر قوم سے ہین۔ رتنہ سبہا زبان سنسکرت کا خطاب ہے جس کے معنے گوہر مجلس کے ہین۔ یہہ خطاب آپ کو ریاست میسور سے ملا

ڈپٹی کمشنری کا عہدہ آپ کے تفویض تھا اور فی زماننا حسن
خدمت کا وظیفہ پاتے ہین۔ آپ ملکی معلومات مین اعلےٰ
درجہ کے ماہر اور علم وفضل سے متصف اور نہایت خلیق
شخص ہین۔

(۱۸۱) حاجی حافظ محمد غوث نایطی المخاطب بہ انتظام
خان بہادر ابن حاجی عبدالوہاب نایطی المخاطب بہ مدار الامرا بہادر
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے نیک بخت اور متبرک
شخص تھے۔ سرکار والاجاہ نے اپنے مصاحبین خاص مین آپکو
شریک فرمایا تھا۔ پرویٹ مراسلت کا کام بھی آپ سے لیا جاتا تھا
۱۰ ذیحجہ ۱۲۶۰ھ بارہ سو سرسٹھ ہجری مین خطاب انتظام خان بہادر
سے سرفراز ہوے۔ نہایت ذی علم اور راست باز شخص تھے۔

(۱۸۲) مولوی محمد غوث نایطی۔ قریشی لقب بن حاجی
غلام عظمت اللہ بن حاجی غلام محی الدین بن غلام علی میر صدر
ٹیپو سلطانی مشاہیر قوم سے ہین آپکے جد اعلےٰ کا احوال نمبر
۱۰۹ پر لکھا گیا ہے۔ مولف تاریخ کو اس تذکرہ کے تحریر کے وقت

آرتہر ولیزلی کی ایک انگریزی چٹہی ملی جو غالباً مارکویس ولیزلی گورنر جنرل ہند کی لکہی ہوئی ہے۔ یا اون کے برادر (کمانڈر انچیف برٹش آرمی) کی۔ جس سے غلام علی میر صدر کا اعزاز اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ اس موقع پر خالی از دلچسپی نہو گا۔ یہہ مراسلہ حاکم ویلور کے نام ہے۔ مقام سرنگ پٹن۔ ۱۸ جولائی ۱۷۹۹ء۔ ڈیر سر۔ حامل ہذا غلام علی میر صدور مع اپنے فرزند غلام محی الدین کے آپ کے زیر سایہ ویلور مین سکونت پذیر ہونا چاہتے ہین کمشنران معاملات میسور نے ان دونون صاحبون کے نام پنشن مقرر کردی ہے۔ سلطانی دربار مین میر صدور سے مقرب تر کوئی نہ تہا۔ سرکار کمپنی کے قبض و حمایت مین جو ممالک آئے اونکے متعلق سرکار کمپنی کی خدمت ان سے بہتر کسی نے نہین ادا کی میسور کے فتح ہونے کے بعد خاندان سلطان اور بڑے بڑے سرداروں نے اطاعت قبول کی تو میر صدور نے خیال کیا اور وہ خیال بہت ہی عمدہ تہا کہ عامہ رعایا کے لئے عافیت اسی مین ہے کہ ملک مین عجلت کے ساتہہ امن و امان قایم ہو جائے۔ انہون نے اس

خاص غرض کی تکمیل کے لئے اپنے اقتدار کو پوری طرح پر کام مین
لاکر بدون اپنی کسی ذاتی غرض اور فائدہ کے قلعہ دارون کے
ساتھہ انتظام کیا اور جمہور کی عافیت مین نہایت اخلاص اور
نیک نیتی کے ساتھہ بحد امکان کوشش کی اور کامیاب ہوے
مین بدل انکی سفارش کرتا ہون اور بخوبی جانتا ہون کہ جیسے جیسے
آپکی راہ ورسم ان سے بڑہتی جاوے گی اوسی قدر آپ اونکی
قدر کرتے رہین گے۔

مولوی محمد غوث قریشی اہنین بزرگ ممدوح الشان کے حقیقی پر وتے
ہین۔آپ سفر حجاز مین متولد ہوے۔عربی زبان اور علوم
متعارفہ مین ذی استعداد ہونے کے علاوہ معاملات مالی و
ملکی مین اعلےٰ درجہ کے تجربہ کار ہین۔آپ کی سلامت روی
نیک نفسی۔بردباری۔اور اخلاق۔شرافت خاندانی کا نمونہ
ہین۔سرکار نظام کے سررشتۂ مال مین تحصیلداری تعلقہ کی خدمت
آپ کے تفویض ہے نیک نام اور رعایا پرور افسرون مین
آپ کا شمار رہے۔

(۱۸۳) **مولوی محمد غوث نایطی** سعید لقب مشاہیر حیدرآباد سے ہین۔ آپ کے خاندان کو دربار والا جاہی سے تعلق تہا۔ آپ کے نانا حکیم حاذق یار خان بہادر دربار والا جاہی کے طبیب خاص تہے۔ آپ سرکار نظام کے نمک خوار اور پرویٹ سکرٹری سرکار عالی کے مددگار ہین۔ اور پانسو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ آپ کی عربی اور انگریزی قابلیت خصوصًا ترجمہ کی خوبی کے نسبت ماہران فن کو اعتراف ہے۔ آپ کا عروج ریاست حیدرآباد مین محض آپ کی لیاقت اور زور بازو سے ہوا۔ پبلک کامون سے آپ کو خاص دلچسپی حاصل ہے بزرگان قوم نے آپ کی روشن خیالی اور راست بازی کے لحاظ سے آپ کو فخر قوم کہا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ محمد عبد العزیز اور محمد عبد اللطیف دونون آپ کے فرزند ہین۔

(۱۸۴) **مولوی محمد غوث نایطی**۔ حیدر لقب۔ مشاہیر تجار سے گذرے ہین جن کا تعلق ریاست مدراس سے تہا۔

آپ کی شریفانہ معاملت اور راست بازی کی وجہ سے آپ کی
تجارت کو فروغ رہا۔ ملازمت کی پابندی سے ہمیشہ آپ متنفر رہے
آپ کو فن ہنوٹ مین کمال تہا۔ اپنی قوم پر جان نثار اور کفو کے
سخت پابند تہے۔ آپ کی اولاد سے محمد حسن چیدہ سرکار نظام کے
نمکخوار اور بڑے لایق اور بردبار شخص ہین جو گمنامی سے بسر
کرتے ہین۔ اور نوکری کو ننگ خاندان خیال فرماتے ہین۔
(۱۸۵) حاجی۔ مولوی۔ محمد غوث نایطی۔ المخاطب بہ
اعانت خان۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ۲ ربیع الاول
۱۲۱۲ھ بارہ سو بارہ میں کو آپ متولد ہوے۔ فارسی اور عربی
کی اچھی استعداد رکھتے تہے۔ فقہ اور حدیث کے ساتھہ آپ کو
خاص دلچسپی تہی۔ سرکار والاجاہی سے نیابت صدارت
کا عہدہ اور اعانت خان بہادر کا خطاب آپ کو عنایت
ہوا۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت نیک نامی کے ساتھہ
بسر کیا۔ بتاریخ ۲۹ ر جمادی الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری
مدینۂ مطہرہ مین تپ محرقہ سے رحلت فرمائی۔ جنت البقیع آپکا

مدفن ہے۔ آپ کی تالیفات سے ترجمہ بسط الیدین لاکرام الابوین زبان فارسی مین آپ کی اعلےٰ یادگار رہے۔

(۱۸۶) مولوی محمد غوث۔ نایطی۔ المخاطب بہ شرف الدولہ شرف الملک مولوی محمد غوث خان غالب جنگ بن مولوی ناصر الدین محمد بن نظام الدین غفرلہم۔ عالم علامہ باعث افتخار قوم گزرے ہین۔ صاحب تاریخ احمدی نے لکھاہے کہ آپ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول تھے۔ بلدہ محمد پور ارکاٹ مین آپ کی ولادت واقع ہوئی۔ ایام طفولیت مین آپنے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عالم خواب مین رویت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت موصوف نے اپنے دست مبارک سے آپ کو پانی کا پیالہ عنایت فرمایا اورپی لینے کا حکم دیا۔ صبح اوس کی برکت سے آپ کے حافظے مین نہایت قوت پیدا ہوئی۔ علوم حدیث اور فقہ کی کتابین آپکو ازبریاد تھین۔ علم ادب مین نام آور ہوے ترمذی کے حاشیہ پر قاضی بدرالدولہ بہادر نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ نے عالم خواب مین

سیدنا و نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک سے بہت سیری کے ساتھہ آب زمزم پیا اور عالم رقت مین بیدار ہوئے اوسی کا فیض تہا کہ آپ مراتب و فضایل علوم سے بہرہ ور ہوئے سنہ ۱۲۱۳ بارہ سو تیرہ ہجری مین آپ نے حیدرآباد ہی ملاحظہ فرمایا ہے۔ سنہ ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین دربار والاجاہی مدراس سے مدار المہامی کی خدمت آپ کے تفویض ہوئی اور خطابات جلیلہ سے سرفراز ہو کر معاصرین مین ممتاز ہوے۔

سنہ ۱۲۲۳ بارہ سو تئیس مین آپ نے خدمت سے کنارہ کشی اختیار کر کے تالیف و تصنیف کے طرف توجہ کی۔ بتاریخ ۱۱ صفر سنہ ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ جامع مسجد والاجاہی مین آپکا مزار ہے۔ آپ کے علم و فضل کا سچا یادگار آپ کی تصانیف عربیہ سے قایم ہے (۱) نثر المرجان فی رسم نظم القرآن (۲) فواید الصبغیہ فی شرح الفرایض السراجیہ (۳) سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلواۃ والاسحار (۴) بسط الیدین لاکرام الابوین (۵) ارجوزۃ فی القاب حضرت

علی کرم اللہ وجہ (۶) کفایۃ المبتدی فی فقہ الشافعی (۷) زواجر الاشقیاء
الی اہل دار الجہاد (۸) تعلیقات علی مختصر ابی شجاع (۹) تعلیقات
شرح قطر الندی (۱۰) مسائل فی فقہ شافعی (۱۱) حواشی قاموس
(۱۲) شافی شرح کافی فی النحو (۱۳) نجم الوقاد شرح قصیدہ بانت
سعاد (۱۴) وسایل البرکات شرح دلایل الخیرات (۱۵) نہور الفوائد
وبحور الفراید فی الفرایض ۔ مندرجۂ ذیل کتابیں آپ نے
فارسی زبان میں لکھی ہیں (۱۶) انہار المفاخر فی مناقب سید
عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) یواقیت المنثورہ فی الاذکار
الماثورہ (۱۸) بسایم الازہار فی الصلاۃ علی سید الابرار صلی اللہ
علیہ وسلم (۱۹) ہدایۃ الغوی الی المنہج السوی فی الطب النبوی
صلواۃ اللہ علیہ (۲۰) خواص الحیوان (۲۱) رشحات الاعجاز
فی تحقیق الحقیقہ والمجاز (۲۲) رسالہ در رد خواجہ کمال الدنیجانی
(۲۳) برہان الحکمۃ ترجمہ ہدایۃ الحکمۃ (۲۴) فتاوی ناصریہ فی
فقہ حنفیہ (۲۵) خلاصۃ البیان شرح عقیدہ عبد الرحمن (جامی)
(۲۶) سہام الناقرہ فی عیون الناظرہ (۲۷) صلاۃ التسبیح ۔

(۲۹) زبان ہندی مین فقہ حنفی کے نام سے آپ کی ایک تصنیف ہے

(۱۸۷) مولوی محمدؐ غیاث نایطی۔ ناکپوری فقیہ لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ عالم متبحر اور انتظامی معاملات سے نہایت باخبر شخص تھے۔ نواب کڑپہ نے آپ کو دیوانی کا عہدہ تفویض فرمایا تھا۔ قصبہ ویلور مین آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت شاہ ابوالحسن قدس سرہ کے صحن مکان مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے پر وتون سے مولوی محمد کلیم اللہ حیدرآباد مین سرکار نظام کے نمک خوار ہین۔

(۱۸۸) مولوی محمدؐ فخر الدین خان نایطی چلپنے لقب مشاہیر بلدہ ویلور سے گزرے ہین۔ آپ کو زمانہ نوابی مین قضارت کا عہدہ تفویض تہا۔ آپ فاضل اجل اور عالم باعمل تھے۔ جن کے وجود باجود سے قوم کو فخر حاصل تہا۔ عہدہ مفوضہ کے نازک ذمہ داریون کو آپ نے نہایت آب وتاب کے ساتہہ سرانجام دیا۔ آپ کے ہر ایک حکم سے دینداری کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

(۱۸۹) مولوی محمد فصیح الدین نایطی - نانگر لقب -
مشاہیر قوم سے گذرے ہین مصنف رسالہ نایط نے ایک مقام
پر اس لقب کی وجہ تسمیہ کو روٹی کی تجارت سے منسوب فرمایا ہے
مولوی محمد فصیح الدین کا علم وفضل اور زہد و تقوے عالم مین مشہور
تہا۔ شاہی ملازمت پر آپ نے تجارت کو ترجیح دے رکہی تہی
اور اکثر اوقات مین مواعیظ مذہبی سے خلایق کو ہدایت فرماتے
تہے اور عربی زبان مین بے تکلف گفتگو کرتے تہے

(۱۹۰) نواب محمد قاسم علی خان نایطی المخاطب بہ نواب
فرخ یاب جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گذرے ہین۔ آپ کی
علمی استعداد بہت درست تہی علماء کی صحبت کے ہمیشہ طالب
رہتے تہے۔ دولت آصفیہ کے جاگیرداری کا اعزاز بہی آپ کو
حاصل تہا۔ آپ نواب داراب جنگ مغفور کے حقیقی بہائی تہے

(۱۹۱) محمد قادر محی الدین نایطی - ناکپوری المعروف
بہ میان صاحب والملقب بہ صبی ابن محمد فخر الدین مغفور مشاہیر
قوم سے گذرے ہین۔ آپ براج پالہ کے رہنے والے اور

مہا راجہ ناگپور کی فوج مین چار سو سوار کے رسالدار اور اپنے ذاتی گھوڑون کے سلحدار اور فنون سپہ گری مین استاد کامل خصوصًا بنوٹ مین فرد لاجواب تھے۔ کسی معرکہ مین آپ کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوا۔

(۱۹۲) **محمد قطب الدین خان نایطی۔** رئیس لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ مصنف رسالہ نایط فرماتے ہین کہ آپ قصبہ کوکن مین بخشی الممالک کا عہدہ رکہتے تھے۔ اور امارت کی وجہ سے رئیس کوکن سے مشہور تھے۔ اس لقب کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ سید عبد الرحمن رئیس قوم کے خاندان سے آپ کو تعلق نہ تہا۔ مولف تاریخ کو اس سے زیادہ آپکے حالات نہ مل سکے۔

(۱۹۳) **محمد محترم خان نایطی۔** امرائے دربار عالمگیری سے گزرے ہین جنکو خانی اور بہادری کا خطاب اور پنجہزاری منصب اور جاگیر سے سرفرازی حاصل تہی۔ نہایت ذی علم اور ذی اعتبار شخص تھے۔ قصبہ ایلور آپ کا مستقر تہا۔

جب گیارہ سو انیس ہجری مین اعظم شاہ اور بہادر شاہ کا مقابلہ ہوا تو آپ اس لڑائی مین مارے گئے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او جد بلا واسطہ محمد باقر الملقب بہ محترم خان حال واین نبیرہ نواب مرتضی خان بہادر و داماد نواب باقر علی خان مرحوم مینشود از امراء درگاہ عالمگیری و روشناس بزم رنگین جہانگیری و عمدگان قوم نایط و صاحب ثروتان این طایفہ بود بعنایت پادشاہی بخطاب محترم خان ممتاز و منصب پنجہزاری و جاگیر سرفراز گشت خامہ جادو طرازش مخترع چمن رنگین بیانی و فکر آسمان پروازش مبدع نہال مضامین و معانی است۔

	وله	
اختراعی سرسبز نشد است نوش غایت		با مسیحا درنسازد خاطر آزاد ما

(۱۹۴) **مولوی محمد محی الدین**۔ سعید لقب خاطر تخلص ابن مولوی حسن علی۔ سعید نایطی۔ شافعی۔ ریاست میسور کے متوطن سرکار نظام کے نمک خوار۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپکے اجداد کو ٹیپو سلطان کے عہد مین ریاست کی مختلف خدمات

تعلق تہا۔ آپ کے والد ماجد منظر آباد کے قلعہ داری سے ممتاز رہے۔ برٹش گورنمنٹ کے عمل دخل مین آپ کو عمل داری کی خدمت عطا ہوئی۔ مہاراجہ کے ابتدائی زمانہ حکومت مین آپ نے ترک وطن کرکے سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی تعلقۂ ابراہیم پٹن کی عملداری سے سرفراز رہے۔ آخر عمر مین ترک ملازمت کرکے سیاحی اختیار کی متعدد اوقات مین حجاز کا سفر فرمایا۔ بزرگان دین اور اولیائے کرام کی متبرک زیارات سے بہرہ اندوز ہوکر سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سے بیعت حاصل فرمائی۔ آپ ہمیشہ ریاضت کش اور معتکف رہا کرتے تہے۔ فضایل علوم صوری ومعنوی سے آراستہ تہے۔ فن طبابت مین آپ کا تجربہ بڑہا ہوا تہا۔ آپ کی قابلیت کی اعلےٰ یادگار آپ کی تصانیف ذیل ہین۔

(۱) غایۃ المرام در تصوف (۲) اختصار در تصوف (۳) تشفی نامہ در تصوف (۴) افشائے راز فراموشان (۵) شرح العزیز در تصوف (۶) ضیاء القلوب در تصوف (۷) نامہ خاطر (۸) بہارستان تقدیس (۹) امداد الطالبین در تصوف

(۱۰) ازالتہ الکہالت۔

(۱۹۵) محمد محی الدین نایطی۔ بن محمد شاہ مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نوابی کرنول کے زمانہ مین موضع بہنڈ یاتکور بطریق جاگیر آپ کو عطا ہوا تہا۔ آپ کے فرزندون سے محمد صبغتہ اللہ نایطی کو ریاست ناکپور مین مانکاری کی منزلت حاصل تہی۔ صاحب جاگیر اور امیر کبیر کہلاتے تہے۔ جن کی اولاد کا ذیلی سلسلہ مولف کو دریافت نہو سکا۔ محمد محی الدین نایطی کے دوسرے فرزند (محمد حبیب اللہ نایطی) کے دوسرے صاحبزادے (مولوی غلام رسول نایطی) سرکار نظام کے نمک خوار اور دارونگی شیشہ آلات کے عہدہ سے ذی اعتبار ہین۔ جن کی ملاقات کا شرف مولف کو حاصل ہے۔

(۱۹۶) محمد مخدوم نایطی۔ قدس سرہ۔ ابن شیخ احمد نایطی صوبہ ارکاٹ مین صاحب دل گزرے ہین۔ آپ عالم تنہائی مین بسر کرتے تہے۔ نواب والا جاہ کے عہد حکومت مین اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ قحط سالی مین میرا اسداللہ خان بہادر نائب

۲ یہہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی صاحب جواہر یعنی امیر کبیر۔

صوبہ دار ارکاٹ نے باران رحمت کی التجا آپ سے کی ہے جب آپ مجبور ہوکر اپنے مصلے سے اوٹھتے تھے تو بارش بکثرت برستی تھی۔ آپ اپنی زندگی ہی مین عامل سریع التاثیر سے مشہور رہتے تھے علوم ظاہری کے سوا علوم باطنی بھی رکھتے تھے۔ سید علی محمد خلف الرشید حضرت شاہ عبد الرحمن بیجاپوری صبغۃ اللہی قدس سرہ سے آپکو بیعت حاصل تھی۔ بتاریخ ۲۶ شوال ۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی ہجری آپ نے رحلت فرمائی۔ مقام تاج پورہ واقع ارکاٹ مین آپکا مزار ہے۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے

(۱۹۷) **محمد مخدوم نایطی**۔ اور دیگر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو ریاست بیگن پلی مین والی ریاست کے اتالیقی کا اعزاز حاصل تھا۔ علوم وفنون مین فرد منتخب سمجھے جاتے تھے۔ آپکے پوتون سے مولوی غلام رسول نایطی ریاست ممدوح کے قصبہ کویل کنڈہ کے قاضی اور آپ کے نواسے غلام محمود نایطی بیگن پلی کے لکھپتی تاجرین سے ہین۔

(۱۹۸) **محمد مستعد خان نایطی**۔ الملقب بہ تپو مشاہیر قوم سے



گزرے ہین بقول مصنف رسالہ نایط آپ کو صوبہ کا کنارکی نیابت صوبہ داری کا عہدہ حاصل تہا۔ آپ بڑے حوصلہ مند شخص تہے آپ کی ذات ستودہ صفات سے افراد قوم کو ہمیشہ ہر قسم کی مدد ملا کرتی تہی۔

(۱۹۹) محمد معین الدین نایطی۔ الملقب بہ آگ لاوے ابن غضنفر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کی بہادری کا پتہ تاج الاقبال (تاریخ بہوپال) سے ملتا ہی مہاراجہ ناگپور کے لشکر مین آپ کو رسالداری کی عزت حاصل تہی۔ نواب صدیق علی خان نایطی میر عساکر و مدار المہام ریاست کے مشیر خاص تہے۔

(۲۰۰) مولوی محمد معین الدین۔ مہکری لقب۔ ابن حکیم محمد اسد اللہ خان مہکری۔ مشاہیر قوم سے ہین۔ ٹیپو سلطان کی حکومت مین آپ کے جد اعلےٰ محمد علی مہکری۔ بحری فوج کے افسر تہے آپ میسور مین متولد ہوے۔ آپ کی قابلیت عربی اور فارسی زبان مین مسلم ہے۔ کنڑی اور تلنگی زبان سے بہی بخوبی ماہر ہین سرکار نظام کے امتحانات مالگزاری مین کامیاب اور علاقہ

صرف خاص کے ضلع اطراف بلدہ مین تحصیلدار ہین مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ نہایت لایق عہدہ دار ہین۔ آپ کے تین صاحبزادون (۱) محمد ضیاء الدین (۲) محمد قادر علی (۳) محی الدین محمود سے منبر ۱ و ۲ سرکار نظام کے نمک خوار ہین اور منبر ۳ مدرسہ عالیہ حیدرآباد مین ایف اے کی تعلیم پارہے ہین۔

(۲۰۱) **حکیم محمد مہدی نایطی**۔ سعید لقب۔ المخاطب بہ حکیم شفا دست خان بہادر ابن حکیم حسین علی نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا وطن مدراس ہے۔ نواب والاجاہ مغفور کے زمانہ ریاست مین آپ مجلس اطباء کے ممبر اور نہایت لایق اور تجربہ کار شخص تھے مدراس مین آپ کے مطب کی شہرت اتبک باقی ہے۔

(۲۰۲) **مولوی محمد میران نایطی**۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈے۔ والمتخلص بہ شہا۔ بن حبیب اللہ ذکا بن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی بیجاپوری مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے اب و جد کا احوال منبر ۲۵ پر لکھا گیا ہے۔ آپ رمضان ۱۲۶۸ھ مین

به مقام نیلور متولد ہوے۔ عربی کی اکثر وہ کتابین جو سلسلہ نظامیہ
مین داخل ہین مولانا مولوی شجاعت حسین غازیپوری سے پڑہین
فقہ اور حدیث کی سند مولوی محمدؐ ہاشم دہلوی سے حاصل کی اور
اور فارسی کی تحصیل اپنے شفیق باپ سے۔ فی زماننا حیدرآباد
کے دفتر صدر محاسب سرکار مین عہدہ لایقہ سے ممتاز ہین۔ نظم
و نثر فارسی مین اسد اللہ خان غالب کے طرز کو آپ کی روشن
طبیعت سے جلا حاصل ہے۔ آپکی ذہانت او طباعی کی تعریف مولف
کے سے کم سواد شخص کی زبان سے چہوٹا منہہ بڑی بات کا
مصداق ہے جس کا شمار آپ کے شاگردون مین ہے مندرجہ
ذیل غزل آپ کے فارسی کلام کا اعلے نمونہ ہے۔

دست جور محتسب تا شیشه و ساغر شکست	از شکست شیشه و ساغر مرا دل در شکست
واے بر محرومی پرواز ان مرغ اسیر	کز طپیدن تا قفس شکست بال و پر شکست
حالت شکسته ام دارد تماشاے دگر	این بہار تازه باشد رنگ برد گر شکست
سر گرانی ہاے باز از من چه باشد بیش ازین	تا نہادم رو به مجلس مجلس خود بر شکست
زاہد امن مے کشم اینجا مبارک بہر تو	آرزوی مے کشی ہا بر لب ساغر شکست

معرکہ آرا مشو زاہد ز وعظ روز حشر چارہ درد تنہا شد باعث درد دگر	طرز رفتار کسی ہنگامہ محشر شکست یعنے تا پیکان بر آید در دلش نشتر شکست

(۲۰۳) **محمد ندیم اللہ نایطی** - الملقب بہ ندیم اللہ خان ابن غلام محی الدین نایطی معززین قوم سے گزرے ہین - آپکو والاجاہی ریاست مین والی دولت کی اتالیقی کا اعزاز حاصل تہا - جواہر علوم وفنون سے آراستہ تہے - بتاریخ ۵ شعبان ۱۲۹۰ھ بارہ سو نوے ہجری بحالت سجدہ نماز فریضۂ صبح آپ نے رحلت فرمائی -

(۲۰۴) **مولوی - حاجی - محمد نظام الدین نایطی** - تائتی لقب بن مولوی محمد حسین مغفور بن مولوی محمد عبد اللہ مولف تاریخ کے والد ماجد مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کے حسب ونسب کا سلسلہ حافظ ابراہیم عرب کے واسطہ سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچا ہے - آپ کے جد ماجد مولوی محمد عبد اللہ مغفور شاہی حکومت مین قلعہ ونگول کے قلعہ دار تہے - آپ بہ مقام ونگول متولد ہوے - علوم فارسیہ وعربیہ کی تحصیل کے بعد حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف اندوز ہوکر عالم

شباب مین مدراس گورنمنٹ کے ضلع نیلور کی مہتممی پولیس کا عہدہ قبول فرمایا۔ لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین جس جس طرح جدید قواعد کی پابندی ہونے لگی۔ آپ اوس عہدہ سے متنفر ہوتے گئے۔ نیک نفس حکام نے آپ کی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے آپ کو مستثنے کیا لیکن صرف چہہ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے نوکری سے استعفا دیدیا۔ اور مدراس کے مدرسۂ اعظم مین عربی کے پروفیسر مقرر ہوے۔ اور پہر آخر ۱۸۷۹ء تک آپ نے تجارت مین فروغ حاصل کیا۔ اوایل ۱۸۸۰ء مین نواب سر سالار جنگ مختارالملک مغفور وزیراعظم ریاست حیدرآباد کے خواہش اور مولوی سید عبدالوہاب حسینی مغفور اور وجیہ الدین خان معنی کے ایماء پر آپ نے حیدرآباد تشریف لاکر سرکار نظام کے نمکخواری کا اعزاز حاصل فرمایا۔ آپ کی ملازمت کا بڑا حصہ سر رشتہ عدالت سے متعلق رہا۔ دارالقضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتممی اور پہر نیابت دوم عدالت دیوانی بلدہ پر کارفرمائی کے بعد پیرانہ سالی کی وجہ سے کنارہ کش ہوے اور اپنی خدمت کیلئے اپنے

چھوٹے فرزند مولوی احمد اللہ مرحوم کو پیش فرمایا۔ قدردان گورنمنٹ نے آپ کی استدعا کو منظور فرماکر آپکو حسن خدمت کا وظیفہ عطا فرمایا۔ سررشتہ عدالت کی تاریخ مین آپ کی راست بازی اور جفاکشی کے آثار موجود ہین۔ رعایائے حیدرآباد کے بڑے حصہ کی زبان پر آپ کے محامد صفات اتبک باقی ہین۔ شوال ۱۳۱۷ھ مین آپ نے وجع القلب کے عارضہ سے نماز شام مین رحلت فرمائی۔ آپ کے پانچ لڑکون سے (۱) اضعف العباد مولف تاریخ (۲) مولوی محمد عبد الستار (۳) محمد عبد الودود (۴) ڈاکٹر عبد الرحمن بقید حیات ہین (۵) سب سے چھوٹے مولوی احمد اللہ رحلت فرما چکے ہین جنکا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے اللہم اغفرہما بحرمتہ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۲۰۵) **مولوی محمود علی نایطی** - پتوّر لقب المخاطب به دبیر الملک مشیر الدولہ راز دار خان محبوز جنگ بن محمد علی بن محمد سعید مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکی مسلمہ قابلیت زبان فارسی - عربی - اور انگریزی کی دربار روالاجاہی مین

قابل قدر ثابت ہوئی۔ والی ریاست نے آپکو دفتر انگریزی کا میر منشی خاص مقرر فرمایا اور اسی عہدہ کے مناسبت سے دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آپ بڑے سنجیدہ مزاج معاملہ فہم اور ذی اعتبار شخص تھے والی ریاست کے پاس آپ کا بڑا اعزاز اور اعتبار تھا۔

(۲۰۶) **قاضی محمود کبیر نایطی**۔ قدس سرہ۔ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو محمد نایطی بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ شاہ سید اکبر حسینی ابن حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز حسینی قدس سرہما کے داماد اور ممالک دکن کے قاضی القضات مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ کے معاصرین سے تھے۔ مصنف تاریخ احمدی اور صاحب گلستان نسب نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ بہت تھوڑے زمانہ تک آپ نے قاضی القضات کے فرایض خدمت کو سنبھالا اور پھر خدمت سے مستعفی ہو کر حجاز کے طرف روانہ ہوے مولوی غلام محی الدین شایق نے روضۂ قدسیان مین فرمایا ہے کہ آپ کے سفر کے بعد آپ کے صاحبزادے (قاضی رضی الدین

مرتضیٰ کو قضاءت کی خدمت ملی۔ جب آپ نے حج سے فارغ ہوکر مدینہ مطہرہ کا ارادہ فرمایا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب مین شیخ الحرم کو حکم فرمایا کہ فاضل ہند کی پیشوائی کرے۔ جب آپ کا قافلہ مدینہ مطہرہ کے قریب پہونچا تو بیرون آبادی شیخ نے استقبال کیا۔ آپ قافلہ سے آگے بڑہے اور شیخ سے مصافحہ فرمایا اور کہا کہ یہہ عاصی اس تکلیف فرمائی کی صلاحیت نہین رکہتا۔ پہر شیخ نے آپ کو اپنا مہمان بنایا۔ زیارات متبرکہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ہند کا ارادہ کیا اور بیجاپور مین رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک اوسی مقام پر ہے۔ مولف نے آپ کے صاحبزادے کی قضاءت کے متعلق شہنشاہ اکبر کا فرمان مترشدہ ۱۰ محرم سنہ ۹۹۴ نون سو چورانوے ہجری دیکہا ہے

(۲۰۷) شاہ محی الدین نایطی۔ لوکہری لقب۔ بن شاہ جعفر قدس سرہما مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت شاہ احمد کلیم قادری رحمتہ اللہ علیہ کے حسن توسط سے

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ حضرت شاہ احمد کلیم قدس سرہ کے فضایل اور رخرق عادات زمانہ مین مشہور ہین۔ شاہ محی الدین نایطی کے فرزند ارجمند شاہ حامد سعید ٹیپو سلطانی حکومت مین صفیر ایران مقرر ہوکر معاش جلیلہ سے سرفراز تھے جن کے صاحبزادے شاہ ابوالحسن چشتی کلیم اللہی کا زمانہ مدراس پریسیڈنسی مین گزرا ہے آپکو شاہ عبدالقادر فخری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی۔ اور سلوک مین بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی غلام دستگیر مغفور کے تین صاحبزادون سے آپ کے خاندان کا نشان قایم ہے۔ (۱) مولوی احمد کلیم (۲) مولوی غوث محی الدین (۳) مولوی صدیق حسین عاشق نمبر ایک نہایت ذی علم اور باخدا شخص اور اپنے خاندانی بزرگیون کے سچے یادگار علوم طریقت مین کامل اور ہمیشہ ذاکر و شاغل ہین۔ نمبر دو کو بھی سرکار نظام کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے نمبر تین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام دستگیر مغفور اور اون کے تینون

صاحبزادوں سے مولف تاریخ کو ملاقات کی عزت حاصل ہے۔

(۲۰۸) **سید محی الدین علوی نایطی۔** قریشی لقب ابن سید ضیاء الدین میسوری۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بخشی غلام علی خان کنداچار کے حقیقی نواسے تھے۔ صرف آپکی ننہال کو قوم نوایط سے تعلق ہے۔ آپ کے والد ماجد ریاست میسور مین نیٹو جج کا عہدہ رکھتے تھے۔ تکمیل مدت ملازمت کے بعد آپ نے ماہ ۵ کا وظیفہ حاصل کرکے ہجرت فرمائی مدت العمر مکہ معظمہ مین رہے۔ اور اوسی مقام متبرک پر انتقال فرمایا۔ سید محی الدین مغفور ملیبار مین صیغہ نمک کے افسر مقرر ہوے اور پہر ریاست میسور مین آپ کو اسسٹنٹ کمشنر کا عہدہ ملا جب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دکن نے آپ کو بلوایا تو آپ حیدرآباد چلے آئے ابتداءً ریونیو بورڈ کے ممبر اور اس بعد صدر مہتمم و معتمد صدر المہام کو توالی ناظم مداخل و ناظم ثبتہ خانجات ممالک محروسہ سرکار نظام رہنے کے بعد عمر کے آخری زمانہ مین سررشتہ مالگزاری کے صدر تعلقدار مقرر ہوے۔ نہایت

تجربہ کار اور قانون دان افسر تھے۔ رجب ۱۳۰۵ھ تیراسو پانچ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ شاہ خاموش قدس سرہ کی درگاہ مین آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۲۰۹) **سید مغیث الدین نایطی**۔ سلطان علاوالدین کے عہد مین مشاہیر سے گزرے ہین جن کو دربار شاہی مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ مصنف تاریخ فرشتہ فرماتے ہین کہ او و برادرش سید نجیب الدین ہردو بزہد و تقوے و سایر کمالات اتصاف داشتند و ایشان را سادات نوتیہ می گفتند۔

(۲۱۰) **ملک محمود نایطی**۔ جواہر تخلص ابن قاضی محمد عیدروس نبیرہ فاضل خان نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نوابی کرنول مین آپ کو موضع کپرلا کی جاگیرداری کی عزت حاصل تہی۔ والی ریاست کے مصاحبین خاص مین آپ کا شمار تہا۔ آپ کے صاحبزادے غلام حسین گوہر تخلص کے دونون فرزند غلام علی نایطی اور ملک محمود نایطی سرکار

نظام کے نمک خوار ہین۔ آپ کے دوسرے فرزند غلام حیدر شہوار تخلص کی اولاد سے غلام محی الدین وغیرہ کو بھی سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۱۱) **نواب منیر الدین خان نایطی**۔ المخاطب بہ سکندر یار جنگ بہادر ابن محمد محی الدین خان بن نواب منیر الدین خان سکندر یار جنگ اولی مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی جدہ ماجدہ حافظ محمد حسن خان منصبدار ابن حافظ محمد صادق علی خان مہاجر نایطی قریشی بخشی فوج والی ریاست حیدر آباد کی صاحبزادی تھین۔ آپ کے جد ماجد کا احوال مصنف نگارستان آصفی نے لکھا ہے۔ آپ کا معین الاسلام خان بھی خطاب تھا۔ نواب سکندر جاہ مغفور کی زمانہ ریاست مین بخشی گری کی خدمت اور دو ہزار جوانان بارکا آوردہ اور عدالت کی صدارت آپ کے تفویض تھی۔ سفر شوراپور مین آپ والی ریاست کے ہمرکاب رہے۔ آپ کے پوتے نواب سکندر یار جنگ حال ابتدائً علاقہ دیوانی مین تعلقہ دار تھے اور پھر حُسن خدمت کا

وظیفہ پانے کے بعد علاقہ پائیگاہ نواب سر خورشید جاہ امیر کبیر مغفور کے معتمد مال ہوئے اور اتبک اوسی پر قایم ہین آپکی علمی اور عملی قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ مزاج نیک بخت۔ اور دیندار امیر ہین۔ مارگزیدہ کے لئے آپ کا عمل نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔

(۲۱۴) مولانا شیخ میر نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین صاحب گلستان نسب فرماتے ہین کہ ریاست والا جاہی مین آپ رسالہ شاہی کے سرگردہ تھے۔ اور پھر والی ریاست کے مصاحب مقرر ہوئے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ جس زمانہ مین آپ نے ہاتیون کی تجارت جاری کر رکھی تھی آپ کا مطالبہ ریاست حیدرآباد پر تھا۔ جب آپ نے اُسکے وصول کے لئے نواب ناصر جنگ شہید سے ملاقات کی تو نواب شہید نے نہایت خلق و مروت کے ساتھ آپ کی مہمانداری کا حکم فرمایا مگر آپ نے معذرت کے ساتھ اوس سے معافی چاہی اور فرمایا کہ قرضخواہ کو حق نہین ہے کہ اپنے مطالبہ کے سوا کسی اور

تکلیف وہی کا باعث ہو۔ نواب شہید کے حکم سے آپ کا مطالبہ فوراً بے باق کردیا گیا۔ اور پھر آپ کو اصرار کے ساتھ مہمانی کا شرف بخشا گیا۔ والی ریاست نے آپ کے حُسن معاملت کی بڑی تعریف کی۔

(۲۱۳) مولانا شیخ میران نایطی۔ قدس سرہ بارا ہزاری نقف مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ جوان صالح اور مرد متقی تھے ہر روز بارا ہزار درود کا ورد جاری رکھتے تھے۔ عالم خواب مین آپ کو ہر روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہان آرا کی رویت نصیب ہوا کرتی تھی۔ ہمیشہ آپ پر رقت طاری رہتی تھی۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی رحلت بلدہ محمد پور مین واقع ہوئی وہین آپ کا مزار ہے۔

ردیف ن

(۲۱۴) مولانا حاجی ناصر الدین عبد القادر نایطی۔ المخاطب بہ امیر نواز جنگ بہادر ابن مولوی محمد صبغۃ اللہ المخاطب

قاضی الملک مغفور امرائے کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ علم و فضل سے آراستہ زہد وتقوے سے پیراستہ تھے۔ دربار والاجاہی سے آپ کو قادر حسین خان امیر نواز جنگ بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ ناظم باغات کا عہدہ آپ کے تفویض تھا۔ نوابی کے خاتمہ پر برٹش انڈیا نے آپ کو پنشن عطا کی۔ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ بارہ سو ننانوے ہجری آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تالیفات سے صرف ترجمہ اعظم الاجر کا پتہ مولف کو ملا۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔

(۲۱۵) مولوی ناصر الدین محمد نایطی۔ ابن نظام الدین احمد صغیر رحمۃ اللہ علیہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت محمد پور مین واقع ہوئی۔ جب فضیلت علم سے آراستہ ہوے تو سرکار والاجاہی سے محمد پور کی صدارت آپ کو عطا ہوئی۔ جسکو نہایت راست بازی اور سچائی کے ساتھ

سرانجام دیا مدت العمر اپنے عہدہ کے فرایض کو ادا کرتے تھے۔ بتاریخ
۲۸ رمضان ۱۲۱۶ھ بارہ سو چہہ ہجری اوسی مقام پر رحلت فرمائی
بڑے باخدا شخص تھے حضرت سید ولی محمد الحسینی القادری کے
دست مبارک پر آپ نے بیعت فرمائی تہی۔ صاحب تاریخ احمدی
نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۲۱۶) سید نجیب الدین نایطی۔ امرائے دربار سلطان علاؤ الدین
مین مشہور شخص تھے۔ زہد وتقوے مین خصوصًا اور تمام کمالات مین
عمومًا آپ کا نام مشہور تہا۔ محمد قاسم فرشتہ نے آپ کا احوال
لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ سادات نوئتہ سے تہے۔

(۲۱۷) مولانا حاجی۔ نظام الدین احمد نایطی۔ المخاطب
بہ منفذ جنگ بہادر ابن نواب بدر الدولہ مغفور امرائے صوبۂ
کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۲ھ بارہ سو بیالیس
ہجری مین بمقام بلدہ مدراس واقع ہوئی۔ ذی علم اور صاحب
استعداد تہے۔ سفر حجاز کے بعد آپ کا تعلق دربار والاجاہی
سے ہوا۔ نظام الدین احمد خان منفذ جنگ بہادر کا خطاب

اور نفاذ احکام عدالت کی خدمت عطا ہوئی۔ بڑے آب و تاب کے ساتھہ آپ نے اپنے عہدہ کے فرایض کو سنبھالا۔ نیک نام افسر تھے۔

(۲۱۸) مولانا مولوی نظام الدین احمد صغیر نایطی۔

ابن محمد عبد اللہ مغفور۔ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے باکمال اور حقایق معرفت سے آگاہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۱۳ھ گیارہ سو تیرہ ہجری مین ہوی۔ تحصیل علوم دینی کے بعد دار الریاست محمد پور ارکاٹ کی صدارت کا عہدہ آپ کے تفویض ہوا۔ آپ کی اوقات عزیز کا بڑا حصہ تالیف و تصنیف مین گزرتا تھا۔ ۲۲ رمضان ۱۱۸۹ھ گیارہ نواسی ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی اور اپنے مولد ہی مین دفن ہوے۔ آپ کی تالیفات ذیل آپ کی اعلےٰ یادگار ہین (۱) انباء الاذکیا بتجیب الطیب والثنا الی سید الانبیا بزبان عربی (۲) سرور الصدور ترجمہ معرب الزبور فارسی (۳) فیض الوہاب فی شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴) فیض الجلیل فی ترجمۃ الانجیل فارسی (۵) فتح الوہاب المجیب

فی ترجمۃ القول السدید فارسی (۶) کنوز السعادہ فی الذکر الاٰئمۃ الاثنا عشر بفارسی (۷) حصول المبرات بشرح دلایل الخیرات (۸) وقایع تہنفنا امیر الامرا نظام الدولہ ناصر جنگ۔ ومجیبہ لدفع فساد المظفر الطاغی فی دیار التلنگ بزبان عربی۔

(۲۱۹) مولانا نظام الدین احمد کبیر نایطی۔ ابن قاضی حسین لطف اللہ نایطی۔ بزرگان قوم سے گذرے ہین۔ آپ علوم صوری ومعنوی مین فرد کامل۔ خصوصاً حدیث مین اکمل تھے۔ حدیث کی سند عوض بن محمد بن شیخ الضعیف السقاف سے حاصل فرمائی تھی۔ اوائل عمر مین علی عادل شاہ کے منشی خاص تھے اور پھر شاہ جہان کی خدمت مین سفیر مقرر ہوے آخر عمر مین خانہ نشین رہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کی رحلت کا عجیب واقعہ لکھا ہے آپ فرماتے ہین کہ جب آپکی رحلت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے غسل فرمایا اور سپید لباس کے ساتھہ ایک سفید فرش پر باادب بیٹھہ رہے۔ بار بار کھڑے ہوتے تھے اور آداب بجالاتے تھے اور فرماتے تھے کہ غلام ہرگز اس قابل نہین ہے۔ اور پھر فرمایا

اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک محمدؐ عبدہ و رسولہ۔ یہہ فرماکر
آپ گر پڑے۔ لوگون نے سنبھالا اور آپ کو مردہ پایا یہہ واقعہ
۱۸ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ سنہ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا۔ صاحب
گلستان نسب نے بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

ردیف واو

(۲۲۰) مولوی وجہ الدین خان نایطی۔ تانتلی لقب۔
معنی تخلص بن غلام محی الدین خان بن تاج الدین خان مغفور۔
مولف تاریخ کے عم مکرم مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین
آپ کے جد امجد کو حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ
مرقدہ کے عہد مبارک مین نواب ارسطو جاہ مدار المہام وقت
نے حیدرآباد طلب فرمایا معاش منصب سے سرفرازی بخشی
۱۲۱۹ھ بارہ سو انیس ہجری کے اوایل مین نواب ارسطو جاہ
کی رحلت ناگہانی۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ کی مصداق
واقع ہوئی۔ آپ کے والد ماجد مدت العمر اپنے آبائی منصب
سے ممتاز رہے۔ جس کا سلسلہ اب تک آپ کے خاندان مین قایم ہے

آپ بڑے باکمال اور ذی علم وفضل تھے۔ مولوی عبد العلیم نصر اللہ خان مغفور نے اپنی تصنیف تاریخ دکن مین آپ کے حالات لکھے ہین۔ مصنف اشارات بنیش نے بھی آپ کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی تصنیفات سے صلواۃ النجاۃ فی حسان الدعوات ایک اعلے درجہ کی کتاب ہے جس مین ایک سو ایک درود اور ہر درود سے مختلف صنائع کے ساتھہ بقاعدہ جُمل تاریخ نکالی ہے۔ دوسری تصنیف جدید التواریخ کے نام سے شائع ہوئی ہے جس کے ہر جملہ سے بقاعدہ جمل نواب سر سالار جنگ مغفور وزیر اعظم دکن کی خلعت وزارت کا سنہ نکلتا ہے مولف تاریخ نے اپنے اوایل شباب مین آپ کی نیازمندی کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد وزیر الدین خان نایطی حیدرآباد مین بقید حیات ہین اور آبائی منصب سے سرفراز حضرت معنی کا فارسی کلام آپ کی شگفتگی طبیعت اور روشن مزاجی کی داد دیتا ہے۔

صبح چگونہ دردمد و بنجا کہ ہم چنین		شام چہ رنگ سر زند زلف کشا کہ ہم چنین

فصل بہار یاسمن چون برسد بہر چمن   خندہ زنان بسوی من زود بیا کہ ہم چنین
گفتمش اے کرشمہ دان ناز تو خون کند چسان   دست نہاد بر میان کرد ادا کہ ہم چنین
دست ز دین کشیدہ ام کفر تو برگزیدہ ام   ہیچ بتے ندیدہ ام نام خدا کہ ہم چنین
شد بچہ رنگ غنچہ را دست صبا گرہ کشا   از سر ناز وانما بند قبا کہ ہم چنین
پیش مریض سکتہ دم چون نہم آئینہ ہم   بر رخ من بنہ صنم روئے صفا کہ ہم چنین
پرسد اگر کسی ز تو شیفتہ چون کنی بگو   برزدہ چشمکے باو دل بربا کہ ہم چنین
بر افق فلک چسان مہر بود ضیا فشان   ای مہ آسمان جان بام برآ کہ ہم چنین
فتنہ بلند چون شود حشر بپا چگون شود   غلو چسان زبون بود خیز ز جا کہ ہم چنین
گفت کسے بیار ہست جان بہ بدن چگونہ ہست   آمدہ ناگہان نشست در بر ما کہ ہم چنین
رفت چگونہ زین جہان معنی خاکسار ما   مشت غبار خاک را دہ بہوا کہ ہم چنین

ولہ

این است کہ غارت دل من ساختہ این است   این است کہ صد خانہ برانداختہ این است
این است کہ از عارض افروختہ خویش   آتش بدل و جان من انداختہ این است
این است کہ پیوستہ از آن ابرو خونریز   شمشیر جفا بر سر من آختہ این است
این است کہ برپا بجہان کرد قیامت   از جلوہ آن قامت افراختہ این است

این است که چون شمع بسوز تپ فرقت — اجزائے وجودم ہمہ بگداختہ این است
این است که گاہے بہ تغافل ز سر مہر — بر حال من از نیز پرداختہ این است
این است که از زخمہ یک غمزہ خونخوار — تار رگ جان ہمہ بنواختہ این است
این است که مردم بوفاداری اولیک — قدر من دلباختہ نشناختہ این است
این است که آن ہندوی زلفش ز تطاول — شبخون بدل عاجز من تاختہ این است
این است که چون ابروے و تیغ بکف شد — ترک فلک اول سپر انداختہ این است
این است که بردوختہ قلب و جگر از تیر — اثبات کن یک گز و وفاختہ این است
این است که معنی بقمار ہوس او — نقد دل و جان صبر و خرد باختہ این است

ولہ

مصرع پیچیدہ زلفش رسا افتادہ است — سو شگافانرا مضامین پیش پا افتادہ است
بہرہ ور از نعمت ایمان دل عاشق بود — کو ز ہجر و وصل در خوف و رجا افتادہ است
دل نمی خواہد تماشائے فضائے سبزہ زار — خط سبزش خطہ نزہت فزا افتادہ است
فارغ است از گردش گردون دل پر درد من — دانہ اشکم کجا در آسیا افتادہ است
کس نگوید قاتلم را پشت پا بر لاش زن — خون من کردہ بفکر خون بہا افتادہ است
یک سر مو نیست از جور بتان رو گریز — در قفائے عاشقان طرفہ بلا افتادہ است

نیست باگلہائے این گلشن سروبرگ مرا	سبزۂ بیگانہ با من آشنا افتادہ است
کو سگ کوے صنم تا از زمین بردارد ش	استخوان من زمنقار ہما افتادہ است
لاش عاشق گرہمی جوئی ببین در قتلگاہ	سر جدا دستے جدا پائے جدا افتادہ است
خاک در راہ تو گردیدم ز تقدیرم مپرس	سرنوشت من بدان گرنقش پا افتادہ است
کُشتۂ دستش اگر در نزع پا ساید بجاست	کو بموت احمر از رنگ حنا افتادہ است
مینماید ہمسرے بازلف او مشک ختن	بینش رائے صواب اندر خطا افتادہ است
خاکساری بروصول منزل مقصد مدام	سالکان را ہمچو جادہ رہنما افتادہ است
فرش پا اندازِ او در کلبۂ چشمم کجاست	از نیِ مژگان فقط یک بوریا افتادہ است
زیر دیوارش ہمہ شب نالہ وزاری کند	بر سر معنی نمیدانم چہا افتادہ است

ولہ

اشک من این سونہ آن سو می دود	طفلک شوخشت بر رو می دود
چون رسن بازے کہ تاز د بر رسن	شانہ اش بر تار گیسو می دود
تیغ ابرو جملہ تن کردہ فگار	سیل خون از ہر بن مو می دود
وحشتم در عشق چشم شوخ تو	روز و شب دنبال آہو می دود
برمسلمانان پئے تاراج دین	خال او مانند ہندو می دود

کام خشکم ترشود دیگر زمے	آب رفتہ باز درجو می دود
آئینہ از نقش پایش سرزند	ہر کہ او در عشق زانو می دود
زود تر آید بجز کام سرشک	چون برابریشم کہ لولو می دود
من زدست ناتوانی می روم	گر کسی از پائے نیرو می دود
دست او یکدست خوب امانظر	بیشتر بر حسن پا او می دود
بوے زلفش شام آید در مشام	نکہتے در شب ز شبو می دود
چاہ بابل ترشد از چاہ ذقن	آب خشک او ز جادو می دود
بارہا سنجیدہ ام کز دست او	تیر بر قصد ترازو می دود
راہ خلق نیک ای معنی سپر	تیغ در کف ترک بدخو می دود

ولہ

چو آن محشر آرا بہ محفل نشیند	چنان فتنہ خیزد کہ مشکل نشیند
اگر از منش مہر در دل نشیند	بسے سہل خیزد بمشکل نشیند
نگیرد براہ تو آرام سالک	دمی گر نشیند بمنزل نشیند
وجود بشر خشت ناچیز بود	کہ در قالب قدرت این گل نشیند
دل پر فغان رہ ببزمش چو یابد	بہ پہلوے دف چون جلاجل نشیند

خوشا لذت تیغش اللہ اکبر		کہ در رقص شادی نہ بسمل نشیند
حبابے بگردد تہی کردہ قالب		گر آئینہ پیشش مقابل نشیند
چسان خال بر روئے او جا گرفتہ		سلامت بر آتش نہ فلفل نشیند
بجون گرمی او رادم ذبح گیرم		کہ تا دیر بر سینہ قاتل نشیند
بدارد محیطی در آغوش معنی		مگر خشک لب ہمچو ساحل نشیند
	ولہ	
خیال خواب نیاید سر پلک در چشم		ز دید حسن ملیحان شدم نمک در چشم
مرا نظارۂ رویش چو فیل مست کند		بجاست ابرو او گرزند کجک در چشم
نگہ بگردش چشمت کنم نمیدانم		چہ آفتم رسد از گردش فلک در چشم
یکی ہست واجب و ممکن گند ز رکج بینی		با حوَلے دو نماید وجود یک در چشم
شنیدہ ام ز ہمہ تخم نیست نرگس را		بدیدہ ام کہ ترا ہست مردمک در چشم
کسے بلند نظر ہمچو من نمیکند نیست		حباب بادہ نماید مرا فلک در چشم
عیار حسن طلایش بیک نظر گیرم		نہادہ اند ز مردم مرا محک در چشم
بخار خارِ مژہ کور می شود معنی		ہمیشہ می خلد او را ہمین خسک در چشم
	ولہ	

گفتم بدرد عشقت ای گل نفس شمارم	گفتا چہ در شماری چونتو بود ہزارم
گفتم بیک نظارہ قربان بکن سہ بارم	گفتا تو در شش و پنج رفتی مشو دو چارم
گفتم ترا بخلقے از خلق اعتبار ہست	گفتا بگیر عبرت از حسن اعتبارم
گفتم برائے عالم تو موسم بہاری	گفتا خزان پیئے تو بہر دگر بہارم
گفتم بشوق میرم گاہے بیا بخانہ	گفتا بر قدکس نبود گہے گذارم
گفتم کہ داغ عشقت زد سکہ بر دل من	گفتا ہمین درہا شد رایج دیارم
گفتم بمن عطا کن چیزے زیادگارت	گفتا بس است بر دل داغت زیادگارم
گفتم خطت بر آمد دل صاف دار از من	گفتا ہنوز از دل بیرون نشد غبارم
گفتم چگونہ باشی با یار و غیر ایجان	گفتا بیار غیرم با غیر ہیچ یارم
گفتم بگیر دل را گاہے بکارت آید	گفتا متاع داغی ناید بہیچ کارم
گفتم کسے گرفتست از شوق تنگ در بر	گفتا بجز قبائے نگرفت در کنارم
گفتم ز حال معنی گویم اگر تو شنوی	گفتا خمش دماغے بر گفتنت ندارم

ولہ

افتادگی بروئے زمین شد سرشت من	از خط جادہ شد مگر این سرنوشت من
جنت مرا بغیر لقائے تو دوزخ است	اے دوزخ از لقائے تو باشد بہشت من

تا چشم سرمگین بدل افشاند تخم عشق	گردید خار بست ز دنباله کشت من
یارب امید عفو تو گستاخ کرده است	باشد ز لطف خوب تو اعمال زشت من
شد شاخ نخل طور بکف خامه در قلم	آمد چو وصف برق رخش در نوشت من
اردی بهشت گشت بهجر تو فصل دے	شد فصل دے بوصل تو اردی بهشت من
زین مشت خاک نشئهٔ مے جوش میزند	از باده کرده اند همانا سرشت من
حیران مشو ز مشت گلم گر صفا دهد	عشق تو زد بقالب آئینه خشت من
معنی ز دیدن رخ تو رو بجات برد	اے شاطرم چه فکر نمائی بکشت من

وله

کند گر اضطراب من نظاره	دل سیماب گردد پاره پاره
تلاطم می زند در پائے اشکم	ز موج او کند ساحل کناره
بجویم مصلحت در باده خوردن	بکار خیر بیجا استخاره
بضبط اشک مژگانم نجنبد	که افتد طفل شوخ از گاهواره
چه غم در کفر زلف او گرفتم	که دادم نقد ایمان در کفاره
رخ چسپیدهٔ افشان بت من	زند در خرمن صبرم شراره
ازین رو گویمش قند مکرر	که بوسم آن لب شیرین دوباره

نباشد چون دل صد لخت معنے		گل یکہ بد و باغ ہزارہ
	وله	
آن درد تو خواہم بہ نشیند نہ نشیند		این نالہ و آہم بنشیند نہ نشیند
عمریست کہ از اشک ندامت بزنم آب		آتش زگناہم بنشیند نہ نشیند
بر خاست خطش از پئے تاراج دل و دین		این فتنہ زاہم بنشیند نہ نشیند
اشکم بسر معرکۂ عشق تو گرم است		یورش ز سپاہم بہ نشیند نہ نشیند
خورشید کہ مغرور جمالست بخواہم		در پہلوے ماہم بہ نشیند نہ نشیند
بے قدر بکوے تو چنان گشتہ ام ایکاش		گردے بکلاہم بہ نشیند نہ نشیند
پیش شکن کاکل او نقش درستے		از بخت سیاہم بہ نشیند نہ نشیند
جز کوے تو جائیکہ گل و لالہ بخیزد		این مشت گیاہم بہ نشیند نہ نشیند
ہر چند کہ خوبان بجہانند مگر یار		جز تو بنگاہم بہ نشیند نہ نشیند
بر محضر خوبی خطش کاش ز بوسہ		یک مہر گواہم بہ نشیند نہ نشیند
زین گریہ شامم چہ بخیزد کہ در آن دل		یک آہ پگاہم بہ نشیند نہ نشیند
بے ساختہ معنے غزل تازہ رقم زد		گو قافیہ باہم بہ نشیند نہ نشیند
	وله	

سرمہ ناز میکشی نرگس می پرست را — تیغ بدست میدہی ترک سیاہ مست را
رفت عنان اختیار از کف این جگر فگار — چون بکشاد آن نگار دست نگار بست را
می بود از جنون من خوف دریدن کفن — بعد وفات از رسن بستہ کنید دست را
بر سر پائے تو فتاد سر کشیش ز سر نہاد — حُسن درستے بداد زلف تو صد شکست را
نشئہ ہست کالے نیست شعور حاصلے — محویتی بود بلے مست مئ الست را
چشم ز ناز بر کشا باز بہ بند از حیا — تا دل و جان کنم فدا حسن کشاد و بست را
فوج مژہ گشت اگر داد ہزیمتم نگہ — فتح نہان بود مگر ظاہر این شکست را
طفلک شوخم ار دو والحذری برہ شود — فتنہ بلند می بود جلوۂ قد پست را
فانی آن دہان تو زندہ شد از بیان بود — گم شدۂ میان تو نیست نمود ہست را
گرچہ نجاست آہ سرد از دل من بفرط درد — داغ تو یار گرم کرد بر جگرم نشست را
روی تو دید ناگہان کرد نثار در زمان — نیست بکف ز نقد جان معنی تنگدست را

ردیف ہ

(۲۲۱) مولوی ہدایت محی الدین خان نایطی۔ تانتلی

لقب بن غلام محی الدین خان مرحوم بن تاج الدین خان بہادر مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے

حسن توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ حضرت مغفرت منزل نواب سکندر جاہ نوراللہ مرقدہ کے عہد میمنت عہد مین اپ کے جد ماجد نے نواب ارسطو جاہ مدار المہام سلطنت آصفیہ کے ایما پر صوبہ مدراس سے حیدرآباد تشریف لاکر اور تاج الدین خان بہادر سے مخاطب ہوکر منصب داری کے اعزاز سے سرفرازی پائی آپ کے والد ماجد غلام محی الدین خان نایطی بھی معاش منصب سے سرفراز رہے۔ آپ کی ولادت بلدہ مینو سواد فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین واقع ہوئی تحصیل علوم متعارفہ کے بعد آپ کو فن سخن کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی آخر زمانہ عمر مین فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی سے آپ کو تلمذ کا افتخار حاصل ہوا۔ آپ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت تھے۔ مولف تاریخ کو آپکی برادرزادگی کا اعزاز حاصل اور بارہا آپ کی خدمت مین حاضری کا اتفاق ہوا ہے آپکی بزرگانہ محبت نقش دل ہے۔ ۴۹ سال کی عمر مین بمقام حیدرآباد رحلت فرمائی۔ محمدؐ علی۔ احمدؐ علی۔ محمدؐ قادر علی۔ آپکے تین صاحبزادے

ہین۔آپ کا اردو کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

روبروروضۂ پیمبر کے	بندہ آیا خدا خدا کر کے
سید المرسلین رسول خدا	یہہ لقب ہین ہمارے سرور کے
کہتے ہین لا الہ الا اللہ	کلمہ گو شفیع محشر کے
دہیئہ کلبی اور کل کہفے	سگ دربان ہین سب اسی در کے
العطش یا نبی عنایت ہون	ایک دو گہونٹ آب کوثر کے
طور پر بہی چراغ جلتے ہین	اسم پاک رخ منور کے
زلف حضرت دہوین اڑاتی ہے	اگر و عود و مشک و عنبر کے
یا الہی اوس آستانہ سے	سرمو بہی نہ سر مرا سر کے
شب معراج منتظر تہے سبہی	عرش کیا عرش کے بہی اوپر کے
خضر والیاس دونون کے دونون	راستہ پر ہین میرے رہبر کے
وجد قربان یا رسول اللہ	ہے غلامون پہ آل اطہر کے

ولہ

بزم مین یار مرا نام آیا	ہو مبارک تجھے پیغام آیا
طایر دل کو جہان تاک لیا	لیکے صیاد وہین دام آیا

واہ اس ادو وحش کے قربان	یار دیتا ہوا دشنام آیا
ہوگئی حسن کی گرما گرمی	جب صنم جانب حمام آیا
کہین دیکھا نہ سنا ایسا شکار	خود بخود گور مین بہرام آیا

ولہ

چشم بھرتی ہے کبھی بہتی ہے چشمہ ہوکر	کبھی موجین ہی اڑا لیتی ہے دریا ہوکر
دم کی فرصت نہین دونکا وہ اٹھانا تکیے	یہہ کس آفت مین پڑا یار مسیحا ہوکر
جتنا جی چاہے ترا پیس لے ظالم مجھکو	گھر کرونگا مین تری آنکھون مین سرما ہوکر
آسمان اور زمین آہ و فغان سے میری	رہ گئے دونون کے دونون تہ و بالا ہوکر
سرو کو گاڑ کے طوبی کو اکھیڑا جڑ سے	قد بالا ہے سہی قدنے دو بالا ہوکر
رخ پر نور کے جلوہ سے الٰہی ڈر ہے	طور کی شمع نہ جلجاے پتنگا ہوکر

ولہ

حسن نے تیرے ترا چرچا کیا	عشق نے میرے مجھے رسوا کیا
زیر فلک آہین بھرین سرو سرد	مین نے دل اسطرح سے ٹھنڈا کیا
یار ترے حسن کے بازار نے	پہلے میری جان کا سودا کیا
اوسکو بنایا تو بنی جان پہ	آگے میرے آگیا میرا کیا

اوسکے خط رخ نے کیا سامنا	جس کے کھلے پاؤن نے پیچھا کیا
مردمک چشم کو اوس شوخ نے	میرے لئے سحر کا پتلا کیا
میرے گریبان کو میرے اشک نے	رشک وہ دامن دریا کیا
یار پہ مرنے کے لئے ناصحا	وجد کو اللہ نے پیدا کیا
ولہ	
بدر کو بھی ہلال کرتا ہے	غیرت خود زکمال کرتا ہے
دل دہن کا خیال کرتا ہے	فکر امر محال کرتا ہے
جسکے قبضہ مین تیغ ناز ہے وہ	ہمسے جنگ وجدال کرتا ہے
کیون نہ ہون ہم زمین کے پیوند	سنتے ہین وہ نہال کرتا ہے
تیغ کو درمیان مین رکھکر	وہ پیام وصال کرتا ہے
واہ کیا بات واہ کیا کہنا	بیدہن قیل وقال کرتا ہے
یہہ شہیدونکا گنج ہے قاتل	تو تلف کس کا مال کرتا ہے
مجھکو حیرت ہے آئینہ کی تلاش	کیون رخ بیمثال کرتا ہے
جستجوی وصال ہے بیجا	وجد فکر مآل کرتا ہے
ولہ	

عاشق ہونا ہنسی نہین ہے	دل دینا دل لگی نہین ہے
جس سے نیند آئے وہ کہانی	مین نے تو کبھی سنی نہین ہے
اے خضر وصال ہو نہ جسکا	اوسکی کچھہ زندگی نہین ہے
خالق نے کمر تجھے میری جان	ایسی دی ہے کہ دی نہین ہے
اوڑتی سی سُنی ہے یار مین نے	تم سے اچھی پری نہین ہے
تا حشر رہے چراغ روشن	تربت بے وارثی نہین ہے
ہے سبکو عزیز موت اے وجد	کس نے جان اسپہ دی نہین ہے

ولہ

کچھہ گئی جان نہین ہون کہ پہر آہی نسکون	نہ قضا آئے ہوی ہون کہ مین جا ہی نسکون
نام مٹی پہ مرا لکھہ کے وہ فرماتے ہین	تو وہ لکھا نہین لایا کہ مٹا ہی نسکون
یہہ روش کیسی ہے یارب یہہ روئیہ کیسا	آپ جا ہی نسکون اُسکو بلا ہی نسکون
اے شہ حُسن مرے دولت دیدار تری	کاجل آنکھون کا نہین ہے کہ چرا ہی نسکون
رخنہ انداز یہان وہ روزن دیوار کرے	اور اوسی در سے مین آنکھین وہ دکھا ہی نسکون
کیا مین اپنے دل پر داغ کی منت کا چراغ	کسی اجڑی ہوئی مسجد مین جلا ہی نسکون
وہ ہوا کیسی کہ وہ شوخ اوڑاتا ہے پتنگ	یہہ ہوا کیسی کہ مین خاک اوڑا ہی نسکون

ناصح مشق من یہہ تو نہین ہوسکتا	مین جو بی پی نسکون تجھکو پلا بہی نسکون
نا توان آہ میرے کہتے ہی اوس کان وجد	وہ نہین مین تری بجلی جو گرا بہی نسکون

ولہ

اس رویتہ کی سزا پائی نہین	آپ نے ٹہوکر ابہی کہائی نہین
ہے شب فرقت کی تنہائی غضب	آنے والی نیند بہی آئی نہین
کون ڈوبا کون اوچہلا چاہ مین	اوس زنخدان کو شناسائی نہین
سر سے اونچے ہورہے ہین سر کے بال	قد ہی پر موقوف بالائی نہین
بس ہے گر ہو ایک ہی دلمین جگہہ	بندہ درگاہ ہرجائی نہین
گرم بازاری ہے جنس حسن مین	غیر نقصان سع دسودائی نہین
بعد مدت گم شدہ دل کی خبر	آئی لیکن ساتہہ اوسے لائی نہین
دل کے آئینہ مین اوسکا عکس ہے	مین نے کچہہ تصویر کہنچوائی نہین
کہو دکر بنیاد اون کی دیکہہ لے	نام کو چشمہ ہے بینائی نہین
اپنے گن دکہلا رہی ہے سرنوشت	وجد تیری ناصیہ سائی نہین

ردیف ے

(۲۲۲) ملا یحییٰ نایطی۔ کوکنی لقب۔ المخاطب بہ مخلص خان

عالم گیری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ دربار عالم گیری مین
دو ہزاری منصب اور ہزار سوار سے ممتاز ہو کر دکن پر متعین ہوے
ولایت بیجاپور کی لڑائی مین آپ نے حق نمک ادا کیا اور کارہاے
نمایان سے مستوجب تحسین و آفرین ہوے۔ اورنگ آباد
آپ کا مستقر تہا۔ بارگاہ شہنشاہی مین آپ کا اعتبار اسقدر بڑہا
ہوا تہا کہ آپکی کوئی سفارش نامنظور نہین ہوئی۔ صوبہ اورنگ آباد
مین آپ کی حویلی نامی عمارت سے مشہور رہتی۔ آصف جاہ
اول نے جب اوسکو پسند فرمایا تو ملا یحییٰ کے ورثہ نے سعادت اللہ
خان نایطی صوبہ دار آرکاٹ کے اشارہ سے اوس کا ہبہ نامہ
پیش کر دیا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے اپنی تصنیف
ماثر الامرا مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے

(۳۲۲) **مولوی یوسف الدین نایطی۔ پی لے لقب**
ابن مولوی حکیم سید زین العابدین مشاہیر قوم سے ہین آپ کی
ددیال سادات سے ہے اور ننہال نایطی۔ جسکا قومی لقب
پی لے ہے آپ کی ولادت حیدرآباد مین واقع ہوئی۔ ابتدائی

تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور مختلف علوم فارسی اور عربی کی تحصیل کی۔ ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت روشن تھی۔ اور ذہن نہایت رسا۔ اعلےٰ قابلیت کے ساتھہ راستبازی آپ کی اعلےٰ صفت ہے۔ بڑے مستقل طبیعت اور صاحب الرائے ہین۔ ابتداءً آپ کی ملازمت کا تعلق ریاست سرکار نظام کے صدر المہامی مال سے رہا۔ پھر آپ صرفخاص مین معتمد مجلس مقرر ہوے آخر پر ضلع کے اول تعلقدار اور ایکہزار روپیہ ماہوار پاتے ہین آپ کی قوت بیانیہ اور آپ کا علم مجلس قابل تعریف ہے۔ نہایت خلیق اور متین افسر ہین۔ نواب ارادت جنگ نایطی کے پوتی کے ساتھہ آپ نے عقد فرمایا ہے۔

(۲۲۴) مولوی یوسف حسین نایطی تانتلی لقب بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبد اللہ قلعہ دار ونگول مولف تاریخ کے عم محترم مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی اور حسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے توسط سے سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے۔ آپ علوم عربیہ مین فارغ التحصیل

اور سنسکرت کے اعلےٰ واقف اور تلنگی زبان مین کامل مہارت رکہتے تہے۔ برٹش انڈیا نے صوبہ مدراس کے ضلع نلور مین آپکو تحصیلدار مقرر فرمایا تہا۔ تکمیل سروس کے بعد جب پنشن ملی تو نواب جعفر علی خان المعروف بہ ٹیپو صاحب امیر دربار حیدرآباد مصاحب خاص والی ریاست حضرت (مغفرت مکان) نواب افضل الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ کے ایما پر آپ حیدرآباد تشریف لائے نواب سالارجنگ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد نے آپ کے لئے سرکار آصفیہ کے تحصیلداری کا عہدہ تجویز فرمایا ہرچند آپ کو یہ عہدہ ناپسند تہا لیکن امتثالاً للامر آپ نے اسکو قبول فرمایا تقریباً بارہ سال تک نہایت نیک نامی کے ساتہہ خدمت بجالاکر ۸۵ سال کی عمر مین آپ نے رحلت فرمائی آپ کے پوتون سے مولوی تاج الدین محمد۔ سرکار نظام کے تحصیلدار اور ضلع اطراف بلدہ کے رجسٹرار ہین۔

(۲۲۵) **یوسف علی خان نایطی**۔ المخاطب بہ نواب داراب جنگ بہادر امراے ریاست حیدرآباد سے گزرے ہین

منصب سہ ہزاری و ہزار سوار اور خان بہادر داراب جنگ سے مخاطب تھے۔ آغاز شباب ہی سے آپ نے نیک نامی کی شہرت پائی۔ خلق اللہ کی حاجت براری مین اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا نہایت کم سخن اور بردبار شخص تھے۔ سلطنت آصفیہ کی جاگیرداری کا اعزاز بہی آپ کو حاصل تہا۔ صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہین که صاحب اخلاق کریمانہ واشفاق شفیقانہ نجیب شناس قدردان کمال واہل کمال درعین شباب عقل صد سالہ بزرگانہ داشتہ بمراتب خفی وجلی و برموز مخفی وظاہری بخوبی تمام میر سید۔ مرد سخی وکشادہ جبین۔ خندان رو۔ صاحب ہمت۔ زیادہ از مقدور در کار خیر احبّا و ارباب احتیاج واستحقاق بدل ماموّ متقی و متشرع بر طبق عادت بزرگان خویش قدم بقدم گزاشتہ برجادہ مستقیم خاندان خود ثابت قدم است۔

خاتمہ

(الف) ضمیمہ جات

ضمیمہ نشان (۱) از توزک والاجاہی

مصنفہ برہان خان ہانڈی

نوایط صیغہ جمع و مفردش نایط قومی است از عرب مختلف الشرح که بہ تحقیق مصنف تاریخ طبری بنی قریش و بہ تشریح تاریخ یمنی از قوم ملاحین و بہ توضیح منتخب اللباب شرفاء کوفہ اند و علی ای حال از ظلم حجاج ابن یوسف جلا وطن و از دریا واصل سواحل ہند و بر زمین مرہٹ مقیم بندر کوکن شدند و در اوقات سلاطین اربع دکن امتیاز یافتند

ضمیمہ نشان (۲) از منتخب اللباب جلد سوم مصنفہ خافی خان نظام الملکی

گویند در ایام سلطنت ملک عبدالملک مروانی ۹۰ھ کہ حجاج صاحب حکومت و ریاست قلمرو عرب و عجم گردید شرفا و نجبا و سادات بنی ہاشم را ہر جا کہ می یافت بہر حجت و گناہ صغیر و کبیر برنا و پیر آن دیار را می کشت و خانہ ہائے ایشان را می سوخت و دود آتش ظلم او عالمی را فرا گرفت جمعے کثیر از اولاد و احفاد و صحابہ

جناب مصطفوی و مرتضوی از ظلم و بیداد تنگ و بجان آمده
با دل ہائے پریشان و سینہ ہائے سوزان و دیدہ ہائے خون چکان
دست از جاذبہ حب وطن خویش و تبار و کار و بار دیار بر داشتہ
با عیال و اطفال و مال و منال بہ ہفت ہشت جہاز کنار جزایر عرب برا گشتند
و قاصد بنادر دکن کہ در آن زمان بندر دابل و جیول
و بندر کنبایت و بہروج و اطراف پہلی بندر جاری بود گردیدند
و بہم عنانی باد موافق و مخالف ہر جہاز بہ بندرے افتاد و وقت
فرود آمدن چون راجہ و زمینداران ہر مکان کہ فرمان روائے
آنجا بودند و اسم اسلام در گوش آنجماعہ حکم خلیدن نیش خار
ہا داشت برائے فرود آمدن آنہا مضایقہ می نمودند آن تختہ
بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق و الحاح
پیش آمدہ قرار عہد و پیمان عدم اظہار ایمان و دین خود کہ در
گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق برسم
و آئین خود پردازد و در ظاہر و آشکارا موافق رویہ آن ملک
در لباس و دیگر اطوار بعمل آرد بمیان آوردہ فرود آمدند و بکمال حزم

واحتیاط که صدائے اذان و قراءت قرآن و عبادات دیگر بگوش
آنقوم نرسد زیست می نمودند و هر کدام بکسبے و پیشۂ بلباس آن
ملک مشغول شدند چنانچه در اکثر بنادر لغایته حال زنان شرفائے
آنجا که بقوم عرب و نوائیته مشهور اند وجمعے که از اولاد عباس و زبیر
وطلحه و دیگر اصحاب رضی الله تعالی عنهم خود را می گیرند رخت و لباس
عورات هنود می پوشند و بهمین دستور بطریق اخفا زندگانی مینمودند
وبعبادت صانع بیچون می پرداختند۔ در شادی و کتخدائی بطور
وپیروی آنجماعه بعمل می آوردند اگرچه بعد از فوت شوهر زنان
جوان در مکه متبرکه و مدینه منوره و تمام روم و ایران و توران
وهمه قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایته حال شوهر دیگر می نمایند
بل وارثان آنها بزور بعقد کفوی می آرند اما در هندوستان زنان
شرفاے اسلام که مراد از اهل مشایخ وعرب اند این عمل را فعل
قبیح وعیب دانسته ترک رویه آبا و اجداد که موافق حکم خدا
ومطابق شرع محمد بیت نموده بسبب هم نسبتی وبوجه امتداد
ایام که درین غربت میان کفره تناسل و توالد واقع شد وملاحظه

نمودندکہ جملہ اقسام ہنود کہ تعداد آنہا انتہا ندارد پنج قوم کہ
برہمن وکہتری وراجپوت وبقال وکائت باشند از نجبائے
کفرہ اند اگر دختر شیرخوارہ رابعقد احدے درآرند وشوہر او
درہمان شب اول بمیرد باز بہ نکاح دیگرے درنمی آرند۔ چون
شرفاء ہر قوم را باشراف ہر دیار ہم چشمی بمیان می آید بہ تقاضائے
غیرت کہ ما ازچہ راہ کمتر ازاین جماعہ باشیم بتبعیت این رسم را
سرمایۂ آبرو وغیرت ونشان شرافت ونجابت دانستہ ترک
رویۂ بزرگان سلف نمودہ اند اگرچہ این طریقہ عقلاً و شرعاً
محمود نیست ودرین ضمن مفسدہ بسیار حاصل میگردد کہ بہ توضیح
آن نہ پرداختن اولے۔ اما درین صورت۔ احتیاط بعضی امورکہ
از شرفائے دیار عرب درغربت بکار رفتہ خلاف طریقہ عجم
بحکم ضَیّعوا انسابهم۔ سررشتہ کفو را ازدست ندادہ اند ودر
گرفتن ودادن دختر غیرہم قوم سوائے سیدے کہ صاحب
شجرہ وذی شہرت باشد باہیچ سلسلہ باوجود کمال پریشانی
ودرماندگی نسبت نمی نمایند واز جاریہ این ملک کہ ہیچ ہذب

سوائے دارحب بے ملکیت آن ثابت نمیشود واز قوم ارازل
و فاحشہ کہ بعاشقی درخانہ آرند فرزند حاصل نمی کنند واگراحدے
ازسلسلہ آنہا مرتکب این افعال گرددا ورا از قومیت اخراج
نمودہ در شادی وغمی از و نفرت و قطع سلسلۂ رحم می نمایند
و بہ او نسبت نمودن باعث خرابی نسل وخلل می دانند واز
قبایح دیگرکہ درخانہ زنان مغنیہ ورقاص طلب نمودن وخوجہ
سرایان را درخانہ راہ دادن و روزہائے شادی اندرون
خانہ بحضور مستورات ازراہ کمال بے غیرتی کہ وراکثر مردم بانام
ونشان رقاصی بانواع فحش گوئی ورسوائی خلاف عقل وشرع
رواج یافتہ وقبح آن ازنظرہا بہ تبعیت ہمدیگر برخاستہ بلکہ از
غرور نشاء دولت جزو لاینفک اعتبار وسرمایہ لذت حیات
گردیدہ درآن قوم نمی باشد اگرچہ درین باب شرفائے تمام بلاد
ہندوستان مدعی اندکہ این رویہ از مابعمل نمی آید اما آنچہ برمہر ر
اوراق بعد تفحص ورق بعد ورق روزگار وتماشائے گردش
لیل ونہار کہ باہمہ قوم درعالم یکرنگی مدتہا زیست می نمود احتیاط

این رشتہ کفو کہ با وجود نشاء مستی دولت وگرفتاری کمال نکبت
کہ درین ہر دو صورت سر رشتہ اختیار از دست میرود و دست
از لذات جسمانی پاس رعایت لوازم و مکنت و ثروت بر ندارند
فقط در طایفہ شرفائے شیخان احمد آباد و خاندیس کہ بزرگان ہر دو
ولایت از سلسلہ واحد اند و در بعضے مشایخ و شرفائے ملک
شرقی یافتہ شدہ والحال از تقاضای فساد زمان در آن قوم
ہم خلل عدم ملاحظہ کفو راہ یافتہ حاصل کلام بعد مرور ایام
خفیتہً بنائے اسلام درکنار ساحل و بنا در دکن و احمد آباد
استحکام یافت۔

ضمیمہ نشان (۳) از وقائع سعادت مصنفہ محمد امین مغفور

نایطہ گروہے از شیوخ و مسکن اینان عربستان و این طایفہ بکسب
علم و ورد صحایف موصوف و از شرفائے عرب است در
عہد نظامت بنو امیہ اذیت باو رسید آخرش حجاج بن یوسف
در عصر خود بعض فضلاء این گروہ را از عرب بدر کردہ و این

گروہ از بصرہ بنواح ممالک دکن رسیدہ ساکن کوکن نظام شاہی
گردید کہ این رالغایتہ تحریر یعنی ۱۲۱۸ھ ہفتصد سال میشود و از آنجا
ہر یک از ینہا بوجہ تعیش از علاقہ روزگار و تجارت و زراعت
وغیرہ ماموز گشت و لقب ہا میان این قوم حسب اکساب
آنہا بجہت شناسائی عمر و زید مربوط چنانچہ مثل ہمین در ہر فرقہ
ہم قرار داد است۔ پس ازین زمرہ در سرحد دکن چندین پشت
سپری شد تا آنکہ عصر غلام علی و برادر کوچک شان محمد سعید ملقب
بہ پالکر کہ این ہر دو فرزندان عاقبت محمود خان بودند رسید الخ

ضمیمہ نشان (۴) از سبحۃ المرجان مصنفہ حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی

النوایت کثوابت قوم فی بلاد الدکن رأیت فی
کتاب فارسی ما ترجمتہ قال الطبری فی تاریخہ النایتة
طایفة من قریش خرجوا من المدینة المنورة
خوفا من الحجاج بن یوسف الثقفی الذی قتل خمسین

الفًا من العلماء والاولیاء وغیرهم علی غیر حق وبلغوا ساحل بحر الهند وسکنوا به۔

ضمیمہ نشان (۵) از نزہت الحقایق مصنفہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ منقول از گلستان نسب

وان سئلت عن قوم سیمونهم فی بلاد الهند بالنایطه فهم من قوم بنی هاشم بن عبد مناف بن قصی لان بنی هاشم ال علی وال عباس وال حمزة وال جعفرؓ الطیار وال حارث بن عبد المطلب وهم ینسبون الیهم لقوله علیه السلام ان الله حرّم علیکم غسالة الناس فحرم علیهم الصدقات والمراد بها الفرایض حتی جاز التطوع لان المال هنا کالماء والفرایض کازالة الحدث والتطوع کالتبرد وقیل یجوز الفرض فی هذا الوقت ایضًا وهم مشهورون باستجابة الدعاء لهم اثر عظیم

معروف وهم المهاجرون ايام حجاج بن يوسف
من المدينة المشرفة سنة احدى وستين
من الهجرة الطيبة زمن استيلاء يزيد بن معاوية
بن سفيان الذى قتل الامام حسين بن على رضى الله
عنهما بامره مع اثنين وسبعين نفراً فى اول
حكومته وفى اخرها قتل عاماً فى المدينة
المشرفة سنة احدى وستين وخرب الكعبة
المعظمة بضرب المنجنيق كما فى المطولات
هاجروا الى سواحل بحر الهند بعد ما قاتل
اكثرهم فقتل منهم هذا الحجاج خمسين الفاً
تعمداً بغير حق فبعد ما هاجروا وتعزلوا
بلادهم صاروا مضطرين متحيرين فى ديار
الكفر حتى اشتغلوا بالمكاسب الردية
الى ان اشتهروا فى الاطراف بالسنة كفار
الهند بانهم ملاحون حتى كتب بعض اهل

اللغة مثل مجد الدين ابى طاهر محمد بن يعقوب
الفيروزابادى مصنف قاموس اللغة
النواتى الملاحون فى البحر فولادته كانت
فى سنة عشرين وسبعمائة ووفاته كانت
خمسين وثمان مائة وكان زمان هجرة القوم
المسطورين سنة احدى وستين فما كتبه
صاحب القاموس وغيره غلط محض عفا الله عنه
مع انهم اشرف الاشراف شعوبا وقبائل وهم
السادات العظام والمشائخ الكرام طبقتهم
اعلى من الطبقات السنية المعروفة ادامهم لله
فى محاسن اعمالهم وواظبهم فى مكارم افعالهم
كقول حسان (ع) وان سنام المجد من ال هاشم
ومابقى فى المدينة المشرفة مواليهم واما الذين
يدعون النجابة فى العرب والعجم ويتفاخرون
بالشرافة فهم الان لون بينهم وهذا غاية ما

تحقق من اکثر کتب التواریخ ونهایة التنقیح
من کتب الارباب وهم الرواة الثقات فی
الاحادیث وهم المجتهدون فی المذاهب الاربعة
من اهل السنة والجماعة نقل من التاریخ الالهیة

ضمیمہ نشان (۶) رسالہ کشف الانساب مصنفہ مجمع الفضائل

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد فبنو الوایط قوم وهم اولاد عبد الله الوایط بن
محمد بن اسمعیل الذی مات فی المدینة المنورة وهو
ابن جعفر الصادق رضی الله تعالی عنه وسبب
خروجه من المدینة الشریفة انه وقع ذات یوم
بینه ای بین عبد الله الوایط وبین الخلیفة بحث
کثیر وکلام طویل حتی غلب علی الخلیفة والزم
علیه الزاما شدیدا۔ فغضب علی عبد الله الوایط
واخرجه من المدینة الطیبة مع اولاده وقبائله

فقدم سیدنا مع عشیرته واهله البغداد وسکن
واقام فی موضع الوایط الذی بینه وبین البغداد
مسیرة ثلاثة ایام فاقام فیه ایاماً کثیرة فبینما هم
کذالک غلب الروافض علی اهل حوالی البغداد
وکلفوهم بالرفض والبدعة القبیحة فقبل بعضهم
الرفض والبدعة الشنیعة واطاعوا فی ذالک الامیر
وکان امیر الروافض لایقدر ان یکلف قوم
بنی الوایط لاجل استجابة دعوهم وحرمة سیادتهم
فانشأ الامیر العذر وارسل الیهم رسولا ومعه
کتابه مضمونه انّ مذهب الشیعة حق والخلافة
بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلیّ رضی الله عنه
لامدخل لغیره وانتم السادات العظام لم لاتعترفوا
الخلافة لجدکم علی رضی الله عنه وان اطاعتنا
واجبة علیکم قال الله تعالی واطیعوا الله واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم فالاولی ان تعترفوا بطریقتنا

ونقبلوا مذهبنا والا فعليكم الجزية والخراج فلبني
بنو الوايط من الاطاعة وما قبلوا مذهبهم ولا من الجزية
شيئاً واشتغلوا بالدعاء عليهم حتى انزل الله تعالى
على الروافض المذكورين الوباء والبلاء ووقع في
قلوبهم الرعب وحصل لهم الخوف والهيبة - فندموا
وتابوا الى الله جميعاً وجاؤا عندهم للمعذرة وان
كان باطنهم مملوّاً بالمكر والخداع فقالوا لهم ادعوا
لنا حتى يدفع الله عنّا البلاء - ببركة دعاءكم
وايضاً ملتمس في خدمتكم ان بعض الناس لايقبلون
اطاعتنا لعدم اطاعتكم لنا فالانسب ان يعطي كل
واحد منكم بيضة من الدجاجة ليعلموا ان قوم بني
الوايط اطاعوا الامير واعطوا الخراج فقبلوا التماس
الامير بعد المشورة لاجل دفع الخصومة والجدال
فجاء كل واحد منهم عند الامير ببيضة فامر بجمع
البيض في مكان على حدة فاذا اجمعوا فقال لهم

لایجوز ان ناخذ من بنی فاطمة رضی الله تعالی عنها
شیئا قلیلا کان او کثیرا وقال خذوا حقکم
من البیض وارجعوا الی مکانکم فاخذ کل
واحد منهم حقه وقالوا للامیر انا اخذنا حقنا
من البیض ورجعوا الی مکانهم واکلوا کلهم
البیض فدخل علیهم رسول الامیر بعد ثلاثة ایام
فقال لهم ظهر الکذب منکم والفساد بینکم لانه
اخذ کل واحد منکم حق غیره واکلتم حق
غیرکم فحصل بهذا السبب ذنبان عظیمان الاول
الکذب والثانی اکل الحرام فالان اعطوا
الجزیة ام اقبلوا مذهبنا فتفکر بنوالوایط فاشتغلوا
بالدعاء علیهم فما قبل الله تعالی الدعاء منهم
لان لقبول الدعاء شرطین - اکل الحلال وصدق
المقال فبعد ذلك سلط الامیر علیهم العسکر
وامر بالظلم والایذاء والاخراج ثم هاجروا من

ذلك الموضع الی البصرة ونزلوا فیه ومات رئیس المذکورین السید عبد الرحمن فی البصرة تغمده الله بالرحمة والرضوان والمغفرة والاحسان وتلك الوفاة والهجرة والتفرقة والفتن کانت فی سنة اثنین وخمسین وسبعمائة من هجرة المصطفی صلی الله علیه وسلم ثم بعد وفاته رحمه الله تعالی هاجروا من البصرة الی سواحل بحر الهند وتوطنوا فیه

ضمیمہ نشان (۷) از مآثر الامرا مولفہ نواب شہنواز خان صمصام الملک

آنانکہ نوایت را ملاحین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتادہ اند گویند حجاج بن یوسف ظالم مشہور از روی عناد باستیصال اشراف و اعیان ہمت گماشتہ بسیارے از صلحا و علمار را تہ تیغ بیدادگزرانید ناگزیر مردم از ممر خوفش جلائے وطن اختیار نمودہ ہر جا مامنے یافتند خریدند جمعے از بنی قریش در سنہ ۱۵۲ھ

از مدینہ طیبہ ہجرت کردہ بہ جہاز برآمدند و در سواحل بحر ہند متعلق بولایت دکن کہ موسوم بہ کوکن است فرود آمدہ توطن گزیدند و بمرور ایام و دہور اعوان کثرت تشعب و تفرق راہ یافتہ اماکن و مواضع آن ناحیہ را فرو گرفتند و برائے شناسائی ہر فرقہ را باندک ملابست با چیزے نسبت بآن چیز ملقب ساختند غریب لقب ہا درین گروہ شائع است۔

ضمیمہ نشان (۸) از تاریخ طبری مصنفہ ابو جعفر طبری منقول از گلستان نسب

النایطة طایفة من قوم قریش تفرقت من البلدة المبارکة الطیبة خوفا من الحجاج بن یوسف الذی قتل خمسین الفا من العلماء والاولیاء حتی وصلت الی ساحل بحر الهند فتوطنت فی اماکن فیها وتلک التفرقة کانت سنة اثنین وخمسین ومائة من الهجرة النبویة علی صاحبها افضل الصلوة واکمل

الزاکیات التحیات وقریش اولاد نضر بن کنانۃ بن مدرکۃ بن الیاس من اجداد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم وھو ثانی عشر منھم۔

حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں اسی کا حوالہ دیا ہے۔ اور مولوی باقر آگاہ قدس سرہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ میں طبری کے قول سے بحث کی ہے (مولف)

ضمیمۂ نشان (۹) از گلستان نسب مصنفہ نواب قادر عظیم بہادر کرناٹکی

از روی فضل و بزرگی نسب بعد رتبہ بنی فاطمہ سوائے این طبقہ علیہ و آل حمزہ و عباس ہیچ کس ہم سر آن نیست در اکثر کتب علو مرتبہ کیفیت اکل حلال و صدق مقال و استجابت دعائے این خاندان تقدس نشان مندرج و بر السنۂ خلایق مشہور این قلیل البضاعت عدیم الاستطاعت را کو یارا و طاقت کہ کمیت خامہ را در عرصہ مدح طرازی شان جولانی و ہدا اما از استماع

فضایل آنہا ز بانی بعض بزرگان ما سلف و نسبت خود بآن خاندان
سراپا شرف نوشتن آن لازم و متحتم شد کہ اکثر از مردمان ولایت پیشی
بر توہین این طایفہ علیہ کمر شقاوت بستہ اند درین وقت پر آفت
حرکت بے سکون فضل اہل دانست کہ خفت آن زمرہ اشد ناقص و معتل
جاہل کہ اجوف از کمال اندشو در باب انصافی ہما کذبون
فواضل آن گروہ سراپا شکوہ کہ در کتب زمان ماضی داخل است
آنرا می نویسم و بہ عبارت بے تکلف و قریب الفہم ترجمہ می کنم
تا در زمان حال و استقبال بر کم استعدادان مشکل نیفتد زیرا کہ
درین ایام نا فرجام مطلقاً ہمم ابناء روز کار بر تحصیل علم مصروف
نیست و روز بازار بے علمی و کج فہمی بس گرم۔ بیشترے از شرفائے
عالی نسب این دیار شوق علم از خاطر محو نمودہ اند و کم پائیگان
مجہول النسب بر تحصیل آن کمر ہمت بستہ ہر واحد آن در شرافت
و قابلیت طبل لیس فے الدار غیرنا دیار می نوازد۔ و بہ شرفا بے استعداد
الزام بر خود واجب می آید۔ طرفہ ماجرائی است کہ مضمون
ان ھذا الشی عجیب صادق تر می آید۔ اعنی بعضے ابناء قوم

بل آنانکہ باہم قرابت می دارند بسبب بے موادی ازین قوم انکار می نمایند و نہایت مبتذل می دانند و می گویند کہ خود ہا دراں زمرہ داخل نیستند بلکہ شیخ اند و بعضے مصر بہ سیادت و بزرگان ماسلف مثل قاضی محمود و مولانا حبیب اللہ و مولانا محمد حسین مدرس شہید و امثال شان نایط بنودند پس مایان چگونہ شدند انتہا۔ اظہار این مقولہ محض نادانی آنہا است۔ مدعائے بیت تصویر کہ عقلش نمی کند تصدیق ممد قول شان است پر ظاہر است کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان صنادید قریش بود و درین صورت ذات قدسی صفات آنجناب شیخ قریشی است لفظ سیادت خطابیست کہ بعد نبوت حاصل شد سوائے بطن جناب بضعہ خیر البشر شفیعہ یوم الفزع الاکبر علیہا التحیتہ و الثناء حقیقتاً ہرگز بر کسی دیگر اطلاق آن نخواہد شد اگرچہ مجازاً بہ تمام آل ہاشم اطلاق سیادت می کنند۔ پس ہر کہ در اولاد اعمام و دیگر عشائر سرورکل علیہ الصلوٰۃ والسلام بود۔ یقیناً شیخ است۔ نایط گفتن اینہا را بسبب نسبت فرزندی از وایط نبیرہ حضرت جعفر طیار

رضی اللہ عنہ است بسبب کثرت استعمال واو مبدل بہ نون
گردید بسبب بعد زمان وانواع تفرقہ سلسلہ نسب کہ بحضرت
معلی میر سید گم شد در صورت حضور بہ نظر اہل انکار می رسانیدم
تا منفعل از گفتار خود می شدند در ملفوظ عبد الفتاح کہ از مریدان
جدی و قبلتی قطب بلا اشتباہ حضرت مولانا حبیب اللہ قدس سرہ
واعاد الینا فتوحہ بود مرقوم است کہ روزے آنجناب ارشاد
نمودہ کہ حضرت شیخ علی المہائمی قدس سرہ دو سال تحصیل علم نمودہ
بودند واللہ تعالی چنان قوت و فضیلت داد کہ تفسیر رحمانی
تصنیف کردند۔ و نقل است کہ تفسیر مذکور را بر عرش عظیم دیدہ
مقابلہ نمودہ کم و بیش را اصلاح کردند و از ابناء جنس ما اند
انتہا کلامہ۔

ضمیمہ نشان (۱۰) از نفحۃ العنبریہ مصنفہ مولنا باقر آگاہ ویلوری

طاولت بی رهط خبیان بنو   نایط مذ صرت فیهم نابغا

شرح

طاولہ غالبہ فی الطول والارتفاع ای فاخرہ۔ الرھط وتحرک قوم الرجل وقبیلتہ۔ ذبیان بضم الذال المعجمۃ وکسرھا وسکون الموحدۃ قبیلۃ منھم زیاد بن معاویۃ کذا فی القاموس والصحاح۔ أقول انما ھو ابو قبیلۃ وتطلق القبیلۃ علی الجد تجوزا وھذا شائع ذائع۔ وزیاد بن معاویۃ المذکور الملقب بالنابغۃ صاحب المعلقۃ من صادید الشعراء ومشاھیر الزعماء نایط ایضا قبیلۃ علی حد مامر فی ذبیان وتجمع علی نوایط وحذفت التاء بالترخیم وھذا جائز بالاتفاق ونایطۃ جد القبیلۃ بن نصر بن کنانۃ وبقیۃ النسب الشریف معروفۃ نبغ کمنع ونصر ظھر ولان قال الشعر واجادہ ولم یکن فی ارث الشعر والباء فی بی للسببیۃ او الاستعانۃ ومعنی البیت ظاھر ومما لابد من تحریرہ فی ھذا المقام احوال النوایط۔

اعلم ان النایطة قوم من قریش یجتمعون بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی نضر بن کنانة کانوا من جیران المدینة زادھا اللہ تشریفا وفارقوھا زمن الحجاج بن یوسف الثقفی الذی جاروا باد واحلّ قومہ دار البوار ونزلوا علی سواحل بحر الھند ذکرہ الامام ابو جعفر الطبری فی تاریخہ والامام النووی فی کتب الفقہ فی باب الفیئ والغنیمة عند تقسیم بطون القریش وقبائلھم اقول سواحل بحر الھند فی قول الطبری عبارة عن الکوکنین الکوکن العادل شاھی المضاف الی بیجا فور والکوکن النظام شاھی المضاف الی احمد نگر وکلاھما علی الالسنة مشھوران وفی الکتب المعتبرة مسطوران (الخ)

ضمیمہ نشان (۱۱) از تاریخ فرشتہ مصنفہ ملا قاسم ہندو شاہ در احوال حکام ملیبار

بعد از آنکه رفته رفته تر دد مسلمانان در آن ملک بسیار شد وبسیارے از ملوک ملیبار بحلقه اسلام در آمدند راجه هاے بندر گوده و دابل و جیول وغیره بطریق حکام ملیبار مسلمانے را که از عربستان آمده در سواحل دریا مسکن دادند۔ ایشان را مخاطب به نوایت یعنی غدا وندگر دانیدند نظر براین آتش حسد درون سینه یهود و نصارے افروخته کمر عداوت مسلمانان بستند تا چون ممالک دکن وگجرات مسخر پادشاهان دهلی گشت و اسلام در طرف دکن قوت گرفت مخالفان سکوت اختیار کرده اظهار عداوت نمی توانستند نمود (الخ)

(ب)

تقریظات

نمبر (۱)

اس کتاب کو مین نے اکثر مقامات سے دیکھا ہے۔ جناب مصنف

صاحب نے تاریخی حالات کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے امور تحقیق طلب کی تحقیق عمدہ طور پر کی گئی ہے جو مقام اس کتاب کا دیکھا جاتا ہے خوبی تقریر سے اوس کے چھوڑنے کو جی نہین چاہتا یہہ کتاب جناب مصنف کی جودت طبع اور فضل وکمال پر اول دلیل ہے۔ زید اللہ مجدہ واجلالہ وحصل لہ مرامہ وآمالہ بحرمۃ حبیبہ الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

محمد لطف اللہ عفی عنہ

مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکار نظام

نمبر (۲)

کون ایسا شخص ہے۔ جو قوم نوایط سے واقف نہین ہے ہندوستان کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جس مین اس قوم کے افراد کم وبیش بستے ہون۔ ہر زمانہ اور ہر حکومت مین اس قوم کے افراد نام آور رہے ہین۔ اس قوم کے بعض خانوادے فضائل علمی مین ممتاز اور

علوم مختلفہ مین صاحبان تصانیف گزرے ہین۔ ہمارے معاصرین مین بہی بعض کا تقدس اور علمی فضیلت عدیم المثال ہے۔ مجہکو بہت افسوس ہوتا تہا جب کہ با این ہمہ خوبی احوال اس قوم کے کوئی مبسوط تاریخ نظر نہ آتی تہی یون تو مختلف کتابون مین ہم نے اُن کے چیدہ چیدہ حالات پڑہے ہین اور ایک دو مختصر سے قلمی رسالے بہی دیکہے ہین۔ لیکن وہ ہرگز کافی نہ تہے۔ میرا ایسا گمان خیال ہے یہ بات بہی افراد قوم کے خوبیون مین داخل ہے کہ باوجودیکہ متعدد افراد صاحبان تصانیف گزرے ہین مگر کسی نے قومی تاریخ کے طرف توجہ نہ کی یا تو انکا خیال یہہ رہا کہ وہ اپنے وقت کو اس سے بہتر کامون مین صرف کرنا چاہتے تہے یا اس خاص کام کو خودستائی مین داخل سمجہتے تہے۔ بارہا خود مین نے یہہ ارادہ کیا کہ قوم نایط کی تاریخ لکہون لیکن اسلئے کام نہ چل سکا کہ مواد ناکافی تہا۔ ضروری کتابین موجود نہ تہین بات یہہ ہے کہ قومی تاریخ کو جس خوبی کے ساتہہ افراد قوم کا کوئی لایق شخص لکہہ سکتا ہے اور جو سہولتین اوسکو نصیب ہوسکتی ہین وہ دوسرے

کسی شخص کو مشکل کے ساتھہ ہی وہ باتین نہین مل سکیتن - میرے
قدیم دوست نواب عزیز جنگ بہادر بہی نایطی ہونے کی حیثیت
سے اگر اون لوگون کے نقش قدم پر چلتے جن کا تذکرہ مین اوپر
کرچکا ہون تو موجودہ صدی بہی اس قوم کی تاریخ سے محروم رہ جاتی
عزیز جنگ بہادر نے بہت ہی اچھا کیا جو اپنے اور اشغال کے
ساتھہ اس ضروری کام کو پورا کردیا اور سچ یہ ہے کہ اس نازک
کام کو جس خوبصورتی اور آسانی کے ساتھہ آپ نے پورا کیا ہے
غیر اقوام کا کوئی شخص مشکل کے ساتھہ ہی ایسا نہ کرسکتا تھا -
کسی مالدار شخص کو روپیہ کا صرف کرنا کچھہ مشکل نہین ہے لیکن
قابلیت کے ساتھہ کسی ایسے کام کو کرلینا اوسی شخص سے ہوسکتا ہے
جو مالداری کے ساتھہ قابلیت بہی رکھتا ہو - مین نے اس تاریخ
کو من اوله الے آخرہ پڑہا اور میراجی اس بات سے بہت خوش ہوا
کہ یہہ تاریخ تمام ضروریات پر حاوی ہے - قوم کا نسب اور
اوس کی ابتدائی تاریخ کے سوا رسم و رواج زمانہ حال کی تصویر
لائق مورخ نے نزاکت کے ساتھہ کہینچی ہے اور جزئی امور سے

بہی قطع نظر نہین فرمائی۔ عبارت نہایت سلیس اور بامحاورہ
طرز بیان دلچسپ ہونے کے علاوہ اسکے چھپانے مین بہی خاص
اہتمام سے کام لیا گیا ہے میری راے مین صرف ایک خفیف
سا نقص اس کتاب مین باقی رہ گیا ہے یعنے مشاہیر قوم کی فصل
بہت مختصر ہے بہت سے افراد اوس سے رہ گئے ہین جو بلحاظ
فضایل علوم و مراتب دنیوی قابل بیان تہے۔ مولف نے
کہا کہ اون کو اس فصل کا زیادہ مبسوط کرنا مقصود نہ تہا جسمین
ایک طرح کی نمایش تہی بہرحال جسقدر احوال مشاہیر قوم نایطہ کا
لکھا گیا ہے نہایت خوش اسلوب اور مختصر مفید کا حکم رکہتا ہی
بہیئت مجموعی میری راے مین یہہ کتاب اپنی آپ ہی مثال
ہے۔ مین کہہ سکتا ہون کہ مولف نے قوم پر بڑا احسان کیا
جو ایسی دلچسپ تاریخ شائع فرمائی اور اقوام کے مشتاقین
اصلاح تمدن و طرز معاشرت اسکو ہر ایک حصہ ملک مین
قبولیت کے ہاتون لین گے اور دلچسپی کی نگاہ سے دیکہین گے فقط
خاکسار وکیل احمد سکندرپوری۔ وظیفہ خوار عہدہ صدرالصدور دگاری عدالت دولت آصفیہ

نمبر ۳

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

بے روان پیکر ہرائے نا یطیان را نوید و فرسودہ استخوان این تیرہ را چشم روشنی کہ حالائی معجز طراز ـ محقق لوزئی ـ بہ انگیزہ روحانی پیوندی و نیروے تنانی و روانی ـ جاوید زندگانی بکار خود شان کرد ـ نج لئیق اریبی کہ نال قلمش بہ دم مسیحا ماند و پہہ پہہ ادیب لبیبی کہ شمر دواتش چشمہ خضر را عقب نشاند اگر ندانی کہ آن کیست و فرخندہ اش چیست ع فاش می گویم و از گفتہ خود دل شادم ـ شیوا بیان ـ تندلیس ہویس ـ رومان دانش ـ فرسوے ـ کنونیان ـ فروغانی ـ اقشیج ـ سروشگانی سریرت جناب تمیشار نواب عزیز جنگ بہادر است ـ

(۱) قوم (۲) قوم (۳) عقیل (۴) سبب (۵) عقیل (۶) عقیل (۷) ڈیرہ (۸) خطاب (۹) تصویر (۱۰) فراست (۱۱) تصویر (۱۲) قبلہ (۱۳) معاصرین (۱۴) روشنی (۱۵) عنفر (۱۶) حضرت

کہ بصد جگر کاوی بگرد آوردن خوے[17] وکواس وآداب و والقاب و بر بسبت تمدن وحسن معاشرت و پدرام[18] زناشوئی[19] وغیرہ اینان دود چراغ خورد و شب را بپایان آورد و تکلف برطرف وتصنع برکران۔ اگر این محسن قوم چندین جان فرسائی برخود گوارا نمی فرمود از محالات عادی بود کہ اندے[20] یافہ سرایان[21] خفنگ آنچہ پیغارہ[22] ہا در ماند و بود شان زدہ بودند از آن ستونان[23] ابداً رست گاری می شد ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ روشن[24] گرانصاف پژوہش ہمین بسند[25] است و فراخور پسند کہ ہرچہ از نیان کہ خودش نیز فرد کامل آن گنینہ است نا بایست دید یالخت سوانح آنہا را دیوا فسانہ پنداشت بے اندیشہ لومت لایم قلمدا دکرد ہلا یان[26] ایہا القوم باید کہ از ہمہ کار رہمالیدہ[27] روے خود آوری و بہ آلفتگی[28]

---

(۱۷) عادت و خاصیت (۱۸) جشن (۱۹) نکاح (۲۰) اندک (۲۱) بیہودہ گویان (۲۲) طعن (۲۳) حالات (۲۴) دلیل (۲۵) بس (۲۶) الحال (۲۷) کنارہ گرفتہ (۲۸) توجہ۔

الیشش(۱) بہ دعا کنی و بہ تشکر و سپاسداری پردازی ورنہ بلند پایگان عالی پایہ برزبان خواہند سخت(۲)۔ ع کفران نعمت است کہ بدتر ز کافریست

ز درقم تاریخ نایط کلک نواب عزیز	باکمال خوبی و انداز و حسن اختراع
بارک اللہ قوم نایط راز تحقیقات او	دفع شد تعریض خلق و گشت حاصل انتفاع
لوحش اللہ از رگ ابر بہار خامہ اش	تازہ و سرسبز و شاداب است از بس این ضیاع
پست تر احوال اینان بود از تحت الثری	یافت از فیضان او تا عرش اعظم ارتفاع
ہست ہر ہر نقطہ اش روشن تر از نجم فلک	ہست ہر ہر سطر آن پر نور چون خط شعاع
شد حروفش بہر حفظ این ہر احصن حصین	گشت الفاظش بحق این ہمہ و ین قلاع
از نئے کلکیکہ میدارد بدست خویشتن	نیزہ طعن عدو را کرد اینک اندفاع
مژدہ باد از من ترا اے قوم نایط مژدہ باد	کین زمان کس را نمی باشد بہ تکریمت نزاع
خصمت از تائید نواب معز شد منہزم	صرف رقص شادمانی باش و مصروف سماع

نامہ سیاہ غلام علی قریشی۔ ناظم تخلص وظیفہ خوار اول تعلقداری سرکار آصفی

(۱) معاوضہ (۲) سنجیدہ۔

نمبر ۴

روشنی بخش سواد دیدہ و سویدائے دل۔ دانش افزائے عالم و جاہل۔ میرے عزیز دوست قابل تفاخر نواب عزیز جنگ بہادر کی جدید تالیف جو اپنی جدت و ندرت مین اپنی آپ ہی نظیر ہے بیشک قوم نایط کے حالات مین ایک نہایت ہی جامع و مانع کتاب ہے۔ اس مین کچھہ شک نہین کہ لایق مولف نے بڑی قابلیت و لیاقت و تحقیق سے کام لیا ہے ایک قوم کی مستقل تاریخ مین جن باتون کی بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرز کو زمانہ حال نے پسند کیا ہے اوسی طرز پر یہہ کتاب لکھی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ قوم کے بعض افراد جو فطرۃً زود رنجی یا کم غوری کے عادی ہین اسوجہ سے اسکو بہت پسند نہ کرین کہ اس مین بعض ایسی باتین بھی لکھی گئی ہین جن کا اخفا اون کے خیال مین اظہار پر تفوق رکھتا تھا جیسے کہ قوم کے بعض رواجات اور عادات یا بعض ایسے کمالات جن کو اس زمانہ کے متمول

لوگ عیب مین داخل سمجھتے ہین لیکن اون کو انصاف سے کام لینا
چاہیئے یہہ کتاب محامد قوم سے موسوم نہین ہے جسمین وہ صرف
تعریف کی توقع رکہین بلکہ ایک قوم کی مستقل تصویر ہے جس سے
بہلائیون اور برائیون کے دونون رخ نظر آتے ہین یہہ ایک
مسلم بات ہے کہ من صنف فقد استھدف۔ جب کتاب
عزیز مین رطب و یابس ہو تو عبد العزیز مین کیون نہ ہو دیکہا جائے
تو کونسی تصنیف وتالیف عیوب سے خالی ہو سکتی ہے ہمین
انصافاً یہہ دیکہنا اور رکہنا ہے کہ لایق مولف نے کہان تک
پریشان حالات و واقعات کے جمع کرنے مین مشقت اُٹھائی ہے
اور اوس مین کس قدر کامیابی حاصل کی ہے تو اوسکی شہادت
خود کتاب دے رہی ہے باوجود اس مادی شہادت کے کسی
اور قسم کی شہادت کی بالکل ضرورت نہین ہے نقاد خود
جانچ لین گے اور میری منصفانہ راے کے ساتہہ اتفاق کرینگے

قوم نایط کے نسب اور ہجرت اور رسم ورواجات
خصوصاً عرف کی حقیقت کو جنکو وہ اپنی اصطلاح مین الگ سے

موسوم کرتے ہین لایق مولف نے نہایت خوبی کے ساتھہ بیان کیا ہے ان تینون عنوان سے عرف ولقب کا بیان ایک ایسا بیان ہے جس مین بعض مختصر نگارون نے گزشتہ زمانہ مین بہی اپنے اپنے معلومات کے مطابق چند ورقی رسایل لکھے ہین۔ لایق مصنف نے اصولی طریقہ پر عرف والقاب کی حقیقت کو بہت دلچسپ طور پر بیان کیا ہے اور تمثیلاً بہت سے ایسے عرف والقاب اس کتاب سے ملتے ہین جو پچھلے رسایل مین متروک ہین اگرچہ بعض عرف والقاب اس کتاب مین بہی متروک ہوگئے ہین۔ جیسے۔ بیٹل۔ ہانڈے۔ کہاری۔ کاداری۔ مدو۔ پوندلے۔ کنگلی۔ کالہوکے۔ مرگیر۔ دپارے۔ تہوبری۔ پائمانی۔ چادرے۔ نرویل ببرے۔ کراری۔ مزید۔ پہالکی۔ ڈون۔ مرسنگی۔ جلال وغیرہ وغیرہ۔ لیکن خود مولف نے اصول عروف والقاب کے بیان مین اسکا تذکرہ کردیا ہے۔ کہ جن عروف والقاب کے تعریفات اس کتاب مین لکھے گئے ہین اونکو اصول القاب کی تمثیل خیال کرنا چاہیے۔ اور اوہین اصول کلی کے لحاظ سے جزئی القاب کا انحصار اور استقرا ناممکن ہے

اور مولف کا یہہ خیال بالکل درست ہے۔

کتاب کے آخری حصہ مین جن مشاہیر قوم کے تذکرے لکھے گئے ہین اونکا مجموعہ نبفسہ ایک مستقل کتاب طبقات و تذکرہ رجال کا حکم رکھتا ہے جس کے پڑہنے سے اسبات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس قوم کا دنیاوی و دینی و علمی و اخلاقی عروج ہر ایک زمانہ مین کس حد تک رہا ہے۔ اکثر افراد قوم والی ریاست اور وزیر دولت رہ چکے ہین اور اکثرین علماء قوم صاحب تصانیف جلیلہ اور کیسے کیسے فقراے طریقہ اس قوم مین گزرے ہین میری پختہ اور مضبوط رائے ہے کہ لایق مصنف نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ سے ایک مشہور و معروف قوم کو جو فی زماننا تاریکی مین تہی روشنی مین لایا اور اس مفید تالیف سے اپنا ہی نام زندہ جاوید نہین فرمایا۔ بلکہ اپنی قوم کا بہی جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے مولف کے سپاسگزار و زیر بار منت رہینگے اور وہ لوگ بہی جو آثار و اخبار اقوام دنیا کے خواہان و جویان ہین اور ہون گے۔ حقیقت یہہ ہے کہ فرزانہ مولف نے

اردو لٹریچر مین بہی اپنی اس عمدہ تالیف سے ایک کارآمد ذخیرہ معلومات کا بڑہا دیا ہے جو شایقین علم سیر و تاریخ کے لئے پر مذاق ہے۔

نواب عزیز جنگ بہادر کو مین مبارکباد دیتا ہون کہ اونہون نے اپنے اور اپنی قوم کے لئے ایک شایستہ یادگار قایم کر دیا اور سچ یہہ ہے کہ یہہ اونہین کا حصہ تہا۔ کار ہر مرد و مرد ہر کارے۔ لکل اعمال رجال و لکل رجال اعمال۔ بہرحال یہہ کتاب ہر طرح سے قابل عزت و اعزاز اور اپنے مولف کی طرح اپنے امثال و اقران مین عزیز و سرفراز ہے اور اپنی لطافت کے لحاظ سے مدح مادح۔ قدح قادح سے بے نیاز۔

انیست رائے من کہ برین نغز کتاب بود		در یک نظر گزشتہ کہ با صد شتاب بود

عاصی۔ عبدالقیوم

معتمد حجاز ریلوی و وظیفہ خوار اول تعلقداری سرکار عالی

نمبر ۵

قدیم زمانہ مین شخصی سلطنت کے اصول نے فن تاریخ پر یہہ اثر کیا تہا کہ تاریخی تصنیفات مین جو کچھہ لکہا جاتا تہا صرف سلاطین کے واقعات اور حالات ہوتے تہے۔ ملک اور قوم کے حالات سے مطلق بحث نہین ہوتی تہی یہی سبب ہے کہ سیکڑون ہزارون تاریخون کو پڑہ کر اگر پتہ لگانا چاہو کہ اوس زمانہ کا تمدن اور تہذیب و معاشرت کیا تہی تو تمکو بالکل ناکامی ہوگی لیکن اب مغربی تہذیب کے اثر نے یہہ حالت بالکل بدل دی ہے آج سب سے زیادہ جس چیز کی تلاش ہے وہ قومی اور ملکی معاملات ہین اور موجودہ تصنیفات مین خصوصیت کے ساتہہ انہی باتون کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ انداز صرف زمانہ حال کی تاریخ مین نبہہ سکتا ہے کیونکہ قدیم ذخیرون مین یہہ سامان بہت کم موجود ہے اسلئے آج کتنی ہی کوشش اور کاوش کی جائے پوری کامیابی نہین ہوسکتی۔ ایسی حالت مین اگر کوئی مصنف غیر معمولی دیدہ ریزی سے اس قسم کے کچھہ واقعات بہم پہنچائے تو بے انتہا قدردانی کا مستحق ہوگا ہم جس کتاب پر ریویو کر رہے ہین

اسی قسم کی ایک کامیاب تصنیف ہے ابتداء اسلام سے عرب
وعجم کے سیکڑون خاندان ہندوستان مین آکر آباد ہوے جن کے
کارنامے چہرہ تاریخ کے خط و خال ہین ان ہی مین نوایط کا خاندان
ہے جو آج سے سیکڑون برس پہلے ہندوستان مین آیا اور بڑی
کامیابی کے ساتھہ مدراس اور دکن کے حصون مین پہولا پہلا
آج بہی یہہ خاندان امتیاز کے ساتھہ قایم ہے اور اسکی یادگارین
ان ممالک مین ہر جگہہ ایک خاص نام و نمود رکھتی ہین یہہ کتاب
اسی خاندان کے حالات مین نواب عزیز جنگ بہادر کی تصنیف ہے
اگرچہ نواب صاحب کو اس مرحلہ کے طے کرنے مین بعض قدیم
تصنیفات سے مدد ملی ہے کیونکہ خود اسی خاندان کے مصنفین
نے انساب النوایط وغیرہ کے عنوان سے ایک دو کتابین
لکھی ہین جو اس مرحلہ مین گویا چراغ راہ ہین۔ لیکن نواب صاحب
نے جس قسم کے واقعات اور حالات بہم پہونچائے ہین اون کے
لحاظ سے یہ تصنیف گویا اس باب مین پہلی تصنیف ہے کتاب کے
دیباچہ مین مضامین کی جو فہرست ہے اوس سے بہ آسانی اس

دعوی کی تصدیق ہوسکتی ہے - یہہ ضرور ہے کہ ایسی تحقیقات کے بہم پہونچانے مین چونکہ ہر قسم کی تصنیفات کا اعتبار کرنا پڑا ہے اسلئے ایک نکتہ چین کو اعتراض کا موقع ہات آسکتا ہے مثلاً صفحہ ۲۹ مین محدث طبری کی جو عبارت نقل کی ہے وہ اصل کتاب سے ہنین بلکہ گلستان نسب اور آزاد بلگرامی کے حوالہ سے ہے اصل کتاب آج چھپ گئی ہے اور اوس مین اس عبارت کا ہمکو پتہ ہنین ملتا - لیکن اس قسم کے امور مین ایک مصنف اور وں کی رائے کا پابند ہنین ہوسکتا وہ کہہ سکتا ہے کہ جس شخص نے حوالہ دیا ہے وہ مثبت ہے اسلئے ممکن ہے کہ اوسنے طبری کی چودہ جلدون مین سے کسی موقع پر یہہ عبارت دیکھی ہو جب تک اتنے بڑے کتاب کا لفظ لفظ مطالعہ نہ کیا جائے ایک معتبر ناقل کے حوالہ کو غلط ہنین کہا جاسکتا -

آج کل دلّی اور لکھنو والون نے زبان کی پابندی کا بڑا شور وغل مچا رکھا ہے تذکیر و تانیث کے متعلق ان نخوت پرستون کی خاطر ملحوظ رکہنے مین ایک ایسے مصنف کو بہت سی مجبوریان ہین

جس کی مادری زبان دکھنی ہے۔ کسی دوسری زبان کے محاورہ
مین علم کے ذریعہ سے کیسی ہی قابلیت بہم پہونچائی جائے لیکن کسی
نہ کسی موقع پر مادری زبان کی جھلک ضرور نظر آجاتی ہے۔ مثلاً
نواب صاحب نے یادگار کو کہین مونث لکھا ہے اور کہین مذکر
لیکن دلی اور لکھنو والے اسکو عموماً مونث لکھتے ہین۔ ہمارے
خیال مین فرہنگ آصفیہ کی تحقیق نواب صاحب کے لئے کافی ہے
اسی قسم کے اور جزئیات بھی ہین لیکن ایسی چھوٹی باتین کتاب کی
قدر و قیمت کو کم نہین کرسکتین ہم بہر حال نواب صاحب کی تحقیقات
اور تدقیقات کی داد دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ تمام ملک
ایسی نادر تصنیف کی قدر کریگا۔

خاکسار شبلی نعمانی (شمس العلما)

ناظم سررشتہ علوم و فنون سرکار نظام و معتمد انجمن ترقی اردو

نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقول حامدا ومصليا ومسلما ان هذا الكتاب اول تاريخ للنوايط فى الانساب۔ اشاعه بهذا النمط البديع من حسن التاليف الرفيع الفاضل النواب عزيز جنگ بهادر صانه الله تعالى من الضير والضر بين فيه احوال القوم كلها على الاستيعاب والكمال واستدل عليها من الكتب المستندة فى احوال الرجال درج فى اخره على طور الضميمة ما الفه الامام العلامة السيوطى فى تحقيق احوال القوم من رسالة يعلو بامعان النظر انها رسالة مستقلة له فى هذا الباب وان شيعت مجموعات عديدة من الرسائل المختصرة من تانيفاته باهتمام ملك الكتاب التى بعضها على الورقين وبعضها على ثلاثة او اربعة اوراق الا ان هذه الرسالة ماطبعت غالبا الى الان فى مطابع الهند فنعم الفوز والفلاح فى طبع هذه الرسالة المفيدة فى ضمن هذا

الکتاب ذکر المولف الفاضل فی هذا الکتاب ان
اسم هذه الرسالة کشف الانساب والذی وجدت
فی بعض النقول ان اسمها بحر النسب ولیس اختلاف
التسمیة مما یقدح فی المسمی سواء کان اسمها کشف
الانساب او بحر النسب ای ما کان فلا مریة فی انها
رسالة مفیدة موثوق بها فطبعها ایضاً کان من الضروریات
فلله در المولف الفاضل حیث افادنا بهذا الدرا لکامل
لاشک فی ان العلامة السیوطی ذکر فی هذه الرسالة
احوال بعض القبائل من القوم النوایط کما یستفاد
من مطالعتها وهذا الکتاب کافل لاحوال القوم
کلها مستوعب للرسوم والعادات وغیرها جلها
ثم ان الفاضل المولف رفع فی تاریخه هذا بحسن تحقیقه
ما استعجبه بعض المولفین قبله فی مولفاتهم من اختلاف
القاب القوم ورائیت بعض افراد هذا القوم ایضاً
انه یخصص القوم ببعض الالقاب المتداولة ویضیق

ويجد دائرة القوم مع كونها واسعة غير محدودة
وبعد ملاحظة هذا التاليف اللطيف لنا ان نقول ان
ظنهم هذا انما هو مبنى على انهم لم ينظروا الى الان
تاريخا مبسوطا فى هذا الباب وما رأوه من الرسائل الصغيرة
كالرسالة الاكرم خانية ورسالة النايط ورسالة
انساب النايط فهى غير كافية لهم فى اسعاف
مرامهم لان الرسالتين الاخيرتين مقصورتان فى
احوال بعض القبائل والرسالة الاولى تبين حقيقة
القاب محدودة فليس فى احد منها جامعية ولا تحقيق
كهذا التاليف الحرى بالتفاخر للنواب عزيز جنك بهادر
سيما الجزء الاخير منه الذى فى احوال مشاهير القوم
فانه عديم النظير فى بابه لانه جامع لاحوال علماء
القوم على البسط والتفصيل حرى على غيره بالتقديم
والتفضيل ويعلم بالنظر فيما فيه من فهرس اسماء
تصانيفهم ان قوم النوائط قد خلت فيهم اجلة العلماء

وانتشأت منهم اعزة العرفاء والامراء والوزراء
ايضًا وان كانوا قبله من المذكورين الا ان القلب
يفرح وينشرح من تذكرة العلماء الكاملين والعرفاء
الواصلين وظنى ان هذا الكتاب البديع الانتساب
غالبًا ينظر بعين الوقار والاعتبار فى دار الحكومة
جاورة والكوكن الذى من مضافات بمبى فرسيدنسى
وحواليه التى معمورة من افراد هذا القوم على الكثرة
وارجو ممن يطالع هذا الكتاب من افراد القوم
ان تصلح به اخلاقهم وتتسدد افعالهم وعاداتهم
وان هذا الكتاب حرى بان يدرس ويعلم به
صبيان القوم لانه يفيد لهم من حيث المبانى ومن حيث
المعانى وان ترجمه الفاضل المولف باللسان الانجريزية
ويشيعه فى بلادها فالغالب ان ادباءها المائلين الى
علم التواريخ يقرؤنه بغاية الذوق والميلان وان
عافانى مولف هذه الارجوزة البديعة فاستدعى منى

ان یصور کل واحد من الحلی التی بسط ذکرها فیها
بصورتہا الخاصۃ بہ فی اثناء بیانہ لان مطابع الہند
فی ہذا الزمان یشیعون تصاویر الاشیاء بالسہولۃ
وکمال الصنعۃ فی تصویر الصورۃ وتکمیل ہذا الامر
متوقع فی الطبع المکرر بدون الدقۃ والصعوبۃ واقول
مہنیاً للفاضل المولف ان تاریخہ ہذا سیقع فی قلوب
الالباء والاذکیاء موقع السویداء وایضا اقول
بغایۃ الفرحۃ والسرور ان ہذا التالیف تذکار لہ
فی صفحۃ العالم علی ممر الازمان والدہور بارک اللہ
لنا ولہ فیہ الی یوم النشور

حررہ العبد المستکین ابو المظفر
محمد سعید الدین عفا عنہ
عنہ رب العالمین

منبر ۷

مژدہ ہا قوم نوایط مژدہ ہا
زانکہ شد آثار نیکت آشکار
از محامد آنچہ بودت شد بیان
شد ہنر ہایت سراسر بر ملا
این بہ بین آن کتاب بے نظیر
ہست زیبا وصف آن نعم الکتاب
آن کتابے چون بہار بے خزان
تا بدانی کیست آن عالیجناب
نام آن دارائے ہوش وننگ ۱
من عزیز مصر دانش خوانمش
فخر قوم وافتخار خاندان
فخر آن قومے کہ زیبد نازو
حبذا فرزانہ نازک خیال

پایہ ات بگزشت از اوج سما
یافتہ اوصاف خوبیت اشتہار
از ذمایم آنچہ بودت شد عیان
شد کمالاتت بعالم رونما
حرف حرفش دلفروز و دل پزیر
بے عدیل و بے مثال ولاجواب
ہست تاریخ النوایط نام آن
ہست از رشحات کلکش آن کتاب
مقترن سازی عزیز و جنگ را
قدوہ ارباب بینش دانشش
خاندانش راز ذاتش عزوشان
بر چنین دانشورے ممتاز و
طبع او صافی تراز ماء زلال

چہرہ حالات قوم از ابتدا
بود مستور نقاب اختفا

برگرفتہ آن نقاب از چہر او
دست جد و جہد این فرخندہ خو

حال قوم خود بطرزے وانمود
می توان گفتن ید بیضا نمود

باکہ دارد قوم پیوند نسب
کرد تحقیقش بوجہ منتخب

ہجرت قوم از موطن اصل او
کرد از کیفیت آن گفتگو

معنی القاب قومے گفتہ ہست
راستی این است دُرہا سفتہ است

از رسوم قوم و مخصوصات او
شرح ہریک داد شرحے بس نکو

کرد از اعیان قومش تذکرہ
کان برائے دیگران شد تبصرہ

ہریکے زینہا بنوعے یاد کرد
می توان گفتن روانش شاد کرد

شرح حال قوم بہرش لائق است
قول اہل البیت ادری صادق است

آنچہ باید سربسر بنگاشتہ
ہیچ امر لابدی نگزاشتہ

خوشتر این تاریخ بر طرز نوی
راست گوید مولوی معنوی

ہرکسے را بہر کارے ساختند
میل او در خاطرش انداختند

اے خوشا طرز بیان دل نشین
درخور احسنت و مدح و آفرین

چشم حاسد کور کارے کردہ است
خامہ اش نقش شگرف آوردہ است

صد ہزاران آفرین بر ہمتش		گردن قوم است و بار منتش
از خدا خواہد سہائے مستہام		زندگی باد اولا را دو ستکام

ہیچدان محمد میران

سہا تخلص۔ نمک خوار دولت آصفیہ

تمام شد

تاریخ تالیف کتاب از مولف ہیچدان ولا تخلص

بحمد اللہ کہ تاریخے رقم شد		خجستہ یادگار قوم نایط
فلک را بود فکر سال تالیف		مولف گفت تاریخ النوایط
		۱۸ ۱۳ ھ

نتیجۂ فکر سخنور لاثانی مولوی عبد الجلیل نعمانی

حبذا اے عہد محبوب دکن
میمنت مہدی مین تو عین الکمال

اک جہان تیرے کرم سے کامیاب
اک جہان تیری بدولت ہے نہال

راس نقصان سیف سے تیرے قلم
سرخرو تیرے قلم سے ہر کمال

چشم بد دور اس ترقی کی امنگ
حیدرآباد اور یہہ جاہ و جلال

ماشاالله یہہ صناعات و فنون
یہہ مشاغل اور یہہ علمی قیل و قال

یہہ چمن صدیون رہے پہولا پہلا
خوش رہین احباب دشمن پائمال

قدر کے قابل ہے اسکی ہر کلی
پتہ پتہ عین صنع لایزال

اس زمانہ مین بحسن اتفاق
مین نے دیکہی اک کتاب بیمثال

جس مین ہے قوم نوایط کا بیان
جامعیت سے علےٰ وجہ الکمال

یہ تجسس یہہ طلب یہہ چہان بین
یہہ نظر یہہ جستجو یہہ دیکہہ بہال

ذکر امر واجبی مد نظر
بحث لاطایل سے بچنے کا خیال

کیون نہو آخر مولف کون ہے
اک محقق نکتہ رس روشن خیال

ذی حشم یعنے ولآئے نامور
نیک طینت نیک باطن خوش خصال

الغرض اس مجمع خوبی کو دیکہہ
ہوگئی پیدا ایکایک فکر سال

بول اوٹہا دل وہین بے ساختہ
ہے یہہ تاریخ نوایط بے مثال
۱۹۰۶

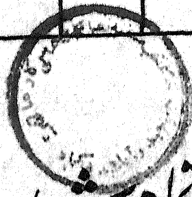
Nav
At this
Jung I
prodig
tion a
work

S
of
tho
mer

Bombay. The author a
hat the major portion of the agricultural populatio f Jawrah

تاریخ اختتام طبع از مولف

تاریخ نوا یط آنکہ بنوشت و کلا تاریخ و سنہ و سال اشاعت دریاب	گردید پسند طبع ارباب صفا از بست و ہفتم ربیع اولی ۲۲ ۱۳ ھ



تمام شد



اعلان

عزیز المطابع مین میری تالیفات سے مندرجہ ذیل کتب مل سکتے ہین

(۱) صدر مجموعہ مالگزاری وحساب وفینانس مجلد جس کی قیمت علاوہ
خرچ ڈاک عـہ حالی یا عـہ کلدار ہے ۱۲ خرچ پٹہ۔

(۲) سیاق دکن مجلد۔ جس کی قیمت مع خرچ پٹہ چھہ روپیہ حالی یا عـہ کلدار

(۳) تاریخ النوایط۔ مجلد جس کی قیمت کیالیکو کی نقرہ کار جلد کے ساتھ
عـہ حالی یا لعہ کلدار ہے۔ اور چرمی جلد نقرہ کار کے ساتھ لعہ حالی
یا عـہ کلدار پٹہ کا خرچ ۱۲ خریدار کے ذمہ۔ قوم نایط کے اوس
خریدار کو جو ایک وحلہ مین ۱۰ جلدین خرید کرے ایک جلد بلا قیمت
دیجاویگی فقط

عزیز جنگ۔ مولف

عزیز باغ۔ حیدرآباد دکن

b
h
o
a

kn
Na
At
Ju
pro
tion
wor

on
stu
trib
Mau
has
of th
His t
Such
of wl
thou
men o

Th
most p
spiritua
are in we
Madras, Myso
Bombay. The a
hat the major porti

The author tells us how, during this period, this tribe, tried on one hand to spread the Mahomedan faith and on the other to live in harmony with their Hindu fellow-subjects.

Later on, this tribe spread itself all over India; and individual members of this community, by sheer dint of their abilities and good behaviour, rose to high distinction under the auspices of the ruling authorities. The highest degree of honour attained by them can be well ascertained by the facts that many of them held independent sway in different parts of India; that some of them had the honour of being the Prime Ministers, and that a large number of them formed the nobility of the empire.

Nor does this tribe seem to have been backward in its knowledge of various arts and sciences; for we read of many Navayets who have written learned works on scientific subjects. At this point we cannot but express our thanks to Nawab Aziz Jung Bahadur for his having brought to light not only these prodigious works, but also for his having given us a full description as to their writers and the science and art to which each work appertains.

Theosophy and Theology are put by Mahomedans altogether on a higher pedestal than other branches of knowledge. Their study is considered sacred. Most of the learned men of this tribe have studied this branch thoroughly. For instance, Maulana Ali-ul-Mahayami of Mahim in the Bombay Presidency has been, even to the present time, held to be a great man of this tribe. He was well-versed in this branch of knowledge. His tomb is looked upon with great reverence even to this day. Such have been the famous personages, two hundred in number, of whom we find a mention made in the book under review, though that number does not exhaust the full list of the great men of this tribe.

The tribe down to the present time live in tranquility in most parts of India; they are well situated in life both from the spiritual and temporal points of view. A large number of them are in well-to-do circumstances too. They reside chiefly in Madras, Mysore, Bangalore, Hyderabad, Konkon, Bhatkala and Bombay. The author also remarks on a rather noteworthy fact hat the major portion of the agricultural populatio f Jawrah

State is composed of Navayets. On a perusal of this work, we get a clear idea of the changes that the faith of this tribe has successively undergone. At present most of them are the followers of Imam Shaffi and the remaining few are Shiyas. This book also furnishes us a full account of the language, dress, modes of living, social and moral progress of this tribe. That part of the book relating to their matrimonial and other festivities, funeral rites, and their strict observance of the manners and customs imitated and learnt from the Hindus, is most interesting. The valuable suggestions made by the historian for future generations, as regards reforms in social life, are quite commendable.

In another part of the book, there is a very interesting description given of the home-made sweets which are said to have first found favour amongst this tribe. Under the heading of dress, the author gives us an account of the jewelry worn by them. In this connection I think a few illustrated pictures of them would have been more desirable.

In short, I can safely say that the history under review, by virtue of its novelty and comprehensiveness, is an unparalleled production of its kind, and forms a noteworthy addition to the Urdu historical literature. Nawab Aziz Jung Bahadur's other books, such as Revenue and Financial Codes, fourteen in number, have been considered most beneficial to the Government as well as to the public, especially of His Highness the Nizam's Dominions; but the present book under review is one that should be deemed useful in general, particularly by the Nayeth community who will always hold in grateful recollection the author's great service to their cause.

MIRZA OBEIDUL HUSAIN,

Pensioned Assistant Military Secreta[ry]

H. H. the Nizam's Government

THE HISTORY OF THE NAVAYETS.

I have with great interest gone through the book compiled by Nawab Ahmed Abdul Aziz Khan Bahadur Aziz Jung, a pensioned first grade Taluqdar of His Highness the Nizam's Government. The book gives us the history of the Navayet tribe of Arabs. This is the first time that a full account of this tribe has been put before the public in this concise form. The able author has nowhere offended any of those canons of History which a good writer ought to bear in mind while furnishing the historical and social particulars of a tribe, on the most approved modern lines.

The word Nayeth is an appellation, in fact given to an Arab tribe which forms the subject of this history. The able historian first of all demonstrates the various causes that led to the formation of such an appellation and his endeavours in this respect are most interesting throughout. The tribe, in its geneology, ascends by three branches to Nazar-bin-Kanana, the progenitor of our blessed Prophet Mahomed's family; thus we come to find that two of the branches are collateral in Mahomed's pedigree, while the third has been absorbed in the venerable progeny begotten by his daughter. The persecutions to which they were subjected by the oppressive and high-handed Caliphs and which drove them from place to place, had been most troublesome and point to us many a salutary moral. We know how troublesome it is for a single family to shift its residence now and again. If so, how much more must have been the sufferings of a whole tribe migrating from place to place under the oppressions of their rulers; and what must have been the extent of the loss in life and property they suffered under the circumstances.

Colonel Mark Wilkes, in his history of Mysore, published in the year 1886, mentions the miseries of only one single family in exile, but the able historian of "Tareekh-un-Navayeth" under review has fully drawn up a very painful picture of the calamitous migrations of the whole tribe.

When the tribe at last appeared on the shores of India, they had to conceal their own faith and adopt a mode of life such as would pl[illegible] the Hindu Rajas of the place.

دیگر اداروں کی کتابیں

جو

مکتبہ جماعت اسلامی میں مل سکتی ہیں

حقیقت شرک ...	۱/۸/-
دعوت اسلامی اور اسکے مطالبات ..	۱/۸/-
اسلام اور اشتراکیت ...	۱/-
مولانا سندھی کے افکار پر ایک نظر ...	۱/۱۲/-
اسلامی نظام ...	۱/-
ملّا اور اسلام ...	-/۱۲/-
اسلام کا سیاسی نظریہ اور فلاح عالم ...	-/۸/-
ذہنی زلزلے ...	۲/۴/-
عبادت ...	-/۲/-
خدا کی اطاعت کس لئے ...	-/۲/-
کلمہ طیبہ کے معنی ...	-/۲/-
ایمان کی کسوٹی ...	-/۲/-
مسلمان کسے کہتے ہیں ...	-/۲/-
مسلمان کی طاقت کا اصلی منبع ...	-/۲/-
خطبہ تقسیم اسناد ...	-/۲/-
مسلمانکا بنیادی عقیدہ (بڑا چارٹ)	-/۲/-
" " (چھوٹا چارٹ)	-/۱/-
راہ عمل ...	-/۶/-
مسلمان کی پہچان ...	-/۸/-
نظام اطاعت کی تین کڑیاں ...	-/۴/-
زندگی بعد موت ...	-/۱/-
قرآن فہمی کے بنیادی اصول ...	-/۲/-
اقسام القرآن ...	-/۸/-
تفسیر سورہ قیامہ ...	-/۸/-
" " لہب ...	-/۶/-
" " مرسلات ...	-/۵/-
" " والتین ...	-/۶/-
" " شمس ...	-/۶/-
" " عبسی ...	-/۶/-
اسلام کا استغاثہ ...	-/۴/-
مسلمان کیا کریں ...	-/۶/-

TOWARDS UNDERSTANDING ISLAM

BY

SAYYID ABUL-ALA MAUDUDI

This small book is an attempt at a clear and concise interpretation of Islam. The chief aim in view has been to present within a brief space the most systematic and logical conception of Islam, to build a coherent and organic structure of human life on the basis of this conception and to give a comprehensive and lucid account of what this religion in reality is.

All the prominent journals and dailies of India have highly spoken of this little book. Order your copy just now. Price Rs 3/-. Available from The Manager, Tarjuman-ul-Quran, Jamalpur P. F., District Gurdaspur.

رسالۂ دینیات

رسالۂ دینیات یہ رسالہ ہائی اسکول کی آخری جماعتوں میں تعلیم پانے والے لڑکوں اور لڑکیوں کیلیے لکھا گیا ہے۔ اِس میں تعلیم دینیات کا بالکل جدید طرز اختیار کیا گیا ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو کالج کی منزل میں داخل ہونے سے پہلے یہ رسالہ پڑھا دینا نہایت ضروری ہے۔ اسمیں بہترین عقلی دلائل کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور اصولِ شریعت کو سمجھایا گیا ہے اور ان شبہات کو رفع کیا گیا ہے جو زمانۂ جدید کے دماغوں میں عموماً پیدا ہوتے ہیں۔

طلبہ کے علاوہ عام ناظرین اور خصوصاً جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے بھی اس رسالہ کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں نیز علماء بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ رسالہ انکو بتائیگا کہ اس دور میں اسلام کو پیش کرنیکا صحیح طریقہ کیا ہے

قیمت ۱/۸ محصولڈاک ۲ر خرچ وی پی ۳ر

دفتر رسالہ ترجمان القرآن، جمال پور۔ پٹھانکوٹ

باہتمام سید ابوالاعلیٰ مودودی پرنٹر پبلشر رپن پریس بل روڈ لاہور میں طبع ہو کر دفتر ترجمان القرآن دارالاسلام پٹھانکوٹ سے شائع ہوئی۔